قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار بزرگانِ دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز، وجد آفرین، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰

روح پرور واقعات

تصنیفِ لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر

اکبر بک سیلرز لاہور

طائف میں رحمت ص ۱۳ ، ۱۶ ، ۱۸
ص ۳۱ شفاعت ص ۳۸ ص ۶۷
سراقہ بن مالک ص ۷۶ شفاعت ص ۸۲
نام محمد کا ادب ص ۸۴ شفاعت ص ۱۰۱
میلاد ص ۱۰۸ جعفر طیار کا ذکا سبب ص ۱۱۲
محشر کے میدان میں ص ۱۲۶ محبت رسول ص ۱۳۳
شفاعت ص ۱۳۸ جمعہ کے دن بارش ص ۱۵۴
سایہ شفاعت کے دامن ص ۱۵۶ امت محمدیہ ص ۱۶۶
شفاعت کے دن چندا ص ۱۷۷ استن حنانہ ص ۱۸۰
اعلیٰ حضرت ص ۱۸۶ یہودی بارگاہ رسالت ص ۲۰۵
حدیث شفاعت ص ۲۱۰

شانِ اولیاء ص ۱۱۵ ، ۱۲۹
احمد بن حنبل خلق قرآن ص ۱۴۰ : ملت ابراہیمی ص ۱۷۵
درندہ کا جو تھا ص ۲۱۴ شانِ اولیاء ص ۲۲۹
صالحین کے اوقات ص ۲۸۰ عشق کا دنیا ص ۲۹۶
(واقعات اشرکا لشکر ص ۳۲۷ خاص)
(عبداللہ بن مبارک ص ۳۳۸ فضیل)
قرآن میں اولیاء ص ۳۴۸ حدیث میں اولیاء ص ۳۹۵
اولیاء کی تلاوت ص ۴۰۷ = نعمائے الٰہی کا
جنید بغدادی ص ۴۷۲ حضرت ابراہیم بن ادہم ص ۴۹۸
فضیل بن عیاض ص ۵۱۱

شہادت ص ۴۴ تیرے خوشبو ص ۶۳
آنسوؤں کا تذکرہ ص ۸۸ بیٹے کا غم ص ۱۴۵
آخرت کی علامت ص ۱۵ جنازہ میں شرکت ص ۱۵۸
بارگاہ رسالت میں حکومت ص ۱۶۲ اولاد کا غم ص ۱۶۸
جنت قریب ص ۲۲۱ روح کا نکلنا ص ۲۳۶
جنت کی ضمانت ص ۲۷۱ اعمال نامہ ص ۲۷۲
موت کو یاد ص ۳۱۹ میزان ص ۳۲۵ آخرت ص ۳۴۰
عذاب قبر ص ۳۴۳ آنکھ روشن والا ص ۳۸۲
اللہ کا فضل کا سائے ص ۳۸۷ دوزخ کا بیان ص ۳۹۱
جہنم ص ۴۱۴ حضرت سفیان ثوری ص ۴۵۳
ص ۴۹۰
ص ۴۹۲

حضرت خدیجہ و بلال ص ۲۱۵ شانِ رسالت ص ۲۲۳
علمی عمرو لاجن ص ۲۳۲ عظمت مصطفیٰ ص ۲۶۵
بچے کا امتحان ص ۲۷۳ شانِ مصطفیٰ ص ۲۹۰
مخلوق کے حساب ص ۳۰۶ آبِ زم زم ص ۳۲۱
خیبر میں سرکار پر حملہ ص ۳۴۲ صحابہ کا پیرو ص ۴۲۶
والد گرامی ص ۴۴۰ حضور کا وصال ص ۴۸۰
بلا میں محبت رسول ص ۵۴۶

امام اعظم ص ۵۲ ، ۹۶ (ص ۱۲۳ قاضی بننے سے انکار)
امام ابو یوسف کا فیصلہ ص ۳۸۰ فقہ حنفی ص ۴۳۲
غریب اور امیر کا دن ص ۵۹۰

نماز کی کیفیت ص ۲۱ ، ۱۸۳

کافر بھی ... سنتے ، ص ۵۸۸

خوفِ خدا ص ۵۲ حقوق العباد ص ۱۲۵
رشتہ داروں ... ص ۱۴۲ خوف خدا ص ۱۸۹
عبداللہ بن عمر کا خوف ص ۴۲۸

محمد شتنی ص ۱۸۳ علماء حق ص ۲۹۷ علماء کی عزت ص ۳۴۶
بلعم بن باعورا ص ۳۶۶ حضرت شیبان ص ۴۵۱
شراب کا عذاب ص ۵۵۳

جنازہ اور آخری کلمہ ص ۵۷۸
حسن فاطمہ ص ۵۸۱

---

۱ انصاف ص ۳۳ گورنر کا بیٹا
2 جنت میں داخلہ ص ۳۶
3 جنوں کا اسلام ص ۴۰
۴۔ زکوٰۃ کی ص ۶۵
5۔ بادشاہوں کی بارش ص ۶۹
6۔ رمضان کا روزہ ص ۹۸
7۔ عبداللہ بن سلام ص ۱۰۵
۸۔ جانوروں کو تکلیف دینا ص ۱۷۳
۹۔ ملت ابراہیمی ص ۱۷۵
۱۰۔ خوبصورت واقعات ص ۱۸۳
۱۱۔ عمر بن عبدالعزیز ص ۱۸۹
۱۲۔ قرآنی مخلوقات کا ص ۱۹۶
۱۳۔ ظلم سے رکاوٹ ص ۱۹۷
۱۴۔ موسیٰ کی مناجات ص ۲۰۰
۱۵۔ دشمنانِ اسلام کی کوشش ص ۲۱۷
۱۶۔ ابو جہل کا ... ص ۲۲۶
۱۷۔ تقدیر کا قاضی ص ۲۲۸
۱۸۔ بہتان لگانا ص ۲۳۴
۱۹۔ راہب کی بخشش ص ۲۳۸
۲۰۔ جنگ بدر ص ۲۶۱ ، ۲۸۸
۲۱۔ حج کو بڑی آیات ص ۲۷۰
۲۲۔ وعدہ خلافی ص ۲۷۴
۲۳۔ قرآن میں ... ص ۳۰۱
۲۴۔ اجنبی عورتوں ص ۳۰۴
۲۵۔ اما یا فضی ص ۳۰۹
۲۴۔ ... ص ۳۲۳
۲۶ بیمار ص ۳۳۲
۲۷۔ پل صراط ص ۳۴۵ ، ۳۶۸
۲۸۔ دنیا میں استغفار ص ۳۵۸
۲۹۔ خودکشی ص ۳۸۹
۳۰۔ ... ص ۴۱۱
۳۱۔ ... ص ۴۱۲

(حضرت عمر فاروق کا فیصلہ ص ۳۸۱)
رونے والے ابدال ص ۳۶ ، ۴۱۰
قیام مدینہ مسجد نبوی ص ۲۶۴

فاروق اعظم ... شفا ... ص ۲۷۶
۳۲۔ تقصیر ... ص ۴۳۵
۳۳۔ حضور صحابہ کرام ص ۴۴۷
۳۴۔ بے عمل واعظین ص ۴۴۹
۳۵۔ فضائل صدیق ص ۴۵۶
۳۶۔ یہودی کا احسان ص ۴۶۱
۳۷۔ گالی کا وبال ص ۴۶۸
۳۸۔ عذاب کے فرشتے ص ۴۷۰
۳۹۔ جھوٹا خواب ص ۴۸۴
۴۰۔ دوزخ والوں کا کھانا ص ۴۸۵
۴۱۔ شہادت کی دعا ص ۴۹۶
۴۲۔ عذاب کی اقسام ص ۵۰۳
۴۳۔ عمر بن عبدالعزیز کی والدہ ص ۵۰۸
دودھ میں پانی ملا دو
۴۴۔ ایک لڑکی کی برکت ص ۵۳۱
۴۵۔ جنت کے رہائشی ص ۵۳۴
۴۶۔ قبر کا احترام ... ص ۵۳۶
۴۷۔ صبر کی کرامات ص ۵۳۸
۴۸۔ سیاہ خضاب ص ۵۴۴
۴۹۔ تکبر ... ص ۵۴۹
۵۰۔ ... ص ۵۸۲ ، ۵۵۰

چغلخور کا جواب ص ۳۶۸ ، ۸۸
حیض و نفاس کے غسل ص ۳۶۶
لاہور میں ... ص ۳۷۱

رونے والے ص ۴۳۰ ، ۴۸۲
عشق کرنے والے ص ۴۴۳
عورتوں کیلئے بشارت ص ۴۶۵
فاروق اعظم کی کرامات ص ۴۷۵
فاروق اعظم کا حساب ص ۵۷۷
ام المومنین ص ۴۸۰
قلب مومن عرش الٰہی ص ۴۸۸
داڑھی کا حکم ص ۵۰۲
علم لدنی کیا ہے ص ۵۰۶
عبداللہ بن حذافہ ص ۵۱۰
وہ مال جو منع ہے ص ۵۱۴
کرامت کا ثبوت ص ۵۱۸ ، ۵۲۸
مردانی عورتیں زنانے مرد ص ۵۲۵
درود پاک ... ص ۵۲۶
شہادت سے پہلے ... ص ۵۲۹
ابو جہل کا قتل
کتے کو روٹی ڈال ص ۵۳۳
حضرت زبیر کا ... ص ۵۵۴

قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار
بزرگان دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز،
وجد آفرین، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰

روح پرور واقعات

تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Scanned with CamScanner

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	۲۰۰ رُوح پرور واقعات
مؤلف	الحافظ القاری مفتی غلام حسن قادری مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور
پروف ریڈنگ	مولانا قاری پیر محمد اصغر نورانی قادری رضوی برکاتی
خصوصی دعا	پیر سیّد طاہر حسین شاہ کاظمی، پاک پتن شریف
حسبِ فرمائش	پیر حافظ محمد عثمان نوشاہی قادری الحافظ القاری محمد اختر سیالوی، گڑھی شاہو لاہور
تحریک وتشویق	حضرت مولانا قاری خدا بخش بصری حضرت مولانا قاری ریاض احمد فاروقی حضرت مولانا محمد عبدالرشید قادری عطاری
صفحات	640
تعداد	600
کمپوزنگ	آصف حفیظ
اشاعت	مئی 2015ء
ناشر	محمد اکبر قادری
قیمت	450 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر
اردو بازار لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الانتساب

علامۃ الدھر امام اجل ابوالفرج جلال الدین

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن علی الجوزی حنبلی

رحمۃ اللہ علیہ

کے نامِ نامی اسمِ گرامی کی طرف

الاهداء

امام اہل محبت، واقف اسرار و رموزِ اہل کرامت ابو السعادۃ

وابوالبرکات عفیف الدین عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی شافعی

(المتوفی 758ھ/1369ء، 19 جمادی الاخریٰ/20 فروری)

کی خدمت اقدس و انور میں

جن کی کتاب (عیون الحکایات، روض الریاحین فی حکایت الصالحین) سے بھرپور استفادہ کر کے واقعات کے اس سلسلہ میں یہ نورانی موتی پروئے گئے۔

فہرست

عنوان	صفحہ
الانتساب	۳
الاهداء	۴
درود شریف	۱۱
(1) از سرتابا (سراپا) رحمت ہی رحمت	۱۳
(2) وہ تصور میں رہتے ہیں میرے	۱۶
(3) ایک اچھوتی و نادر داستان	۱۸
(4) نماز کی اہمیت اور قرآنی آیات	۲۱
(5) بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے	۳۱
(6) فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انصاف گورنر کے بیٹے کو سزا	۳۳
(7) ایک بہشتی دو دوزخی	۳۶
(8) انبیاء کرام علیہم السلام کی سید الانبیاء ﷺ سے اپیل	۳۸
(9) جنوں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری	۴۰
(10) شہادت ہے مطلوب مقصود مومن	۴۴
(11) خوف خدا سے رونے کی اہمیت	۵۲
(12) قبر سے خوشبو	۶۳
(13) زکوٰۃ کی ادائیگی اور حکم خداوندی	۶۵
(14) غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی محشر میں عزت افزائی	۶۷
(15) بادشاہوں کی باتیں	۶۹
(16) کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا	۷۲
(17) شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ	۸۲
(18) گوشہ ہائے سیرتِ طیبہ	۸۴
(19) تیرے آنسو کا قطرہ جو بوقت نیم شب ٹپکا	۸۸
(20) بے نیازی سے جانیں بچ گئیں	۹۶
(21) رمضان شریف کا روزہ	۹۸
(22) ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن	۱۰۱
(23) ایک مظلوم کی حکمت بھری باتیں	۱۰۳
(24) بدترین تعصب کا شکار قوم یہود	۱۰۵
(25) فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا	۱۰۸
(26) صبا کرتی ہے بوئے گل سے اپنا ہم سفر پیدا	۱۱۲
(27) صالحین کا ذکر باعثِ نزولِ رحمت	۱۱۵
(28) خوددار امام کا کردار	۱۲۳
(29) حقوق العباد نہ ادا کرنا	۱۲۵
(30) جب مخلوق محشر کی طرف چلے گی	۱۲۶
(31) جو سب کچھ تھے وہ کچھ نہیں ہیں	۱۲۹

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
(32) اخلاص ووفاداری کے نادر نمونے	۱۳۳
(33) وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ صحیح پڑھیں	۱۳۸
(34) رشتہ دار اور پڑوسی	۱۴۱
(35) ہم نے کانوں میں بھی گلزار رکھا رکھا ہے	۱۴۵
(36) سونا ہی بن گئے ہیں رورو کے اہل دل	۱۵۰
(37) صحابی کے ایمان کی حقیقت	۱۵۴
(38) قیامت کے دن جنہیں سایۂ عرش نصیب ہوگا	۱۵٦
(39) ایک علمی مجلسِ مذاکرہ	۱۵۸
(40) یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا	۱٦۲
(41) یہ ہے میرے آقا علیہ السلام کی امت	۱٦٦
(42) میں دے کے غم جاناں کیوں عشرت دنیا لوں	۱٦۸
(43) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کی ثابت قدمی	۱۷۰
(44) جانوروں کو تکلیف دینا	۱۷۳
(45) ملت ابراہیمی کا پیروکار	۱۷۵
(46) نبی کا جھنڈا اونچا رہے گا (ﷺ)	۱۷۷
(47) استن حنانہ از ہجر رسول ﷺ	۱۸۰
(48) انتہائی خوبصورت واقعات	۱۸۳
(49) سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی ﷺ	۱۸٦

عنوان	صفحہ
(50) حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خوف خدا میں رونا	۱۸۹
(51) معتصم باللہ اور ایک مسخرا	۱۹٦
(52) ظلم سے باز آجاؤ	۱۹۷
(53) موسیٰ علیہ السلام کی رب سے مناجات	۲۰۰
(54) خلیفۂ وقت کی حکمت عملی	۲۰۲
(55) ایک یہودی عالم بارگاہ رسالت میں	۲۰۵
(56) حدیثِ شفاعت	۲۱۰
(57) جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ	۲۱۴
(58) مجسم عنایت سراپا شفقت	۲۱۵
(59) دشمنانِ اسلام سے دوستی اور آیاتِ قرآنی	۲۱۷
(60) اور جنت پرہیزگاروں کے قریب کردی جائے گی	۲۲۱
(61) کوئی کہاں سے تمہارا جواب لائے گا؟	۲۲۳
(62) لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا	۲۲٦
(63) تقدیر کا قاضی	۲۲۸
(64) خدا بندے سے خود پوچھے	۲۲۹
(65) ایک لمبی عمر والا جن	۲۳۲

عنوان	صفحہ
(66) بہتان لگانے کا گناہ	۲۳۴
(67) روح نکلنے کی مشکل ترین گھڑی	۲۳٦
(68) ایک راہب کی ناصحانہ باتیں	۲۳۸
(69) 313 سرفروش	۲٦۱
(70) عظمت مصطفیٰ ﷺ کے شہ پارے	۲٦۵
(71) زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی	۲۷۰
(72) میرے رب نے مجھے بری کردیا	۲۷۱
(73) حضور علیہ السلام نے بچے کا امتحان لیا	۲۷۳
(74) وعدہ خلافی کا گناہ	۲۷۴
(75) اعمال نامہ کھلنے کا بیان	۲۷٦
(76) صالحین کے واقعات میں عبرت وبصیرت	۲۸۰
(77) اصحاب بدر کا حضور علیہ السلام سے مشورہ	۲۸۸
(78) شانِ مصطفیٰ ﷺ کے بکھرے موتی	۲۹۰
(79) علماء حق کی حق پسندی	۲۹۷
(80) عشق کو دنیا کھیل نہ سمجھے	۲۹۹
(81) قرآن پاک میں میرا تذکرہ کہاں پر ہے؟	۳۰۱
(82) اجنبی عورتوں کے ساتھ تنہائی کا گناہ	۳۰۴
(83) مخلوق کے حساب کے وقت	

عنوان	صفحہ
منادی	۳۰٦
(84) حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ	۳۰۹
(85) دشمن کے احوال سے باخبری	۳۱٦
(86) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں توبہ	۳۱۷
(87) پسند آئی انہیں اک ادائے عاشقانہ	۳۱۸
(88) موت کے آنے سے پہلے تیاری کرلو	۳۱۹
(89) نور علیٰ نور ہوگیا	۳۲۱
(90) بے پردگی کا وبال	۳۲۳
(91) میزان کا بیان	۳۲۵
(92) واقعات اللہ کا لشکر ہوتے ہیں	۳۲۷
(93) فضائے بدر پیدا کر......	۳۳۲
(94) علماء کی عزت اللہ ورسول ﷺ کی عزت ہے	۳۳٦
(95) اعمال کی ظلمت میں توبہ کی ضیاء لے جا	۳۳۸
(96) دل کی چوٹوں نے کبھی چین سے رہنے نہ دیا	۳۴۰
(97) تجھے اللہ کے لئے معاف کیا	۳۴۲
(98) دو گناہوں کی وجہ سے عذاب قبر	۳۴۳
(99) پل صراط کا تذکرہ	۳۴۵
(100) قرآن مجید میں اولیاء وفقراء کا ذکر	

Scanned with CamScanner

عنوان | صفحہ

خیر ۳۴۸
(101) اے کاش! مجھے عمیر جیسے گورنر مل جائیں ۳۵۱
(102) اللہ اور رسول ﷺ کی پناہ ۳۵۷
(103) جب سرد ہوا چلی میں نے تجھے یاد کیا ۳۵۸
(104) ان آنسوؤں کے سوا میرے پاس کچھ بھی نہیں ۳۶۰
(105) قیامِ مدینہ اور تعمیر مسجد نبوی ۳۶۴
(106) حیض ونفاس اور غسل جنابت ۳۶۶
(107) پل صراط سے گزرنے والے مختلف گروہ ۳۶۸
(108) شانِ اولیاء بزبانِ مصطفیٰ ﷺ ۳۷۱
(109) گورنر کے خلاف شکایات کا ازالہ ۳۷۶
(110) ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز ۳۸۰
(111) آنسوؤں کا نذرانہ ۳۸۲
(112) اٹھ کھڑا ہو! اللہ کا خلیل تیرے سامنے ہے! ۳۸۷
(113) خودکشی حرام ہے ۳۸۹
(114) دوزخ کا بیان ۳۹۱
(115) اولیاء اللہ کے درجات حدیث کی روشنی میں ۳۹۵
(116) کفر وشرک کی آندھیاں اور شمع ایمان ۴۰۳
(117) آئے تھے ان کو ڈھونڈنے خود سے بھی بے خبر گئے ۴۰۷
(118) پتہ نہیں میں کیوں رویا ۴۱۰
(119) قرآنِ پاک کا عددی اعجاز ۴۱۱
(120) ذخیرہ اندوزی کا گناہ ۴۱۲
(121) دوزخ کے دروازے ۴۱۴
(122) فضائل اولیاء وفقراء آثار سلف کی روشنی میں ۴۱۷
(123) قرآن اور نماز کا شیدائی ۴۲۶
(124) خوفِ خدا سے چشمہ صدرنگ ابلتے دیکھا ۴۲۸
(125) رخساروں پہ آنسوؤں کی نہریں ۴۳۰
(126) فقہ حنفی کی دس خصوصیات ۴۳۲
(127) تصویر کے بارے میں احادیث ۴۳۵
(128) مردانِ حق زباں سے حق بات بولتے ہیں ۴۳۸
(129) ہمارے حضور کے والد ماجد ۴۴۰
(130) جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم ۴۴۳
(131) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۵
(132) مزاراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ۴۴۷
(132) قول وفعل کا تضاد ۴۴۹
(133) حضرت شیبان رحمۃ اللہ علیہ کا

عنوان | صفحہ

علم ۴۵۱
(134) جہنم کا بیان ۴۵۳
(135) فضائل صدیق اکبر بزبانِ مولیٰ علی رضی اللہ عنہما ۴۵۶
(136) حق وفا ہم ادا کر چلے ۴۶۱
(137) جاؤ اب ڈھونڈو انہیں چراغ رُخِ زیبا لے کر ۴۶۳
(138) عورتوں کے لئے بشارتیں ۴۶۵
(139) گالی گلوچ کا وبال ۴۶۸
(140) عذاب کے فرشتے ۴۷۰
(141) صاحبانِ مہر ووفا ۴۷۲
(142) حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت ۴۷۵
(143) چمن کے تخت پر جب شہ گل کا تجمل تھا ۴۸۰
(144) اصحاب درد وسوز ۴۸۲
(145) جھوٹا خواب بیان کرنا ۴۸۴
(146) اہل نار کا کھانا پینا ۴۸۵
(147) قلبِ مومن، عرشِ الٰہی ۴۸۸
(148) جنت کی خوشبو ۴۹۰
(149) عظیم ماں کے عظیم بیٹے ۴۹۲
(150) شہادت کی دعا ۴۹۶
(151) حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ۴۹۸
(152) داڑھی مبارک کا شرعی حکم ۵۰۲
(153) اقسامِ عذاب بقدر اعمال عباد ۵۰۳
(154) علم لدنی اس کو کہتے ہیں ۵۰۶
(155) اللہ دیکھ رہا ہے ۵۰۸
(156) عشق بلاخیز کا قافلہ سخت جان ۵۱۰
(157) حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ۵۱۱
(158) وہ لباس جو پہننا منع ہے ۵۱۴
(159) کرامات کا ثبوت ۵۱۸
(160) اپنی کوئی ملک نہ املاک سمجھنا ۵۲۴
(161) مردانی عورتیں زنانے مرد ۵۲۵
(162) درود شریف پڑھنے کے 40 فضائل وبرکات ۵۲۶
(163) جنت سے اتنی دوری بھی قبول نہیں ۵۲۹
(164) ایک روٹی اور اتنی برکت؟ ۵۳۱
(165) غلام کی سخاوت ۵۳۳
(166) جنت کے رہائشی ۵۳۴
(167) قبر کا احترام ۵۳۶
(168) صحابہ کرام کی کرامات تھوڑی کیوں ہیں؟ ۵۳۸
(169) سیاہ خضاب کا مسئلہ ۵۴۴
(170) امام الانبیاء ﷺ سے محبت کا ایک انداز ۵۴۶

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
(171) آواز دی خزاں نے تو بھی نظر میں ہے	۵۴۹
(172) عظیم لوگوں کا عظیم کام	۵۵۰
(173) شرابی کو عذاب	۵۵۳
(174) کوئی غم گسار ہوتا' کوئی چارہ ساز ہوتا	۵۵۶
(175) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا بے خطا نشانہ!	۵۵۷
(176) قبریں پھٹنے اور ستارے ٹوٹنے کا دن	۵۵۹
(177) جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے	۵۶۰
(178) عمل کی راہ بہت وسیع ہے	۵۶۱
(179) سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال	۵۶۳
(180) جنہیں دوزخ سے نکال لیا جائے گا	۵۶۵
(181) خوف الٰہی سے ایک نوجوان کی موت	۵۷۲
(182) غزوۂ بدر کے سید الشہداء رضی اللہ عنہ	۵۷۵
(183) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حساب وکتاب	۵۷۷
(184) عورت کی جرأت پہ حضرت عائشہؓ کا تعجب	۵۷۸
(185) حسن خاتمہ والے لوگ	۵۸۱
(186) ریاکاری کی نحوست اور قرآنی آیات	۵۸۴
(187) کافر بھی مرنے کے بعد سنتے ہیں	۵۸۸
(188) حق گوئی اور سمجھداری	۵۹۰
(189) مجھے حکم اذان لا الہ الا اللہ	۵۹۲
(190) خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اے سونے والو!	۵۹۳
(191) تکبر عزرائیل را خوار کرد	۵۹۵
(192) شعور زیست اسی موت کو ترستا ہے	۵۹۸
(193) مکہ میں کہرام	۶۰۰
(194) کنجوسی کا انجام	۶۰۲
(195) بخل اور کنجوسی قرآنی آیات کی روشنی میں	۶۰۵
(196) فراست قاضی ایاس	۶۰۸
(197) اہل سنت ہی اہل جنت ہیں	۶۱۰
(198) فصل گل سیر نہ دیدم و بہار آخر شد	۶۱۲
(199) حوران جنت اور ان کا لباس	۶۱۴
(200) ولایت کے آٹھ ستارے	۶۲۱

Scanned with CamScanner

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْغَفُوْرِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ○ اَلْغَنِيِّ الشَّكُوْرِ وَاسِعِ الْاَفْضَالِ وَالْاِنْعَامِ ○ اَلْمُحْسِنِ الْعَطُوْفِ بَاسِطِ الْاِحْسَانِ لِجَمِيْعِ الْاَنَامِ ○ اَلْعَفُوِّ الرَّؤُفِ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَحْمَدُهٗ وَاَشْكُرُهٗ عَلٰى جَمِيْعِ نَعْمَآئِهٖ ○ وَاَسْتَغْفِرُهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُعِزُّ اَوْلِيَآئِهٖ ○ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سَيِّدُ اَصْفِيَآئِهٖ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

(1)

از سرتا پا (سراپا) رحمت ہی رحمت

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ پر احد کے دن سے زیادہ کوئی سخت اور سنگین دن گزرا ہے؟ ارشاد ہوا: ہاں تمہاری قوم کے ہاتھوں مجھے جن مصائب کا شکار ہونا پڑا ان میں سب سے مشکل اور سنگین دن وہ تھا جب میں اسلام کی دعوت پیش کرنے کے لئے طائف گیا تھا:.....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دینے کے لئے قبیلہ بنوثقیف کے تین بااثر سرداروں کا انتخاب کیا۔ ان کے ہاں قبیلہ بنوجمح کی ایک قریشی عورت بھی بیاہ کر گئی ہوئی تھی۔ یہ تینوں سردار عمرو بن عمیر ثقفی کے بیٹے عبد یالیل، مسعود اور حبیب تھے۔ یہ بنوثقیف کے رئیس اور سربراہ تھے۔ جب ان کو عقیدۂ توحید کی دعوت دی گئی تو ان کے جوابات ایک سے ایک بڑھ کر کرخت اور بے ہودہ تھے۔ عبد یالیل کہنے لگا: اگر اللہ نے واقعی تمہیں رسول بنایا ہے تو میں کعبے کا غلاف پھاڑ دوں گا' مسعود بولا: کیا اللہ کو تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ملا جسے نبوت عطا کی جاتی' اور حبیب کہنے لگا: میں ان سے ہرگز بات نہیں کرنا چاہتا۔ اگر واقعی یہ نبی ہیں تو ان کے خلاف زبان ہلانا بے ادبی ہے' اور ان کی بات رد کرنا میرے لئے انتہائی خطرناک اور اگر انہوں نے اللہ پر جھوٹ گھڑ رکھا ہے تو اس صورت میں بھی مجھے ان سے بات نہیں کرنی چاہئے۔

یہ نامعقول گفتگو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوئے۔ ان سے فرمایا ٹھیک ہے

تم نے میری بات نہیں مانی مگر یہ گفتگو اپنے تک ہی محدود رکھنا' اس کا چرچہ نہ کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تھا کہ یہ خبر قریش تک نہ پہنچے تاکہ وہ اپنی سختی میں مزید اضافہ نہ کر دیں۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر وہ شریف لوگ نہیں تھے۔ ابن ہشام کے مطابق انہوں نے نہایت گھٹیا طرز عمل کا مظاہرہ کیا۔ نہ صرف علاقے میں منادی کرادی بلکہ شہر کے تمام اوباشوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیا۔

تم جفا کرتے رہے اور ہم وفا کرتے رہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف میں دس دن قیام فرمایا۔ آپ کے آزاد کردہ محبوب غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے شریک سفر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو سرداروں کی شہ پر طائف کے اوباش پیچھے لگ گئے۔ وہ گالیاں دے رہے تھے' تالیاں پیٹ رہے تھے' شور مچا رہے تھے' دیکھتے ہی دیکھتے بے شمار لوگ اکٹھے ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں جانب ہجوم ہوگیا۔ گالیوں اور بدزبانیوں کے ساتھ ساتھ اب پتھراؤ بھی ہونے لگا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑی پر اتنے زخم آئے کہ نعلین مبارک خون سے رنگین ہوگئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی جان پر کھیل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھروں سے بچاتے رہے۔ ان کا سر بھی زخمی ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے تین میل کے فاصلے پر ایک باغ میں پناہ لی۔ کافروں کے اس وحشیانہ سلوک کے باوجود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت سے محبت ملاحظہ کیجئے کہ وہ سخت رنجیدہ حالت میں تھے' سر اٹھا کر دیکھا۔ ایک بادل کا ٹکڑا سایہ فگن نظر آیا۔ اسی وقت جبرائیل پہنچے۔ انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے کرخت جوابات سن لئے ہیں۔ اس نے پہاڑوں کا نگران فرشتہ بھیجا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو وہ ان دو بڑے پہاڑوں کو ملا کر برابر کر دے اور اس قوم کو پیس دیا جائے۔ ارشاد ہوا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسی اولاد

پیدا کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی..... (کیا کبھی چشم فلک نے اتنے ظالمانہ سلوک کے جواب میں اس قدر رحیمانہ برتاؤ کرنے والا مشفق اور حلیم قائد دیکھا یا سنا ہے؟)۔

(صحیح بخاری' حدیث 3231' وفتح الباری 6/379' 380 والسیرۃ النبوۃ لابن ہشام 32/2-34)

تم جفا کرتے رہے اور ہم وفا کرتے رہے
اپنا اپنا فرض تھا دونوں ادا کرتے رہے

(2)

وہ تصور میں رہتے ہیں میرے

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: فَقَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً اَصْحَابُهُ وَكَانُوْا اِذَا نَزَلُوْا اَنْزَلُوْهُ اَوْسَطَهُمْ فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا اَنَّ اللهَ تَعَالٰى اِخْتَارَ لَهُ اَصْحَابًا غَيْرَهُمْ فَاِذَا هُمْ بِخَيَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرُوْا حِيْنَ رَاَوْهُ . قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْفَقْنَا اَنْ يَكُوْنَ اللهُ تَعَالٰى اِخْتَارَ لَكَ اَصْحَابًا غَيْرَنَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَلْ اَنْتُمْ اَصْحَابِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ . اِنَّ اللهَ اَيْقَظَنِيْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنِّيْ لَمْ اَبْعَثْ نَبِيًّا وَّلَا رَسُوْلًا اِلَّا وَقَدْ سَاَلَنِيْ مَسْاَلَةً اَعْطَيْتُهَا اِيَّاهُ . فَاسْئَلْ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْطَ ' فَقُلْتُ مَسْاَلَتِيْ شَفَاعَةٌ لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا الشَّفَاعَةُ؟ قَالَ اَقُوْلُ يَا رَبِّ شَفَاعَتِيَ الَّتِيْ اِخْتَبَاْتَ عِنْدَكَ فَيَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى نَعَمْ . فَيُخْرِجُ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بَقِيَّةَ اُمَّتِيْ مِنَ النَّارِ فَيَنْبِذُهُمْ فِي الْجَنَّةِ .

(مسند احمد جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 326 ' مجمع الزوائد ''ہیثمی'' جلد نمبر 10 ' صفحہ نمبر 368 ' المسند الجامع ''ابو المعاطی'' جلد نمبر 4 حدیث نمبر 5613)

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

ترجمہ: ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غائب پایا' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ یہ تھا جب اترتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے درمیان میں اتارتے تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پریشان ہو گئے اور سوچنے لگے کہ شاید اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہمارے علاوہ کوئی اور اصحاب منتخب فرما لئے ہیں۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے تصورات میں تھے کہ اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی نعرۂ تکبیر بلند کیا' اور پھر شکوہ کناں ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو ڈر گئے تھے کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ہمارے علاوہ کوئی اور اصحاب منتخب فرما لئے ہیں' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ تم ہی دنیا و آخرت میں میرے صحابہ ہو۔ اصل معاملہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رات کو بیدار فرمایا اور ارشاد فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جو بھی نبی اور رسول بھیجا ہے اسے ایک خصوصی سوال کا حق دیا ہے جو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں۔ آپ بھی سوال کریں آپ کا بھی جواب دیا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ میرا سوال میری اُمت کیلئے قیامت کے دن شفاعت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کیسے ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب میری شفاعت تیرے پاس باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ ہاں۔ چنانچہ میرے عرض کرنے پر میری امت میں سے جو لوگ جہنم میں باقی ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرما دے گا۔

Scanned with CamScanner

(3)

ایک اچھوتی و نادر داستان

جو عزت و شرف رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہے وہ تمام دنیا کی شاہی میں بھی بھلا کہاں ہے؟ اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہی حقیقی بادشاہ ہیں اور شاہان وملوک ان کی چوکھٹ کے فقیر و گدا ہیں۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا تعلق یمن کے نہایت معزز قبیلے قضاء سے تھا اور والدہ سعدیٰ قبیلہ بنو معن سے تھیں صغر سنی کا آٹھواں سال تھا کہ ایک دفعہ وہ اپنی والدہ کے ہمراہ تھے جو اپنے میکے جا رہی تھیں کہ بنو قیس کے سواروں کی ایک جماعت دکھائی دی۔ وہ غارت گری کر کے آ رہے تھے' دونوں ماں بیٹا ہنسی خوشی جا رہے تھے کہ وہ غارت گران کے قریب آئے۔ زید کو اٹھایا اور چل پڑے۔ سعدیٰ کا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ سخت سماجت کی' آہ وزاری کی لیکن ان پتھر دلوں پر کچھ اثر نہ ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سوار زید کو لے کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

زید کا بھی برا حال تھا۔ وہ زور زور سے چلا رہے تھے لیکن ماں بیٹا دونوں بے بس اور مجبور تھے۔ سعدیٰ کو میکے جانا بھول گیا۔ واپس لوٹ گئی اور لخت جگر کی جدائی نے برا حال کر دیا۔ زید کا والد حارثہ بن شرجیل بھی بیٹے کے غم میں ماہی بے آب تھا۔ اس نے زید کی تلاش میں صحرا و بیابان' جنگل اور وادیاں' شہر اور بستیاں' قریے اور قصبے چھان مارے مگر بیٹے کا کہیں سراغ ونشان نہ ملا۔ لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور بیٹے کی تلاش و جستجو میں سرگرداں رہا...... وقت کے ہم آہنگ بیٹے سے جدائی کے زخم روز افزوں گہرے

ہوتے چلے گئے۔ بنو قین کے سوار زید کو عکاظ کے میلے میں لے گئے۔ وہاں ضروریات زندگی کی اشیاء کے علاوہ لونڈی غلام بھی بک رہے تھے۔ زید کو بھی بکنے والوں میں شامل کر دیا گیا۔ حکیم بن حزام بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے بعوض چار صد درہم زید کو اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد کے لئے خرید لیا اور لا کر ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔

تیری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

اب زید بن حارثہ مکہ کی امیر ترین تاجرہ اور عالی حسب ونسب بیوہ خاتون کے غلام تھے اور جب وہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالۂ عقد میں آئیں تو انہوں نے زید کو اپنے سرتاج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کر دیا۔ اب زید رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہوں سے معزز غلاموں میں شامل ہو گئے اور اس بات کو کئی سال بیت گئے۔ زید کا والدین سے جدا ہونے کا واقع بظاہر بڑا دردناک تھا لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ تقدیر نے ان پر کتنا احسان عظیم کیا تھا اور گھیر کر انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف عطا کیا تھا۔ اب وہ شب و روز اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف' جنت کی روح پرور راہوں پر گامزن تھے۔ وقت تیزی سے محو پرواز رہا' ایک سال بنی کلب کے چند آدمی حج کے لئے مکہ مکرمہ آئے تو انہوں نے والدین کے اس یوسف گم گشتہ کو پہچان لیا اور اس کے والد حارثہ کا ماجرہ غم کہہ سنایا...... حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جب باپ کے دکھ کے بارے میں سنا تو اس کی تشفی کے لئے چند اشعار پڑھے اور بنی کعب کے لوگوں سے کہا: یہ اشعار میرے باپ کو سنا دینا۔

باپ کو جب معلوم ہوا کہ بیٹا بقید حیات ہے تو خوشی کی انتہا نہ رہی' دل چاہا کہ پر لگ جائیں اور اڑ کر ابھی مکہ پہنچ جائے۔ اس نے اپنے بھائی کعب کو ساتھ لیا اور جتنی تیز روی سے ممکن تھا اپنی گم گشتہ متاع حیات پانے کے لئے مکہ کی راہوں پر چل پڑا۔ مکہ مکرمہ میں پہنچ کر کشاں کشاں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا اور عرض کی: اے ابن عبداللہ! اے فرزند ہاشم! اپنی قوم کے سردار!

Scanned with CamScanner

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا اپنے باپ کو جواب

آپ غمگین کو غم سے چھڑاتے ہیں' ہم آپ کے پاس اپنے دل بند' گوشۂ قلب اور پیارے لخت جگر کے معاملہ میں آئے ہیں وہ آپ کے پاس ہے ہم پر احسان کیجئے اور اس کا فدیہ قبول کرنے میں ہمارے ساتھ نیکی کا برتاؤ کیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کون ہے؟ بتایا گیا ''زید بن حارثہ'' آپ نے ساعت فرمایا اور لب لعلیں کو جنبش دی' تم زید کو اختیار دو کہ وہ کس کو ترجیح دیتا ہے اگر تمہیں ترجیح دے تو بغیر فدیہ ادا کئے وہ تمہارا ہے اور اگر اس کا فیصلہ میرے حق میں ہو تو واللہ! میں ایسا نہیں کہ وہ تو مجھے اختیار کرے اور میں اس کے لئے کچھ اور پسند کروں۔ یہ سنا تو حارثہ بن شرجیل نے عرض کی آپ نے تو ہمیں نصف سے زائد دے دیا اور احسان کیا۔

بعد ازاں حضرت زید کو بلایا اور دریافت فرمایا: رسول اللہ تم ان لوگوں کو جانتے ہو؟ جی ہاں یا صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو میرے والد حارثہ اور میرے چچا کعب ہیں۔ آقائے کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہیں لینے آئے ہیں اب تمہیں اختیار ہے چاہے مجھے پسند کرو یا ان دونوں کو' تو تاریخ کے کانوں نے ایک اچھوتا جملہ سنا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہی میرے ماں باپ اور میرے سب کچھ ہیں' میں آپ پر کسی اور کو ترجیح نہیں دوں گا۔ والد و چچا نے جب بیٹے کے منہ سے یہ سنا تو حیرت بدنداں رہ گئے۔ اپنی ساعت پر یقین نہیں آتا تھا کہ زید آزادی پر غلامی کو فوقیت دے گا۔ وہ جو اس غلامی کی عظمت سے نابلد اور ناآشنا تھے بیک زبان بولے صد افسوس! کہ تم آزادی' باپ' چچا اور خاندان کو چھوڑ کر غلام بن کر رہنا چاہتے ہو؟ محبت آزمائش سے گزر رہی تھی...... حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا ہاں! میرے مالک' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہی ایسی ہے کہ ان پر میں کسی اور کو اختیار نہیں کرسکتا ان کی غلامی کا لطف صدہا آزادیوں سے بالا ہے۔

(عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم' ص 379)

(4)

نماز کی اہمیت اور قرآنی آیات

نمازوں کو چھوڑ دینا بہت ہی شدید گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ قیامت کے دن جب جہنمیوں سے جنتی لوگ پوچھیں گے کہ تم لوگوں کو کون سا عمل جہنم میں لے گیا؟ تو جہنمی لوگ نہایت افسوس اور حسرت کے ساتھ یہ جواب دیں گے کہ

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰى اَتٰـنَا الْيَقِيْنُ ۝

(المدثر' رکوع 2)

''ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بیہودہ سوچ اور بکواس کرنے والوں کے ساتھ سوچ اور بکواس کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت آئی''۔

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۔

''ان نمازیوں کے لئے خرابی ہے جو اپنی نمازوں کو بھول بیٹھے ہیں''۔

ان کے علاوہ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں اور حدیثوں میں آیا ہے کہ نماز چھوڑ دینا شدید معصیت اور گناہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Scanned with CamScanner

ارشاداتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

1- حدیث: حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عہد جو ہمارے اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہے وہ نماز ہے تو جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے کفر کا کام کیا۔ (مشکوٰۃ' ج1 'ص58 بحوالہ ترمذی وغیرہ)

2- حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے ایک دن یہ ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کو پابندی کے ساتھ پڑھے گا یہ نماز اس کے لئے نور اور برہان اور نجات ہوگی اور جو پابندی کے ساتھ نماز نہ پڑھے گا' نہ اس کے لئے نور ہوگا نہ برہان ہوگی' نہ نجات ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون وفرعون وہامان وابی بن خلف (کافروں) کے ساتھ ہوگا۔

(مشکوٰۃ' ج1 'ص59 بحوالہ احمد ودارمی وبیہقی)

3- حدیث: حضرت عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔ سوا نماز کے (کہ صحابہ کرام) نماز چھوڑ دینے کو کفر سمجھتے تھے۔ (مشکوٰۃ' ج1 'ص59 بحوالہ ترمذی)

4- حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ کو میرے خلیل (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ وصیت کی ہے کہ تم شرک نہ کرنا۔ اگرچہ تم ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جاؤ' اگرچہ تم جلا دیے جاؤ اور جان بوجھ کر فرض نماز کو نہ چھوڑنا کیونکہ جو نماز کو قصداً چھوڑ دے گا اس کے لئے امان ختم ہو جائے گی اور تم شراب نہ پینا اس لئے کہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ (مشکوٰۃ' ج1 'ص59 بحوالہ ابن ماجہ)

مسائل ضروریہ

(1) مذکورہ بالا حدیثوں سے حدیث 2 کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح قارون و فرعون و ہامان و ابی بن خلف وغیرہ کفار جہنم میں جائیں گے۔ اسی طرح نماز چھوڑ دینے والا مسلمان بھی جہنم میں جائے گا یہ اور بات ہے کہ کفار تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں

رہیں گے اور ان لوگوں کو بہت سخت عذاب دیا جائے گا اور بے نمازی مسلمان ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ اپنے گناہوں کے برابر عذاب پا کر پھر جہنم سے نکال کر جنت میں بھیج دیا جائے گا اور بے نمازی کو بہ نسبت کفار کے کچھ ہلکا عذاب بھی دیا جائے گا۔

(2) بہت سی ایسی حدیثیں آئی ہیں جن کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ قصداً نماز چھوڑ دینا کفر ہے اور بعض صحابہ کرام مثلاً امیر المومنین حضرت فاروق اعظم وعبدالرحمٰن بن عوف وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عباس وجابر بن عبداللہ ومعاذ بن جبل وابو ہریرہ و ابوالدرداء رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب تھا اور بعض ائمہ فقہ مثلاً امام احمد بن حنبل واسحاق بن راہویہ وعبداللہ بن مبارک وامام نخعی کا بھی یہی مذہب تھا اگرچہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ اور دوسرے ائمہ نیز بہت سے صحابہ کرام نماز ترک کرنے والے کو کافر نہیں کہتے۔ پھر بھی یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ ان جلیل القدر حضرات کے نزدیک قصداً نماز چھوڑنے والا کافر ہے۔ (بہار شریعت' ج3 'ص10)

(3) نماز فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور جو قصداً نماز چھوڑ دے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے' اور جو بالکل نماز نہ پڑھتا ہو قاضی اسلام اس کو قید کر دے گا۔ یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے بلکہ حضرت امام مالک وشافعی واحمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک سلطان اسلام کو یہ حکم ہے کہ وہ بالکل نماز نہ پڑھنے والے کو قتل کرا دے۔ (بہار شریعت' ج3 'ص10 بحوالہ درمختار)

جمعہ چھوڑنے کی نحوست

یوں تو ہر نماز کو چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے اور جہنم میں جانے کا سبب ہے لیکن جمعہ کے چھوڑ دینے پر خصوصیت کے ساتھ چند خاص وعیدیں بھی وارد ہوئی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا

Scanned with CamScanner

اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الۡبَیۡعَ ط (سورۃ الجمعہ رکوع 2)

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن اذان پکار دی جائے تو تم لوگ اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کی طرف چل پڑو اور خرید وفروخت کو چھوڑ دو"۔

حدیثوں میں بھی اس کی بہت تاکید اور اس کے چھوڑنے پر وعید شدید آئی ہے چنانچہ مندرجہ ذیل حدیثیں اس پر گواہ ہیں۔

1- حدیث: حضرت ابن عمر و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم دونوں نے منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ جمعوں کو چھوڑنے سے باز رہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر ضرور ایسی مہر لگا دے گا کہ وہ یقیناً "غافلین" میں سے ہو جائیں گے۔ (مشکوٰۃ ج ا ص 121 بحوالہ مسلم)

2- حدیث: حضرت ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص سستی سے تین جمعوں کو چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ (مشکوٰۃ ص ا ص 121 بحوالہ ترمذی وغیرہ)

3- حدیث: حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ چار شخصوں کے سوا کیوں کہ ان لوگوں پر جمعہ پڑھنا ضروری نہیں

(1) غلام (2) عورت (3) بچہ (4) بیمار۔ (مشکوٰۃ ج ا ص 121 بحوالہ ابوداؤد)

4- حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بلا کسی عذر کے جمعہ چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی کتاب میں منافق لکھ دے گا جو نہ مٹائی جائے گی نہ بدلی جائے گی۔

(مشکوٰۃ ج ا ص 121 بحوالہ امام شافعی)

5- حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ایک آدمی کو جمعہ پڑھانے کا حکم

دوں۔ پھر میں ان لوگوں کے اوپر ان کے گھروں کو جلا دوں جو جمعہ میں نہیں آئے ہیں۔

(مشکوٰۃ ج ا ص 121 بحوالہ مسلم)

6- حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے چار جمعوں کو بلا کسی عذر کے چھوڑ دیا تو اس نے اسلام کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔ (کنز العمال ج 7 ص 815)

باجماعت نماز نہ پڑھنے کا گناہ

جماعت واجب ہے اور بلا کسی شرعی وجہ سے جماعت چھوڑنے والا گنہگار فاسق اور مردود الشہادۃ ہے۔ جماعت چھوڑنے والوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غیظ وغضب کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

1- حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بیشک میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ لڑکیاں جمع کرنے کا حکم دوں۔ پھر میں نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور نماز کے لئے اذان کہی جائے پھر میں ایک شخص کو امامت کرنے کا حکم دوں اور وہ امامت کرے۔ پھر میں جماعت سے الگ رہنے والوں کے پاس جا کر ان کے گھروں کو ان کے اوپر جلا دوں۔ (بخاری جلد اول ص 89)

2- حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی تو سلام پھیرنے کے بعد آپ نے فرمایا: کیا فلاں حاضر ہے؟ لوگوں نے کہا: "نہیں" پھر فرمایا: فلاں حاضر ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں، ارشاد فرمایا: یہ دو نمازیں (فجر و عشا) منافقین پر بہت بھاری ہیں۔ اگر تم لوگوں کو معلوم ہوتا کہ ان دونوں نمازوں کا کیا اور کتنا ثواب ہے تو تم لوگ اپنے گھٹنوں پر گھسٹتے ہوئے ان دونوں نمازوں میں آتے۔ پہلی صف فرشتوں کی صف کے مثل ہے اگر تم لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ اس کی کیا فضیلت ہے تو تم لوگ جھپٹ کر جلدی سے اس

Scanned with CamScanner

میں آتے اور یقین رکھو کہ ایک آدمی کی نماز ایک آدمی کے ساتھ اس کے اکیلے نماز پڑھنے سے بہت اچھی ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ ایک آدمی کے ساتھ پڑھنے سے بہت اچھی ہے اور جماعت میں جس قدر زیادہ آدمی ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے۔ (مشکوٰۃ ج 1 ص 96 بحوالہ ابوداؤد وغیرہ)

صحابہ کرام اور نماز با جماعت

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ جماعت سے پیچھے رہ جانے والا یا تو منافق ہوتا تھا یا مریض، اور بے شک مریض کا یہ حال ہوتا تھا کہ دو آدمیوں کے درمیان سہارے سے چل کر نماز میں آتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ہدایت کی سنتوں کی تعلیم دی ہے اور ہدایت کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ نماز اس مسجد میں پڑھی جائے جس میں اذان دی گئی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جو اس بات سے خوش ہو کہ وہ کل قیامت کے دن مسلمان ہونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ نمازوں کو وہاں پڑھے جہاں اذان دی گئی ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لئے ہدایت کی سنتیں شریعت میں رکھی ہیں اور نماز با جماعت ہدایت کی (مؤکدہ) سنتوں میں سے ہے۔ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو گے جس طرح سے جماعت سے پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے، تو تم لوگ اپنے نبی کی سنت کو چھوڑنے والے ہو جاؤ گے اور اگر تم لوگوں نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو یقیناً تم لوگ گمراہی میں پڑ جاؤ گے، جو آدمی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کا قصد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قدم پر نیکی لکھ دیتا ہے اور ہر قدم کے بدلے ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے، اور تم لوگ یقین مانو کہ ہم نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ جماعت سے وہی آدمی بچھڑتا تھا جو ایسا منافق ہوتا تھا کہ اس کا نفاق سب کو معلوم

تھا اور بعض لوگ تو آدمیوں کے بیچ میں چلا کر لائے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ صف میں کھڑے کر دیئے جاتے تھے۔ (مشکوٰۃ ج 1 ص 92 بحوالہ مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز قائم کرتا، اور جوانوں کو حکم دیتا کہ جماعت سے بچھڑنے والوں کے گھروں کو جلا ڈالیں۔

(مشکوٰۃ، جلد اول، صفحہ 97)

5- حدیث: امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کو اذان نے مسجد میں پالیا پھر وہ مسجد سے نکل گیا حالانکہ وہ کسی حاجت سے بھی نہیں نکلا ہے اور پھر مسجد میں لوٹ کر آنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا ہے تو وہ شخص منافق ہے۔

(مشکوٰۃ ج 1 ص 97، بحوالہ ابن ماجہ)

6- حدیث: حضرت ابوبکر بن سلیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کو صبح کی نماز میں مسجد کے اندر نہیں پایا اور آپ صبح ہی کو بازار گئے اور حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کا مکان مسجد اور بازار کے درمیان میں تھا، تو امیر المومنین نے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کی ماں حضرت شفاء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں نے صبح کی نماز میں سلیمان کو نہیں دیکھا تو انہوں نے کہا: وہ رات بھر نماز پڑھتا رہا ہے پھر اس کی آنکھیں اس پر غالب ہو گئیں اور وہ سو گیا تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں صبح کی نماز جماعت سے پڑھوں۔ یہ مجھے ساری رات نماز نفل پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔

(مشکوٰۃ ج 1 ص 97، بحوالہ مؤطا مالک)

جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کے عذر

مندرجہ ذیل عذروں کی وجہ سے اگر کوئی جماعت چھوڑ دے تو گنہگار نہ ہوگا

(1) مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو (2) اپاہج (3) وہ جس کا پاؤں کٹ

Scanned with CamScanner

گیا ہو (4) جس پر فالج گرا ہوا ہو (5) اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو (6) اندھا اگرچہ اندھے کے لئے کوئی ایسا ہو کہ جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے (7) سخت بارش (8) شدید کیچڑ کا حائل ہونا (9) سخت سردی (10) سخت تاریکی (11) آندھی (12) مال یا کھانے کے تلف ہونے کا اندیشہ (13) قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے (14) ظالم کا خوف (15) پاخانہ (16) پیشاب (17) ریاح کی شدید حاجت ہے (18) کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہے (19) قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہے (20) مریض کی تیمارداری کہ وہ اکیلا گھبرائے گا یہ سب ترک جماعت کیلئے عذر ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ سوم، ص 131 بحوالہ درمختار)

ایک بڑا اہم مسئلہ نمازی کے آگے سے گزرنا

کسی نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنا گناہ ہے۔ حدیثوں میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔

1- حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اگر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنے والا جان لیتا کہ اس پر کتنا بڑا گناہ ہے تو اس کے لئے چالیس تک کھڑا رہنا اس بات سے بہتر ہوتا کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرے۔ اس حدیث کے راوی ابوالنضر نے کہا: میں نہیں جانتا کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینہ یا چالیس برس فرمایا۔ (مشکوٰۃ، جلد اول، ص 74 بحوالہ بخاری و مسلم)

2- حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کو سترہ نہ بنا کر نماز پڑھے اور اس کے آگے سے گزرنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو دفع کرے۔ پھر بھی اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

(مشکوٰۃ، ج 1، ص 74 بحوالہ بخاری و مسلم)

نمازی کو چاہئے کہ اگر میدان میں نماز پڑھے تو اپنے آگے کسی چیز کو سترہ بنا کر نماز پڑھے اور گزرنے والے کو چاہئے کہ سترہ کے باہر سے گزرے، اور اگر میدان یا مسجد میں بلا سترہ کے نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی آگے سے گزرنے لگے تو اشارہ سے اس کو منع کرے، اور منع کرنے سے بھی وہ نہ مانے تو سختی کے ساتھ اس کو دھکا دے کر دفع کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو شیطان اس لئے فرمایا: وہ اگرچہ مسلمان ہے مگر شیطان کا کام کر رہا ہے کہ نمازی کے آگے سے گزر کر نمازی کی توجہ میں پراگندگی اور انتشار پیدا کر رہا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نماز میں آسمان کی طرف منہ اُٹھانا

نماز میں آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھنا ناجائز اور گناہ ہے۔ حدیث میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔

1- حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ لوگ اپنی نگاہوں کو اپنی نماز میں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں بہت ہی سخت بات فرمائی۔ یہاں تک کہ فرمایا: لوگ ایسا کرنے سے باز رہیں، ورنہ ضرور ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی اور وہ اندھے ہو جائیں گے۔

(بخاری، ج 1، ص 103، باب البصر الی السماء)

نماز میں قیام کی حالت میں نگاہ سجدہ گاہ پر جمی رہنی چاہئے اور رکوع میں نظر پاؤں کے دونوں انگوٹھوں پر اور سجدہ میں نظر ناک پر اور بیٹھنے میں نظر سینے پر اور سلام پھیرنے میں دونوں کندھوں پر رہنی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆......نماز میں امام سے پہلے سر اٹھانا منع اور گناہ ہے۔ حدیث میں اس پر سخت ممانعت اور وعید شدید آئی ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص جو امام سے پہلے سر اٹھالیتا ہے کیا اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنادے۔

(بخاری ج ۱ ص 96 باب اثم من رفع راسہ)

چنانچہ بہارِ شریعت میں ایک محدث کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے آزمانے کے لیے کہ حدیث قوی ہے یا ضعیف ایسا کیا تو اس کا سر گدھے کا سا ہو گیا۔ (ملخصاً)

(العیاذ باللہ تعالیٰ)

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

(5)

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا گیا ہے

يُقَالُ اِنَّ الْخَلَائِقَ اِذَا نُشِرُوْا مِنْ قُبُوْرِهِمْ يَقِفُوْنَ وُقُوْفًا فِي الْمَوَاضِعِ الَّذِيْ نُشِرُوْا مِنْهَا اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ....

ذٰلِكَ تَقُوْلُ لَهُمْ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئًا بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا ۔ (دقائق الاخبار)

ترجمہ: ''روایت کیا گیا ہے کہ البتہ مخلوق کو جب ان کی قبروں سے اٹھایا جائے گا وہ ٹھہرے رہیں گے ٹھہرنا اس جگہ جس سے اٹھائے گئے تھے چالیس برس تک اس طرح سر نہ کچھ کھائیں گے اور نہ پئیں گے اور نہ بیٹھیں گے نہ کلام کریں گے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ آپ کی امت دوسری امتوں سے روز قیامت کیسے پہچانی جائے گی؟ فرمایا: بے شک میری امت روز قیامت وضو کے اثر سے اعضاء کی چمک سے پہچانی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ رضوان جنت کو فرمائے گا اے رضوان! تحقیق میں نے روزہ داروں کو ان کی قبروں سے بھوکا پیاسا اٹھایا اب تم ان کا استقبال پینے کھانے اور جنت میں ان کی مرغوب چیزوں کے ساتھ کرو پس رضوان باآواز کہیں گے کہ اے غلمان۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ خلق کو ان کی قبروں سے اٹھائے گا پس ملائکہ ان کی قبروں پر آئیں گے اور ان کے سروں

کونکلیں گے اوران کی جائے سجدہ کے سواان کے بدنوں سے مٹی کو جھاڑیں گے پس جب فرشتے ان کی پیشانیوں سے مٹی جھاڑیں گے تو نہ جھڑے گی پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی ندادے گا کہ مٹی ان کی قبروں کی نہیں یہ تو ان کے محرابوں کی مٹی ہے اسے ان پر ہی رہنے دو یہاں تک کہ ان کا امتیاز ہواور پل صراط سے گزر کر جنت میں چلے جائیں تا کہ جو بھی انہیں دیکھے پہچان لے کہ میرے خدام اور عبادت گزار بندے ہیں۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب روز قیامت ہوگا تو جو قبروں میں ہیں اللہ ان سب کو قبروں سے اٹھائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اے خدام لڑکو! اور یہ وہ ہیں جو سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے فوت ہوئے' کہ نوری طباق لے کر آؤ تو غلمان اور لڑکے رضوان کے پاس جمع ہو جائیں گے مٹی کے ڈھیلوں اور بارش کے قطروں اور آسمان کے ستاروں اور درختوں کے پتوں کے عدد سے زیادہ کثیر میوے لے کر اور مرغن کھانے اور لذیذ مشروب کے ساتھ پس وہ ان سے ملیں گے اور یہ کھانے کو دیں گے تو انہیں کہیں گے کھاؤ اور پیو خوشگوار بدلہ اس بھوک و پیاس کا جو گزرے دنوں میں تم کو پہنچی اے اللہ ہم کو بھی رزق عطا کر''۔ (دقائق الاخبار)

(6)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انصاف گورنر کے بیٹے کو سزا

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''ایک مرتبہ ہم امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے کہ اتنے میں ایک مصری شخص آیا اور کہا میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا ہوا؟ بلاخوف وجھجک بیان کرو''۔ کہا: ''ہمارے گورنر حضرت سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے مجھے کوڑے مارے ہیں اور کہا ہے کہ تم میرا مقابلہ کرتے ہو؟ حالانکہ میں دو کریموں کا بیٹا ہوں''۔ خدا کی قسم! ابھی اس مصری نے اپنی بات مکمل بھی نہ کی تھی کہ امیر المومنین نے فوراً حضرت سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا ''اے عمرو بن عاص جیسے ہی میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے فوراً اپنے بیٹے کو لے کر میرے پاس پہنچو' اس کام میں تاخیر ہرگز نہیں ہونی چاہئے۔ جب حضرت سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا خط ملا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو بلا کر پوچھا: ''کیا تم کسی غیر قانونی کام یا کسی جرم کے مرتکب ہوئے ہو؟'' بیٹے نے کہا: ''ایسی کوئی بات نہیں''۔ فرمایا: ''پھر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے تجھے کیوں بلایا ہے؟''

بہرحال یہ دونوں بارگاہِ خلافت میں پہنچے۔ جب امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو دیکھا تو فرمایا: ''وہ مصری شخص کہاں ہے؟ اسے ہمارے پاس بلاؤ''۔ حکم پاتے ہی وہ شخص آ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کوڑا پکڑاتے ہوئے فرمایا: ''دو کریموں کے بیٹے کو مارو! دو کریموں کے بیٹے کو مارو''۔

Scanned with CamScanner

مصری نے اسے اتنے کوڑے مارے کہ وہ شدید زخمی ہو گیا۔ پھر حضرت سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: ''تم نے کب سے انسانوں کو غلام بنانا شروع کر دیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا ہے''۔ پھر مصری شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''جب بھی تمہیں کوئی تنگ کرے تم مجھے خط لکھ دینا''۔ (عیون الحکایات)

شاہ ایران کا لباس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر

حضرت سیّدنا قاسم بن محمد بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ''جنگ قادسیہ کے بعد حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف کسریٰ (یعنی ایران کے بادشاہ) کی تلوار، قمیص، تاج، پٹکا اور دیگر اشیاء بھیجیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی طرف دیکھا تو ان میں حضرت سیّدنا سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ وہ بہت طاقتور اور طویل القامت تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے سراقہ! اٹھو یہ لباس پہن کر دکھاؤ''۔ حضرت سیّدنا سراقہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میرے دل میں پہلے ہی خواہش تھی۔ چنانچہ میں کھڑا ہوا اور شاہ ایران کا لباس پہن لیا''۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''اب دوسری جانب منہ کرو''۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا: ''اب میری طرف منہ کرو''۔ میں آپ کی طرف مڑ گیا تو فرمایا: ''واہ بھئی واہ! قبیلہ مدلج کے اس جوان کی کیا شان ہے! دیکھو تو سہی، شاہ ایران کا لباس پہن کر، اس کی تلوار گلے میں لٹکا کر کیسا لگ رہا ہے؟ اے سراقہ! اب جس دن تو نے شاہ ایران کا لباس پہنا وہ دن تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے شرف والا تصور کیا جائے گا، اچھا! اب یہ لباس اتار دو''۔ پھر امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بارگاہِ خداوندی میں اس طرح عرض گزار ہوئے:

''اے میرے پاک پروردگار! تو نے اپنے نبی ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس (دنیوی مال) سے منع فرمایا، حالانکہ وہ تیری بارگاہ میں مجھ سے کہیں زیادہ

محبوب ہیں اور مجھ سے بہت زیادہ بلند و بالا ہیں۔ پھر تو نے امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی اس (مال) سے منع فرمایا، حالانکہ وہ تیری بارگاہ میں مجھ سے زیادہ بلند مرتبے والے ہیں۔ پھر تو نے مجھے مال عطا فرما دیا۔ اے میرے پاک پروردگار! اگر تیری طرف سے یہ خفیہ تدبیر ہے تو میں اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔

یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''شام سے قبل اس تمام مال کو غرباء میں تقسیم کر دو''۔ (ایضاً)

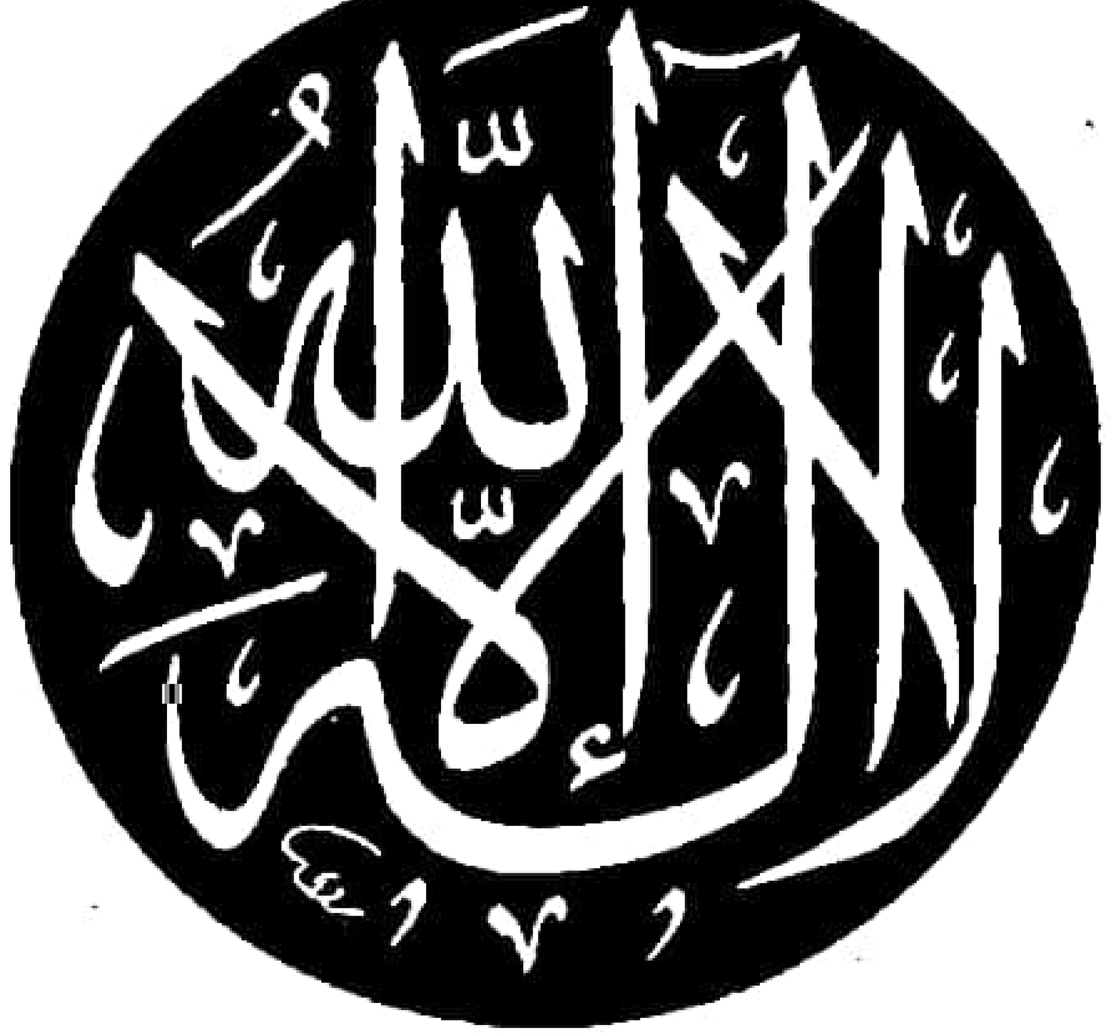

Scanned with CamScanner

(7)

ایک بہشتی دو دوزخی

قریش مکہ کے ایک بڑے زمیندار وڈیرے ربیعہ کی زمینداری طائف میں تھی۔ انگوروں کا یہ باغ، جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ لی تھی، اس کی ملکیت تھا۔ اس کے دونوں بیٹے شیبہ اور عتبہ یہاں آئے ہوئے تھے۔ مخالفت اپنی جگہ مگر بہرحال رشتہ داری تو تھی ہی۔ انہوں نے اوباشوں کے چنگل سے نکلنے کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لہولہان دیکھا تو ترس آ گیا۔ انہوں نے اپنے عیسائی غلام عداس کو بلایا اور کہا کہ ایک طشت میں انگوروں کا ایک گچھا رکھو اور اس شخص کو دے آؤ۔ جب اس نے انگور پیش کیے تو آپ نے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی بسم اللہ کہا۔ اس نے کہا یہ جملہ، یعنی بسم اللہ تو اس علاقے کے لوگ نہیں بولتے۔ مجھے اس کی حقیقت بتائیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہارا مذہب کیا ہے اور تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ وہ بولا میں نینوا کا باشندہ اور عیسائی ہوں۔ ارشاد فرمایا وہی نینوا جہاں ایک صالح مرد یونس بن متی پیدا ہوئے تھے۔ عداس کہنے لگا آپ انہیں کیسے جانتے ہیں؟ فرمایا: یونس نبی میرے بھائی تھے۔ میں بھی اللہ کا نبی ہوں۔ آپ کی زبان سے یہ کلمہ ابھی پوری طرح ادا بھی نہیں ہوا تھا کہ عداس نے سر سے پاؤں تک آپ کے روئیں روئیں کو بوسہ دینا شروع کر دیا۔ اسی دوران اسے جہنم سے آزادی کا پروانہ مل گیا۔ واپس ہوا تو اس کے سینے میں نور توحید کی شمع روشن ہو چکی تھی۔ شیبہ بن ربیعہ بڑے غور سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ برداشت نہ کر سکا۔ عداس واپس ہوا تو کہنے لگا اے بدنصیب! تم اس شخص کے ساتھ کس غضب کی عقیدت کا

مظاہرہ کر رہے تھے۔ کہیں اس کا مذہب قبول نہ کر لینا۔ سنو! تمہارا مذہب اس کے مذہب سے کہیں اعلیٰ اور افضل ہے۔ عداس کہنے لگا اس شخص سے بہتر روئے زمین پر اور کوئی نہیں۔ اس نے مجھے جو باتیں بتائی ہیں وہ نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام 35,34/2)

اللہ کے کام نرالے ہیں

جنگ بدر میں کفار مکہ کے ساتھ ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ بھی نکلے۔ ان کے ساتھ عتبہ کا بیٹا ولید بھی تھا۔ ان کا یہی غلام عداس مکہ سے باہر ثقفیہ البیضاء کے ٹیلے پر بیٹھا تھا۔ اس نے انہیں روکا اور کہا: یہ شخص واقعی اللہ کا رسول ہے۔ آپ لوگوں کا بدر کو جانا گویا مقتل میں جانا ہے مگر ان پر جاہلی عصبیت کا بھوت سوار تھا۔ ان دونوں بھائیوں نے بدر جانے والے لشکر کو کھانا بھی مہیا کیا تھا۔ پہلے شیبہ نے نو اونٹ پھر عتبہ نے دس اونٹ ذبح کیے۔ ان بدبختوں کو موت بدر میں گھیر کر لا رہی تھی۔ دنیاداری کے امور میں یہ لوگ نہایت سمجھدار تھے۔ مگر ان کے مقدر میں نجس موت اور بدر کا اندھا کنواں لکھا جا چکا تھا۔ (السیرۃ الحلبیۃ 379/2 و دلائل النبوۃ للبیہقی 109/3 والبدایۃ والنہایۃ 272/3) واضح رہے کہ عتبہ کا ایک بیٹا ابوحذیفہ مسلمان تھا اور بدر میں شریک تھا۔ مگر عتبہ اور شیبہ کی تقدیر نے انہیں ذلت اور ہلاکت کے حوالے کر دیا۔ عداس کے دل میں سچائی کا پرستار دل دھڑک رہا تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فوراً پہچان گیا اور دولت اسلام سے مالا مال ہو کر جنتی بن گیا لیکن عتبہ اور شیبہ بینائی رکھنے کے باوجود اندھے نکلے۔ وہ دنیا کے سب سے بڑے انسان کو نہ پہچان سکے۔ ان کی نخوت، عداوت اور ہٹ دھرمی نے انہیں ذلت کی موت سے ہمکنار کیا اور جہنم کے سپرد کر دیا...... اللہ کے کام نرالے ہیں۔ ان کی حقیقت و مصلحت کون جانے!

Scanned with CamScanner

(8)

انبیاء کرام علیہم السلام کی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے اپیل

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنِيْ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنِّيْ لَقَآئِمٌ اَنْتَظِرُ اُمَّتِيْ تَعْبُرُ عَلَى الصِّرَاطِ . اِذْ جَآءَنِيْ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: هٰذِهِ الْاَنْبِيَآءُ قَدْ جَآءَتْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَكُوْنَ اَوْ قَالَ يَجْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ اَنْ يُّفَرِّقَ جَمْعَ الْاُمَمِ اِلٰى حَيْثُ يَشَآءُ اللّٰهُ لِغَمِّ مَا هُمْ فِيْهِ . وَالْخَلْقُ مُلْجَمُوْنَ فِي الْعَرَقِ . فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَهُوَ عَلَيْهِ كَالزَّكْمَةِ . وَاَمَّا الْكَافِرُ يَتَغَشَّاهُ الْمَوْتُ . قَالَ: عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنْتَظِرْ حَتّٰى اَرْجِعَ اِلَيْكَ . قَالَ فَذَهَبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قَامَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَلَقِيَ مَالَمْ يَلْقَ مَلَكٌ مُّصْطَفًى وَلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ . فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ . اَنِ اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ لَهٗ . اِرْفَعْ رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، قَالَ فَشُفِّعْتُ فِيْ اُمَّتِيْ اَنْ اُخْرِجَ مِنْ كُلِّ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ اِنْسَانًا وَّاحِدًا . قَالَ فَمَا زِلْتُ اَتَرَدَّدُ عَلٰى رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فَلَا اَقُوْمُ مَقَامًا اِلَّا شُفِّعْتُ، حَتّٰى اَعْطَانِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ ذٰلِكَ اَنْ قَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَنْ شَهِدَ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ

اِلَّا اللّٰهُ يَوْمًا وَّاحِدًا مُخْلِصًا وَّمَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ .

(مسند احمد، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 178، مجمع الزوائد، ہیثمی، جلد نمبر 10، صفحہ نمبر 374، المواہب اللدنیہ "قسطلانی" جلد نمبر 3 صفحہ 454)

اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں پل صراط پر اپنے امتیوں کے انتظار میں ہوں گا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آئیں گے۔ پس وہ کہیں گے کہ یہ انبیائے کرام علیہم السلام آپ کے پاس آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں: وہ تمام لوگوں کو جدھر چاہے ادھر بھیج دے اس اذیت کی بناء پر جو (میدانِ محشر میں) ان پر ہے۔ اس حال میں کہ مخلوق پسینے میں غلطاں ہے۔ مومن کے لئے تو پسینہ زکام کی طرح ہے۔ جبکہ کافر کو تو موت جیسی سختی نے ڈھانپ رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ میری واپسی کا انتظار کرو۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرش کے نیچے جا کر کھڑے ہو جائیں گے۔ پس آپ کا وہ مرتبہ ہوگا جو کسی نے نہ پایا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کرو کہ اپنا سر اٹھائیں، جو مانگیں گے وہ ملے گا، جو شفاعت کریں گے قبول کی جائے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ میری امت کے بارے میں مجھے اذن شفاعت دے گا کہ ہر ننانوے میں سے ایک آدمی نکال دوں آپ فرماتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ سے اصرار کرتا رہوں گا اور اپنی جگہ سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ آپ کو اذن شفاعت ملے گا اور اللہ تعالیٰ آپ سے ارشاد فرمائے گا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے جس نے ایک دن بھی خلوص سے کلمہ پڑھا اور وہ اسی پر مرگیا تو آپ اس کو جنت میں داخل کرلیں۔

(9)

جنوں کی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری

جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے، جنات بھی پریشان نظر آتے تھے۔ ایک صاحب ایام جاہلیت میں کاہن تھے، بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دن وہ بازار میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک جنیہ آئی، اس کے چہرے سے گھبراہٹ عیاں تھی۔ وہ کہنے لگی ''کیا تم نے جنات کی حیرت اور مایوسی دیکھی؟ کیا ان کی ندامت کے بعد ان کی ناامیدی دیکھی؟ اور کیا تم نے لوگوں کا اونٹ والوں اور چادر اوڑھنے والوں (اہل عرب) کا تابع ہو جانے کا منظر دیکھا؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہوتے ہی جنات اور آسمان کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو گئی اور ان پر شدت سے چنگاریاں برسنے لگیں۔ ایک دن جنات اوپر سے واپس آنے کے بعد کہنے لگے ''یہ کیا ہو گیا ہے کہ ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے اور اب ہم پر شدت سے چنگاریاں برسائی جاتی ہیں''۔ ان میں سے ایک جن نے کہا: ''ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان جو رکاوٹ ہو گئی ہے (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) ضرور کوئی نئی بات ظہور میں آئی ہے''۔ پس وہ چلے اور انہوں نے زمین کے مشارق و مغارب میں چکر لگایا۔ ان سب کو اس بات کی کھوج لگانے کی فکر لگی ہوئی تھی کہ آخر وہ کون سی چیز ہے جو ان کے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہو گئی ہے؟ بالآخر جنات کی وہ جماعت جو سرزمین تہامہ کی طرف روانہ ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مقام نخلہ میں تھے اور

سوق عکاظ کی طرف جانے کا ارادہ تھا۔ صبح کے وقت یہ جماعت وہاں پہنچی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سمیت نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی آواز ان کے کان میں آئی تو انہوں نے قرآن مجید کو بڑے غور سے سنا، پھر کہنے لگے ''یہی تو وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہو گئی ہے''۔ یہاں سے واپس وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور کہا: ''اے ہماری قوم! ہم نے قرآن سنا، وہ بڑا عجیب ہے۔ وہ ہدایت کا راستہ بتاتا ہے۔ پس ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور اب ہم کسی کو اپنے رب کے ساتھ شریک نہ کریں گے''۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی اطلاع اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ فرمایا:

سورۂ جن کا نزول

(اے میرے رسول!) ''آپ کہہ دیجئے کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا اور پھر کہا ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کا راستہ بتاتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے اور اب ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ ہمارے رب کی عظمت بہت عالی شان ہے۔ اس کی کوئی بیوی ہے نہ اولاد، ہمارے بعض بے وقوف اللہ کے بارے میں افترا پردازی کرتے تھے اور ہم یہ خیال کرتے تھے کہ انسان اور جن اللہ پر جھوٹ نہیں بولتے، اور انسانوں میں سے بعض جنات کی پناہ پکڑتے تھے۔ اس سے جنات کا غرور اور سرکشی اور زیادہ بڑھ جاتی تھی اور انسانوں کا بھی یہی اعتقاد تھا جیسا کہ (اے جنات) تمہارا اعتقاد تھا کہ اللہ کسی کو مبعوث نہیں کرے گا، اور ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اسے مضبوط چوکیداروں اور سخت شعلوں سے بھرا ہوا پایا اور ہم آسمان میں خبریں سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے لیکن اب کوئی سننا چاہتا ہے تو وہ اپنے لئے تیز شعلے پاتا ہے۔ معلوم نہیں: اہل زمین کے ساتھ برائی مقصود ہے یا بھلائی۔ ہم میں سے بعض نیک ہیں اور بعض اور طرح کے ہیں۔ ہمارے کئی طرح کے مذہب ہیں اور ہم نے یقین کر لیا کہ ہم زمین میں اللہ کو ہرگز نہیں ہرا سکتے، نہ بھاگ کر اسے تھکا سکتے ہیں۔ ہم

Scanned with CamScanner

نے ہدایت کی کتاب سُنی۔ ہم اس پر ایمان لائے (اور) جو شخص بھی اپنے رب پر ایمان لے آئے اسے نہ کسی نقصان کا خوف ہے اور نہ ظلم کا۔ ہم میں سے بعض مسلم ہیں اور بعض نافرمان، جو مسلم ہیں وہ سیدھے راستے پر چل رہے ہیں اور جو نافرمان ہیں وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔ (الجن، 72:1-15، صحیح البخاری، حدیث 773، صحیح مسلم، حدیث 449)

جنوں کا قبولِ اسلام

جنات ایک مرتبہ قرآن مجید سن کر چلے گئے۔ دوسری مرتبہ پھر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کی آمد کی خبر مل گئی۔ اتنے میں جنات کی طرف سے ایک بلانے والا بھی آ گیا۔ رات کا وقت تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ چلے گئے۔ صحابہ کو خبر نہ ہوئی۔ وہ بہت پریشان ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں چلے گئے۔ رات بھر تلاش کرتے رہے۔ صبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم حراء سے آتے ہوئے دکھائی دیے۔ آپ نے فرمایا میں جنات کے پاس گیا تھا۔ انہیں قرآن سنایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو بھی وہاں لے گئے اور انہیں جنات کے نقوش اقدام اور آگ جلانے کے مقامات دکھائے۔ اس واقعہ کے متعلق اللہ تعالی نے مندرجہ ذیل آیات نازل فرمائیں:

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

''اور جب ہم نے کچھ جنات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ کیا تاکہ

وہ قرآن سنیں۔ وہ آئے اور کہنے لگے خاموش رہو۔ واپس جا کر انہوں نے اپنی قوم کو ڈرایا۔ انہوں نے کہا: اے قوم! ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل ہوئی ہے وہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور حق اور صراط مستقیم کی ہدایت کرتی ہے۔ اے قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کی بات قبول کرو اور ایمان لے آؤ۔ تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ عذاب سے بچ جاؤ گے اور جو شخص دعوت الی اللہ کو قبول نہیں کرے گا، وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا۔ اس کا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔ ایسے ہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں''۔ (الاحقاف، 46:39-32، صحیح مسلم، حدیث 450)

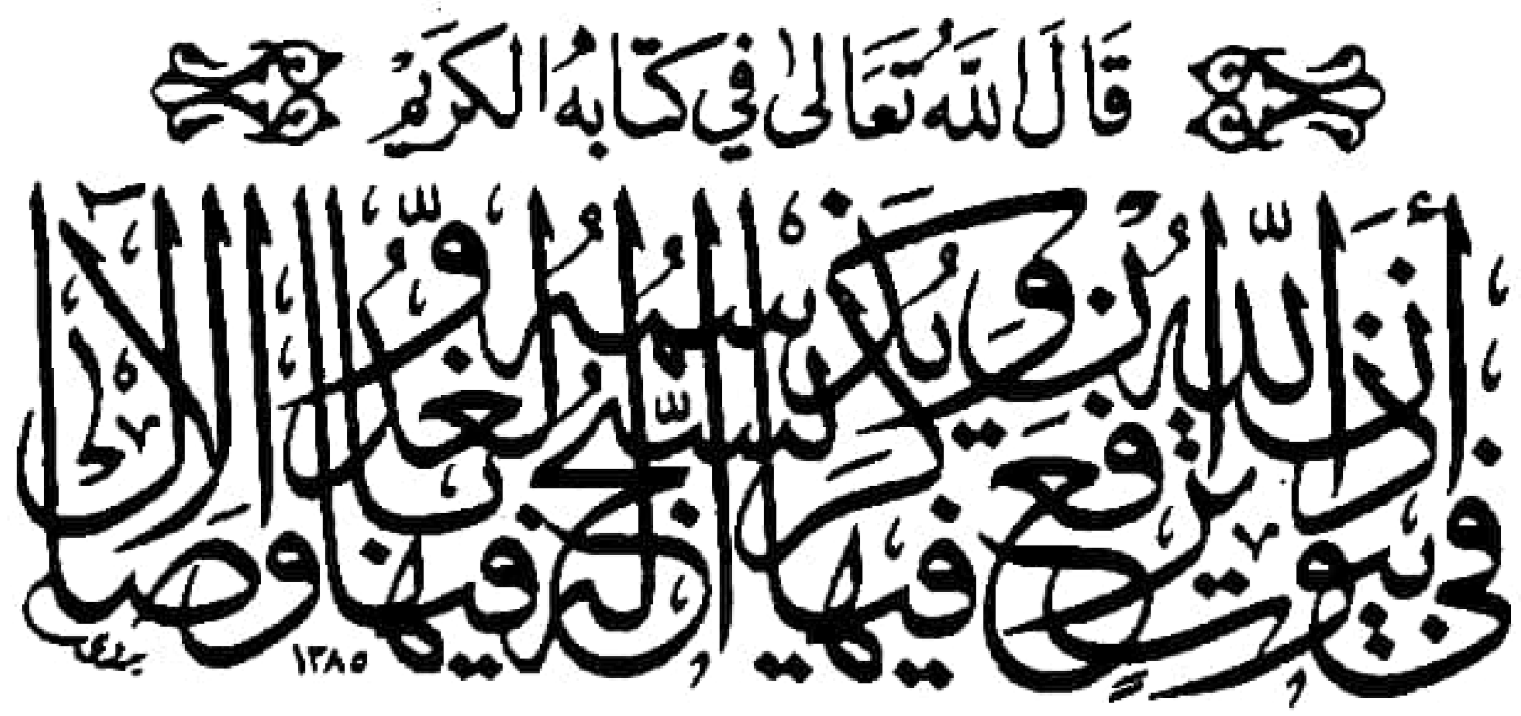

(10)

شہادت ہے مطلوب مقصود مومن

یادرکھو مردمومن کا فلسفہ حیات اور مقصد زندگی اور اس کے وجود کا ہدف ونصب العین مادی فلسفہ کے اس تصور سے بلند اور بہت بلند ہے' اسے اپنی حیات کے بعد مقصد کے حصول کے لئے زندگی کا نذرانہ پیش کرنے کی ضرورت ہو تو اپنی اس سب سے عزیز متاع کی قربانی کو وہ اپنے لئے سعادت خیال کرتا ہے' اسے ایک کیا' کئی زندگیاں عطا ہوں تو اس راہ میں وہ ان سب کے قربان کر دینے کو اپنے لئے خوش بختی تصور کرے گا' اس کے نزدیک کبھی جان اور کبھی تسلیم جان ہے زندگی' صدیوں پہلے زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ادا شدہ بلیغ الفاظ ''ثم أحيى ثم أقتل' ثم أحيى ثم أقتل ثم أحيى ثم أقتل'' مومن کے اسی عزم بلند پر شاہد عدل ہیں' اس گمان آباد ہستی میں یقین و ایمان کی یہی وہ طاقت ہے جو مرد مسلمان کو چٹانوں سے ٹکرا دیتی ہے' طوفانوں سے لڑا دیتی ہے' آندھیوں سے بھڑا دیتی ہے اور سمت ہوا کے ساتھ چلنے کی بجائے اس کا رخ موڑ دیتی ہے اور وہ جو کسی نے کہا ہے

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

یہ صرف جذباتی یا خوبصورت لفظوں کا سحر وطلسم نہیں اور نہ ہی شاعرانہ تخیل کی ایسی تعبیر ہے جس کی کوئی حقیقت باہر کی دنیا میں نہ پائی جاتی ہو بلکہ اسلامی تاریخ کا صفحہ صفحہ اس حقیقت کی صداقت پر گواہ اور اس کا سینہ سینہ شہیدانِ وفا کے لہو سے گلرنگ و لالہ زار ہے' یہاں اس کے عیاں حقیقت کے ثبوت کے لئے تاریخ سے مثالیں پیش کرنا مقصود نہیں۔

ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

زندگی اور جان کے بعد انسان کے لئے عموماً مال اور شہرت کی محبت وہ شمع ہے جس پر مادی فلسفہ کا مار گزیدہ انسان' پروانہ وار ٹوٹ پڑتا ہے' اس کے لئے وہ اپنے ابنائے جنس کو تہہ تیغ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا' شقاوتوں اور بے مہریوں کا مجسمہ بن کر وہ بستیاں اجاڑ دیتا ہے' آبادیوں کو ویران کر دیتا ہے' شہروں کے شہر کھنڈرات میں بدل دیتا ہے اور یہ ہوس جب بدبختی کی انتہائی حد تک اس کو اندھا بنا دیتی ہے تو وہ اپنے ہمدرد دوست' مخلص ساتھی' رحیم باپ اور شفیق ماں کے فنا کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا' تاریخ عالم میں لاتعداد واقعات ایسے ہیں: مال و جاہ کی خاطر ایک شقی القلب اٹھا' دوست کو قتل کیا' بھائی کو ہلاک کیا' باپ کو فنا کیا اور شفیق ماں کی زندگی کا چراغ گل ہو گیا' کیوں؟ اس لئے کہ وہ مال چاہتا ہے اور دوست اس کے حصول کی راہ میں رکاوٹ ہے' اس لئے کہ وہ عہدہ ومنصب کا خواہش مند ہے اور باپ کی موجودگی میں وہ اسے مل نہیں سکتا' اس لئے کہ اس کا ایمان مادہ پر ہے اور مادی فلسفہ کے غلام کی نگاہ اپنی ذات کے دائروں سے آگے نہیں جاتی اس لئے کہ اسے زندگی کے بعد کسی اگلی زندگی کا یقین نہیں' اس کا عقیدہ ہے کہ ''عالم دوبارہ نیست'' جو کچھ ہے یہی ہے اور اس فانی دنیا کا پجاری ہر اس چیز کے ختم کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے جو اس کے مفاد سے ٹکراتی ہو...... مادی فلسفہ حیات کے اس روگ کو صوفیائے اسلام کی اصطلاح میں ''حب مال'' اور ''حب جاہ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نشانِ مردِ مومن

لیکن ایک حقیقی مردمومن کی زندگی اس مرض کی کثافتوں سے بالکل شفاف اور پاک ہوتی ہے' یہاں تاریخ اسلام کے عہد زریں سے ایمانی زندگی کے اسی پہلو کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

☆...... یہ سن سولہ ہجری ہے' مسلمانوں نے مدائن فتح کیا' غنائم کا مال اکھٹا کیا گیا' اتنے میں ایک نقاب پوش مجاہد نے جواہرات سے بھری ہوئی تھیلی لاکر مالِ غنیمت میں جمع کرائی' سب کو بڑی حیرت ہوئی کہ اس قدر قیمتی جواہرات اور اس غریب سپاہی کی نیت خراب نہ ہوئی' پوچھا گیا ''آپ نے اس سے کچھ لیا ہے؟'' فرمانے لگے ''اگر خوف خدا نہ ہوتا تو میں یہ قیمتی تھیلی آپ کے پاس لاتا بھی نہیں''۔ پوچھا: ''آپ کا تعارف؟'' فرمایا: ''میں اپنا تعارف نہیں کراتا کہ کہیں آپ لوگ میری تعریف و مدح نہ شروع کریں' تعریف کا مستحق اللہ جل شانہ ہے اور وہی مجھے میرے اس عمل کا بہترین صلہ دے سکتا ہے''۔ یہ کہہ کر چل دیا' بعض مجاہدین نے اس کا ٹھکانے تک پیچھا کیا' وہاں کے مجاہدین سے پوچھا تو انہوں نے کہا: ''یہ عامر بن عبد ہیں'' عامر بن عبد جلیل القدر اور مشہور تابعی ہیں جو زاہد شب زندہ دار بھی تھے اور محاذ جنگ کے مجاہد و غازی صف شکن بھی!

(تاریخ طبری' ج 4' ص 186)

تاریخ اسلام کے چند سنہری اوراق سبحان اللہ

☆...... فتح مدائن کے اسی معرکہ میں ایک اور نقاب پوش سپاہی کے ہاتھ قیمتی جواہرات سے مرصع کسریٰ کا تاج زریں آیا تو وہ اس کو اپنے دامن میں چھپا کر امیر افواج اسلامی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس لاکر عرض کرنے لگا ''ایھا الأمیر! یہ کوئی بہت قیمتی چیز معلوم ہوتی ہے' یہ میں آپ کے حوالہ کر رہا ہوں تا کہ بیت المال میں داخل ہو جائے' مسلمان امیر' دریائے حیرت میں ڈوب گئے' پوچھا: آپ کا نام؟ اس نے دروازہ کی طرف منہ اور امیر کی طرف پیٹھ کر کے کہا: ''جس کے لئے میں نے یہ کام کیا ہے'

وہ میرا نام جانتا ہے''۔ یہ کہہ کر روانہ ہو گیا۔

☆...... جب اموی سردار مسلمہ بن عبدالملک کو ایک قلعہ کا محاصرہ کیے کافی عرصہ گزر گیا اور کامیابی کے کوئی آثار نظر نہ آئے تو اس نے قلعہ پر دھاوا بولنے کے لئے چند جان بازوں کا انتخاب کیا۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ ایک جوان تیروں کی بارش اور دشمن کی صفوں سے آگ کے برستے شعلوں میں جان ہتھیلی پر رکھے دیوانہ وار قلعہ کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے اور بالآخر قلعے کی دیوار کے پاس پہنچ کر نقب لگانے میں کامیاب ہو گیا۔ اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہوا اور قلعہ فتح ہو گیا۔ اب ہر نگاہ اس سرفروش مجاہد کو تلاش کر رہی تھی جس کے سر اس فتح و کامرانی کا سہرا تھا مگر کوئی اسے پہچانتا نہ تھا۔ مسلمہ کے سوال پر سب نے نفی میں سر ہلایا۔ اس نے پورے لشکر کو جمع کیا اور کہا: ''نقب لگانے والا جانباز کہاں ہے؟'' پورے لشکر پر سناٹا طاری ہو گیا لیکن کوئی نہ آیا' مسلمہ بن عبدالملک نے دوبارہ کہا: ''میں اس کو اس کے رب کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ سامنے آ جائے'' اچانک ایک نقاب پوش آگے بڑھا جس کی صرف آنکھیں ظاہر تھیں' مسلمہ کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور کہا:

> ''میں ہوں نقب لگانے والا' اگر آپ مجھے میرے رب کی قسم نہ دیتے تو میں کبھی اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتا' اب میں بھی آپ کو آپ کے رب کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھ سے میرے نام کے بارے میں سوال نہ کرنا اور اگر آپ جان بھی لیں تو کسی سے ذکر نہ کرنا اس لئے کہ میں نے یہ عمل اس ذات کے لئے کیا ہے جو مجھے آپ سے زیادہ عطاء کرنے پر قادر ہے''۔

اے اللہ! مجھے نقب والے کا ساتھی بنا دے

مسلمہ بعد میں جب دعا کرتے تو کہتے: اللھم اجعلنی مع صاحب النقب ''اے اللہ! مجھے نقب والے مجاہد کے ساتھ کر دیجئے''۔ (عیون الاخبار' ج 1' ص 172)

☆...... قتیبہ بن مسلم کے لشکر میں ابن وال نامی ایک شخص غنائم کی جمع و تقسیم کی

خدمت پر مامور تھا۔ ایک مرتبہ لشکر کے امراء میں سے کسی امیر نے کہا: میں اپنا ایک قاصد آپ کی خدمت میں بھیجوں گا تاکہ وہ غنائم میں سے میری جماعت کا حصہ وصول کر سکے' ابن وال قاصد کے انتظار میں رہا مگر وہ نہ پہنچا۔ اسی دوران ایک سپاہی وہاں سے گزرا تو ابن وال نے قاصد سمجھ کر اسے بلایا اور دراہم کی تھیلی سپرد کر کے کہا: ''یہ لے جاؤ'' دوسرے دن امیر آیا' اس نے اپنی جماعت کا حصہ طلب کیا تو ابن وال نے کہا: ''وہ تو میں آپ کے قاصد کے حوالے کر چکا ہوں''۔ امیر نے کہا: ''میں نے تو کسی کو نہیں بھیجا''۔ دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ سپاہی کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ دراہم کی تھیلی لے کر حاضر ہوا جو بدستور پہلی حالت میں تھی اور اس میں پانچ لاکھ درہم تھے۔

(مقدمات الشیخ علی الطنطاوی' ص 165)

اخلاص کی بلندی کا اندازہ لگاؤ

☆ ...... ابوعمرو بن نجید چوتھی صدی ہجری کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں۔ ایک مرتبہ سرحدات کی حفاظت کے لئے رقم ختم ہو گئی' امیر شہر نے اہل خیر حضرات کو ترغیب دی اور سر مجلس رو پڑے۔ ابوعمرو بن نجید نے دو لاکھ درہم کی خطیر رقم رات کے وقت آ کر انہیں دیدی۔ امیر نے اگلے دن لوگوں کو جمع کیا۔ تعاون کرنے والے ابوعمرو کی تعریف کی اور کہا: انہوں نے مسلمانوں کی بروقت بڑی امداد کی۔ لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب ابوعمرو اسی مجلس میں کھڑے ہو کر فرمانے لگے ''وہ رقم میری والدہ کی تھی' میں نے دیتے وقت ان سے پوچھا نہیں تھا' جب کہ وہ راضی نہیں ہیں' لہٰذا یہ رقم واپس کر دی جائے''۔ امیر نے واپس کر دی۔ اگلی رات ابوعمرو دوبارہ وہ رقم لے کر حاضر ہوئے اور کہا: ''یہ رقم لے لیں لیکن اس شرط پر کہ آپ کے علاوہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ کس نے دی ہے''۔ امیر کی آنکھیں اشکبار ہوئیں۔ کہا: ''ابوعمرو! تم اخلاص کی کس قدر بلندی پر ہو''۔

(طبقات کبریٰ للسبکی' ج 3' ص 223)

☆ ...... ''عموریہ'' روم کا سب سے مضبوط اور ناقابل تسخیر شہر تھا۔ مشہور عباسی خلیفہ

''معتصم باللہ'' نے اسے فتح کیا تھا۔ اس کے فتح کرنے کا بھی عجیب سبب ہوا' ابن اثیر نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''الکامل'' میں لکھا ہے کہ ''معتصم'' اپنے دربار میں حسب معمول تخت پر بیٹھا تھا' اسے آ کر کسی نے یہ خبر دی کہ ''عموریہ میں ایک مسلمان ہاشمی عورت رومیوں کی قید میں ہے اور وہ چیخ چیخ کر اپنے مسلمان خلیفہ کو ''وامعتصماہ! وامعتصماہ'' کہہ کر پکارتی رہتی ہے''۔

معتصم نے جیسے ہی یہ خبر سنی ''لبیک لبیک'' کہتے ہوئے اٹھا۔ اسی وقت نفیر عام کا اعلان کیا' وصیت لکھی' لشکر جمع کیا' پوچھا: ''رومیوں کا سب سے مضبوط شہر کون سا ہے؟'' کہا گیا ''عموریہ' رومیوں کا ایک ناقابل تسخیر شہر ہے' مسلمان آج تک اس کی طرف نہیں بڑھے' رومیوں کے نزدیک عموریہ' قسطنطنیہ سے بھی زیادہ عزیز ہے''۔

معتصم لشکر لے کر خود عموریہ کی طرف بڑھا اور 55 دن کے محاصرہ کے بعد اسے فتح کیا۔ (الکامل لابن اثیر' ج 5' ص 247)

گستاخِ رسول پہ چلنے والے تیر کی قیمت

عموریہ کے محاصرے کے دوران ایک شخص دیوار پر کھڑا ہو کر ...... العیاذ باللہ ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر رہا تھا۔ مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر تکلیف کی بات اور کیا ہو سکتی تھی؟ ہر مجاہد کی خواہش تھی کہ اس منحوس کے ہلاک کرنے کی سعادت اس کے حصے میں آئے لیکن وہ تیروں اور حملوں کی زد سے محفوظ ایسی جگہ کھڑا ہوتا جہاں سے اس کی آواز تو سنائی دیتی تھی لیکن اسے موت کے گھاٹ اتارنے کی تدبیر سمجھ میں نہ آتی تھی۔ یعقوب بن جعفر نامی ایک شخص لشکر اسلام میں ایک بہترین تیر انداز تھا۔ اس ملعون نے جب ایک بار دیوار پر چڑھ کر شان رسالت میں گستاخی کے لئے منہ کھولا تو یعقوب گھات میں تھا' تیر پھینکا جو سیدھا جا کر اس کے سینے سے پار ہوا وہ گر کر ہلاک ہوا تو فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ یہ مسلمانوں کے لئے بڑی خوشی کا واقعہ تھا۔ معتصم نے اس تیر انداز مجاہد کو بلایا اور کہا: ''آپ اپنے اس تیر کا ثواب مجھے فروخت کر

Scanned with CamScanner

دیجئے''۔ مجاہد نے کہا: ''ثواب بیچا نہیں جاتا''۔ کہا: ''میں آپ کو ترغیب دیتا ہوں'' اور ایک لاکھ درہم اسے دیئے۔ مجاہد نے انکار کیا۔ خلیفہ نے پانچ لاکھ درہم اسے دیئے' تب وہ جانباز مجاہد کہنے لگا:

''مجھے ساری دنیا دیدی جائے تو بھی اس کے عوض اس تیر کا ثواب فروخت نہیں کروں گا البتہ اس کا آدھا ثواب بغیر کسی عوض کے میں آپ کو ہبہ کر دیتا ہوں''۔

معتصم اس قدر خوش ہوا گویا اسے ایک جہاں مل گیا ہو۔ معتصم نے پھر پوچھا: ''آپ نے تیراندازی کہاں سے سیکھی ہے؟'' فرمایا: ''بصرہ میں واقع اپنے گھر میں'' معتصم نے کہا: ''وہ گھر مجھے فروخت کر دیں''۔ کہنے لگا: ''وہ رمی اور تیراندازی سیکھنے والے مجاہدین کے لئے وقف ہے (اس لئے اسے فروخت نہیں کیا جاسکتا) معتصم نے اس جانباز مجاہد کو ایک لاکھ درہم انعام میں دیئے۔

(تعلیقات رسالۃ المسترشدین للشیخ عبدالفتاح ابی غدۃ' ص 239)

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

اخلاص وللّٰہیت کے پیکر اور دنیا کے ظلمت کدوں میں ایمانی زندگی کی شمع روشن کرنے والے سربکف مجاہدین کا یہ وہ قافلہ تھا جس نے انسانیت کے سامنے اسلامی تعلیمات کی ابدی صداقتوں کی راہ میں رکاوٹ بننے والے خاشاکِ غیراللہ کو ہٹانے کے لئے اسلام کی بلند قدروں کی صحیح تصویر پیش کی' نتیجتاً امن وآشتی اور عدل وانصاف کا حامل دین اسلام' ابر رحمت بن کر پورے عالم پر چھا گیا اور اس کے برکات وثمرات سے کائنات کا ذرہ ذرہ روشن ومنور ہوا۔

آج مسلمانوں کے لٹے پٹے کاروان کو ابوعمرو بن نجید اور یعقوب بن جعفر جیسے جانباز مخلصلین کی کس قدر حاجت ہے۔ ایک مسلمان خاتون کی پکار پر لبیک کہنے والے معتصم جیسے خلیفہ کی آج عالم اسلام کو کتنی ضرورت ہے' بوسنیا' فلسطین' برما' کشمیر' چیچنیا...... اور جانے دنیا کے کتنے خطے ہیں اور روئے زمین کے نقشے پر عہد جدید کے کتنے عمورے

ہیں جہاں کی فضاؤں میں اسلامی تہذیب کے نشیمن کے ایک ایک تنکے پر بجلیاں گرائی جاتی ہیں' جہاں کے خلاؤں میں مسلمانوں کے خاکستر کو صرف اس لئے بکھیرا جاتا ہے کہ کہیں اس میں چنگاریاں پوشیدہ نہ ہوں' جہاں مسلمان ماؤں' بہنوں کی دردناک صدائیں بلند ہو رہی ہیں' جہاں کے سناٹوں میں ان کی المناک فریادیں گونج رہی ہیں' جہاں کی وسعتوں میں ان کی عصمتوں کی چادر تار تار تیر رہی ہے' جہاں جہاں جہاں...... لیکن آہ! آج کوئی معتصم نہیں جو نفیر عام کا اعلان کرے' جوان کی اشک شوئی کرے' جوان صداؤں پر ''لبیک لبیک'' کہتے ہوئے بے چین ہو جائے' جو بیتے دنوں کو لوٹا دے' گزری تاریخ کو دہرادے۔

ہاں دکھا دے اے تصور! پھر وہ صبح وشام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

(11)

خوف خدا سے رونے کی اہمیت

قرآن شریف کی آیات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور بزرگوں کے واقعات میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے متعلق جتنا کچھ ذکر کیا گیا ہے ان کا احاطہ تو دشوار ہے مگر مختصراً اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ دین کے ہر کمال کا زینہ اللہ کا خوف ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ حکمت کی جڑ اللہ کا خوف ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے خوف سے اس قدر رویا کرتے تھے کہ جس کی حد نہیں حتیٰ کہ روتے روتے آنکھیں بھی متاثر ہوگئی تھیں۔ ایک مرتبہ کسی نے ان کو روتے دیکھ لیا تو اس سے فرمانے لگے کہ تم میرے رونے پر تعجب کرتے ہو اللہ کے خوف سے سورج روتا ہے اور اللہ کے خوف سے چاند روتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک جوان پر گزرے تو وہ سورۂ الرحمٰن تلاوت کر رہے تھے۔ جب **فاذا انشقت السماء فکانت وردۃ کالدھان** پر پہنچے تو بدن کے بال کھڑے ہوگئے۔ روتے روتے دم گھٹنے لگا اور وہ کہہ رہے تھے' ہائے میری بربادی جس دن آسمان پھٹ جائیں گے (یعنی قیامت کے دن) میرا کیا حال ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے اس رونے کی وجہ سے فرشتے بھی رونے لگے۔ ایک انصاری جوان تہجد پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے آج فرشتوں کو رلا دیا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رو رہے تھے ان کی بیوی بھی ان کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگی۔ آپ نے پوچھا تو کیوں روتی ہے؟ عرض

کیا جس وجہ سے آپ روتے ہیں۔ فرمایا میں تو اس وجہ سے روتا ہوں کہ جہنم سے تو ہر ایک کو گزرنا ہی ہے نہ معلوم پار ہو سکوں گا یا نہیں؟

زرارہ بن اوفیٰ ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے جب **فاذا نقر فی الناقور** پر پہنچے تو فوراً گر گئے اور انتقال کر گئے۔

ایک صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ تلاوت کر رہے تھے جب **وردوا الی اللہ مولھم الحق** پر پہنچے تو ایک چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

بزرگانِ دین وملت کے اقوال

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کا خوف ہر خیر کی طرف رہبری کرتا ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب بھی میں اللہ سے ڈرا ہوں اس کی وجہ سے مجھ سے حکمت اور عبرت کا ایسا دروازہ کھلا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔ یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر بندہ جہنم سے اتنا ڈرنے لگے جتنا کہ تنگ دستی سے ڈرتا ہے تو سیدھا جنت میں جائے۔ ابوسفیان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جس دل سے اللہ کا خوف جاتا رہتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس آنکھ سے اللہ کے خوف کی وجہ سے ذرا سا آنسو' خواہ مکھی کے سر کے برابر ہو نکل کر چہرہ پر گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس چہرہ کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب مسلمان کا دل اللہ کے خوف سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے درختوں کے پتے گرتے ہیں۔ میرے آقا فرماتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے اس کا آگ میں جانا ایسا ہی مشکل ہے جیسا دودھ کا تھنوں میں واپس جانا مشکل ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو بے حساب و کتاب جنت میں داخل ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا رہے۔

Scanned with CamScanner

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک دو قطرے سب سے زیادہ محبوب ہیں' ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو اور دوسرا خون کا قطرہ جو راہ خدا میں بہا ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو رو سکتا ہے وہ روئے اور جس کو رونا نہ آئے وہ رونے کی صورت بنائے۔

محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تھے تو آنسوؤں کو اپنے منہ اور داڑھی سے پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جہنم کی آگ اس جگہ کو نہیں چھوتی جہاں آنسو پہنچتے ہوں۔ بہرحال زندگی میں خوف غالب ہونا چاہئے اور عند الموت امید غالب ہو یہی نجات کا راستہ ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اس تمہید کے بعد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے چند واقعات ملاحظہ ہوں تا کہ تمہیں اندازہ ہو کہ...... وہ تھے کس منزل میں اور تو کون سی منزل میں ہے۔

1- علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ کا تیس سال یا چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنا اور ایک رکعت میں قرآن شریف ختم کرنا متواتر سند سے ثابت ہے۔ نماز میں اس قدر روتے تھے کہ ان کے پڑوسیوں کو بھی ان پر رحم آتا تھا۔ (خیرات الحسان صفحہ 50' مناقب ابی حنیفہ للذہبی' صفحہ 21 تا 23 کذانی الموفق)

2- محدث فضیل بن وکین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے تابعین کی جماعت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اچھی نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا' اور وہ نماز شروع کرنے سے پہلے روتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے۔ کہنے والے کہتے تھے خدا کی قسم! یہ خدا سے ڈرتا ہے' اور فرماتے ہیں: میں نے جب بھی انہیں دیکھا تو وہ کثرت عبادت کی وجہ سے پرانی مشک کی طرح نظر آتے تھے۔

(خیرات الحسان' صفحہ 51' کذانی الموفق)

3- ایک رات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کو پڑھتے رہے **بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر** (سورۃ القمر) بلکہ قیامت انکا (اصل) وعدہ ہے اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے اور روتے رہے۔
(خیرات الحسان' صفحہ 51' کذانی الموفق)

4- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک رات تلاوت کرتے ہوئے یہاں پہنچے **فمن الله علينا ووقنا عذاب السموم**' تو اس کو بار بار پڑھتے رہے (اور روتے رہے) یہاں تک کہ صبح کی اذان ہو گئی۔ (خیرات الحسان' صفحہ 51' مناقب ابی حنیفہ' صفحہ 22' کذانی الموفق)

5- حضرت یحیٰی بن القطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے جب امام ابوحنیفہ کو دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ خدا سے ڈرنے والے ہیں۔ ایک رات **بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر** پڑھتے رہے اور روتے رہے۔
(مناقب ابی حنیفہ' صفحہ 32' کذانی الموفق)

6- یزید بن لیث کہتے ہیں: امام نے (عشاء کی) نماز میں سورۃ اذا زلزلت الارض پڑھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مقتدی تھے میں نے نماز سے فارغ ہو کر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا وہ پریشان بیٹھے ہیں۔ ان کا سانس بھی صحیح طور پر نہیں آ رہا تھا۔ میں سمجھا کہ شاید ان کو دل کا مرض ہے۔ میں چراغ کو ویسے ہی چھوڑ کر چلا گیا' پھر صبح صادق کے بعد آیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اپنی داڑھی کو ہاتھ سے پکڑ کر (رو رہے تھے) اور کہتے تھے اے وہ ذات جو خیر کے ذرہ ذرہ کا بدلا دے گی اور شر کے ذرہ ذرہ کا بدلہ دی گی تو نعمان کو جہنم اور اس کے قریب کرنے والی چیزوں سے بچا رحمت کی وسعت میں داخل کر (خیرات الحسان صفحہ 52' کذانی الموفق)

امام الائمہ' سراج الامہ

7- ایک شخص کہتے ہیں: میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا جب وہ رات کو تہجد پڑھ رہے تھے چٹائی پر ان کے آنسو گرنے کی آواز سن رہا تھا گویا کہ بارش ہو رہی ہے

Scanned with CamScanner

اور رونے کا اثر ان کی آنکھوں اور رخساروں پر نظر آتا تھا۔ اللہ ان پر رحم کرے ان سے راضی ہو۔ (خیرات الحسان، صفحہ 54، کذافی الموفق)

8- یزید بن کمیت کہتے ہیں: ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے غلام نے ان کے سامنے ریشم کی گٹھڑی کھولی جس میں سرخ، سبز اور زرد رنگ کا ریشم تھا یہ دیکھ کر غلام نے کہا، ہم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتے ہیں۔ یہ سن کر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رو دیئے اور اس قدر روئے کہ سر اور کندھے حرکت کرنے لگے، اور غلام سے کہا دوکان بند کر دو اور جلدی سے سر ڈھانپے ہوئے چل دیئے۔ جب دوسرا دن ہوا تو مجھ سے کہا: اے بھائی ہم اللہ تعالیٰ سے جنت مانگنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ جنت تو وہ مانگے جس نے اس کو راضی کر لیا ہو (یعنی نفس کو جنت کے لئے) ہم جیسوں کو تو عفو اور معافی کا سوال کرنا چاہئے۔ (مناقب ابی حنیفہ للذہبی صفحہ 23، کذافی الخیرات الحسان کذافی الموفق)

غور سے سن اے رضا کعبے سے آتی ہے صدا

9- علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: جب امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری حج کیا تو خادم کعبہ کو نصف مال دیا تا کہ وہ ان کو کعبہ شریف کے اندر داخل ہونے دے (جب اجازت مل گئی تو) ایک پاؤں کے سہارے نصف قرآن پڑھا اور دوسرے پاؤں کے سہارے نصف قرآن پڑھا پھر (رو رو کر یہ دعا کی) اے رب! میں نے تیری معرفت پوری طرح حاصل کر لی (یعنی جو ممکن ہے) لیکن تیری عبادت پوری طرح نہ کر سکا، پس تو میری ان تمام معرفت کی وجہ سے عبادت میں جو کمی ہے اس کو پورا فرما دے بیت اللہ کے ایک کونے سے آواز آئی کہ تو نے خوب معرفت حاصل کی اور بہت اچھی طرح عبادت کا حق ادا کیا۔ ہم نے تجھے بخش دیا اور قیامت تک جو تیرے مذہب پر چلے گا اس کو بھی بخش دیا۔ (الخیرات الحسان، صفحہ 54، کذافی الموفق)

10- مسعر بن کدام سے روایت ہے کہ ایک دن ہم امام اعظم علیہ الرحمہ کے ساتھ چل رہے تھے کہ اچانک امام صاحب کا پاؤں ایک لڑکے کے پاؤں پر آ گیا جسے ابوحنیفہ

رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں دیکھا۔ لڑکے نے کہا یا شیخ اما تخاف القصاص یوم القیامۃ اے حضرت! کیا تم روز قیامت خدا کے انتقام سے نہیں ڈرتے؟ لڑکے کی یہ بات سن کر امام صاحب پر غشی طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا تو میں نے عرض کیا لڑکے کی بات پر اتنا دل برداشتہ کیوں ہو گئے؟ امام صاحب نے فرمایا شاید یہ غیبی ہدایت ہو۔

(خیرات الحسان، عقود الجمان صفحہ 229، بحوالہ اما اعظم کے حیرت انگیز واقعات، صفحہ 80)

پیروکاروں کے لئے خوشخبری

11- حجاج بن بطام کی روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ ان کے پاس جھنڈا ہے جسے تھامے ہوئے بڑے سکون سے کھڑے ہیں، میں نے عرض کیا اے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیوں کھڑے ہو؟

ارشاد فرمایا اپنے ساتھیوں اور شاگردوں اور محبین کا انتظار کر رہا ہوں تا کہ سب اکٹھے چلیں، یہ سن کر میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اچانک دیکھا کہ طالبان علوم نبوت اور ائمہ اور علماء کی ایک بڑی جماعت جمع ہو گئی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ چل پڑے ہم بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں چلے، صبح میں نے حاضر خدمت ہو کر خواب کا قصہ بیان کیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر لرزہ طاری ہو گیا اور بے اختیار رونے لگے اور بار بار یہ دعا فرمانے لگے: اے اللہ! ہماری عاقبت اور انجام کو بہتری اور خیر کی طرف پھیر دے۔

(عقود الجمان، صفحہ 367، بحوالہ امام صاحب کے حیرت انگیز واقعات، صفحہ 109)

12- بکر عابد سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ نماز میں مشغول ہیں اور گریہ طاری ہے، بے اختیار روتے جاتے ہیں اور عاجزی سے دعا کرتے جاتے ہیں۔

رب ارحمنی یوم تبعث عبادك وقنی عذابك واغفرلی ذنوبی یوم یقوم الاشھاد .

ترجمہ: اے اللہ! مجھ پر رحم فرما جس روز کہ تیرے بندوں کی تیری بارگاہ میں

Scanned with CamScanner

پیش ہو مجھے اپنے عذاب سے بچا' میرے گناہوں کو معاف فرما جس دن گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

(عقود الجمان' صفحہ 235' موفق' صفحہ 231)

13- ابراہیم بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ایک دن مجھے صبح کی نماز میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کھڑا ہونے کا اتفاق ہوا جب امام نے آیت: **ولاتحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون** پڑھی (ترجمہ) اے مخاطب! جو کچھ ظالم لوگ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کو ان سے بے خبر مت سمجھ'' تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ لرز گئے وجود پر کپکپی طاری ہوگئی اور خوف خدا سے کانپ اٹھے۔

(عقود الجمان' صفحہ 228 بحوالہ سابقہ صفحہ 114)

14- مسعر بن کدام کہتے ہیں: میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عشاء کے بعد دیکھا کہ نماز کے بعد گھر گئے اور پھر مسجد میں داخل ہو کر نماز شروع کر دی جب اس آیت پر پہنچے **ان الذین یتلون کتاب اللہ واقاموا الصلوۃ** تو اس کو بار بار پڑھتے رہے پھر جب اس آیت پر پہنچے **امن ھو قانت آناء اللیل ساجدا وقائما یحذر الاخرۃ ویرجوا رحمۃ ربہ** اس کو بار بار پڑھتے (اور روتے جاتے) یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

(الموفق صفحہ 217)

پڑوسیوں کی گواہی

15- ابوالمتوکل کہتے ہیں: میں کئی سال تک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا پڑوسی رہا' کبھی بھی ایسا نہ ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز اور تلاوت نہ کی ہو۔ یعنی ہمیشہ رات کو نماز پڑھتے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے صبح تک رونے کی میں آوازیں سنتا تھا۔ (الموفق' صفحہ 224)

16- مکی بن ابراہیم کہتے ہیں: مجھ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوسی نے بیان کیا حالانکہ وہ شیعہ تھا کہ میں چالیس سال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا پڑوسی رہا میں

نے ہمیشہ آپ کو رات میں قرآن پاک پڑھتے' دعا مانگتے اور روتے ہوئے سنا آپ کثرت سے دعا مانگنے اور رونے والے تھے۔ (الموفق' صفحہ 229)

17- محمد بن یوسف کسی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ چند روز امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوسی بنے' تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ساری رات نماز پڑھتے اور روتے' اور سارا دن اپنے شاگردوں کو فقہ پڑھاتے۔ (الموفق' صفحہ 229)

18- ابویوسف فرماتے ہیں: اکثر فقہاء جامع مسجد میں نماز پڑھتے تھے' مسعر بن کدام امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دشمنی رکھتے تھے اور مختلف طریقوں سے انہیں تنگ کرتے تھے۔ ایک دن مسعر بن کدام عشاء کے بعد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر گزرے وہ سجدے میں تھے' یہ ان کے کپڑے پر کنکریاں رکھ کر چلے گئے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ نہ چلا کہ کس نے رکھی ہیں جب صبح مسعر بن کدام اذان دینے آئے تو دیکھا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح سجدہ میں پڑے رو رہے ہیں اور دعائیں مانگ رہے ہیں' پھر جب صبح کی نماز پڑھ چکے تو مسعر اپنے دوستوں کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے توبہ کر لی کہ آئندہ آپ سے عداوت نہ رکھوں گا آپ بھی مجھے معاف فرما دیں امام صاحب نے معاف فرما دیا۔

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصمیری صفحہ 42)

شہر کوفہ کی مرکزیت کا راز

یہ ہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' جن کا نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے مرکز علم وادب کوفہ میں 80ھ میں پیدا ہوئے۔ اس زمانہ میں کوفہ علم کا مرکز تھا اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرکز بھی کوفہ ہی تھا۔

امام حاکم نے انچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام مع ولدیت بیان کئے ہیں جو کہ کوفہ میں تشریف فرما ہوئے۔ (مقام ابی حنیفہ 59)

علامہ ابن سعد سے ستر بدری اور تین سو بیعت رضوان میں ہونے والے کوفہ میں

Scanned with CamScanner

تشریف فرما ہوئے۔ (طبقات ابن سعد جلد نمبر 6' صفحہ 4)

امام ابوالبشر الدولابی حضرت قتادہ سے نقل کرتے ہیں کہ کوفہ میں ایک ہزار پچاس اصحاب رسول فروکش ہوئے جس کی بناء پر کوفہ بابرکت ہو چکا تھا۔

(مقام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' صفحہ 59)

امام عبداللہ العجلی فرماتے ہیں: کوفہ میں ڈیڑھ ہزار صحابہ کرام نازل ہوئے۔

(مقام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ)

اسی لئے حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تم حج کے مسائل اور قرأت اہل مدینہ سے سیکھو لیکن حلال وحرام کے مسائل اہل کوفہ سے لو اور فرماتے ہیں: جو شخص فقہ چاہتا ہو اس کے لئے کوفہ ہی ہے۔ علامہ ابن عساکر بھی وہی فرماتے ہیں: جو حضرت سفیان بن عیینہ نے فرمایا۔ (مقام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ)

امام بخاری کے نزدیک کوفہ کا مقام

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طلب حدیث کے لے بہت سے سفر کیے مثلاً جزیرہ میں ایک مرتبہ تشریف لے گئے اور بصرہ میں دو مرتبہ اور حرمین شریفین میں چھ مرتبہ لیکن کوفہ کے بارے میں فرماتے ہیں: میں یہ نہیں گن سکتا کہ میں محدثین کے ساتھ کوفہ اور بغداد کتنی مرتبہ گیا۔ (ہدی الساری مقدمہ فتح الباری' بحوالہ مقام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' صفحہ 62)

اسی وجہ سے بخاری شریف میں کوئی ورق ایسا نہیں جس میں اہل کوفہ سے روایت نہ لی گئی ہو۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تو بہت ہی بلند تھا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فقہ چاہنے والا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا خوشہ چین ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں: فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول مسلم ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: اگر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس ستون کے سونا ہونے پر دلائل پیش کرتے تو لقام بحجتہ تو ضرور اپنی حجت میں کامیاب رہتے۔

حضرت روح بن عبادہ فرماتے ہیں: میں 150ھ میں محدث ابن جریج کے پاس تھا' اچانک ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر آئی۔ ابن جریج نے اناللہ پڑھی اور افسوس سے فرمایا کتنا بڑا علم رخصت ہو گیا۔

مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے کوفہ میں دو شخصوں پر رشک آتا ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر فقہ میں اور حسن بن صالح پر زہد میں۔ محدث اسرائیل فرماتے ہیں: نعمان بن ثابت کیا ہی خوب مرد تھے جو ہر ایسی حدیث کے حافظ تھے جس میں فقہ ہوتی تھی اور اس میں بحث وتمحیص کر کے اس میں فقہ کی تہہ تک پہنچتے تھے۔

علامہ ذہبی امام صاحب کو امام الاعظم' فقیہ العراق' امام متورع' عالم' متقی' کبیر الشان لکھتے ہیں۔ (تذکرہ' جلد 1' صفحہ 158)

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: علماء تو صرف چار ہیں۔

1- سفیان ثوری' 2- ابوحنیفہ' 3- امام مالک' 4- اوزاعی رحمۃ اللہ علیہم۔

(البدایہ' ج 10' صفحہ 114)

نذرانہ عقیدت علماء اعلام ببارگاہِ امام

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علماء کے قاضی القضاۃ تھے جو شخص تجھے اس کے علاوہ کہے تو تم اس کو بنوسلیم کی غلاظت اور گندگی کے ڈالنے کی جگہ ڈال دو۔ (موفق 2' صفحہ 25)

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں: علم بر و بحر مشرق ومغرب بعد وقرب میں جتنا بھی مدون ہوا وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مدون کیا ہوا ہے۔

مجد بن اثیر الشافعی فرماتے ہیں: اللہ کا کوئی خاص لطف ان میں چھپا ہوا نہ ہوتا تو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقریباً نصف حصہ کبھی امام ابوحنیفہ کی پیروی نہ کرتا۔

علامہ ابن کثیر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں فرماتے ہیں: الامام فقیہ العراق۔ احد الائمۃ الاسلام والسادۃ الاعلام۔ احد ارکان العلماء۔ احد لائمہ لاربعہ' اصحاب مذاہب

Scanned with CamScanner

المتبوعہ (البدایہ' ج10' صفحہ 107) ابو حاتم فرماتے ہیں: وہ ثقہ اور امام تھے۔

عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ ثقہ' ثبت اور صاحب السنہ تھے۔

یعقوب بن شبہ فرماتے ہیں: وہ ثقہ' ثبت اور متقن تھے۔ محدث ابن مبارک نے کہا:

بعض اقوال کی بناء پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں یہ شعر کہے ہیں:

لقد زان البلاد ومن علیها
امام المسلمین ابو حنیفة
وفقه فی حدیث
کاثار الدموز علی الصحیفه

(دیوان الامام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ' صفحہ 18)

بو حنیفہ بُد امامِ با صفا
آں چراغِ امتانِ مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم - رضی اللہ عنہ

یہ شان ہے خدمت گاروں کی
سردار کا عالم کیا ہوگا

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ رسوله خیر خلقه سیّدنا و مولانا و حبیبنا و شفیعنا محمد وآله وصحبه وعترته وازواجه وبنائه واولیاء امته وامته و علماء ملته واهل سنته اجمعین . برحمتك یاارحم الراحمین . یا رب العالمین . بجاه النبی الکریم

(12)

قبر سے خوشبو

خوشبوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو کہنا ہی کیا' جسے فردوس بریں بھی ترستی ہے۔ تاریخ تو ابھی وہ واقعہ بھی فراموش نہیں کر سکی اور نہ ہی رہتی دنیا تک فراموش کر پائے گی کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا محمد بن شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قبر کی مٹی جب ہاتھ میں لی گئی تو وہ مٹی مثل مشک وعنبر خوشبو دینے لگی۔

نیز ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور اور رخسار اطہر پر مسرت کے آثار نمایاں ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

(زرقانی' ج2' ص143' حجۃ اللہ البالغہ' ج2' ص868' بحوالہ ابن سعد)

پھر چشم فلک ترستی رہی اس جاں نواز لمحے کو۔ تا آنکہ امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا وقت وصال آیا اور نماز جنازہ کے بعد جب ان کو قبر میں رکھا گیا تو اس سے کستوری کی طرح خوشبو پھیلنے لگی اور یہ سلسلہ کافی دنوں تک رہا۔ لوگ آپ کی قبر مبارک پر آ کر اس مٹی کو لے جاتے رہے اور شانِ خداوندی اور احسانِ کریمی پر تعجب کرتے رہے۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنے قلم سے یوں رقم کیا ہے:

ولما صلی علیه ووضع فی حفرته فاح من تراب قبره رائحة طیبة کالمسك وجعل الناس یختلفون الی قبره مدة

يأخذون من تراب قبره ويتعجبون من ذلك

(مقدمہ فتح الباری ص 494 بحوالہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور انہیں قبر میں رکھ دیا گیا تو قبر سے مشک وعنبر جیسی خوشبو پھیلنے لگی۔ لوگ قبر کی مٹی لے جاتے، سونگھتے اور اس پر تعجب کرتے کہ حدادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی

لے چلی بادِ صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

گویا رب العالمین نے یہ دکھایا کہ جو میرے خاص بندے اور ولی ہوتے ہیں، میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع اور سچے عاشق وجاں نثار ہوا کرتے ہیں زندگی تو کیا موت کے وقت بھی ہمارے ہاں ان کا خاصِ استقبال واعزاز ہوتا ہے۔ بقول

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

ابھی دو سال پہلے کا واقعہ ہے جب میٹرو بس سروس کے لئے پل بن رہا تھا اور سڑک کو وسیع کرنا تھا تو نوائے وقت لاہور میں شہ سرخی کے ساتھ آیا کہ علامہ محمد شریف نوری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ساری زندگی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے گن گائے ان کے جسم کو منتقل کرنے کے لئے جب چھتیس سال کے بعد ان کی قبر انور کو کھولا گیا تو پورا علاقہ خوشبو سے معطر ہو گیا۔ کیوں نہ ہو یہ اس آقا علیہ السلام کے غلام ہیں جن کی شان یہ ہے کہ وہ سلطان مدینہ بھی ہیں اور صاحب معطر پسینہ بھی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

جس چمن وچہ بار میرے جا کے زلفاں کھولیاں
لے چلی باد صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

(13)

زکوٰۃ کی ادائیگی اور حکم خداوندی

نماز کی طرح زکوٰۃ بھی فرض ہے اور جس طرح نماز چھوڑ دینا گناہ کبیرہ ہے اسی طرح زکوٰۃ نہ دینا بھی گناہ کبیرہ، اور جہنم میں لے جانے والا عمل ہے۔ قرآن مجید اور حدیثوں میں زکوٰۃ چھوڑنے والے کے لئے بکثرت جہنم کی وعیدیں آئی ہیں چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (التوبہ ع 5)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو سونا، چاندی کو خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خبر دو، دردناک عذاب کی۔ جس دن وہ تپایا (مال، سونا چاندی) جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں (اور کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لئے خزانہ جمع کیا تھا اور اب مزہ چکھو اس خزانے کا۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ارشاداتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

1- حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

Scanned with CamScanner

علیہ وسلم نے فرمایا جس کو خدا تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو قیامت کے دن اس کے مال کو ایک گنجے اژدہے کی صورت میں بنا دیا جائے گا کہ اس اژدہے کی دو چتیاں ہوں گی (جو اس کے بہت ہی زہریلے ہونے کی نشانی ہیں) اور وہ اژدہا اس کے گلے میں طوق بنا دیا جائے گا جو اپنے جبڑوں سے اس کو پکڑے گا اور کہے گا ''میں ہوں تیرا مال، میں ہوں تیرا خزانہ''۔ (بخاری، ج1، ص188)

2- حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن اونٹوں کی زکوٰۃ نہیں دی گئی ہے وہ دنیا میں جتنے بڑے اور فربہ تھے اس سے بڑھ کر بڑے اور فربہ ہو کر قیامت کے دن آئیں گے اور اپنے مالکوں کو اپنے پاؤں سے کچلیں گے اور جن بکریوں کی زکوٰۃ نہیں دی گئی ہے وہ بکریاں دنیا میں جتنی بڑی اور فربہ تھیں اس سے زیادہ بڑی اور فربہ ہو کر آئیں گی اور اپنے مالکوں کو پیروں سے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی۔

(بخاری، ج1، ص188)

3- حدیث: حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خزانہ جمع کرنے والوں کو (جو زکوٰۃ نہیں دیتے) خبر سنا دو کہ ان کے خزانہ کو قیامت کے دن پتھر بنا کر جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر ان کو ان کے مالکوں کی چھاتیوں کی گھنڈی پر رکھا جائے گا تو وہ ان کے شانوں کی کری سے باہر نکل جائے گا اور پھر ان کے شانوں کی کری (ھڈی) پر رکھا جائے گا تو وہ ان کی چھاتی کی گھنڈی سے باہر نکل جائے گا۔ (بخاری، ج1، ص189)

الحاصل ہر وہ مال جس میں زکوٰۃ فرض ہے اگر اس کی زکوٰۃ نہ دی گئی تو قیامت کے دن وہی مال ان کے مالکوں کے لئے عذاب کا ذریعہ بنے گا اور وہ جہنم میں طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہوں گے۔

(14)

غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی محشر میں عزت افزائی

وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ نَفَرٍ صَافَحَہُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِذَا خَرَجُوْا مِنْ قُبُوْرِہِمُ الشُّہَدَآءُ وَصَآئِمُوْا شَہْرَ رَمَضَانَ وَصَآئِمُوْا یَوْمَ عَرَفَۃَ وَعَنْ عَآئِشَۃَ اَنَّہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ قُصُوْرًا مِّنْ دُرٍّ وَّیَاقُوْتٍ وَّزَبَرْجَدٍ وَّذَہَبٍ وَّفِضَّۃٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَنْ ہٰذَا قَالَ لِمَنْ صَامَ یَوْمَ عَرَفَۃَ وَقَالَ یَاعَآئِشَۃَ .... وَمَنْ قُتِلَ بِمَظْلُوْمٍ وَّمَنْ مَّاتَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَوْ لَیْلَتَہَا .

ترجمہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین جماعتوں سے ملائکہ قیامت کے دن مصافحہ کریں گے جب وہ قبروں سے اٹھیں گے وہ شہداء اور ماہ رمضان کے روزہ دار اور عرفہ کا روزہ رکھنے والے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جنت میں موتی اور یاقوت اور زبرجد اور سونا چاندی کے محلات ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے پوچھا: یہ محل کسے ملیں گے تو فرمایا جو عرفہ کا رزہ رکھتا ہو گا پھر فرمایا: اے عائشہ بے شک اللہ کو سب دنوں سے زیادہ محبوب دن جمعہ اور عرفہ کا ہے۔ اس لئے کہ

اس میں رحمت اترتی ہے اور بے شک شیطان کو سب دنوں سے زیادہ غم دینے والے جمعہ اور عرفہ کے دن ہیں اور فرمایا: اے عائشہ جس نے عرفہ کے دن روزہ کی حالت میں صبح کی اللہ اس پر رحمت کے تیس دروازے کھول دیتا ہے اور جب اس نے روزہ افطار کیا اور پانی پیا تو اس کے لئے جسم کی تمام رگیں استغفار کرتی ہیں اور طلوع فجر کے وقت کہتی ہیں: اے اللہ اس پر رحمت کر۔

میرے بندو! روزہ دارو مرحبا

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب روزہ دار اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو وہ اپنے روزوں کی خوشبو سے پہچانے جائیں گے اور پائیں گے وہ کھانے کے دسترخوان اور پانی کے کوزے اور انہیں کہا جائے گا کھاؤ پس تحقیق تم بھوکے رہے جب کہ لوگ سیر ہوتے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگ استراحت کرتے ہوں گے جبکہ دوسرے لوگ حساب دے رہے ہوں گے اور یہ بھی مروی ہے پس وہ کھائیں اور پیئیں گے اور چین میں ہوں گے اور لوگ حساب میں ہوں گے اور تحقیق حدیث میں آیا ہے کہ دس جماعتیں حساب قبر میں مبتلاء نہ ہوں گی انبیاء علیہم السلام اور شہداء اور علماء او نمازی اور حفاظ قرآن اور موذن اور امام عادل اور وہ عورت جو حالت نفاس میں مری اور جو ظلماً قتل کیا گیا اور جو جمعہ کے دن یا رات کو مرا۔ (دقائق الاخبار)

(15)

بادشاہوں کی باتیں

حضرت سیّدنا محمد ابن اسحاق بن عبدالرحمٰن بغوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے سعید بن سلیمان کو یہ کہتے سنا ''ایک مرتبہ میں حج کے پر بہار موسم میں مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں تھا۔ میری ملاقات حضرت سیّدنا عبداللہ بن العزیز عمری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ خلیفہ وقت' خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ بھی اس سال حج کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ایک شخص حضرت سیّدنا عبداللہ بن عبدالعزیز عمری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''اے عبداللہ! امیرالمومنین کو دیکھئے انہوں نے تمام لوگوں کو صفا و مروہ سے دور کر دیا ہے تا کہ پہلے خود سعی کریں بعد میں دیگر لوگ''۔ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ میری طرف سے تجھے اچھی جزا نہ دے' تو نے مجھے ایسے کام کا مکلف بنا دیا جس سے میں بے نیاز تھا''۔ یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ صفا کی طرف چل دیئے۔ خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ مروہ سے صفا کی طرف آ رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پکار کر کہا: ''اے ہارون! اے ہارون!'' خلیفہ نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو کہا: ''اے چچا! میں حاضر ہوں''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جاؤ! ذرا صفا پر چڑھو''۔ خلیفہ صفا پر چڑھ گیا تو فرمایا: ''ذرا خانہ کعبہ کی طرف دیکھو''۔ خلیفہ نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''بتاؤ کتنے لوگ موجود ہیں؟'' کہا: ''نہیں کون شمار کر سکتا ہے؟'' فرمایا: ''اچھا یہ بتاؤ ان جیسے اور کتنے انسان ہوں گے؟'' کہا: ''ان کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور کیسے جان سکتا ہے؟''

Scanned with CamScanner

بادشاہ زار و قطار رونے لگا

فرمایا: ''ان میں سے ہر ایک سے اس کی ذات کے متعلق سوال کیا جائے گا اور تجھ اکیلے سے ان تمام کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ذرا غور کر اس وقت تیرا کیا بنے گا؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر خلیفہ زار و قطار رونے لگا۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے خلیفہ! میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں''۔ خلیفہ نے کہا: ''جو کہنا ہے کہہ دیجئے''۔ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! بے شک جو شخص اپنے مال میں جلدی کرتا ہے تو وہ (مال) اس سے روک دیا جاتا ہے، تو جو مسلمانوں کے مال میں جلدی کرے تو اس کا کیا حال ہوگا؟'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس چلے آئے اور خلیفہ وہیں بیٹھا روتا رہا۔ حضرت سیّدنا محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے ''میں ہر سال حج کرنا چاہتا ہوں اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص ایسا ہے جس کی وجہ سے میں اپنی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتا، وہ مجھے ایسی ایسی باتیں کہتا ہے جو میرے نفس پر بہت گراں گزرتی ہیں''۔ (عیون الحکایات)

متکبر بادشاہ اور ملک الموت

حضرت سیّدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک بہت بڑی سلطنت کے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ میں اپنے سارے ملک کا گشت کروں۔ چنانچہ اس نے اپنا بہترین لباس منگوایا اور وہ پسند نہ آیا۔ پھر اس سے عمدہ لباس منگوایا لیکن پسند نہ آیا۔ بالآخر سینکڑوں لباسوں میں سے اسے اپنی پسند کا ایک جوڑا مل گیا۔ پھر گھوڑے لائے گئے تو ان میں سے کوئی گھوڑا پسند نہ آیا آخر کار ہزاروں گھوڑوں میں سے اسے اپنی پسند کا ایک گھوڑا مل گیا۔ اب بادشاہ بڑی شان و شوکت سے لشکر کے ہمراہ سفر پر روانہ ہوا۔ راستے میں ابلیس لعین نے بہکایا تو غرور و تکبر کی آفت میں مبتلا ہو گیا اور گردن اکڑاتے ہوئے بڑے شاہانہ انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ غرور و تکبر کی وجہ سے لوگوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ

دیکھتا تھا۔ راستے میں ایک ضعیف و ناتواں شخص بوسیدہ کپڑوں میں نظر آیا۔ اس نے سلام کیا لیکن بادشاہ نے کوئی جواب نہ دیا نہ ہی اس کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا: ''اے بادشاہ! مجھے تجھ سے ضروری کام ہے''۔ بادشاہ نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی۔ اس نے آگے بڑھ کر گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ بادشاہ نے تلملا کر کہا: ''لگام چھوڑ! تو نے ایسی حرکت کی ہے کہ تجھ سے پہلے کسی نے ایسی جرأت نہیں کی۔'' کہا: ''مجھے بہت ضروری کام ہے''۔
بادشاہ نے کہا: ''ابھی تو ہمارا مہمان بن جا! واپسی پر تیری بات سن لوں گا''۔ کہا: ''ہرگز نہیں! خدا کی قسم! مجھے ابھی تجھ سے کام ہے''۔ بادشاہ نے کہا: ''بتا! کیا کام ہے؟'' کہا: ''ایک راز کی بات ہے، میں چاہتا ہوں کہ صرف تجھے ہی معلوم ہو، لا، اپنا کان میرے قریب کر''۔ بادشاہ نے سر جھکایا تو اس نے کہا: ''میں ملک الموت (علیہ السلام) ہوں، تیری روح قبض کرنے آیا ہوں''۔ یہ سننا تھا کہ بادشاہ مارے دہشت کے تھر تھر کانپنے لگا، رنگ متغیر ہو گیا، اس نے خوف زدہ لہجے میں کہا: ''اس وقت مجھے کچھ مہلت دے دو تا کہ میں جس کام سے نکلا ہوں اسے پورا کر آؤں پھر تم جو چاہے کرنا''۔ ملک الموت علیہ السلام نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! تو اپنی سلطنت کو اب کبھی نہ دیکھ سکے گا''۔ بادشاہ نے منت سماجت کرتے ہوئے کہا: ''اچھا! مجھے میرے گھر والوں کے پاس ہی جانے کی مہلت دے دو''۔ ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا: ''ہرگز نہیں خدا کی قسم! اب تو کبھی بھی اپنے اہل و عیال سے نہ مل سکے گا''۔ یہ کہہ کر اس کی روح قبض کر لی اور اس کا بے جان جسم گھوڑے سے زمین پر آ پڑا۔

نیکو کار کے ساتھ عزرائیل علیہ السلام کا حسن سلوک

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں
کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے
کب تلک غفلت سحر ہونے کو ہے

Scanned with CamScanner

جلد آخرت بنا لے کچھ نیکیاں کما لے
کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی زندگی کا

حضرت سیّدنا جریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر ملک الموت علیہ السلام ایک نیک شخص کے پاس گئے اور سلام کیا' اس مردِ صالح نے جواب دیا' ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا: ''مجھے تم سے ضروری کام ہے''۔ پوچھا: ''بتایئے! کیا کام ہے؟'' کہا: ''راز کی بات ہے۔' مردصالح نے اپنا کان قریب کیا تو اس نے کہا: ''میں ملک الموت ہوں' تیری روح قبض کرنے آیا ہوں''۔ نیک شخص نے کہا: ''خوش آمدید اس لئے کہ جس کی جدائی بہت طویل ہوگئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھ سے دور رہنے والا کوئی شخص نہیں جس کی ملاقات میرے نزدیک آپ علیہ السلام کی ملاقات سے افضل ہو''۔ ملک الموت علیہ السلام نے کہا: ''اگر تمہارا کوئی کام ہے تو اسے پورا کرلو''۔ کہا: ''آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی شے مجھے محبوب نہیں''۔ ملک الموت علیہ السلام نے کہا: ''جس حال میں اپنی موت کو پسند کرتے ہو مجھے بتا دو میں اسی حالت میں تمہاری روح قبض کروں گا''۔ نیک شخص نے کہا: ''کیا آپ علیہ السلام کو اس بات کا اختیار دیا گیا ہے؟'' کہا: ''ہاں! مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے''۔ نیک شخص نے کہا: ''پھر مجھے وضو کر کے نماز پڑھنے دو جب میں سجدہ میں جاؤں تو میری روح قبض کر لینا''۔ ملک الموت علیہ السلام نے کہا: ''ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا''۔ چنانچہ اس نے وضو کر کے نماز شروع کردی۔ جب سجدہ کیا تو اس کی روح قبض کرلی گئی۔ (ایضاً)

جب تیری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

حضرت عمر اور رعایا کی خبر گیری

حضرت سیّدنا اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک رات امیر المومنین' خلیفۃ المسلمین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ آبادی سے باہر آگ کی

روشنی نظر آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے اسلم رحمۃ اللہ علیہ! شاید وہاں کوئی قافلہ ٹھہرا ہوا ہے' آؤ وہاں چلتے ہیں' شاید کسی کو کوئی حاجت ہو''۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت نے آگ روشن کر کے دیگچی چولہے پر رکھی ہوئی ہے اور اس کے قریب ہی چھوٹے چھوٹے بچے بلند آواز سے رو رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے روشنی والو! (یہ جملہ آپ کی کمال فصاحت پر دلالت کرتا ہے' آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو یا اصحاب النار یعنی اے آگ والو نہ کہا بلکہ یا اصحاب الضوء یعنی اے روشنی والو کہا) السلام علیکم'' عورت نے کہا: ''خیر و سلامتی کے ساتھ آجاؤ''۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے قریب جا کر پوچھا: ''تمہارا کیا معاملہ ہے؟'' عورت نے کہا: ''رات اور سردی کی وجہ سے ہم نے آگ روشن کرلی''۔ پوچھا: ''یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟'' کہا بھوک کی وجہ سے''۔ فرمایا: ''اس دیگچی میں کیا ہے؟'' عورت نے غمگین ہو کر کہا: ''ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں' میں نے دیگچی میں پانی ڈال کر چولہے پر رکھ دی ہے تا کہ اسے دیکھ کر بچوں کو کچھ سکون ملے اور وہ سو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور امیر المومنین کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارے خلیفہ حضرت عمر کو اللہ تعالیٰ پوچھے گا''۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے اللہ تعالیٰ کی بندی! عمر کو کیا معلوم! تمہارا کیا حال ہے؟'' کہا: ''وہ ہمارا خلیفہ ہو کر بھی ہم سے بے خبر ہے؟''

بچوں کو خوش کرنے کے لئے حضرت عمر کا عجیب عمل

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے اللہ تعالیٰ کی بندی! تم یہیں ٹھہرنا' انشاء اللہ تعالیٰ میں کچھ ہی دیر میں واپس آتا ہوں''۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ گودام میں آئے اور ایک بوری میں جو کا آٹا' چربی اور گھی وغیرہ ڈال کر مجھ سے فرمایا: ''اے اسلم! یہ بوری میری پیٹھ پر رکھو''۔ میں نے کہا: ''حضور غلام حاضر ہے' یہ بوری میں اٹھاؤں گا''۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: ''جو کہا ہے اس پر عمل کرو اور بوری میری پیٹھ پر لاد دو''۔ میں نے کہا: ''حضور! میں اٹھا لیتا ہوں''۔ فرمایا: ''کیا قیامت کے دن بھی تو میرا وزن اٹھا کر

Scanned with CamScanner

چلے گا؟ جلدی کر یہ بوری میری پیٹھ پر رکھ دے‘‘۔ میں نے نہ چاہتے ہوئے بھی بوری آپ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر رکھ دی۔ آپ رضی اللہ عنہ چلے اور عورت کے پاس پہنچ کر بوری اتار کر زمین پر رکھ دی۔ پھر جو کا آٹا‘ چربی اور دیگر اشیاء ہانڈی میں ڈال کر خود ہی اسے ہلاتے رہے اور خود ہی چولہے میں پھونک مارتے رہے۔ میں نے دیکھا کہ امت مسلمہ کا عظیم خلیفہ‘ ایک غریب و بے سہارا عورت اور اس کے بچوں کے لئے اپنے ہاتھوں سے کھانا تیار کر رہا ہے اور دھواں اس کی گھنی داڑھی سے گزر رہا ہے۔ میں حیرت کی تصویر بنے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے برتن میں ڈالا اور اسے ٹھنڈا کرتے ہوئے کہا: ’’زیادہ گرم کھانا بچوں کو نقصان دے گا‘‘۔ جب کھانا ٹھنڈا ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’میں تمہیں کھانا ٹھنڈا کر کے دیتا ہوں‘ اب تم اپنے ننھے منے بچوں کو کھلاؤ اور خود بھی کھاؤ‘‘۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں سے انہیں کھانا دیتے رہے یہاں تک کہ وہ سب سیر ہو گئے۔ پھر عورت نے کہا: ’’اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے! تو امیر المومنین سے زیادہ خلافت کا حق دار ہے‘‘۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’اے اللہ تعالیٰ کی بندی! امیر المومنین کے بارے میں اچھا کلام کر اور اچھا گمان رکھ‘ تو جب بھی امیر المومنین کے پاس آئے گی مجھے وہیں پائے گی میں ضرور تیری سفارش کروں گا‘‘۔ عورت کو معلوم نہ تھا کہ امیر المومنین اس کے سامنے موجود ہے۔ اس نے پوچھا: ’’اے نیک دل انسان! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تو کون ہے؟‘‘ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو دعائیں دیتی رہی اور پوچھتی رہی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق کچھ نہ بتایا پھر کچھ دور جا کر چوپایوں کی طرح چار زانوں بیٹھ گئے اور ایسی آوازیں نکالنے لگے کہ بچے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔

ملا تقدیر سے حاجت روا فاروق اعظم سا (رضی اللہ عنہ)

حضرت سیّدنا اسلم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی یہ حالت دیکھی تو متعجب ہو کر کہا: ’’اے مسلمانوں کے عظیم خلیفہ! آپ کی شان اس سے

بہت زیادہ بلند ہے‘ یہ آپ رضی اللہ عنہ نے کیسی حالت بنا لی ہے؟‘‘ فرمایا: ’’خاموش ہو جاؤ! میں نے ان ننھے منے بچوں کو بھوک سے روتا دیکھا تھا اب مجھے اس وقت تک سکون نہیں ملے گا جب تک انہیں ہنستا نہ دیکھ لوں‘‘۔ بچے آپ رضی اللہ عنہ کے قریب آ کر کھیلنے اور ہنسنے لگے‘ ان کا دل خوش ہو گیا۔ پھر جب وہ سو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر فرمایا: ’’اے اسلم! بھوک نے ان بچوں کو رلا دیا تھا‘ ان کو روتا دیکھ کر میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ میں اس وقت تک نہ جاؤں گا جب تک انہیں ہنستا نہ دیکھ لوں۔ اب میرے دل کو سکون مل گیا۔ آؤ واپس چلیں‘‘۔ (ایضاً)

نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا
ملا تقدیر سے حاجت روا فاروق اعظم سا
مراد آئی‘ مرادیں ملنے کی پیاری گھڑی آئی
ملا حاجت روا ہم کو درِ سلطان عالم سا

تیرا اک گدا فیض و سخاوت میں ہے حاتم سا

مسلمانو! اسلام اور اس کے ماننے والے سب سے اعلیٰ ہیں‘ روئے زمین پر خیر خواہی کی ایسی عظیم مثال‘ اسلام کے علاوہ اور کسی مذہب میں ہرگز نہ ملے گی۔ مسلمانوں کے علاوہ کائنات میں ایسا تاریخی واقعہ کہیں نہیں ملے گا کہ بادشاہ ہو کر خود ہی اپنی کمر پر بوری لادے اور پھر ایک غریب عورت اور اس کے بچوں کی دل جوئی کے لئے اپنے آپ کو ان کے لئے سواری بنا لے۔ یہ سب خوبیاں صرف اور صرف مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ دین اسلام ہی ایسی عاجزی و تواضع اور عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے۔ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے کہ گلشن اسلام میں خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے گل بے مثال کھلے‘ جنہوں نے اپنی خوشبو سے سارے عالم کو مہکا دیا۔

تیرے جود و کرم کا کوئی اندازہ کرے کیوں کر
تیرا اک گدا فیض و سخاوت میں ہے حاتم سا

Scanned with CamScanner

(16)

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا

دو اونٹنیوں کا قافلہ تیزی سے یثرب (تب یثرب تھا آج مدینہ شریف) کی طرح رواں دواں تھا۔ اب یہ بنی مدلج کے علاقے قدید سے گزر رہا تھا۔ ان اونٹنیوں پر چار افراد سوار تھے۔ ان میں ایک بزرگ جس کی داڑھی کے کچھ بال سفید ہو چکے تھے بڑی بے تابی سے کبھی آگے کبھی پیچھے دیکھ رہے تھے۔ گویا کسی بھی خطرے کو بھانپ کر اس کا مقابلہ کرنے کی دھن میں تھے۔ یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ اس قافلے کے سربراہ امام الانبیاء کائنات کے امام سید البشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ادھر بنو مدلج کا سردار سراقہ بن مالک اپنے گھر میں اپنے حواریوں سمیت بیٹھا گفتگو کر رہا تھا۔ اچانک ایک شخص اندر داخل ہوا۔ کہنے لگا سراقہ! میرا خیال ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے ساتھیوں سمیت ساحل سمندر سے گزر رہے ہیں۔ میں ابھی ابھی انہیں دیکھ کر آ رہا ہوں۔ سراقہ سمجھ گیا کہ یہ وہی لوگ ہیں۔ ان دنوں مکہ کے اردگرد تمام قبائل اور بستیوں میں ایک ہی موضوع زیر بحث تھا کہ اس قافلے کو کس طرح روکا جائے اور انہیں زندہ یا مردہ (معاذ اللہ) قریش مکہ کے حوالے کیا جائے۔ اس مذموم کاروائی کے لئے سرخ اونٹوں کا انعام مقرر تھا اور یہ اتنا بڑا انعام تھا کہ اسے حاصل کرنے کے لئے ہر شخص بے قرار تھا۔

سراقہ بن مالک کی قسمت جاگنے لگی ہے

سراقہ نے پہلو بدلا' اس کے ذہن میں یہ خیال بجلی کی طرح کوند گیا کہ یہ انعام مجھے

ملنا چاہئے۔ آخر میں اس قبیلہ کا سردار ہوں' اور یہ قافلہ میرے ہی علاقے سے گزر رہا ہے۔ میں اس پر قابو پا سکتا ہوں لیکن اگر کوئی شخص میرے ساتھ اس قافلے پر قابو پانے میں شریک ہوتا ہے تو انعام تقسیم ہو سکتا ہے۔ اس نے ایک لمحہ سوچا اور پھر اس شخص کو گھورتے ہوئے کہا تمہارا اندازہ بالکل غلط ہے۔ بھلا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں سے کہاں گزر سکتے ہیں؟ قافلہ کی خبر دینے والا شخص اب خجالت محسوس کر رہا تھا۔ ادھر سراقہ نے اپنی لونڈی کو طلب کیا اور اس کے کان میں کہا فوراً میرے گھوڑے پر زین کسوا اور اسے تیار کر کے فلاں جگہ کھڑی ہو جاؤ۔ خبردار! کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو' میں تھوڑی دیر میں آ رہا ہوں۔ ہاں جلدی جلدی کرنا' تاخیر ہرگز نہیں ہونی چاہئے۔ پھر وہ اہل مجلس کے ساتھ کسی اور موضوع پر گفتگو کرنے لگا۔

اس کا ذہن مسلسل قافلے کے تعاقب میں تھا۔ جب اندازہ ہو گیا کہ اس کی لونڈی گھوڑا تیار کر کے مقررہ مقام تک پہنچ چکی ہو گی تو اس نے اہل مجلس سے گھر میں ضروری کام کا بہانہ کیا اور اپنے گھر کے پچھواڑے سے باہر نکل گیا۔ اس نے نیزہ سنبھالا' گھوڑے پر سوار ہو کر اسے قافلہ کی طرف دوڑایا۔ گھوڑا پوری قوت سے سرپٹ دوڑ رہا تھا۔ اچانک گھوڑا پھسلا اور سراقہ نیچے گر پڑا۔

غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے

اس نے اٹھ کر ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ پانسے کے تیر نکالے اور یہ جاننا چاہا کہ میں انہیں ضرر پہنچا سکوں گا یا نہیں؟ اتفاق کی بات کہ تیر وہ نکلا جو اسے ناپسند تھا۔ فال بتا رہی تھی کہ اسے قافلے کا پیچھا کرنا مناسب نہیں مگر سو اونٹوں کا لالچ اسے چین نہ لینے دیتا تھا۔ وہ دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور قافلے کے بہت قریب جا پہنچا حتیٰ کہ اس کے کانوں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی آواز آنے لگی۔ ادھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے بے چین نظر آ رہے تھے۔ انہوں نے سراقہ کو قریب آتے دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ پیچھا کرنے والا اب ہمیں پکڑنے ہی والا

Scanned with CamScanner

ہے۔ ادھر عزیمت کے پہاڑ اپنے رب پر مکمل بھروسہ کرنے والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔ ابوبکر! (لا تحزن ان الله معنا) ''میرے یارِ غار! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں! اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

سراقہ کا گھوڑا مسلسل دوڑ رہا تھا۔ بتدریج قریب ہو رہا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پریشانی کے عالم میں بے اختیار رو پڑے۔ ارشاد ہوا ابوبکر! کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! میں اپنی جان کے خوف سے نہیں بلکہ آپ کی خاطر رو رہا ہوں۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بے ساختہ آسمان کی طرف اٹھ گئے۔ بارگاہ الٰہی میں عرض کیا (اللهم اكفناه بما شئت) ''اے اللہ تو جیسے چاہے اس سے ہمیں بچا لے''۔

جو امان ملی تو کہاں ملی؟

ادھر زبان اقدس سے یہ الفاظ نکلے ادھر سراقہ کا گھوڑا دوبارہ لڑکھڑا کر گر پڑا اور اس مرتبہ اس کے اگلے دونوں پاؤں گھٹنوں سمیت سخت زمین میں دھنس گئے۔ اب سراقہ نے دوبارہ پانسے کے تیر سے فال نکالی۔ وہی تیر نکلا جو اسے ناپسند تھا۔ اب اس کی سمجھ میں آ گیا کہ اس قافلہ کا پیچھا کرنا سراسر غلط کام ہے' جو بھی ان کا پیچھا کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غالب آ کر رہیں گے۔ اس نے قافلے والوں کو پکارا اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں جان چکا ہوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کے باعث میرا گھوڑا زمین میں دھنس گیا ہے۔ اللہ سے دعا فرمایئے' وہ مجھے نجات دے میں نہ صرف خود آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تعاقب چھوڑ دوں گا بلکہ اس طرف آنے والوں کو بھی لوٹا دوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی تو زمین نے اسے چھوڑ دیا۔ سراقہ نے عرض کیا (اكتب كتابا يكون آية بيني وبينك) ''میرے لئے پروانہ امن لکھ دیجئے جو میرے اور آپ کے درمیان بطور نشانی رہے گا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام

عامر بن فہیرہ کو حکم دیا کہ اسے امان لکھ دو۔ انہوں نے چمڑے کے ٹکڑے پر امان نامہ لکھ دیا۔ سراقہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے عزائم اور سو اونٹوں کے انعام کے بارے میں آگاہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زادِ سفر اور ساز و سامان کی پیش کش کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی قسم کا سامان لینے سے انکار کر دیا۔ صرف یہ فرمایا ہمارے بارے میں رازداری سے کام لینا۔

(صحیح البخاری' حدیث 3906' والسیرۃ النبویۃ لابن ہشام' 103,102/2)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

جانی دشمن کو سونے کے کنگن پہنا دیے

سراقہ وہاں سے جانے لگا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (كيف بك اذا لبست سوارى كسرى و منطقته وتاجه) ''سراقہ! تمہیں کیسا لگے گا جب تم کسریٰ بن ہرمز کے دونوں کنگن' پیٹی اور اس کا تاج پہنو گے''۔ سراقہ نے یہ بات بڑے تعجب سے سنی۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ کہاں کسریٰ بن ہرمز اور اس کے کنگن اور کہاں میں؟ (اسد الغابۃ' 414/2) اس کے بعد قافلہ یثرب (مدینہ شریف) کی طرف بڑھ گیا۔ سراقہ واپس آیا تو دیکھا کہ لوگ قافلہ کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ سراقہ کہنے لگا ادھر کی کھوج خبر تو میں دور دور تک کر چکا ہوں۔ تمہیں اس طرف جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں تمہارے حصے کا کام کر چکا ہوں' اور پھر جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بحفاظت مدینہ منورہ پہنچ گئے تو سراقہ نے لوگوں کو یہ واقعہ سنایا۔ سراقہ نے امان نامہ سنبھال کر رکھا۔ وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ مکہ فتح ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حنین اور طائف سے فتح یاب ہو کر جعرانہ کے مقام پر قیام فرما ہوئے۔

آج وفا نبھانے کا دن ہے

بنی مدلج کا یہی سردار یہی امان نامہ لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے

Scanned with CamScanner

آیا۔ بدو آدمی تھا۔ تمام رکاوٹوں کو عبور کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ انصار کے ایک گھوڑسوار دستے نے اسے روکا کہ (الیك' الیك ماذا ترید) ''ارے! کہاں منہ اٹھائے جارہے ہو؟ کیا چاہتے ہو؟ اس نے جواب میں وہی پروانہ جیب سے نکالا اور اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اونٹنی پر سوار تھے۔ عرض کرنے لگا یارسول اللہ! (ھذا کتابك لی وأنا سراقة بن مالك) ''یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا دیا ہوا امان کا پروانہ ہے۔ میں سراقہ بن مالک ہوں''۔

ارشاد ہوا (ھذا یوم وفاء وبر' ادنه) ''آج کا دن وفا نبھانے کا دن ہے۔ نیکی اور احسان کرنے کا دن ہے' میرے قریب آجاؤ۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام' 2/103,104' فتح الباری' 7/303)

مگر بے خبر' بے خبر جانتے ہیں

پھر چند لمحات کے بعد سراقہ بن مالک کو صحابی بننے کا شرف نصیب ہوا۔ اب وہ اسلام کا ایک سچا سپاہی تھا۔ مسلمانوں کی فتوحات تیزی سے بڑھ رہی تھیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو چاک کرنے والے کسریٰ کی حکومت پاش پاش ہوئی اس کا غرور خاک میں مل گیا۔ اس کے خزانوں کو توڑا گیا۔ کسریٰ بن ہرمز کا تاج اس کی پیٹی اور کنگن مدینہ منورہ بھیجے گئے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حکم دیا لوگو! سراقہ بن مالک کو بلاؤ' میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔

سراقہ آتے ہیں۔ ارشاد ہوا ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔ پھر آپ نے ان کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے اور فرمایا: ''اللہ اکبر! اس اللہ کا شکر ہے جس نے ان کنگنوں کو کسریٰ بن ہرمز سے چھینا' وہ کسریٰ جو کہتا تھا (أنا رب الناس) ''میں لوگوں کا رب ہوں''۔ آج اللہ نے مسلمانوں کو یہ عزت و وقار عطا فرمایا ہے: بنی مدلج کے ایک بدو کو اس کے کنگنوں کا مالک بنا دیا ہے۔ (اسد الغابہ' 2/414)

اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کی کھدائی کے موقع پر جو پیشین گوئی فرمائی تھی کہ مجھے کسریٰ کے خزانوں کی چابیاں عطا کردی گئی ہیں وہ بھی فتح مدائن کے موقع پر پوری ہوگئی اور آپ کے خدام کو وہ چابیاں عطا کردی گئیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

مگر بے خبر' بے خبر مانتے ہیں

مگر کیا علاج کیا جائے ان لوگوں کا جو خود بے خبر ہیں مگر اپنی بے خبری کی بات چھپاتے ہیں اور جو آقا کریم ہر شے سے خبردار ہیں یہ نانجار و نالائق لوگ۔

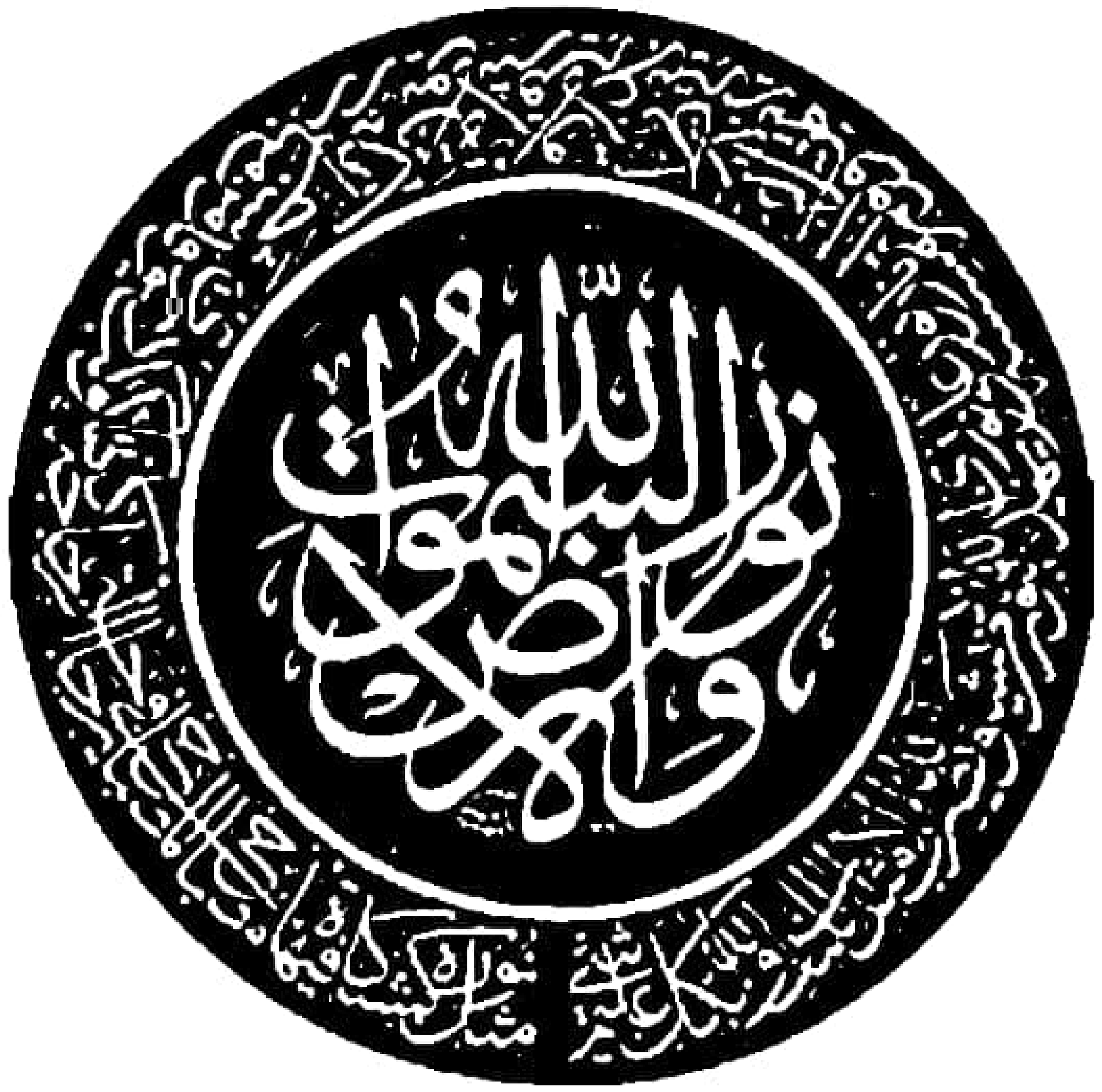

Scanned with CamScanner

(17)

شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُوْضَعُ لِلْاَنْبِیَآءِ مَنَابِرُ مِنْ ذَھَبٍ یَّجْلِسُوْنَ عَلَیْھَا وَیَبْقٰی مِنْبَرِیْ لَا اَجْلِسُ عَلَیْہِ قَآئِمٌ بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ مُنْتَصِبًا بِاُمَّتِیْ مَخَافَۃَ اَنْ یُّبْعَثَ بِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَتَبْقٰی اُمَّتِیْ بَعْدِیْ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی: یَامُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تُرِیْدُ اَنْ اَصْنَعَ بِاُمَّتِکَ؟۔ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ عَجِّلْ حِسَابَھُمْ فَیُدْعٰی بِھِمْ فَیُحَاسَبُوْنَ، فَمِنْھُمْ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِرَحْمَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِیْ فَلَا اَزَالُ اَشْفَعُ حَتّٰی اُعْطٰی صِکَاکٌ بِرِجَالٍ قَدْ اُمِرَ بِھِمْ اِلَی النَّارِ حَتّٰی اَنَّ خَازِنَ النَّارِ لَیَقُوْلُ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ مَا تَرَکْتَ لِغَضَبِ فِیْ اُمَّتِکَ مِنْ نِّقْمَۃٍ ۔

المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 317، المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 208، مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 380، مجمع البحرین (ہیثمی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 296، المستدرک (حاکم) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 65، ابن عساکر جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 95، کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 138، کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 14 صفحہ نمبر 178۔

ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی

ترجمہ: قیامت کے دن انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے سونے کے منبر لگائے جائیں گے وہ سب ان پر بیٹھ جائیں گے، اور میرا منبر باقی رہے گا۔ میں نہیں بیٹھوں گا بلکہ

اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں گا اپنی امت پر اس خوف کی بناء پر کہ میں جنت میں چلا جاؤں اور میری امت باقی رہ جائے۔ پس میں کہوں گا یا رب امتی امتی۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آپ اپنی امت کے ساتھ کیسا سلوک چاہتے ہیں؟ میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب ان کا حساب میں جلدی (اور نرمی) کر دیں۔ پس ان میں سے کچھ کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دے گا اور ان میں کچھ میری شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے میں ان کی شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے ایسے لوگوں کو بچانے کا اذن عطا کر دیا جائے گا جن کو جہنم کی طرف لے جائے جانے کا حکم دیا جا چکا ہوگا۔ یہاں تک کہ جہنم کا داروغہ پکار اٹھے گا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے رب کے غضب کے لئے اپنی امت میں سے کچھ بھی نہیں رہنے دیا۔

وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو؟

☆......عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَأَلْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فَوَعَدَنِیْ اَنْ یُّدْخِلَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا الْجَنَّۃَ عَلٰی صُوْرَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ ۔ فَاسْتَزَدْتُّ فَزَادَنِیْ مَعَ کُلِّ اَلْفٍ سَبْعِیْنَ اَلْفًا ۔ فَقُلْتُ اَیْ رَبِّ اِنْ لَّمْ یَکُنْ ھٰؤُلَآءِ مُھَاجِرِیْ اُمَّتِیْ قَالَ اِذَنْ اُکْمِلُھُمْ لَکَ مِنَ الْاَعْرَابِ ۔

(مسند احمد جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 359، مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 404)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ سے میں نے مانگا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کر لیا کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار لوگوں کو چودھویں رات کے چاند جیسی صورت میں داخل کرے گا میں نے تعداد زیادہ کرنے کے لئے عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور بڑھا دیئے میں نے عرض کیا: اگر مہاجرین اتنی تعداد میں نہ ہوئے تو کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا آپ کے بدوی صحابہ سے یہ تعداد پوری کر دوں گا۔

Scanned with CamScanner

(18)

گوشہ ہائے سیرتِ طیبہ

سیرت کا کون سا گوشہ ہے جس پر نہیں لکھا گیا' کون سا پہلو ہے جس پر نہیں کہا گیا' کون سی زبان ہے جو مدح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آراستہ نہ ہوئی ہو؟ یقیناً کوئی گوشہ' کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر خامہ فرسائی نہ کی گئی ہو' تعبیرات کے شہ پارے' خطابت کے شاہکار' منظوم جواہر پارے سے لے کر ادیب وخطیب وشاعر دربارِ رسالت میں حاضری اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں' عبادت سمجھتے ہیں' انداز سب کا عاشقانہ' ہر ایک کا والہانہ' اس لئے نہیں کہ سیرت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی حاجت ہے کہ جمالِ سیرت تو ان سب سے مستغنی و بے نیاز...... تاہم لفظوں کے جس صدف کو ابرِ سیرت چھو گیا' وہ گوہر میں ڈھل گیا...... لکن مدحت مقالتی بمحمد...... کیا کوئی زبان ایسی ہے جہاں ادب کی فضائیں حضورِ رسالت میں نہ سلام کہتی ہوں' نہ پیام دیتی ہوں...... نہیں اور قطعاً نہیں اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک پہلو ہے محبوبیت وعقیدت کا' دلوں میں آپ کے احترام وعظمت کا' شاہ ہو کہ گدا' فقیر ہو کہ امیر' عاصی ہو کہ پاکباز' بندہ مومن کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا چراغ روشن رہتا ہے' یہ چراغ...... چراغِ محبت سرمایہ ملت بھی ہے اور سرمایۂ ملت کا نگہبان بھی' گناہوں سے آلودہ' معاصی کا خوگر' لاابالی و آوارہ' ہر سو غفلت کے چھائے ہوئے اندھیاروں میں گھرا ایک امتی' ختم الرسل کے سامنے جب نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آجائے تو اس کی آنکھوں میں عقیدت کا نور' محبت کا سرور جھلکنے لگتا ہے' چھلکنے لگتا ہے۔

بادشاہِ وقت اور احترام نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

دو مثالیں پڑھیے ایک شاہ وحکمران کی دوسری ایک شاعر خراباتی کی' شرابی وکبابی کی۔

بادشاہ ناصر الدین محمود کے ایک خاص مصاحب کا نام ''محمد'' تھا۔ بادشاہ اسے اسی نام سے پکارا کرتا تھا۔ ایک دن انہوں نے خلاف معمول اسے ''تاج الدین'' کہہ کر آواز دی۔ وہ تعمیل حکم میں حاضر تو ہو گیا لیکن بعد میں گھر جا کر تین دن تک نہیں آیا۔ بادشاہ نے بلاوا بھیجا۔ تین روز تک غائب رہنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا: ''آپ ہمیشہ مجھے محمد'' کے نام سے پکارا کرتے ہیں لیکن اس دن آپ نے ''تاج الدین'' کہہ کر پکارا۔ میں سمجھا کہ آپ کے دل میں میرے متعلق کوئی خلش پیدا ہو گئی ہے اس لئے تین دن حاضر خدمت نہیں ہوا۔ ناصر الدین نے کہا: ''واللہ! میرے دل میں آپ کے متعلق کسی قسم کی کوئی خلش نہیں' تاج الدین کے نام سے تو میں نے اس لئے اس دن پکارا تھا کہ اس وقت میرا وضو نہیں تھا اور مجھے ''محمد'' کا مقدس نام بغیر وضو کے لینا مناسب معلوم نہیں ہوا''۔ (تاریخ فرشتہ' ج 1' ص 276)

ایک شرابی کبابی شاعر مگر......

اختر شیرانی اردو کے مشہور شاعر گذرے ہیں، لاہور کے عرب ہوٹل میں ایک دفعہ کمیونسٹ نوجوان نے جو بلا کے ذہین تھے۔ اختر شیرانی سے مختلف موضوعات پر بحث چھیڑ دی۔ اس وقت تک وہ دو بوتلیں چڑھا چکے تھے اور ہوش قائم نہ تھے۔ تمام بدن پر رعشہ طاری تھا۔ حتیٰ کہ الفاظ بھی ٹوٹ ٹوٹ کر زبان سے نکل رہے تھے۔ ادھر ''ان'' کا شروع سے یہ حال تھا کہ اپنے سوا کسی کو نہیں مانتے تھے۔ جانے کیا سوال زیر بحث تھا۔ فرمایا: ''مسلمانوں میں تین شخص اب تک ایسے پیدا ہوئے ہیں جو ہر اعتبار سے جینیس بھی ہیں اور کامل الفن بھی۔ پہلے ابوالفضل' دوسرے اسد اللہ خاں غالب' تیسرے ابوالکلام آزاد''۔ شاعر وہ شاذ ہی کسی کو مانتے تھے۔ ہمعصر شعراء میں جو واقعی شاعر تھا اسے بھی

Scanned with CamScanner

اپنے سے کمتر خیال کرتے تھے۔ کیمونسٹ نوجوان نے ''فیض'' کے بارے میں سوال کیا' طرح دے گئے' جوش کے متعلق پوچھا' کہا وہ ناظم ہے' سردار جعفری کا نام لیا' مسکرائے' فراق کا ذکر چھیڑا ''ہوں ہاں'' کر کے چپ ہو گئے' ساحر لدھیانوی کی بات کی' سامنے بیٹھا تھا' فرمایا مشق کرنے دو' ظہیر کاشمیری کے بارے میں کہا' نام سنا ہے' احمد ندیم قاسمی؟ فرمایا میرا شاگرد ہے'' نوجوان نے دیکھا کہ ترقی پسند تحریک ہی کے منکر ہیں تو بحث کا رخ پھیر دیا۔ ''حضرت فلاں پیغمبر کے بارے میں کیا خیال ہے؟'' آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں' نشہ میں چور تھے' زبان پر قابو نہیں تھا' لیکن چونک کر فرمایا: ''کیا بکتے ہو؟ ادب و انشاء یا شعری و شاعری کی بات کرو'' کسی نے فوراً ہی افلاطون کی طرف رخ موڑ دیا' ان کے مکالمات کی بابت کیا خیال ہے؟ ارسطو اور سقراط کے بارے میں سوال کیا مگر اس وقت وہ اپنے موڈ میں تھے' فرمایا: ''اجی پوچھو یہ کہ ہم کون ہیں' یہ ارسطو' افلاطون یا سقراط آج ہوتے تو ہمارے حلقے میں بیٹھتے' ہمیں ان سے کیا کہ ان کے بارے میں رائے دیتے پھریں'' اس لڑکھڑائی ہوئی آواز سے فائدہ اٹھا کر ایک ظالم قسم کے کیمونسٹ نے سوال کیا۔

ایک کیمونسٹ کے سوال پہ......

''آپ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا خیال ہے؟'' اللہ اللہ! ایک شرابی جیسے کوئی برق تڑپی ہو' بلور کا گلاس اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا۔ بدبخت ایک عاصی سے سوال کرتا ہے' ایک سیہ رو سے پوچھتا ہے' ایک فاسق سے کیا کہلوانا چاہتا ہے؟'' تمام جسم کانپ رہا تھا' ایکا ایکی رونا شروع کیا' گھگھی بندھ گئی۔ ''ایسی حالت میں تم نے یہ نام کیوں لیا' تمہیں جرأت کیسے ہوئی؟ گستاخ! بے ادب'' باخدا دیوانہ باش و با محمد! ہوشیار'' اس شریر سوال پر توبہ کرو' تمہارا خبث باطن سمجھتا ہوں'' خود قہر و غضب کی تصویر ہو گئے اس نوجوان کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں' اس نے بات کو موڑنا چاہا مگر اختر کہاں سنتے تھے' اسے اٹھوا دیا' پھر خود اٹھ کر چلے گئے' تمام رات روتے رہے' کہتے

تھے'' یہ لوگ اتنے نڈر گئے ہیں: آخری سہارا بھی ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں' میں گنہگار ضرور ہوں لیکن یہ مجھے کافر بنا دینا چاہتے ہیں''۔ (مجھے ہے حکم اذاں' ص 17'18)

کروں ''نذر'' نغمۂ جاں فزا

دیکھا آپ نے ایک گنہگار امتی' ختم الرسل کا عشق والہانہ' عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی اختر شیرانی کی یہ نعت بھی پڑھئے:

اگر اے نسیم سحر ترا گذر ہو دیارِ حجاز میں
مری چشم تر کا سلام کہنا حضور بندہ نواز میں
تمہیں حد عقل نہ پا سکی فقط حال اتنا بتا سکی
کہ تم ایک جلوۂ راز تھے جو عیاں ہے رنگ مجاز میں
نہ جہاں میں راحت جاں ملی نہ متاعِ امن و اماں ملی
جو دوائے دردِ نہاں ملی تو ملی بہشت حجاز میں
عجب اک سرور سا چھا گیا' میری روح و دل میں سما گیا
تیرا نام ادب سے جو آ گیا مرے لب پہ جب بھی نماز میں
کروں نذر نغمۂ جاں فزا میں کہاں سے اختر بے نوا
کہ سوائے نالۂ دل نہیں ہے مرے دل کے غمزدہ ساز میں

(اختر شیرانی)

Scanned with CamScanner

(19)

تیرے آنسو کا قطرہ جو بوقت نیم شب ٹپکا

ہنسنا اور رونا انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ انسان عالم دنیا میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے روتا ہے، رونا غم اور مصیبت کی علامت ہے اور ہنسنا خوشی اور نشاط کی علامت ہے گویا دنیا میں آنکھ کھولتے ہی انسان کو غم اور مصیبت سے واسطہ پڑتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چھیڑتا ہے جس پر مولود جنم لیتے ہی رونے لگتا ہے یعنی نومولود کی حس اتنی نازک ہوتی ہے کہ وہ شیطان کے معمولی اثر کی متحمل بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ اس وقت فطرت ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہوتی ہے جس کی بنا پر وہ شیطانی اثر کی ذرا سی آلودگی بھی برداشت نہیں کرسکتی لیکن پھر رفتہ رفتہ جب ماحول کے اثرات پڑتے ہیں تو شفاف فطرت پر آلودگیوں کی تہہ جمنے لگتی ہے لہٰذا اب شیطان کا اثر انداز ہونا کوئی مصیبت کھڑی نہیں کرتا رونا اب بھی ہوگا لیکن اب نفسیاتی اور جذباتی صدمے اور دیگر طبعی تقاضے رونا لائیں گے شیطانی تصرفات کا اثر طبیعت پر اب نہیں ہوتا۔ البتہ وہ لوگ جو اپنی شفاف فطرت کو ماحول کی آلودگیوں میں لتھڑنے سے بچائے رکھتے ہیں ان کی یہ حس اس طرح نازک رہتی ہے جیسے روز اول تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی صمدیت کا شعور اسے مزید نازک تر بنا دیتا ہے۔ ان کی فطرت شفاف ہوتی ہے ان کا نفس طاہر و مزکی اور ان کی طبیعت پاکیزہ اور مصفا ہوتی ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی کبریائی کی شان صمدیت اور مقابلے میں اپنی بے مائیگی سامنے آتی ہے تو انہیں ایسا لگتا ہے گویا معصیتوں کے سوا ان کے دامن میں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ خیال آتے ہی ان کے نازک

احساس پر خشیت ذوالجلال کا ایسا تازیانہ لگتا ہے جو انہیں تڑپا دیتا ہے۔ شدت احساس سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ آتا ہے جو ان کی شفاف فطرت کو دھو کر مزید چمکا دیتا ہے ان کی پاکیزہ تر فطرت کی طرح ان کے یہ آنسو بھی پاک اور مصفا ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے جہاں وہ آنسو بہانے والے کی فطرت کو نور خداوندی سے منور کرتے ہیں وہاں معصیت زدہ ماحول کی آلودگیاں بھی دھوا لیتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ لوگوں کے لئے ہدایت کے انعام اترتے ہیں، عذاب ٹل جاتے ہیں، فضائیں انوار باری سے معمور ہو جاتی ہیں، غفلت میں ڈوبے لوگوں کی قسمتیں جاگ جاتی ہیں۔

اسی سے دنیا کا ظلمت کدہ اب تک منور ہے

یہ آنسو ان کے رب کو بہت پیارے ہیں۔ ان آنسوؤں کی مدح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خروا سجدا وبکیا (مریم) "زار و قطار روتے ہوئے سجدے میں گر گئے"۔ حدیث شریف میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ کو دو قطرے بہت پیارے ہیں ایک وہ قطرۂ خون جو اللہ کی راہ میں نکلا اور دوسرا وہ قطرۂ اشک جو اللہ کی خشیت سے ٹپکا"۔ (الحدیث) برگزیدہ شخصیت جتنی عظیم ہوگی آنسوؤں کے بہاؤ میں اسی قدر شدت ہوگی اور اسی قدر ان کی گہرائی اور گیرائی ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی شان صمدیت کا اثر سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام پر ہوتا ہے اس لئے سب سے زیادہ وہی روتے ہیں اور سب سے زیادہ اثر رکھنے والے آنسو انبیاء علیہم السلام ہی کے ہوتے ہیں جن کے نتیجے میں زمین رحمتوں کا گہوارہ بن جاتی ہے، ہدایت کے نور سے کفر کی ظلمتیں سیماب پا ہو جاتی ہیں اور خوش بختوں کی قسمتوں کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

تیرے آنسو کا قطرہ جو بوقت نیم شب ٹپکا
اسی سے دنیا کا ظلمت کدہ اب تک منور ہے

ویسے تو دنیا میں ہر شخص روتا بھی ہے اور ہنستا بھی ہے لیکن برگزیدہ ہستیوں کا رونا یہ اللہ کا وہ خاص انعام اور اس کا خاص فضل ہے کہ کوئی دوسری نعمت اس کا بدل نہیں ہوسکتی۔

Scanned with CamScanner

زہے نصیب! جو اس رونے کی نعمت سے بہرہ مند ہوا قابل صد رشک ہے اس کی خوش نصیبی جس کے نصیب میں یہ رونا آیا۔ جس پر دنیا جہاں کی تمام خندہ سامانیاں قربان! اور جو اس رونے سے محروم رہا اس کی بدنصیبی پر ساری دنیا رویا کرے پھر بھی اس کی حرماں نصیبی کا مداوا ممکن نہیں۔

دامن نچوڑ دوں تو فرشتے وضو کریں

ربیع بن سلیمان کہتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مصر تشریف لے گئے تو مجھ سے فرمایا میرا ایک خط امام احمد کو پہنچا دو اور اس کا جواب مجھے لا دو، میں خط لے کر بغداد پہنچا صبح کی نماز میں امام احمد سے ملاقات ہوئی جب محراب سے اٹھے تو میں نے خط پیش کیا اور عرض کیا: یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا خط ہے۔ امام احمد نے دریافت فرمایا تم نے اس کو دیکھا تو نہیں۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ اس کے بعد آپ نے مہر توڑی اور پڑھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے عرض کیا اے ابوعبداللہ خیر ہے؟ فرمایئے کیا لکھا ہے۔ فرمایا لکھا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوعبداللہ کو میرا اسلام کہہ دو اور کہہ دو کہ اس کا امتحان ہوگا اور خلق قرآن کے قائل ہونے پر اسے مجبور کیا جائے گا وہ اس کو منظور نہ کریں، اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں تا قیامت ان کا علم و نام روشن رکھے گا۔ ربیع کہتے ہیں میں نے کہا: اے ابوعبداللہ بشارت و مبارک ہو۔ فوراً امام نے اپنی دو قمیصوں میں سے نیچے والی قمیص جو جسم سے متصل تھی اتار کر انعام میں مجھے دے دی۔

میں اس کا جواب لے کر مصر آیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا تو فرمایا بولو بشارت کا کیا صلہ ملا۔ میں نے کہا: امام احمد کا اتارا ہوا کرتہ ہے۔ فرمایا: یہ تکلیف تو میں تجھے نہیں دے سکتا کہ وہ قمیص ہی مجھے دے دے، البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ اس کو پانی میں بھگو کر نچوڑ اور وہ پانی مجھے دے دے تا کہ میں اس کو تبرکا رکھوں۔ (طبقات کذانی ترجمان السنۃ ج ۱ صفحہ نمبر 247)

آسمانِ علم وحکمت کے روشن ستارے

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ امام مالک پر رحمت کرے کہ وہ اپنے وقت کے امام تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر رحمت نازل فرمائے کہ وہ اپنے زمانہ کے امام تھے۔ امام ابوحنیفہ پر رحمت نازل فرمائے وہ اپنے زمانہ کے امام تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کوڑے کھانے اور قضاء قبول نہ کرنے کا واقعہ ذکر فرماتے تو رو پڑتے تھے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعائے رحمت فرماتے۔

(تاریخ ابن خلکان کذانی ترجمان السنۃ ج ۱ صفحہ 147)

اسحاق بن محمد کہتے ہیں: میں نے امام مالک بن انس سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہم ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے جب ہم نے ان کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنائی تو وہ رونے لگے اور اس قدر روئے کہ ہمیں ترس آنے لگا۔

(حلیۃ الاولیاء ج 3 صفحہ نمبر 4)

☆......سعید بن عامر، سلام سے نقل کرتے ہیں: حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ (خوف خدا کی وجہ سے) ساری رات عبادت کرتے تھے اور (روتے تھے) اپنی آواز کو پست رکھتے تھے (تا کہ لوگوں کو شب بیداری کا علم نہ ہو) لیکن جب صبح کا وقت ہوتا تو اپنی آواز کو بلند کرتے تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ابھی اٹھے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء ج 3 صفحہ نمبر 8)

☆......سلام کہتے ہیں: یونس سے زیادہ مخلص طالب علم میں نے نہیں دیکھا۔ ان کے ایک پڑوسی کہتے ہیں: یونس کثرت سے استغفار کرتے تھے۔ بڑے زاہد عابد تھے لیکن اس کے باوجود احمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یونس بن عبید نے موت کے وقت اپنے پاؤں کی طرف دیکھا اور رو دیئے، ان سے کہا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمانے لگے میرے یہ پاؤں کبھی راہ خدا میں غبار آلود نہیں ہوئے (اس پر روتا ہوں)۔

(حلیۃ الاولیاء ج 3 صفحہ نمبر 19)

☆......سوار بن عبداللہ فرماتے ہیں: میں نے ابوالمعتمر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ میرا ایک ساتھی تھا جو میرے ساتھ حدیث پڑھا کرتا تھا وہ فوت ہو گیا۔ میں اس پر رویا۔

Scanned with CamScanner

میرے والد نے دیکھ لیا۔ مجھ سے فرمایا کیا تیرا ساتھی عامل بالسنہ تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ میرے والد نے فرمایا تو اس پر نہ رو اور غم نہ کر۔

ابوالمعتمر رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگ تھے' ابراہیم بن اسماعیل کہتے ہیں: شیخ سلیمان اور ایک دوسرے شخص کے درمیان جھگڑا تھا اس شخص نے سلیمان کے پیٹ میں ہاتھ مارا جس سے ہاتھ خشک ہو گیا۔ (حلیۃ الاولیاء' ج3' ص31)

اب ان کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترستی ہیں

سعد بن عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: سلیمان بیمار ہو گئے۔ ایام مرض میں شدت سے روئے۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا موت کے خوف سے روتے ہیں! فرمایا: نہیں بلکہ میں ایک دن ایک قدری کے پاس سے گزرا تھا (یہ ایک فرقہ باطلہ کا نام ہے) اس کو میں نے سلام کیا تھا میں ڈر رہا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں میری گرفت نہ کر لے (کیونکہ اہل بدعت کی تعظیم ممنوع ہے)۔ (حلیہ' ج3' صفحہ 32)

☆......سعید بن عامر کہتے ہیں: یزید بن ابان نے اپنے آپ کو بصرہ جیسی گرمی میں چالیس سال تک پیاسا رکھا (یعنی روزہ رکھا) پھر اپنے ساتھیوں سے کہا آؤ ٹھنڈے پانی پر روئیں جس روز کے سخت پیاس ہوگی (یعنی قیامت کا دن ہوگا) اور پھر رونے لگے۔ (حلیۃ الاولیاء' ج3' صفحہ 50)

☆......ابی اسحاق کہتے ہیں: ایک مرتبہ یزید بن ابان ایک قصہ بیان کرتے ہوئے اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے اے یزید! تیرے لئے ہلاکت ہو۔ تیری طرف سے اللہ تعالیٰ کو کون راضی کرے گا اور تیری طرف سے نماز کون پڑھے گا' تیری طرف سے روزے کون رکھے گا؟ پھر فرمایا: اے دوستو قبر اصلی گھر ہے موت اس کا وعدہ ہے کیا تم اس پر روتے نہیں ہو؟ پھر رونے لگے اور زندگی بھر اس قدر روئے کہ آنکھوں کے بال گر گئے۔
(حلیہ' ج3' ص51)

☆......ہشام بن حسان کہتے ہیں: میں اور منصور اکٹھے نماز پڑھا کرتے تھے ان کی

عادت شریفہ تھی کہ ظہر اور عصر کے درمیان ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے اور مغرب وعشاء کے درمیان ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔

مغرب کے بعد جب تشریف لاتے تو ان کے کندھوں پر ایک بارہ ہاتھ لمبا اعمال نامہ ہوتا تھا' آ کر نماز شروع فرماتے اور روتے رہتے اور عمامہ سے آنسو صاف کرتے رہتے یہاں تک کہ سارا عمامہ تر ہو جاتا۔ (حلیہ' ج3' صفحہ 58)

روشن ضمیر و بے نظیر لوگ

ایک صاحب کہتے ہیں: میں حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلا کہ ہم ابونضرۃ کی عیادت کریں۔ جب ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے تو ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اے ابا سعید میرے قریب ہو جا۔ میں قریب ہو گیا تو میری گردن پر ہاتھ رکھ کر میرے رخسار پر بوسہ دیا' اور کہا: اے ابا سعید مجھ پر کچھ سورتیں پڑھ کر دم کر اور دعا کر۔ ابا سعید نے سورۃ اخلاص اور سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھیں اور درود شریف پڑھا پھر فرمایا: اے اللہ! میرے بھائی کو تکلیف پہنچی ہے تو رحم کرنے والا ہے (پس تو رحم فرما) یہ سن کر مندر بن مالک رو پڑے اور حسن رضی اللہ عنہ بھی رو پڑے اور مندر بن مالک کے اہل خانہ بھی رو پڑے۔ حسن رضی اللہ عنہ کا یہ رونا بطور شفقت تھا۔ حسن رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت دیکھ کر ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ نے مندر بن مالک سے فرمایا تو ہی میرا جنازہ پڑھانا۔
(حلیۃ الاولیاء' ج3' صفحہ 98)

☆......حمید سے روایت ہے کہ جب ایاس بن معاویہ رضی اللہ عنہ قاضی القضاۃ بنائے گئے تو ان کے پاس حسن آئے تو ایاس رونے لگے۔ ان سے حسن نے کہا: اے ابوواثلہ کیوں روتے ہو؟ (غالباً یہ رونا اسی عہدہ کی وجہ سے ہوگا) وہ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے عیب کو نہیں جانتا وہ بیوقوف ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ میں کون سا عیب ہے؟ فرمایا' کثرت کلام۔ ایاس بن معاویہ سے ایک روایت مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غروب آفتاب کے وقت سمندر کے کنارے اللہ اکبر بلند آواز

Scanned with CamScanner

سے کہے اللہ تعالیٰ اس کو سمندر کے ہر قطرہ کے بدلہ دس نیکیاں دے گا' اور دس گناہ معاف کرے گا' اور دس درجہ بلند کرے گا۔ ہر درجہ کے درمیان فاصلہ تیز رفتار گھوڑے کے سو سال چلنے کی مسافت کے برابر ہوگا۔ (حلیۃ الاولیاء ج3' صفحہ 123)

خاندانِ نبوت کا فرزند ارجمند

عقبیٰ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں: حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب وضو سے فارغ ہوتے تو ان پر خوف کی وجہ سے کپکپی طاری ہو جاتی اور آنسو جاری ہو جاتے۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا تم برباد ہو جاؤ تمہیں پتہ نہیں کس کے سامنے کھڑے ہونا ہے اور کس ذات سے مناجات کرنی ہے۔ (حلیۃ ج3' صفحہ 133)

☆...... جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: امام زین العابدین سے کثرت بکاء کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: تم مجھے زیادہ رونے پر ملامت نہ کرو کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے کے گم ہونے پر اس قدر روئے کہ ان کی بینائی جاتی رہی۔ حالانکہ ان کو ان کی موت کا علم نہیں تھا۔ میں اپنے خاندان کے چودہ افراد کو دیکھتا ہوں کہ وہ ایک ہی معرکہ میں (یعنی کربلا میں) شہید کیے گئے تو میرے دل سے ان کا غم کیسے ختم ہو سکتا ہے۔ (حلیۃ ج3' صفحہ 138)

☆...... عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ امام زین العابدین محمد بن اسامہ بن زید کے پاس ان کی مرض الموت میں گئے تو محمد بن اسامہ رونے لگے۔ حضرت زین العابدین نے کہا کیوں روتے ہو؟ عرض کیا میرے ذمہ قرض ہے۔ پوچھا کتنا ہے؟ عرض کیا پندرہ ہزار دینار (دینار سونے کا ایک سکہ کا نام ہے) حضرت زین العابدین نے فرمایا بے فکر ہو جاؤ وہ میں ادا کروں گا۔ (حلیۃ ج3' صفحہ 141)

سیّد القراء اور عظیم محدث کا حال

محمد بن منکدر کے بارے میں ہے کہ ایک رات نماز میں کھڑے ہوئے تھے اچانک رونے لگے اور کثرت سے روئے یہاں تک کہ ان کے گھر والے بھی ڈر گئے۔ میں نے

پوچھا: کس چیز نے ان کو رلایا تھا۔ اس پر ان کے اہل خانہ خاموش رہے۔ جب محمد بن منکدر نے زیادہ رونا شروع کر دیا تو انہوں نے ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف آدمی بھیجا۔ ان کو خبر دی گئی وہ حاضر ہوئے تو محمد بن منکدر رو رہے تھے۔

ابو حازم نے کہا: اے بھائی آپ کو کس چیز نے رلایا کیا کوئی درد ہے یا کوئی دوسری تکلیف ہے؟ فرمایا میں قرآن کی ایک آیت پر گزرا تھا جس سے مجھے رونا آ گیا۔ پوچھا وہ کیا آیت تھی؟ فرمایا وہ ارشاد باری تھا بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ (ترجمہ) ظاہر ہوگا ان کے سے اللہ کی طرف سے جس کا خیال بھی نہ رکھتے تھے۔ یہ سن کر ابو حازم بھی رونے لگے اور محمد بن منکدر اور بھی زیادہ رونے لگے۔

محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کے گھر والوں نے کہا: اے ابو حازم ہم نے تجھے اس لئے بلایا تھا تا کہ ان کا غم ہلکا کرے لیکن تو نے ان کا غم اور زیادہ کر دیا۔ محمد بن منکدر نے کہا: اے ابو حازم ان کو بتلا کہ ہم کیوں رو رہے ہیں۔ (حلیۃ ج3' صفحہ 146)

☆...... حضرت عکرمہ نقل کرتے ہیں: محمد بن منکدر موت کے وقت سخت پریشان تھے (اور رو رہے تھے) کسی نے کہا کیوں روتے ہو؟ فرمایا اس آیت کی وجہ سے وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ (اس کا ترجمہ گزشتہ واقعہ میں گزر چکا ہے) میں ڈرتا ہوں کہ میرے لئے کوئی ایسی چیز ظاہر نہ ہو جائے جس کا مجھے خیال نہ ہوا۔
(حلیۃ ج3' صفحہ 146)

☆...... امام مالک بن انس فرماتے تھے کہ محمد بن منکدر سید القراء تھے۔ جب کوئی ان سے حدیث کے بارے میں سوال کرتا تو وہ ضرور روتے۔ (حلیۃ ج3' صفحہ 147)

☆...... محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث اور تابعی ہیں۔ انتقال کے وقت رونے لگے تو کسی نے پوچھا کیا بات ہے؟ فرمانے لگے مجھے کوئی گناہ تو ایسا معلوم نہیں جو میں نے کیا ہو۔ اس پر روتا ہوں کہ کوئی بات ایسی ہو گئی ہو جس کو میں نے سرسری سمجھا ہو اور وہ اللہ کے نزدیک سخت ہو۔ (فضائل اعمال' صفحہ 569)

Scanned with CamScanner

(20)

بے نیازی سے جانیں بچ گئیں

134 ہجری میں خلیفہ منصور جب تختِ خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے اپنی تائید و توثیق کے لئے چند ممتاز علماء کو دربار میں بلایا' ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے' اور ان سے یہ سوال کیا ''یہ حکومت جو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس امت میں عطا کی ہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا میں اس کا اہل ہوں؟'' منصور پہلے ابن ابی ذئب کی طرف متوجہ ہوا تو انہوں نے جواب دیا: ''دنیا کی بادشاہی اللہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے' مگر آخرت کی بادشاہی اس کو دیتا ہے جو اس کا طالب ہو اور اللہ تعالیٰ اسے اس کی توفیق دے' اللہ کی اطاعت سے توفیق نصیب ہوگی اور نافرمانی کی صورت میں دوری ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ خلافت اہل تقویٰ کے اجماع سے قائم ہوتی ہے اور جو شخص خود اس پر قبضہ کر لے اس میں کوئی تقویٰ نہیں' آپ اور آپ کے مددگار توفیق اور حق سے منحرف ہیں' اب اللہ سے سلامتی مانگیں اور پاکیزہ اعمال سے اس کا تقرب حاصل کریں''۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں: جس وقت ابن ابی ذئب یہ باتیں کہہ رہے تھے تو میں نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے اس خیال سے کہ ابھی اس کی گردن اڑا دی جائے گی اور خون کے چھینٹے ہم پر پڑیں گے۔

اس کے بعد خلیفہ امام صاحب کی طرف متوجہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ''آپ کو خود معلوم ہے کہ آپ نے ہمیں اللہ کی خاطر نہیں بلایا بلکہ اس لئے کہ ہم آپ کے ڈر سے آپ کی منشاء کے مطابق بات کہیں اور وہ عوام کے علم میں آ جائے' جب کہ حقیقت یہ ہے کہ

آپ کی خلافت پر اہل تقویٰ میں دو آدمیوں کا بھی اجماع نہیں ہوا حالانکہ خلافت مسلمانوں کے اجماع اور مشورے سے ہوتی ہے''۔

دربارِ شاہی میں کلمۂ حق بلند کرنے والے

دربار برخاست ہوا تو منصور نے اپنے وزیر ربیع کو درہموں کے دو تھیلے دے کر بھیجا اور ہدایت کی کہ ''اگر ابن ابی ذئب اور امام ابوحنیفہ یہ درہم قبول کر لیں تو ان کا سر اتار لانا''۔ جب ربیع نامی وزیر ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور تحفہ پیش کیا تو آپ نے کہا:

''میں یہ مال منصور کے لئے بھی حلال نہیں سمجھتا' اپنے لئے کیسے حلال سمجھوں؟''

''خواہ میری گردن اڑا دی جائے میں یہ مال قبول نہیں کروں گا''۔ خلیفہ منصور نے جب یہ روئیداد سنی تو کہا: ''ان دونوں کی بے نیازی نے ان دونوں کا خون بچا لیا''۔

کسی کو رام کرنے کے لئے حکومتوں کے عموماً یہی دو ہتھکنڈے ہوتے ہیں' دھونس اور لالچ۔ یہی طریقے منصور نے بھی استعمال کئے۔ لیکن ائمہ دین نہ سنہری پنجروں میں بند ہوئے اور نہ ہی اپنی موت سے ڈرے۔ انہوں نے اپنی جان کی بازی لگا کر بھی دین کی کسی ادنیٰ سے شق پر بھی آنچ نہ آنے دی۔ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں پر انہیں آخرت کی بے شمار راحتیں اور انعامات عطا فرمائے۔ (مناقب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' ج2' ص14'15)

(21)

رمضان شریف کا روزہ

روزہ فرض اور اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے بلا عذر شرعی اس کا چھوڑ دینا گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اور روزہ رکھ کر اگر بلا عذر شرعی قصداً توڑ دے تو کفارہ لازم ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ دن لگاتار روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (البقرہ، ع23)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم لوگوں سے پہلے والے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرہ، ع23)

ترجمہ: اور تم میں جو کوئی یہ مہینہ (رمضان) پائے تو ضرور اس کے روزے رکھے۔

روزہ شریعت کی اصطلاح میں مسلمان کا بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے آپ کو قصداً کھانے پینے، جماع سے باز رکھنے کا نام ہے۔ عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ بلا عذر شرعی روزہ چھوڑ دینا گناہ عظیم اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

ہلاکت وبربادی

1- حدیث: حاکم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب لوگ منبر کے پاس حاضر ہوں۔ ہم سب حاضر ہوئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے درجہ پر چڑھے تو فرمایا: ''آمین'' دوسرے پر چڑھے کہا: ''آمین'' تیسرے درجے پر چڑھے کہا آمین جب منبر سے تشریف لائے تو ہم نے عرض کی کہ آج ہم نے حضور سے کیا بات سنی کہ اس سے پہلے کبھی نہ سنتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے آکر عرض کی وہ شخص دور ہو جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا: آمین۔ جب میں دوسرے درجے پر چڑھا تو جبریل نے کہا: وہ شخص دور ہو جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی۔ میں نے کہا: ''آمین'' جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو کہا: وہ شخص دور ہو جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آئے اور ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے میں نے کہا: ''آمین'' (کتب احادیث، بہار شریعت، حصہ 5، ص96)

2- حدیث: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں سو رہا تھا تو خواب میں دو آدمی میرے پاس آئے اور میرے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر کے مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ پر چڑھا دیا تو جب میں بیچ پہاڑ پر پہنچا تو وہاں بڑی سخت آوازیں آرہی تھیں تو میں نے کہا: کہ یہ کیسی آوازیں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ جہنمیوں کی آوازیں ہیں۔ پھر مجھے اور آگے لے جایا گیا تو میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا کہ ان کو ان کے ٹخنوں کی رگوں سے باندھ کر لٹکایا گیا تھا اور ان لوگوں کے کلّھڑے پھاڑ دیئے گئے تھے اور ان کے کلّھڑوں سے خون بہہ رہا تھا تو میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو کسی کہنے والے نے یہ کہا: یہ لوگ روزہ افطار کرتے تھے قبل اس کے روزہ افطار کرنا حلال ہو۔

(الترغیب والترہیب، ج2، ص108 بحوالہ ابن خزیمہ وابن حبان)

بیت اللہ شریف کا حج

جس شخص پر فرض ہے اس کو لازم ہے کہ فوراً ہی حج کو جائے۔ حج پر قادر ہوتے

ہوئے حج کو چھوڑ دینا گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○ (آل عمران ع10)

''اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج (فرض) ہے جو شخص باعتبار راستہ کے اس کی طاقت رکھے اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے''۔

دوسری آیت میں ارشاد ہوا: وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرہ ع24)

''حج و عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔

1 - حدیث: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سواری اور اتنے توشہ کا مالک ہو گیا کہ وہ اسے بیت اللہ تک پہنچا دے پھر اس نے حج نہیں کیا تو کچھ فرق نہیں ہے کہ وہ یہودی ہوتے ہوئے مرے یا نصرانی ہوتے ہوئے اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: اللہ ہی کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے جو بیت اللہ تک راستہ کی طاقت رکھے۔

(مشکوٰۃ، جلد اول، صفحہ 222 بحوالہ ترمذی و کنز العمال، جلد 5، ص 11)

یاد رہے! حج اسلام کا پانچواں رکن اور بہت اہم فریضہ ہے اور جب حج فرض ہو جائے تو فوراً حج کر لینا لازم ہے جس قدر دیر کرے گا ہر لمحہ گنہگار ہوتا رہے گا۔

(22)

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَمَا وَلَدَتْهُمْ اُمُّهُمْ عُرَاةً حُفَاةً .... وَرُوِىَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اُمَّتِىْ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ صَفًّا وَّ هٰذَا اَصَحُّ وَصِفَةُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهُمْ بِيْضُ الْوُجُوْهِ غُرٌّ مُّحَجَّلُوْنَ وَصِفَةُ الْكٰفِرِيْنَ اَنَّهُمْ اَسْوَدُ الْوُجُوْهِ مُقَرَّنِيْنَ وَمُعَذَّبِيْنَ مَعَ الشَّيَاطِيْنِ ۔

حدیث میں حضور علیہ السلام سے مروی ہے کہ روز قیامت لوگ برہنہ بدن اور ننگے پاؤں اٹھائے جائیں گے جیسے کہ ان کی ماں نے انہیں جنا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ مرد وعورتیں اکٹھے ہوں گے فرمایا ہاں حضرت عائشہ نے عرض کی مرد و زن برہنہ تو شرمندہ ہوں گے جب بعض بعض کو دیکھیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر مار کر فرمایا: اے دختر صدیق شرمندگی کا خوف نہ کرو اس دن آپس میں دیکھنے کو متوجہ ہی نہ ہوں گے وہ غم میں ڈوبے ہوئے اور آنکھیں کھولے آسمان کی طرف دیکھتے چالیس برس کھڑے رہیں گے نہ کچھ کھائیں گے نہ پئیں گے نہ بیٹھیں گے اور نہ بات کریں گے پس ان سے کوئی وہ ہوگا جس کا پسینہ قدموں تک کسی کا پنڈلی تک کسی کا پیٹ تک اور کسی کا سینہ تک اور کسی کا حلق تک اور

Scanned with CamScanner

کوئی ان میں سے پسینہ میں ڈوبا ہوگا اور نہ کوئی مقرب فرشتہ بچے گا نہ کوئی نبی مرسل اور نہ شہید مگر شدت حساب اور طویل ٹھہرنے سے حیران ہوں گے۔

خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ کیا کوئی سوار بھی جمع کیے جائیں گے فرمایا ہاں وہ انبیاء اور ان کے اہل بیت ہوں گے' اور جو رجب و رمضان کے روزے رکھنے والے اور حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے عرض کی کیا کچھ لوگ قیامت میں سیر شکم بھی اٹھائے جائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں انبیاء اور ان کے اہل بیت اور رجب و شعبان و رمضان کے روزے رکھنے والے پس بے شک وہ سیر ہوں گے کہ ان کو نہ بھوک اور نہ پیاس ہوگی اور باقی سب لوگ بھوکے ہوں گے اور کہا گیا ہے کہ ان سب کو چلایا جائے گا میدان محشر کی طرف بیت المقدس کے پاس اس زمین میں جسے ساہرہ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''سوا اس کے نہیں: وہ ایک ہی زوردار آواز ہوگی پس جبھی وہ ساہرہ کے پاس ہوں گے'' اور کہا جاتا ہے کہ تحقیق قیامت کے میدانِ محشر کی طرف بیت المقدس کے پاس سارے لوگ ایک سو بیس صفوں میں کھڑے ہوں گے اور ہر ایک صف کا طول چالیس ہزار سال کی راہ ہوگی اور ہر ایک صف کا عرض ایک ہزار سال چلنے کی مسافت ہوگی اور کہا گیا ہے کہ ان میں سے تین صفیں منافقوں کی ہوں گی اور باقی کفار کی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: آپ نے فرمایا بے شک میری امت ایک سو بیس صفوں میں ہوگی اور یہ روایت صحیح ہے اور مومن کی پہچان یہ ہے کہ ان کے چہرے سفید اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے اور کافروں کی پہچان یہ کہ ان کے چہرے سیاہ زنجیروں سے جکڑے شیاطین کے ساتھ عذاب میں ہوں گے۔ (دقائق الاخبار)

(23)

ایک مظلوم کی حکمت بھری باتیں

حضرت سیّدنا حسن بن خضر رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں مجھے ایک ہاشمی نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں خلیفہ ابو جعفر منصور کے دربار میں تھا۔ وہ لوگوں کی فریاد سن کر ان کے لئے احکامات جاری کر رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہا: ''اے امیر! یقیناً مجھ پر ظلم کیا گیا ہے' میں چاہتا ہوں کہ اپنے اوپر کئے جانے والے ظلم کو بیان کرنے سے پہلے آپ کے سامنے ایک مثال پیش کروں''۔ امیر نے کہا: ''جو کہنا چاہتے ہو کہو''۔

کہا: ''اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے کئی طبقے بنائے اور انہیں مختلف مراتب میں رکھا۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اپنی ماں کے علاوہ نہ تو وہ کسی کو پہچانتا ہے نہ ہی کسی اور سے کوئی چیز طلب کرتا ہے۔ اگر اسے خوف محسوس ہو تو ماں کی آغوش میں آ جاتا ہے۔ جب کچھ بڑا ہوتا ہے تو باپ کو پہچانتا ہے' اگر کوئی اسے تنگ کرے یا ڈرائے تو اپنے باپ کی پناہ لیتا ہے۔ پھر جب بالغ و مستحکم ہو جاتا ہے اور اسے کوئی چیز ڈراتی یا نقصان پہنچاتی ہے تو وہ اپنے بادشاہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور ظالم کے خلاف بادشاہ کی مدد چاہتا ہے۔ اگر بادشاہ خود اس پر ظلم کرے تو وہ تمام جہانوں کے خالق و مالک' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغاثہ کرتا اور اس کی پناہ چاہتا ہے۔ اے امیر! بے شک میں بھی مخلوق کے انہیں طبقوں میں شامل ہوں۔ ابن نہیک نے میری زمین کے معاملہ میں مجھ پر ظلم کیا ہے۔ اگر آپ میری مدد کریں گے تو بہت بہتر' ورنہ! میں اپنا مقدمہ' خالق کائنات جل

Scanned with CamScanner

جلالہ کی بارگاہ میں پیش کردوں گا۔ اب آپ کی مرضی چاہیں تو میری مدد فرمائیں یا مجھے چھوڑ دیں‘‘۔ اس شخص کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر منصور نے کہا: ’’اپنا کالم دہراؤ‘‘۔ اس شخص نے دوبارہ اسی طرح بیان کیا تو ابوجعفر نے کہا: ’’سنو! سب سے پہلے تو میں ابن نہیک کو معزول کرتا ہوں اور اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ جلد از جلد تمہاری زمین تمہیں واپس کر دے‘‘۔ (عیون الحکایات)

(24)

بدترین تعصب کا شکار قوم یہود

یہود کو علم تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ نبی انہی کی قوم میں سے ہوگا‘ اس لئے جب بشیر ونذیر صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عربی النسل ہونے کی وجہ سے حسد کیا گیا۔ ان کا ایک عالم کہنے لگا اے یہود کی جماعت! عنقریب بالکل انہی ایام میں آخری نبی معبوث ہونے والے ہیں‘ اور وہ ہماری ہی سرزمین پر تشریف لائیں گے۔ یہودی پوچھنے لگے ان کی نشانیاں کیا ہیں؟ جواب ملا میانہ قد کے ہوں گے‘ سفید رنگ کے سرخی مائل نہایت خوبصورت‘ حرہ کے پہاڑوں سے داخل ہوں گے۔ وہ امی ہوں گے۔ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے ہوں گے۔ ہجرت کے موقع پر یہ ساری نشانیاں روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئیں۔ مگر ہائے رے حسد کہ اس کا کوئی علاج ہی نہیں۔

ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں اپنے والد اور چچا کی بڑی چہیتی تھی۔ وہ مجھ سے دوسری اولاد کے مقابلہ میں زیادہ پیار کرتے تھے۔ جب بھی دیکھتے فوراً گود میں اٹھا لیتے تھے۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں تشریف لائے تو میرے والد اور چچا بھی ملاقات کے لئے گئے۔ غروب آفتاب کے وقت واپس آئے تو بڑے تھکے ماندے‘ گرتے پڑتے لڑکھڑائی ہوئی چال چلتے نظر آئے۔ میں حسب معمول چہک کر ان کی طرف دوڑی مگر واللہ! انہیں اس قدر غم تھا کہ انہوں نے میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ میں نے چچا کو سنا وہ میرے والد

حیی بن اخطب سے کہہ رہے تھے کیا یہ وہی ہے؟ جواب ملا ہاں اللہ کی قسم! چچا نے پوچھا کیا آپ نے انہیں ٹھیک ٹھیک پہچانا ہے؟ والد نے کہا ہاں۔ چچا نے کہا تو پھر کیا ارادے ہیں؟ جواب ملا عداوت' اللہ کی قسم! جب تک زندہ رہوں گا ان کی عداوت سے باز نہیں آؤں گا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام'132/2' دلائل النبوۃ للبیہقی'533/2' والبدایۃ والنہایۃ'222,221/3)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بیان

عبداللہ بن سلام یہود کے ایک بڑے مشہور اور متبحر عالم تھے۔ کہتے ہیں میں نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات تورات میں پڑھ رکھی تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میں فوراً خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے پاس لوگوں کا بڑا مجمع تھا۔ چہرۂ انور پہ نگاہ ڈالی تو گویا وہ چودھویں رات کا چمکتا ہوا چاند تھا۔ دل نے گواہی دی کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے (أفشوا السلام' وصلوا الارحام' وصلوا باللیل والناس نیام' تدخلوا الجنة بسلام) ''اے لوگو! سلام کو عام کرو' صلہ رحمی کرو' راتوں کو جب لوگ سو رہے ہوں نماز ادا کرو' نہایت سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے''۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کون ہیں؟ فرمانے لگے میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے پوچھا آپ کو کس نے معبوث فرمایا ہے؟ ارشاد ہوا اللہ نے۔ میں نے کہا: میں آپ سے قیامت کی نشانیاں پوچھنا چاہتا ہوں؟ جواب ملا: جو جی چاہو پوچھو۔ میں نے عرض کیا: تین سوال پوچھوں گا۔ پہلا سوال قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ دوسرا جنتی لوگ پہلا کھانا کیا تناول کریں گے؟ اور تیسرا بچہ اپنی ماں یا باپ کے مشابہ کس بناء پر ہوتا ہے؟

ارشاد فرمایا قیامت کی پہلی نشانی آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے دھکیلتی ہوئی مغرب کی طرف لے جائے گی۔ جنتی لوگوں کی پہلی ضیافت مچھلی کی کلیجی سے کی جائے

گی۔ بچہ کے ماں یا باپ کے مشابہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مرد کا پانی سفید اور گاڑھا ہوتا ہے۔ جبکہ عورت کا زرد اور پتلا۔ اگر ان میں سے ایک کا پانی دوسرے پر غالب آجائے تو بچہ اس کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

پڑھ کر کلمہ مسلماں ہو گئے

میں نے کہا: آپ نے درست فرمایا' اور پھر گواہی دی (اشھد ان لا الـه الا الله واشھد انك رسول الله) ایک دن میں نے کہا: یارسول اللہ! یہود ایک بہتان باز قوم ہے۔ اگر انہیں میرے اسلام لانے کا پتہ چل گیا تو وہ مجھ پر بہتان تراشیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو بلا بھیجا۔ عبداللہ بن سلام گھر کے اندر چھپ کر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے پوچھا: عبداللہ بن سلام کیسے آدمی ہیں؟ وہ بیک زبان کہنے لگے وہ ہمارے سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے عالم کے بیٹے' سب سے اچھے اور سب سے اچھے کے بیٹے ہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے' افضل ترین شخص اور افضل ترین شخص کے بیٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اچھا اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو پھر؟ انہوں نے اوپر تلے دو تین بار کہا اللہ انہیں اس سے محفوظ رکھے۔ اب عبداللہ بن سلام یہود کی یہ گفتگو سن کر کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے ان کے سامنے آ گئے۔

انہیں دیکھتے ہی یہود کہنے لگے یہ ہمارا نہایت برا آدمی ہے اور سب سے برے آدمی کا بیٹا ہے۔ انہیں ان میں اور بھی طرح طرح کی برائیاں نظر آنا شروع ہو گئیں۔ عبداللہ بن سلام نے کہا: اے جماعت یہود! اللہ سے ڈرو۔ اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تم لوگ خوب جانتے ہو کہ یہ اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حق لے کر تشریف لائے ہیں۔ مگر یہودیوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ ہم نہیں مانتے۔

(البدایۃ والنہایۃ'219/3-221)

Scanned with CamScanner

(25)

فقط اتنا سب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا

چند صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں آپ تشریف لائے جب قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ گفتگو کرتے سنا۔ بعض نے کہا تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ بنایا۔ دوسرے نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے سے زیادہ تعجب خیز نہیں۔ ایک نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح اللہ ہیں۔ کسی نے کہا: حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے سلام کیا اور فرمایا میں نے تمہاری گفتگو سنی اور تمہارا تعجب کرنا ملاحظہ کیا۔ یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ وکلمۃ اللہ ہیں یقیناً یہ سب درست ہے۔

الا وانا حبیب اللہ ولا فخر...... انا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر...... وبیدی لواء الحمد ولا فخر...... وما من نبی یومئذ و آدم فمن سواہ الاتحت لوائی...... وانا اول شافع واول مشفع یوم القیامة ولافخر...... وانا اول من یحرك حلق الجنة فیفتح اللہ لی فیدخلنیھا ومعی فقراء المؤمنین ولافخر...... وانا اکرم الاولین والاخرین ولافخر .

خیال رکھو کہ میں ہی اللہ کا محبوب ہوں اگرچہ مجھے فخر نہیں اور میں ہی سب اولادِ آدم کا سردار ہوں اور میں ہی قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں گرچہ مجھے اس پر فخر نہیں۔ اس دن کوئی نبی' حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ بھی سارے پیغمبر میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے' قیامت کے دن پہلا شفیع میں ہی ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی گرچہ مجھے اس پر بھی فخر نہیں' اور میں ہی سب سے پہلے جنت کی زنجیر ہلاؤں گا تب اللہ اسے میرے لئے کھول دے گا پھر میں اس میں مجھے داخل کرے گا اور میرے ساتھ فقراء مسلمان ہونگے گرچہ مجھے فخر نہیں اور میں اگلے پچھلے سب لوگوں سے زیادہ معزز و مکرم ہوں فخر یہ نہیں کہتا (بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں)۔

(مشکوٰۃ' ترمذی' تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی)

کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

عَنْ جَابِرٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَمُدُّ الْاَرْضُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَدًّا لِعَظَمَةِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ لَایَکُوْنُ لِبَشَرٍ مِّنْ نَّبِیِّ آدَمَ مَوْضَعَ قَدَمَیْهِ ثُمَّ اُدْعٰی اَوَّلَ النَّاسِ فَاَخِرُّ سَاجِدًا ثُمَّ یُؤْذَنُ لِیْ فَاَقُوْمُ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ اَخْبَرَنِیْ هٰذَا لِجِبْرِیْلَ وَهُوَ عَنْ یَّمِیْنِ الرَّحْمٰنِ وَاللّٰہِ مَا رَاٰی جِبْرِیْلَ قَبْلَهَا قَطُّ اَنَّكَ اَرْسَلْتَهٗ اِلَیَّ . قَالَ وَجِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ سَاکِتٌ لَّا یَتَکَلَّمُ حَتّٰی یَقُوْلَ اللّٰہُ صَدَقَ ثُمَّ یُؤْذَنُ لِیْ فِی الشَّفَاعَةِ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ عِبَادُكَ عِبَادُكَ فِیْ اَطْرَافِ الْاَرْضِ فَذٰلِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ . (المستدرک' حاکم' جلد نمبر 4' صفحہ نمبر 570' کنز العمال' علی متقی' جلد نمبر 14' صفحہ نمبر 176)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن زمین اللہ کی

عظمت کے لئے پھیل جائے گی۔ پھر اتنی مخلوق ہوگی کہ انسان کے لئے دو پاؤں رکھنے کے سوا کوئی جگہ نہیں ہوگی۔ پھر لوگوں میں سے مقربین کو بلایا جائے گا تو میں سجدے میں گر جاؤں گا پھر مجھے اذن دیا جائے گا تو میں کھڑا ہو جاؤں گا' اور میں کہوں گا کہ جبریل' جو کہ اس وقت اللہ کے دائیں طرف میں ہوں گے' اور اللہ کی قسم میں نے اس سے پہلے ان کو اس مقام پر کبھی نہیں دیکھا' کہ یا اللہ کیا تو نے ان کو میری طرف بھیجا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جبریل بالکل خاموش کھڑے ہوں گے اور کلام نہیں کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ انہوں نے سچ کہا تو پھر مجھے شفاعت کرنے کی اجازت ملے گی۔ چنانچہ میں عرض کروں گا اے میرے رب تیرے بندوں نے تیری عبادت زمین کے کناروں تک کی۔ جس وقت میں اللہ سے کلام کروں گا وہی مقام محمود ہوگا۔

فقط اشارے سے سب کی نجات ہو کے رہی

☆...... عَنْ عِبَادَةَ بْنِ صَامِتٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنِّیْ لَسَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ' لَافخرَ وَلَارِيَاءَ' وَمَا مِنَ النَّاسِ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَهُوَ تَحْتَ لِوَائِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَنْتَظِرُ الْفَرَجَ وَاَنَا بِيَدِیْ لِوَآءُ الْحَمْدِ فَاَمْشِیْ وَيَمْشِی النَّاسُ مَعِیْ حَتّٰی آتِیْ بَابَ الْجَنَّةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا؟ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ فَيُقَالُ مَرْحَبًا بِمُحَمَّدٍ ۔ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ خَرَرْتُ لَهٗ سَاجِدًا شُكْرًا لَّهٗ فَيُقَالُ: اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُطَاعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَيُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَدْ احْتَرَقَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَشَفَاعَتِیْ ۔

(المستدرک' جلد نمبر 1' صفحہ نمبر 83' مجمع الزوائد ''ہیثمی'' جلد 10 نمبر' صفحہ نمبر 376' الجامع

الکبیر ''سیوطی'' حدیث نمبر 3546 ''حروف ہمزہ' واؤ' الجامع الاحادیث ''سیوطی'' جلد نمبر 10' صفحہ نمبر 205' کنز العمال ''علی متقی'' جلد نمبر 11' صفحہ نمبر 195)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار ہوں گا اور میں فخر یہ نہیں کہتا اور نہ ہی ریاء کرتا ہوں' اور قیامت کے دن تمام لوگ میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں گے' اور کشائش کا انتظار کریں گے۔ میرے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ کی حمد کا جھنڈا ہوگا اور میں چلوں گا تو تمام لوگ میرے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ میں جنت کے دروازہ تک پہنچوں گا اور دروازہ کھولنے کے لئے کہوں گا۔ پوچھا جائے گا کون ہے؟ میں کہوں گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہا جائے گا آپ کا آنا مرحبا۔ پس جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو بطور شکرانہ سجدہ میں گر جاؤں گا۔ کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھایئے کہئے پورا کیا جائے گا' سفارش کریں قبول کی جائے گی' جو لوگ جہنم میں جل رہے ہوں گے وہ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔

اوڑھ کر کالا کمبل وہ آ جائیں گے
تو قیامت کا نقشہ بدل جائے گا

Scanned with CamScanner

(26)

صبا کرتی ہے بوئے گل سے اپنا ہم سفر پیدا

بقول علامہ سلیمان ندوی دنیا کے غربت کدے میں اسلام کی آواز بے کسی کے عالم میں بلند ہوئی اور اجنبیت کے کانوں سے سنی گئی' یہ آواز پرکشش تھی او اس میں شاہراہِ حیات کے تھکے مسافروں کے لئے زندگی کی راہِ تاباں کا پیغام تھا' جن سعادت مندوں نے کانوں سے عناد کی ڈاٹ ہٹائی......اس آواز کی اجنبیت دور اور اس کی بیگانگی کافور ہو کر ان کے دلوں میں اترتی چلی گئی۔ اسلام کا قافلہ بڑھتا اور اس کا آفتاب چڑھتا گیا تاہم جس مبارک سرزمین میں یہ آواز بلند ہوئی تھی وہاں بیگانوں کا ابھی قبضہ تھا' اسلام کے کارواں میں شامل ہونے والے ابھی بے کسی کے عالم میں تھے' ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے ظلم سہہ سہہ کر شہادت پائی' وہ بھی تھے جنہیں دربدر کر دیا گیا' وہ بھی تھے جنہیں شعلے برساتے آسمان کی گرمی و تپش میں' آگ اگلتی ریت پر لٹا دیا جاتا' لیکن ظلم کا کوئی حربہ اور طاقت کی کوئی قسم اسلام کی محبت ان کے دل سے کھرچ نہ سکی' منہ کے بل گر گر کر ان کی زبان سے ''ھو اللہ احد'' کا نغمہ توحید ہی بلند ہوتا۔

حجاز کی زمین جب ان پر تنگ کر دی گئی' اپنے بیگانے اور عمر بھر کے رفیق دشمنی و عداوت میں دیوانے بن گئے تو اس مبارک کارواں کا ایک قافلہ حبشہ کی طرف روانہ ہوا۔ اپنے وطن کی مٹی سے انسان کا پیار فطری ہوتا ہے کہ اس سے بچپن کی یادیں' لڑکپن کی شوخیاں اور جوانی کی رعنائیاں وابستہ ہوتی ہیں' اسے چھوڑ کر کہیں اور جا بسنا کسی غیر معمولی جذبہ ہی کا کرشمہ ہوسکتا ہے اس لئے حبشہ کے بادشاہ نے جن کا نام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' میں ''اصحمہ'' لکھا ہے' اس قافلہ اسلام کو بلایا' ہجرت کی وجہ دریافت

کی تو مشہور صحابی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' تقریر کی' حضرت جعفر نے اس تقریر میں عصر جاہلیت کا نقشہ اور اسلامی قدروں کی تصویر کشی اس خوبی سے کی ہے کہ یہ تقریر جامعیت بیان کا ایک حسین شہ پارہ' ادب عربی کا خوبصورت گلدستہ اور تاریخ اسلامیات کی ایک قیمتی دستاویز بن گئی ہے۔ اس کا اصل لطف تو عربی میں ہے لیکن اردو میں اس کے ابتدائی حصہ کا مفہوم کچھ اس طرح ہے' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دربارِ شاہی میں صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب

''ایھا الملك! ہم جاہل تھے' بتوں کی عبادت کرتے تھے' مردار کھاتے تھے' بے حیائی کا ارتکاب کرتے تھے' قرابتوں کو قطع کرتے تھے' پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے' قوی ضعیف کو کھا جاتا تھا' ہم جاہلیت کی اسی وحشت کا شکار تھے کہ اللہ نے ہم ہی میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا' ایسا پیغمبر کہ جس کا حسب اور جس کا نسب' جس کا صدق اور جس کی دیانت' جس کی امانت اور جس کی عفت' سب سے ہم خوب واقف ہیں' اس نے ہمیں توحید ربانی اور عبادت الٰہی کی دعوت دی' ہم اور ہمارے آباؤ اجداد جن بے جان پتھروں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے ان سب کو یکلخت چھوڑ دینے کی ہدایت کی' بات کی سچائی اور امانت کی ادائیگی' اپنوں کے ساتھ صلہ رحمی اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک' حرام کاموں سے رکنے اور فساد و خونریزی سے بچنے کی تاکید کی اور ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں' صرف اسی کی عبادت کریں اور نماز پڑھیں' زکوٰۃ دیں اور روزہ رکھیں۔ چنانچہ ہم نے ان کی تصدیق کی' ان پر ایمان لائے اور اللہ کی جناب میں سے وہ جو کچھ لے کر آئے اس کی پیروی کی۔ سو اب ہم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں' شرک سے بچتے ہیں' حلال ہی کو حلال سمجھتے ہیں اور حرام سے رکتے ہیں' جس کی وجہ سے ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی' اس نے ہمیں تکلیفیں دیں اور ہمیں اپنے دین کے متعلق طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالا' وہ چاہتی ہے کہ ہم پھر سے بے جان بتوں کی عبادت شروع کر دیں' پھر خبائث کو حلال سمجھنے لگیں اور ایک بار پھر ان رسومات میں مبتلا ہو جائیں...... جب اس نے ہم پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے' زمین ہم پر تنگ کر دی اور

Scanned with CamScanner

ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہونے لگی تو ہم آپ کے دیار کی طرف نکل آئے، آپ کی ہمسائیگی میں رغبت کی اور سب کو چھوڑ کر نگاہِ پسند آپ پر ٹھہرائی‘‘۔

یہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی

یہ حق کی نوا تھی جو دل سے نکلی تھی اور دل پر جا لگی تھی، نجاشی کی آنکھیں اشکبار ہوگئی تھیں، اس کی شاہانہ نظریں اسلام کی روشنی دیکھ چکی تھیں، اس کا دل اسلام کی حقانیت کا گواہ بن چکا تھا اور اس کی زبان ’’اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ‘‘ کہہ کر اپنے لئے سعادت ابدی کا اعلان کر چکی تھی۔

(سیرت ابن ہشام، ج 1، ص 341، 334)

یہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

امن و آشتی کا پیغام سننے والا اسلام کا مسافر آج پھر تنہا ہے، چاروں طرف اس کو بیگانگی، اجنبیت اور مسافرانہ بے کسی نظر آ رہی ہے، بتانا یہ ہے کہ یہ بیگانگی، کاروانِ اسلام کے لئے باعث خلش نہیں ہونی چاہئے کہ مبارک قرار دیئے گئے ہیں ایسے بیگانے، آج سے صدیوں پہلے زبانِ نبوت سے ان کی پیشین گوئی ہو چکی ہے، ارشاد ہوا:

بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا، وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ.

’’اسلام کا آغاز مسافرانہ بے کسی میں ہوا اور پھر وہ مسافرانہ بے کسی میں ہو گا پس مسافرت کے بے کسوں کو مبارکباد ہو‘‘۔

(صحیح مسلم، ج 1، ص 84، کتاب الایمان)

حقیقت یہ ہے کہ مسافرِ اسلام کو اجنبی سمجھنے والے خود مظلوم اور قابل رحم ہیں: یہ دنیا اپنی زندگی کے انگنت سال گزار چکی ہے اور خدا جانے اس کی عمر کتنی باقی ہے لیکن جب تک دنیا اسلام کے قدموں میں گر گر کر اپنے درد کا درماں تلاش نہیں کرے گی، اس وقت تک دکھوں، محرومیوں، لپکتے ہوئے شعلوں اور سلگتے ہوئے داغوں کے سوا اس کے حصہ میں کچھ نہیں آئے گا...... کچھ نہیں آئے گا۔ (کتابوں کی درسگاہ میں)

(27)

صالحین کا ذکر باعثِ نزولِ رحمت

دینی تربیت، فکر آخرت، خدا شناسی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور جذبۂ اطاعت وعبادت پیدا کرنے اور ان کو فروغ دینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات اور پھر اولیاء اللہ اور صلحاءِ اُمت کے حالات ہی موثر اور انقلاب آفریں ثابت ہوتے ہیں۔ بزرگوں کے واقعات و حالات کا تذکرہ اور ان کے پند و نصائح اور ملفوظات کا مطالعہ نہایت ضروری ہے کیونکہ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَتَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ کی دلیل اس پر کافی ووافی ہے، اور رحمت کے نزول کے آثار یہ ہوتے ہیں کہ ان کے تذکرے سے قلب میں سوز و گداز خوف وخشیت، فکر آخرت اور اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ یوں تو اصلاح کا سب سے کارآمد وزود اثر ذریعہ اللہ والوں کی محبت واخوت ہے لیکن نہ وہ ہر شخص کو میسر آتی ہے اور نہ ہمیشہ میسر رہتی ہے خاص طور پر اس وقت جب اہل دل ڈھونڈنے سے بھی کہیں مل سکیں اور ان کی مثالیں بہت شاذ و نادر باقی رہ گئی ہوں اس وقت اس کی شدید ضرورت ہے کہ بزرگوں کی کتابوں اور ان کے تذکرے اور حالات کو اس کا بدل سمجھ کر اس کا مطالعہ کیا جائے اور ان کی مجلس افادہ وتربیت کا تصور کر کے ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اولیاء صلحاء اور اہل دل کے حالات کا اثر عربی زبان کی کتابوں میں ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے جس کا مطالعہ ہر شخص کے بس میں نہیں۔ عوام وخواص کے لئے چند واقعات سپرد قلم کئے جا رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

☆...... ابراہیم بن سعد رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: بہت سے لوگ میری عیادت کے لئے آئے' ان میں ہرمز بھی تھے اور صالح بھی۔ ابن ہرمز کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ سعد نے کہا کیوں روتے ہو؟

ابن ہرمز کہنے لگے! خدا کی قسم میں نے کل سنا تھا ایک کہنے والا کہہ رہا تھا ہائے سعد ہائے (یعنی جس میں آپ کی موت کی خبر ہے)۔ (حلیہ ج3' صفحہ 170)

☆...... حضرت سفیان فرماتے ہیں: ایک دن ربیعہ تشریف فرما تھے کہ اچانک سر چھپالیا اور پھر لیٹ گئے پھر رونے لگے۔ لوگوں نے عرض کی کیوں روتے ہو؟ فرمانے لگے ریا ظاہر ہے اور شہوت پوشیدہ ہے' اور عوام علماء کے سامنے مثل بچوں کے ہیں جیسے بچے اپنی ماؤں کی گود میں ہوتے ہیں۔ جس چیز کا اس کو حکم کیا جائے کر لیتے ہیں اور جس چیز سے ان کو منع کیا جائے تو رک جاتے ہیں۔ (حلیہ ج3' صفحہ 159)

ایک راہب کی نصیحت

عبدالرحمن صنعائی کہتے ہیں: میں نے وہب بن منبہ سے سنا کہ میں ایک راہب سے ملا۔ میں نے راہب سے کہا تیری نماز کیسی ہے؟ راہب نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ جنت جہنم کا علم ہے وہ ہر وقت نماز ہی پڑھتا رہتا ہے (یعنی میں اکثر اوقات نماز پڑھتا ہوں)

میں نے کہا: تیرا موت کو یاد کرنا کیسا ہے؟ اس نے کہا میں جب بھی کوئی قدم اٹھاتا ہوں یا رکھتا ہوں تو اپنے آپ کو مردہ سمجھتا ہوں۔

پھر راہب نے کہا: اے وہب تیری نماز کیسی ہے؟ میں نے کہا: میں نماز شروع کرتا ہوں تو رونا شروع کر دیتا ہوں یہاں تک کہ میرے آنسوؤں کی وجہ سے گھاس اگ آئی۔

راہب نے کہا اگر تو ہنستے ہوئے رات گزارے بشرطیکہ تو اپنے گناہوں کا معترف ہو یہ رونے سے بہتر ہے جب کہ رونے میں ریا ہو۔ اس لئے کہ ریاکار کا عمل قبول نہیں ہوتا۔

وہب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ دانا معلوم ہوتے ہیں مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔

راہب نے کہا دنیا سے بے رغبت ہو جا اور دنیا والوں سے جھگڑا نہ کرنا اور تو شہد کی طرح ہو جا کیونکہ جب لوگ اسے کھاتے ہیں تو رغبت سے کھاتے ہیں اور جب اسے رکھتے ہیں تو حفاظت سے رکھتے ہیں اور تو اللہ تعالیٰ کا ایسا فرمانبردار بن جا جیسے کتا اپنے مالک کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ اس کا مالک کبھی اس کو بھوکا رکھتا ہے۔ کبھی اس کو ڈانٹتا ہے کبھی اس کو مارتا ہے لیکن وہ پھر بھی فرمانبردار رہتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء' ج 4' صفحہ 28)

ایسے رونے سے ہنسنا بہتر ہے

☆...... وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ایک عابد کا راہب پر گزر ہوا۔ وہ اپنی عبادت گاہ کے اوپر سے جھانکا۔ عابد نے کہا تو اس عبادت خانہ میں کتنے عرصہ سے ہے؟ اس نے کہا ساٹھ سال سے۔ عابد نے کہا تو نے اس عبادت خانہ میں اتنا عرصہ کیسے صبر کیا؟ اس نے کہا: اس گمان پر کہ دنیا ختم ہونے والی ہے۔ عابد نے کہا تجھے موت کس قدر یاد ہے؟ اس نے کہا ایک قدم اٹھاتا ہوں تو اس کے رکھنے کی امید نہیں ہوتی۔

یہ سن کر عابد رونے لگا۔ راہب نے کہا یہ تو تیرا رونا لوگوں کے سامنے ہے خلوت میں تو کس قدر روتا ہوگا؟ عابد نے کہا میں افطاری کے وقت اس قدر روتا ہوں کہ میرا پینا میری آنسو ہی ہوتے ہیں اور میرا کھانا میرے آنسوؤں سے بھیگ جاتا ہے اور میرا بستر بھی میرے آنسوؤں سے تر ہو جاتا ہے۔

راہب نے کہا اگر اعتراف جرم کے ساتھ ہنستا رہے تو یہ تیرے اس رونے سے بہتر ہے کہ جس کے بعد تو اللہ تعالیٰ پر جرأت کرے۔ (حلیہ' ج4' صفحہ 44)

☆...... عاصم فرماتے ہیں: میں نے شقیق بن سلمہ کو دیکھا کہ سجدہ میں یہ دعا کر رہے تھے۔ رَبِّ اغْفِرْلِیْ رَبِّ اعْفُ عَنِّیْ اِنْ تَعْفُ عَنِّیْ فَطُوْلًا مِّنْ فَضْلِكَ وَاِنْ تُعَذِّبْنِیْ تُعَذِّبْنِیْ غَیْرَ ظَالِمٍ۔ اے میرے رب! میری مغفرت فرما اور مجھے معاف فرما اور اگر تم مجھے معاف کر دے تو تیرا فضل بڑا وسیع ہے اور اگر تو نے مجھے عذاب دیا تو پھر بھی تو ظلم کرنے والا نہیں۔

Scanned with CamScanner

اور روتے جاتے تھے اور اس قدر روتے تھے کہ ان کی آواز مسجد سے باہر سنائی دیتی تھی۔سعید بن صالح کہتے ہیں: شقیق رحمۃ اللہ علیہ جب نوحہ کی آواز سنتے تو رونے لگ جاتے۔(حلیہ ج 4 'صفحہ 102)

☆......حضرت نعیم بن ابی ہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابو وائل شقیق بن سلمہ کو خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں دیکھا کہ رو رہے تھے اور اپنا ہاتھ سر پر رکھا ہوا تھا اور کہتے تھے ہائے زندگی۔(حلیہ ج 4 'صفحہ 102)

اِک خوف سا لگا رہتا ہے مجھے

☆......محمد بن خالد کہتے ہیں: حضرت خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ نہ معلوم کس غم کے ساتھ تلاوت قرآن کرتے ہیں: تلاوت کرتے کرتے بیمار ہو گئے۔ان کی بیوی آئی اور ان کے سامنے بیٹھ گئی اور رونے لگی۔حضرت خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کیوں روتی ہے؟ موت تو بہرحال آنے والی چیز ہے۔ان کی بیوی نے کہا تیرے بعد میرا تمام مردوں سے نکاح حرام ہے یعنی میں شادی نہیں کروں گی۔

حضرت خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا میرا یہ مقصود نہیں ہے اور نہ ہی میں نے یہ ارادہ کیا ہے بلکہ میں تو اپنے بھائی محمد بن عبدالرحمٰن سے ڈرتا ہوں کیونکہ وہ فاسق آدمی ہے اور شراب پینے کا عادی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ جس گھر میں ہر تین دن میں ختم قرآن کیا ہے وہ اس میں شراب پینے لگ جائے۔(حلیۃ الاولیاء ج 4 'صفحہ نمبر 115)

☆......ابی اسحاق کہتے ہیں: ابو میسرہ بن شرجیل رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو (روتے) اور فرماتے کاش کہ میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا۔

ان کی بیوی ان سے عرض کرتی ہیں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھلائی کا معاملہ نہیں کیا اور آپ کو فلاں فلاں صفات سے نہیں نوازا؟ وہ فرماتے بالکل' لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتلایا ہے کہ تم سب کو جہنم پر وارد ہونا ہے۔لیکن یہ نہیں بتلایا کہ پار گزرو گے یا نہیں۔(میں اس پر روتا ہوں)۔(حلیہ ج 4 'صفحہ نمبر 142)

☆......خناس بن سحیم کہتے ہیں: میں زیاد بن جریر کے ساتھ چل رہا تھا کہ میں نے اپنی کلام میں قسم ہے امانہ کا لفظ کہا تو زیاد بن جریر رونے لگے اور کثرت سے روئے۔میں نے گمان کیا شاید میں نے کوئی بڑی بات کہہ دی ہے۔میں نے کہا: میری بات آپ کو ناپسند لگی؟ فرمایا ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امانہ کے قسم کھانے سے سختی سے منع فرمایا۔

ربیع بن عتاب کہتے ہیں: میں زیاد بن جریر کے ساتھ چل رہا تھا کہ انہوں نے ایک شخص کی آواز سنی جو امانہ کی قسم اٹھا رہا تھا۔انہوں نے اس کی طرف دیکھا اور رو دیئے میں نے عرض کیا کیوں روتے ہو؟ فرمایا تو نے امانہ کی قسم کی آواز نہیں سنی' اگر مجھے مار کر زخمی کر دیا جائے یہاں تک کہ میرا خون بہہ جائے تو مجھے یہ قسم اٹھانے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔
(حلیہ ج 4 'صفحہ نمبر 194)

سورۂ انشراح سے رہنمائی

☆......حفص بن حمید کہتے ہیں: مجھ سے زیاد زیاد بن جریر نے کہا مجھے قرآن سنا۔میں نے تلاوت شروع کی **الم نشرح لك صدرك ووضعنا عنك وزرك الذى انقض ظهرك**۔(ترجمہ) کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ (علم وحکمت سے) کشادہ نہیں کر دیا اور ہم نے آپ پر سے آپ کا (وہ) بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی' یہ سن کر فرمایا: اے ابن ام زیاد کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر توڑ رکھی تھی' پھر رونا شروع کر دیا اور اس طرح روتے تھے جیسے کہ بچہ روتا ہے۔(حلیہ ج 4 'صفحہ نمبر 197)

☆......زکریا عبدی کہتے ہیں: حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ مرض الموت میں رو رہے تھے کہ لوگوں نے آپ سے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا میں کیوں نہ روؤں میں ملک الموت کا منتظر ہوں' وہ ابھی مجھے خبر دے گا' میں نہیں جانتا کہ وہ خبر جنت کی ہوگی یا جہنم کی' ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے تابعی ہیں' بڑے بڑے علماء کے ساتھ بیٹھ کر علم فقہ' اور بھلائی کی باتوں کا مذاکرہ کیا کرتے لیکن جب مجلس برخاست ہوتی تو ہر ایک استغفار کرتا۔(حلیہ ج 4 'صفحہ نمبر 224)

Scanned with CamScanner

ابی ہارون موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عون بن عبداللہ ہم سے احادیث بیان کرتے تھے ساتھ ساتھ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ توابین کے ساتھ بیٹھو کیونکہ ان کے دل بہ نسبت دوسرے لوگوں کے زیادہ نرم ہوتے ہیں۔ (حلیۂ ج 4 'صفحہ نمبر 249)

☆......حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عون بن عبداللہ کی ایک باندی تھی جس کا نام بشرہ تھا وہ قرآن بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتی تھی۔ میں نے ایک دن اس سے کہا: اے بشرہ ہمارے دوستوں کو قرآن سنا (آزاد اور باندی کی آواز کا مسئلہ مختلف ہے لہٰذا کسی کو اشکال نہ ہونا چاہئے) اس نے دردناک آواز سے قرآن سنایا۔ حضرت ثابت کہتے ہیں: ان کے سروں سے عمامے گر گئے اور وہ رونے لگے (یعنی کثرت رونے سے عمامے گر گئے)۔ (حلیۂ ج 4 'صفحہ نمبر 264)

☆......ابو ایوب کہتے ہیں: حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ رات کو اس قدر روتے کہ بے ہوش ہو جاتے۔ عطاء بن السائبؒ فرماتے ہیں: حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اس قدر روتے کہ ہمیں بھی رلا دیتے تھے۔ یہ سعید حق گو تھے۔ حجاج بن وسف جیسے ظالم کے سامنے ڈٹ گئے تھے اس نے ان کو شہید کروایا۔ حضرت سعید نے کعبہ کے اندر ایک رکعت میں قرآن شریف ختم کیا عام معمول دو دنوں میں قرآن کا تھا۔

(حلیۂ ج 4 'صفحہ نمبر 272)

☆......حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے بیت اللہ شریف کی زیادہ عزت کرنے والے اور زیادہ شوق رکھنے والے اہل بصرہ سے زیادہ نہیں دیکھے' میں نے (اہل بصرہ کی) ایک لڑکی کو دیکھا کہ وہ رات کو کعبہ شریف کے غلاف سے چمٹی ہوئی تھی اور دعائیں مانگ رہی تھی اور رو رہی تھی اور آہ وزاری' یہاں تک کہ اسی حال میں مر گئی۔ (حلیۃ الاولیاء' ج 4 'صفحہ نمبر 276)

☆......حضرت عطاء بن السائب فرماتے ہیں: ابوالبختری سعید بن فیروز بڑے

نرم دل تھے جب کسی رونے والے کو دیکھتے خواہ وہ رونا نوحہ کی وجہ سے ہوتا تو رونے لگ جاتے تھے اور یہ ابوالبختری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: عالم کا سونا جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔ (حلیۂ ج 4 'صفحہ نمبر 380)

☆......عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ بصرہ کی بعض گلیوں میں چل رہا تھا کہ راستہ میں ایک نالہ آ گیا۔ میرے والد گزر نہ سکتے تھے۔ میں نالہ پر لیٹ گیا۔ میرے والد اوپر سے گزرے پھر ہم چلتے ہوئے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پہنچے۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا' اندر سے ایک لڑکی نکلی' اس نے کہا یہ کون ہے؟ میں نے کہا: میمون بن مہران حضرت حسن سے ملنا چاہتے ہیں' اس لڑکی نے کہا: عمر بن عبدالعزیز سے لکھوا کر لائے ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس لڑکی نے کہا: اے بدبخت تیرے سے اس برے زمانہ میں کیا باقی ہے (یعنی اس بڑھاپے میں کیا حاجت باقی ہے) یہ سن کر میمون بن مہران رو پڑے۔ جب حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے رونے کی آواز سنی تو باہر تشریف لائے ان سے معانقہ کیا' پھر ان کو اندر لے گئے۔ حضرت میمون بن مہران نے کہا: اے ابا سعید! میرا دل سخت ہو گیا ہے آپ اس کو نرم کرنے کا سوچیں۔

تیرے وجود پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے بسم اللہ پڑھ کر یہ آیات تلاوت کیں۔ **افرایت ان متعناھم سنین . ثم جاء ھم ما کانو یوعدون ماا غنی عنھم ما کانوا یمتعون** یہ سن کر شیخ گر گئے اور اس طرح پاؤں مارتے تھے جس طرح ذبح کی ہوئی بکری پاؤں مارتی ہے۔ بڑی دیر کے بعد افاقہ ہوا۔ (حلیۂ ج 4 'صفحہ نمبر 82)

☆......عبداللہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: عتبہ بن فرقد نے عبداللہ سے کہا: اے عبداللہ تو اپنے بھتیجے کے مقابلہ میں میری مدد کیوں نہیں کرتا؟ عبداللہ نے کہا: اے عمرو! اپنے باپ کی اطاعت کر' اس نے معضد کی طرف دیکھا جو وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ معضد نے کہا **لا تطعه واسجد واقترب** عمرو نے کہا: اے میرے ابا جان میں غلام

Scanned with CamScanner

ہوں اپنی آزادی کے لئے مزدوری کرتا ہوں آپ مجھے چھوڑ دیں۔

یہ سن کر عتبہ رو پڑے اور فرمایا: اے بیٹے میں تجھ سے بہت محبت کرتا ہوں۔ عمرو نے کہا: اے میرے باپ آپ نے جو مال مجھے دیا ہوا ہے وہ ستر ہزار ہے۔ اگر کل آپ مجھ سے مانگیں تو وہ ابھی حاضر ہے لے لو ورنہ مجھے چھوڑ دو کہ میں اسے خرچ کروں۔ اس نے کہا خرچ کر۔ (حلیہ ج 4 صفحہ نمبر 156)

(28)

خوددار امام کا کردار

130 ہجری میں بنوامیہ کے عہد کے عراقی گورنر ابن ہبیرہ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر کہا میں آپ کے ہاتھ میں اپنی مہر دیتا ہوں، کوئی حکم نافذ نہ ہوگا جب تک کہ آپ اس پر مہر نہ کریں گے اور نہ ہی آپ کی مہر کے بغیر بیت المال سے کوئی مال نکلے گا۔ امام صاحب نے اس عہدہ سے انکار کر دیا تو گورنر نے آپ کو قید کر دیا اور کوڑے مارنے کی دھمکی بھی دی مگر آپ اپنی بات پر برابر ڈٹے رہے۔ دوسرے سرکاری علماء نے آپ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ آپ اپنے اوپر رحم کریں ہم بھی اپنے عہدے پر ناخوش ہیں مگر مجبوراً قبول کیا ہے، آپ بھی اس عہدہ کے لئے مان جائیں۔

آپ نے فرمایا اگر گورنر مجھ سے صرف یہ خدمت چاہے کہ میں اس کے لئے واسط شہر کی مسجد کے دروازے گنوں تو بھی میں یہ قبول نہیں کروں گا۔ چہ جائیکہ وہ کسی آدمی کے قتل کا حکم لکھے اور میں اس پر مہر لگاؤں، اللہ کی قسم! میں اس ذمہ داری میں شریک نہ ہوں گا۔

پھر ہبیرہ نے آپ کے سامنے کئی عہدے پیش کئے مگر آپ مسلسل انکار کرتے رہے بالآخر گورنر نے آپ کو کوفہ کا قاضی بنانے کا فیصلہ کیا اور قسم کھالی کہ اگر آپ انکار کریں گے تو آپ کو کوڑوں سے پیٹا جائے گا۔ اس کے جواب میں امام صاحب نے بھی قسم کھالی کہ اس دنیا میں کوڑے کھا لینا میرے لئے آخرت کی سزا بھگتنے سے زیادہ سہل ہے، لہٰذا میں کسی قیمت پر بھی یہ منصب و عہدہ قبول نہیں کروں گا۔

Scanned with CamScanner

آخر کار گورنر نے روزانہ دس کوڑے مارے جانے کا حکم دے دیا۔ دس روز تک آپ یہ کوڑے سہتے رہے۔ تب کسی نے گورنر کو اطلاع دی کہ یہ شخص مر جائے گا مگر آپ کی بات نہیں مانے گا، تو گورنر نے کہا کوئی ایسا ناصح نہیں جو انہیں سمجھائے اور یہ مجھ سے مہلت ہی مانگ لیں۔ امام صاحب کو یہ بات پہنچ گئی تو آپ نے مشورہ کرنے کے لئے مہلت طلب کی اور رہا ہوتے ہی کوفہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ چلے آئے اور بنو امیہ کی سلطنت ختم ہونے تک واپس نہ آئے۔

بڑے آدمیوں پر آزمائشیں بھی بڑی آتی ہیں اور ان کی قربانیاں بھی بڑی ہوتی ہیں اور اللہ کریم انہیں حوصلے بھی بڑے ہی عطا فرماتا ہے اور یوں استقامت وعزیمت کی یہ داستانیں رقم کی جاتی ہیں اور اگر خدانخواستہ ایسے لوگ بھی پھسل جائیں تو پھر ثابت قدم کون رہے گا اور ہمت واستقلال کس کا ماتھا چومیں گے؟ (حکومت اور علمائے ربانی، ص 25)

(29)

حقوق العباد نہ ادا کرنا

بندوں کے حقوق کا ادا کرنا بھی ہر مسلمان پر فرض ہے اور بندوں کے حقوق واجبہ نہ ادا کرنا گناہ کبیرہ ہے، جو صرف توبہ کرنے سے معاف نہیں ہوسکتا بلکہ ضروری ہے کہ توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ یا تو حقوق ادا کرے یا صاحبان حقوق سے حقوق معاف کرالے کیوں کہ جب تک بندے نہ معاف کر دیں اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں فرمائے گا۔ حدیث شریف میں ہے: فَاٰتُوْا كُلَّ ذِىْ حَقٍّ حَقَّهٗ (بخاری، ج 1، ص 264) یعنی ہر حق والے کا حق ادا کرو۔

آج کل بہت سے مسلمان دوسروں کے مال وسامان اور زمین پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ بہت سے لوگ قرض لے کر اس کو ادا نہیں کرتے بعض لوگ مزدوروں کی مزدوری اور ملازموں کی تنخواہ دبا کر بیٹھ رہتے ہیں یہ سب حقوق العباد ہیں، جو ان حقوق کو ادا نہ کرے گا یا نہ معاف کرائے گا آخرت میں اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

اس طرح مسلمان پر اس کے ماں باپ، بھائیوں، بہنوں، بیوی، بچوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں وغیرہ کے حقوق ہیں: سب کے ساتھ نیک سلوک کرے ان لوگوں کے حقوق کو نہ ادا کرے گا تو قیامت کے دن حقوق العباد میں ماخوذ اور عذاب جہنم میں گرفتار ہوگا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

Scanned with CamScanner

(30)

جب مخلوق محشر کی طرف چلے گی

يُقَالُ يُسَاقُ الْكٰفِرُوْنَ بِاَقْدَامِهِمْ وَيُسَاقُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِنَجَائِبِهِمْ .... قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِّنُوْا ضَحَايَاكُمْ فَاِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ .

بیان کیا جاتا ہے کہ کفار کو میدانِ محشر کے لئے پیدل چلایا جائے گا اور مومنوں کو ان کے گھوڑوں اور سواریوں پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جس دن جمع ہوں گے متقین رحمٰن کے پاس وفد باوفد اور لائے جائیں گے مجرم جہنم کی طرف پیاسے'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا محشر میں اہل ایمان گھوڑوں پر سوار آئیں گے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرمائے گا میرے بندوں کو پیادہ نہ چلاؤ بلکہ انہیں سواریوں پر سوار لاؤ پس بے شک یہ لوگ دنیا میں سواریوں کے عادی تھے' کیونکہ پہلے باپ کا صلب ان کی سواری رہی پھر اس کے بعد چھ ماہ تک ان کی ماؤں کے شکم ان کی سواریاں بنے' پھر جب ان کی ماؤں نے انہیں جنا تو ان کی ماں کی گود دودھ پلانے کے لئے دو سال تک سواری رہی اور اس کے بعد ان کے باپ کی گردن پھر گھوڑے خچر اور گدھے خشکی پر اور کشتیاں دریاؤں میں سفر کرنے کے لئے ان کی سواریاں بنیں اور جب مرے تو ان کے بھائیوں کی گردنیں قبر تک سواری بنیں اور جب قبروں سے اٹھے تو اب انہیں پیادہ نہ چلاؤ اس

لئے کہ وہ سواری کے عادی ہیں ان سے چلا نہیں جائے گا' پھر فرشتے سواریاں لے کر آئیں گے اور لوگ ان پر سوار ہو کر جائیں گے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے اپنی امت سے فرمایا کہ اپنی قربانیاں خوب موٹی کرو کیونکہ یہ پل صراط پہ تمہاری سواریاں ہوں گی۔ (دقائق الاخبار)

غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم محشر میں یوں پہچانے جائیں گے

فِي الْخَبَرِ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَعَالٰى خَلْقَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ .... وَالدُّخَانُ يَقُوْمُ عَلٰى رُؤُسِ الْكٰفِرِيْنَ وَالنُّوْرُ يَقُوْمُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ .

ترجمہ: حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب روز قیامت ہوگا اللہ تعالیٰ اولین وآخرین سب مخلوق کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائے گا اور سورج ان کے سروں کے برابر قریب آ جائے گا اور روز قیامت ان پر سورج کی گرمی سخت ہو جائے گی پس ایک گردن آگ سے نکلے گی سایہ کی مانند پھر منادی ندا کرے گا کہ اے مخلوق سایہ کی طرف چلو پس وہ چلیں گے اور وہ تین گروہوں پر ہوں گے ایک گروہ مسلمان دوسرا کفار اور تیسرا منافقین سایہ بھی تین حصے ہو جائے گا ایک حصہ گرم دوسرا دھواں اور تیسرا حصہ نور۔ پس اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہا جائے گا چلو سایہ کی طرف تین شاخ والے کی''۔ پس گرم منافقین کے سروں پر رکے گا اور دھواں کافروں کے سروں پر اور نور مومنین کے سروں پر ہوگا۔

(پھر گرم سایہ اس لئے منافقوں کے سروں پر ٹھہرے گا کہ وہ دنیا میں گرمی سے بچتے تھے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور وہ بولے گرمی میں جہاد کو نہ نکلو اے محبوب کہہ دیجئے جہنم کی آگ اس گرمی سے سخت ہے اگر تم سمجھو'' اور دھواں اس لئے کافروں پر رکے گا کہ وہ دنیا میں گمراہی کی

Scanned with CamScanner

تاریکیوں میں تھے تو یہ آخرت میں بھی ایسے ہی رہیں گے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں وہی جہنم والے ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے'' اور نور مومنوں کے سروں پر اس لئے رہے گا کہ وہ دنیا میں نور پر تھے تو آخرت میں بھی ایسے ہی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے کہ انہیں اندھیروں سے نور کی طرف بلاتا ہے'' اور اللہ نے آخرت میں مومن کی شان یوں بیان فرمائی: ''جس دن آپ دیکھیں گے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو کہ نور ان کے آگے اور دائیں دوڑتا ہے بشارت ہے تمہیں آج باغات کی جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں''۔ (ایضاً)

(31)

جو سب کچھ تھے وہ کچھ نہیں ہیں

ہشام بن کلبی سے منقول ہے ایک مرتبہ حضرت سیّدنا حاتم اور حضرت سیّدنا اوس رحمۃ اللہ علیہما نعمان بن منذر کے پاس تشریف لے گئے۔ نعمان بن منذر نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ مکانات میں ٹھہرایا۔ پھر حضرت سیّدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر کہا: ''آپ دونوں میں سے افضل کون ہے؟ میں اسے کچھ انعامات دینا چاہتا ہوں''۔ فرمایا: ''ایسی بات کرنا آپ کے لئے جائز نہیں' کیا آپ مجھے ''حضرت اوس'' کے برابر شمار کرتے ہیں؟ وہ تو بہت عظیم انسان ہیں' ان کا سب سے کم عمر بیٹا بھی مجھ سے زیادہ عزت والا ہے''۔ پھر نعمان بن منذر نے تحفے تحائف حضرت سیّدنا اوس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھجوا دیئے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر پوچھا: ''بتایئے! آپ دونوں میں سے افضل کون ہے؟'' حضرت سیّدنا اوس رحمۃ اللہ علیہ نے تڑپ کر کہا: ''کیا تم مجھے اور حضرت حاتم کے برابر شمار کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! میری اور میری اولاد کی ملکیت میں جو مال ہے اگر ہم سب کچھ خرچ کر ڈالیں تب بھی حضرت حاتم کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے''۔ یہ سن کر نعمان بن منذر نے دونوں حضرات کو اپنے سامنے بلا کر کہا: ''اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں نے آپ دونوں کو معظم' کریم اور سردار جانا ہے اور آپ دونوں ہی قابل تعظیم ہیں''۔ یہ کہہ کر اس نے ان دونوں کو انعام واکرام سے نوازا۔ (عیون الحکایات)

سبحان اللہ! کیا شان ہے ان اللہ والوں کی حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں؟

گرچہ ناپا کم ولیکن دل بہ پاکاں بستہ ام۔

اللہ والوں کا شروع سے یہی طریقہ رہا ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود کہتے ہیں کہ ہم تو کچھ بھی نہیں اور ایک ہم جیسے نکمے ہیں کہ کچھ نہ ہونے کے باوجود سب کچھ بننے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ شیخ فریدالدین عطار نے کیا خوب کہا: ہر کہ خود را کم زند مرد آں بود۔

جو خود کو کچھ نہیں سمجھتا دراصل وہی مرد ہوتا ہے' کسی نے کیا خوب کہا:

راتیں کر کر زاری رونڈے نیند اکھاں تھیں دھونڈے
جریں اوگن ہار سدینڈے سب تھیں نیویں ہونڈے

وہ بڑے ہو کر چھوٹے بنتے تھے اور ہم چھوٹے ہو کر بڑے۔

ے بہ بیں تفاوت از کجا با کجا

بادشاہوں کی اصلاح کا طریقہ

☆......حضرت سیّدنا سالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ملک روم سے کچھ قاصد حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جب تم لوگ کسی کو اپنا بادشاہ بناتے ہو تو اس کا کیا حال ہوتا ہے؟'' کہا: ''جب ہم کسی کو اپنا بادشاہ بناتے ہیں تو اس کے پاس ایک گورکن (یعنی قبر کھودنے والا) آ کر کہتا ہے اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ تیری اصلاح فرمائے! جب تجھ سے پہلا بادشاہ تخت نشین ہوا تو اس نے مجھے حکم دیا کہ میری قبر اس طرح بنانا اور مجھے اس طرح دفن کرنا۔ چنانچہ قبر تیار کر لی گئی۔ پھر اس کے پاس کفن فروش آ کر کہتا ہے اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ تیری اصلاح فرمائے جب تجھ سے پہلے بادشاہ تخت نشین ہوا تو اس نے مرنے سے قبل ہی اپنا کفن' خوشبو اور کافور وغیرہ خرید لیا پھر کفن کو ایسی جگہ لٹکا دیا گیا جہاں ہر وقت نظر پڑتی رہے اور موت کی یاد آتی رہے۔ اے مسلمانوں کے امیر! ہمارے بادشاہ تو اس طرح موت کو یاد کرتے ہیں''۔ رومی قاصد کی یہ بات سن کر حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''دیکھو! جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کی امید بھی نہیں رکھتا وہ موت کو کس طرح یاد

کرتا ہے' اسے بھی موت کی کتنی فکر ہے؟'' اس واقعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری کی حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ (ایضاً)

نفرت کو زبردستی محبت میں بدلنے کا انجام

حضرت سیّدنا ابوالعباس بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک حسین وجمیل نوجوان میرے حلقہ درس میں آ کر بیٹھا کرتا' اس کا ہاتھ ہمیشہ کپڑے سے ڈھکا رہتا۔ ایک دن خوب بارش ہوئی اور ہمارے حلقہ درس میں اس نوجوان کے علاوہ کوئی نہ آیا۔ میں نے دل میں کہا: آج اس کے ہاتھ کے بارے میں ضرور پوچھوں گا۔ پہلے تو میں اپنے اس خیال کو دفع کرتا رہا لیکن مجھ سے رہا نہ گیا بالآخر میں نے پوچھ ہی لیا ''اے نوجوان! تمہارے ہاتھ کو کیا ہوا؟'' کہا: ''میرا واقعہ بہت عجیب وغریب ہے''۔ میں نے کہا: ''تم بیان کرو''۔ کہا: ''میں فلاں بن فلاں ہوں' میرے والد نے انتقال کے بعد میرے لئے تیس ہزار دینار چھوڑے تھے میں ان سے کاروبار کرتا رہا پھر ایک کنیز کی محبت میں گرفتار ہوا اور اسے چھ ہزار دینار میں خرید لیا۔ جب اسے گھر لایا تو اس نے کہا: ''مجھے روئے زمین پر تجھ سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی شے نہیں' تو مجھے میرے سابقہ مالک کی طرف لوٹا دے۔ جب میں تجھ سے انتہائی بغض رکھتی ہوں تو اس حالت میں تو مجھ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا''۔ میں نے اسے سمجھانے کی خوب کوشش کی' ہر طرح کی راحت وعیش کا سامان اسے مہیا کیا لیکن وہ میری طرف بالکل بھی متوجہ نہ ہوئی۔ میں جتنا اس سے پیار کرتا' وہ اتنی ہی نفرت سے پیش آتی۔ اس کے اس رویے سے میرا دل غمگین ہو گیا۔ میں کسی بھی قیمت پر اسے دور نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں دن رات اس کے خیالوں میں گم رہنے لگا۔ میری یہ حالت دیکھ کر ایک عمر رسیدہ خاتون نے کہا: ''تو اس کے غم میں اپنی جان کیوں دیتا ہے؟ اس کنیز کو ایک کمرے میں بند کر دے' کچھ ہی دنوں میں اس کے ہوش ٹھکانے آ جائیں گے''۔

Scanned with CamScanner

اور ہاتھ جل گیا

چنانچہ کنیز کو ایک علیحدہ کمرے میں بھجوا دیا گیا۔ اب اس کی یہ حالت تھی کہ نہ کچھ کھاتی، نہ پیتی بس ہر وقت روتی ہی رہتی۔ اس کا جسم نہایت کمزور ہو گیا، ایسا لگتا تھا کہ اب یہ انتقال کر جائے گی۔ میں روزانہ اس کے پاس جا کر اسے خوش کرنے کی کوشش کرتا لیکن وہ میری کسی بات کا جواب نہ دیتی۔ چار دن بعد میں نے کہا: ''اگر کوئی چیز کھانے کو جی چاہے تو بتاؤ''۔ خلافِ توقع وہ میری جانب متوجہ ہوئی اور کہا: ''میں دلیہ کھانا چاہتی ہوں''۔ میں اس کے کلام سے خوش ہوا اور قسم کھالی کہ میں اپنے ہاتھوں سے دلیہ تیار کروں گا۔ چنانچہ میں نے آگ جلائی اور دیگچی میں آٹا وغیرہ ڈال کر اپنے ہاتھ سے پکانے لگا۔ وہ کنیز میرے قریب آ کر بیٹھ گئی اور اپنی بیماری اور غم کے متعلق مجھے بتانے لگی۔ میں اس کی باتوں میں ایسا مگن ہوا کہ آگ نے میرا سارا ہاتھ جلا ڈالا اور مجھے خبر تک نہ ہوئی۔ اتنے میں میری خادمہ آئی اور پکار کر کہا: ''اپنا ہاتھ اٹھا کر دیکھو! آگ نے جلا کر اسے بیکار کر دیا ہے''۔ میں نے چونک کر ہاتھ اٹھایا تو واقعی وہ جل کر کوئلہ ہو چکا تھا''۔

حضرت سیّدنا ابو العباس بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس نوجوان کا حیرت انگیز واقعہ سن کر میں حیرت سے چیخ پڑا اور کہا: ''مخلوق کی محبت میں تیرا کیا حال ہو گیا ہے۔ اگر ایسی محبت خالقِ حقیقی سے ہوتی تو کچھ اور ہی رنگ ہوتا''۔ (ایضاً)

(32)

اخلاص و وفاداری کے نادر نمونے

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ میدان بدر میں مسلمانوں کے جنگی کیمپ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ایک سپاہی کی حیثیت سے شریک تھے۔ یہ جنگ بلاشبہ ''الفرقان''، تھی یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والی جنگ، جو اسلامی جھنڈے تلے کھڑا تھا، وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا تھا اور جو ابو جہل کے جھنڈے تلے تھے وہ اسلام کا، اللہ کا اور اس کے رسول کا دشمن تھا۔ حضرت ابو عبیدہ کا والد ابو جہل کے کیمپ میں تھا۔ لڑائی شروع ہوئی اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ شیر کی طرح لپکے اور اپنے والد کو واصلِ جہنم کر دیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، 154/1، المستدرک للحاکم، 265/3، مستدرک کے محقق عبد السلام بن محمد علّوش کہتے ہیں: ابو عبیدہ کے اپنے باپ کو قتل کرنے والی روایت مرسل صحیح ہے)

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و شیفتگی کا کتنا سچا اور کھرا نمونہ پیش فرما دیا کہ خون کے رشتے کو ذرا بھی اہمیت نہ دی اور اپنے اسلام دشمن باپ کو پکے دشمن کی طرح موت کے گھاٹ اتار دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ ایمان کے کھرے پن کا حقیقی معیار یہی ہے کہ اللہ رب العزت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و فدویت کے مقابلے میں زندگی کے عزیز ترین رشتے بھی بلا تامل قربان کر دیے جائیں۔

محبت ہوتو ایسی ہو

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی پرورش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے گھر میں ہوئی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو دیکھا آپ کی سیرت کو قریب سے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے شیدا ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح محبت کی جس طرح ایک بیٹا اپنے باپ سے محبت کرتا ہے۔ اسی محبت کا مظاہرہ تھا کہ ہجرت کی پُرخطر رات مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر تلواریں سونتے کھڑے تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ذرا بھی ہراس طاری نہیں ہوا۔ وہ دشمنوں کی چمکتی ہوئی شمشیروں کے سائے میں بے دریغ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سبز چادر اوڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئے رہے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام' 96/2)

ان کے جو غلام ہو گئے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ننھے سے انس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے موٹے کام کرتے تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی سے دس سال پہلے پیدا ہوئے۔ 93 ہجری میں رحلت فرما گئے۔ ان کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ کنیت ابوحمزہ تھی' کثیر اولاد تھے۔ مورخین کے مطابق ان کے بیٹے بیٹیوں اور پوتوں نواسوں کی تعداد 100 سے زیادہ تھی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ان کے 78 بیٹے اور دو صاحبزادیں تھیں۔ نامور بصری محدث ابوعمیر عبدالکریم بن محمد انہی کی اولا میں سے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کی صفت یوں بیان کرتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا یہ عالم رہا کہ مجھے کبھی اف تک نہیں کہا۔ مارنا ڈانٹنا' نہ کبھی یہ فرمایا: تم نے فلاں کام کیوں

نہیں کیا اور یہ کام کیوں کیا؟ پوری تاریخ انسانیت میں بھلا ایسا آقا کون ہوگا جو اتنے بالیدہ اخلاق کی منفرد کسوٹی پر پورا اترنے کی ہمت کر سکے گا۔ تاریخ عالم میں کہیں کسی ایک شخص کی بھی مثال ایسی نہیں جس کا اخلاق اپنے خادم کے ساتھ اتنا نادر اور یگانہ ہو' اور یہ ایک دو دن کی بات نہیں' پورے دس سال کی سرگزشت ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے اقدس کی جو تصویر کھینچی ہے وہ بھی سننے اور پڑھنے کے لائق ہے۔ دنیا میں ریشم اور حریر کی مثال دی جاتی ہے کہ وہ بڑی نرم اور نازک ہوتی ہے۔ انس بن مالک بتلاتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو ریشم اور حریر سے بھی زیادہ نرم و نازک پایا۔ میں نے کوئی خوشبو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے پھوٹنے والی مہک سے بہتر نہیں پائی۔ (صحیح البخاری' حدیث 3561' صحیح مسلم' حدیث 8182)

وہ خلق کے امام ہو گئے

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رحمت کا ایک اور نمونہ دیکھئے' زید بن حارثہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اتنا کریمانہ برتاؤ کیا کہ وہ آپ سے اپنے ماں باپ سے بڑھ کر محبت کرنے لگے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ حارثہ کے صاحبزادے تھے۔ قبیلہ کلب سے تعلق رکھتے تھے۔ واقعہ پہلے گزر چکا کہ ان کی والدہ ایک موقع پر اپنے میکے گئیں' صاحبزادے کو بھی ساتھ لے گئیں۔ اس وقت زید صرف 8 سال کے تھے۔ اس موقع پر بنی قیس بن جسرہ کے لوگوں نے ان کی والدہ کے خاندان والوں اور نواحی لوگوں پر حملہ کیا۔ لوٹ مار کے دوران انہوں نے جن لوگوں کو پکڑا ان میں یہ زید بھی شامل تھے۔ یہ ظالم لوگ طائف کے قریب عکاظ کے میلے میں پہنچے جہاں انہوں نے زید کو بیچ ڈالا۔ ان کے خریدار حکیم بن حزام تھے۔ وہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ انہوں نے زید کو حضرت خدیجہ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا

Scanned with CamScanner

تو انہوں نے زید بن حارثہ کو اپنے شوہر والا گہر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر مامور کر دیا۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت خدیجہ اور حضرت علی جیسی ان اولین ہستیوں میں سے تھے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر سب سے پہلے بلا تامل ایمان لے آئی تھیں۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ اس غلام کو غلامی سے چھڑانے کے لئے اس کے والد حارثہ اپنے بھائی کے ساتھ مکہ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور درخواست کی کہ ہم اپنے بیٹے کو چھڑوانے آئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جتنا معاوضہ طلب فرمائیں، ہم دینے کو تیار ہیں۔ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آپ سے کوئی معاوضہ نہیں لوں گا۔ زید میری طرف سے آزاد ہے۔ بس اس سے پوچھ لو اگر یہ جانا چاہتا ہے تو لے جاؤ، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اختیار تمہارے بیٹے کا ہے۔ بھلا اس سے زیادہ انصاف کی بات کیا ہو سکتی تھی؟ اور پھر باپ اور چچا فوراً زید کے پاس گئے اور کہنے لگے چلو تمہیں آزادی کا پروانہ مل چکا ہے، ہم تمہیں لینے آئے ہیں...... ادھر زید کا عالم ہی نرالا تھا۔ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے دیکھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدیم النظیر اخلاق اور شفقت و مرحمت سے فیضیاب ہوئے تھے۔ انہوں نے بلا تامل کہا: میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کسی کو بھی ترجیح نہیں دوں گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر ہزاروں آزادیاں قربان ہیں۔

آج سے زید میرا غلام نہیں بلکہ میرا بیٹا ہے

یہ جواب سن کر باپ اور چچا ناراض ہو گئے، کہنے لگے زید! تمہارا ناس ہو، تم غلامی کو آزادی پر ترجیح دے رہے ہو۔ اپنے والد اور چچا اور اپنے خاندان پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دے رہے ہو۔ حضرت زید کہتے ہیں ہاں غلامی تو ہے مگر تم لوگ جانتے نہیں: یہ کس کی غلامی ہے؟ بلاشبہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جو محبت، الفت، پیار اور جملہ مکارم اخلاق دیکھے ہیں، اس کے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر کسی کو ترجیح

نہیں دے سکتا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم زید کے اس فیصلے سے اس قدر مطمئن اور مسرور ہوئے کہ زید کا ہاتھ پکڑا، کعبہ میں پہنچے لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا آج سے زید میرا غلام نہیں میرا بیٹا ہے۔ لوگوں نے زید کو رشک اور حیرت سے دیکھا اور پھر مکہ کے گلی کوچوں میں ان کا نام زید بن محمد پکارا جانے لگا۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، 2/352,351 والطبقات الکبریٰ لابن سعد 3/42,41)

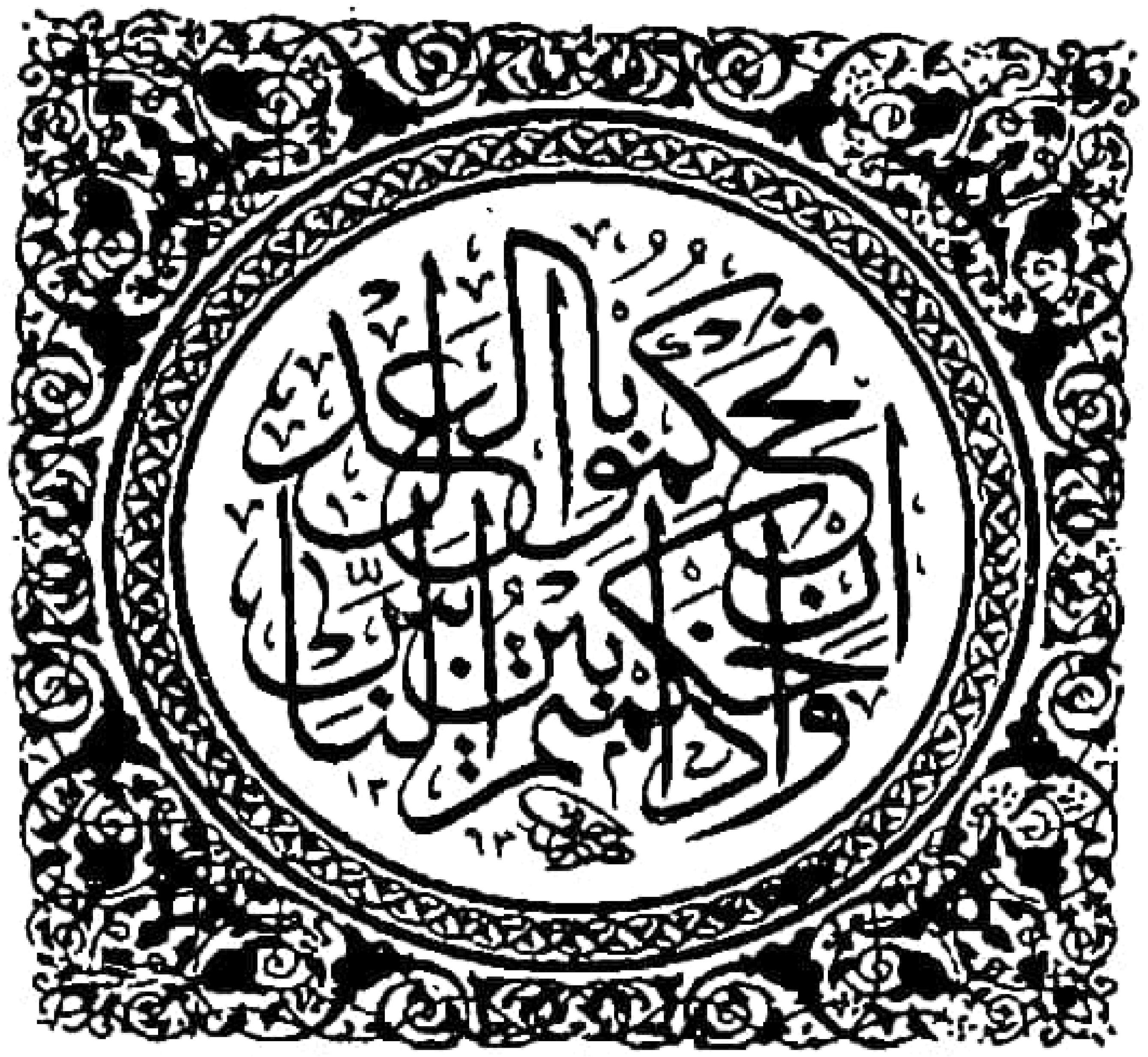

Scanned with CamScanner

(33)

وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ صحیح پڑھیاں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْبَرًا مِنْ نُورٍ، وَاِنِّي لَعَلٰى اَطْوَلِهَا وَاَنْوَرِهَا، فَيَجِيءُ مُنَادٍ، فَيُنَادِيْ: اَيْنَ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ؟ قَالَ: فَيَقُوْلُ الْاَنْبِيَاءُ: كُلُّنَا نَبِيٌّ اُمِّيٌّ، فَاِلٰى اَيِّنَا اُرْسِلَ؟ فَيَرْجِعُ الثَّانِيَةَ، فَيَقُوْلُ: اَيْنَ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ الْعَرَبِيُّ؟ قَالَ: فَيَنْزِلُ مُحَمَّدٌ حَتّٰى يَاْتِيَ بَابَ الْجَنَّةِ، فَيَقْرَعُهُ، فَيَقُوْلُ: مَنْ؟ فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ اَوْ اَحْمَدُ، فَيُقَالُ: اَوَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُ، فَيَدْخُلُ، فَيَتَجَلّٰى لَهُ الرَّبُّ، وَلَا يَتَجَلّٰى لِنَبِيٍّ قَبْلَهُ، فَيَخِرُّ لِلّٰهِ سَاجِدًا، وَيَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ اَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَهُ وَلَنْ يَحْمَدَهُ اَحَدٌ بِهَا مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ، فَيُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ، تَكَلَّمْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ، اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ، فَيُقَالُ: اَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ الثَّانِيَةَ فَيَخِرُّ لِلّٰهِ سَاجِدًا وَيَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ اَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ، وَلَنْ يَحْمَدَهُ بِهَا اَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ، فَيُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ، تَكَلَّمْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، فَيُقَالُ لَهُ: اَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ بُرَّةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ الثَّالِثَةَ، فَيَخِرُّ لِلّٰهِ سَاجِدًا، وَيَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ بِهَا اَحَدٌ كَانَ

قَبْلَهُ، وَلَنْ يَحْمَدَهُ اَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ، فَيُقَالُ لَهُ: اَخْرِجْ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ خَرْدَلَةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ، فَيَخِرُّ سَاجِدًا، وَيَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ بِهَا اَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَهُ، وَلَنْ يَحْمَدَهُ بِهَا اَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ، فَيُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ، تَكَلَّمْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَيُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدُ لَسْتَ هُنَاكَ، تِلْكَ لِيْ، وَاَنَا الْيَوْمَ اَجْزِيْ بِهَا .

(صحیح ابن حبان جلد نمبر 6، صفحہ نمبر 108، موارد الظمآن صفحہ نمبر 658)

یہ ہے شانِ شفاعت

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ہر نبی کے لئے نور کا منبر ہوگا، اور میں سب سے بڑے اور زیادہ منور منبر پر ہوں گا ایک نداء دینے والا نداء دے گا نبی امی کہاں ہیں؟ تمام انبیائے کرام کہیں گے کہ ہم نبی امی ہیں ہم کس کو بھیجیں؟ پس وہ دوسری دفعہ لوٹ کر آئے گا اور کہے گا کہ نبی امی عربی کہاں ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر کر جنت کے دروازہ پر جا کر دستک دیں گے۔ پوچھا جائے گا کون؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے محمد یا احمد، تو کہا جائے گا کہ آپ بلائے گئے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے ہاں۔ پس دروازہ کھلے گا اور آپ داخل ہو جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ آپ کے لئے وہ تجلی فرمائے گا جو آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ ہوگی۔ پس آپ سجدہ میں گر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی وہ حمد کریں گے جو نہ آپ سے پہلے کسی نے کی اور نہ بعد میں کوئی کرے گا۔ پس کہا جائے گا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھایئے بات کریں سنی جائے گی، سفارش کریں قبول کی جائے گی، مانگئے دیا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

عزیز بچے کو جیسے ماں پیارے کرے

آپ کہیں گے اللہ تعالیٰ میری امت میری امت۔ کہا جائے گا جس کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہے آپ اس کو بھی جہنم سے نکال لیں۔ پھر آپ دوسری دفعہ لوٹیں گے پس آپ سجدہ میں گر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی وہ حمد کریں گے جو نہ آپ سے پہلے کسی نے کی اور نہ بعد میں کوئی کرے گا۔ پس کہا جائے گا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھایئے بات کریں سنی جائے گی' سفارش کریں قبول کی جائے گی' مانگئے دیا جائے گا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا کہ جس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے اسے بھی جہنم سے نکال لیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیسری دفعہ لوٹیں گے۔ پس آپ سجدہ میں گر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی وہ حمد کریں گے کہ جو نہ آپ سے پہلے کسی نے کی اور نہ بعد میں کوئی کرے گا۔ پس کہا جائے گا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھایئے! بات کریں سنی جائے گی' سفارش کریں قبول کی جائے گی' مانگئے دیا جائے گا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے کہ یا اللہ تعالیٰ جس نے ایک دفعہ بھی کلمہ پڑھا ہے اس کے لئے بھی مغفرت ہو جائے تو آپ سے کہا جائے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کا کام نہیں بلکہ یہ کام تو میرے لئے ہے اور آج کے دن اس کی جزاء بھی میں ہی دوں گا۔

مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

عزیز بچے کو جیسے ماں پیار کرے
خدا گواہ ہے یہی حال آپ کا ہو گا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(34)

رشتہ دار اور پڑوسی

اللہ تعالیٰ نے خاندانی و سسرالی رشتہ داریوں کو اپنی نعمت بتایا ہے جس سے انسانوں کو نوازا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ تم رشتہ داریوں کو جانو پہچانو اور ان رشتہ داروں کے ساتھ محبت کے ساتھ اچھا سلوک اور نیک برتاؤ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ نے ان رشتہ داروں سے بگاڑ اور قطع تعلق کو حرام فرمایا ہے' اور حکم دیا ہے کہ ان رشتہ داریوں کو نہ کاٹو۔ یعنی ایسا مت کرو کہ بھائیوں' بہنوں' چچاؤں' پھوپھیوں' بھانجوں' نواسوں وغیرہ سے اس طرح کا بگاڑ کر لو کہ یہ کہہ دو کہ تم میری بہن نہیں' اور میں تمہارا بھائی نہیں اور یہ کہہ کر بالکل رشتہ داری کا تعلق ختم کر لو۔ ایسا کرنے کو ''قطع رحم'' اور ''رشتہ کاٹنا'' کہتے ہیں۔ یہ شریعت میں حرام اور بڑے سخت گناہ کا کام ہے اور اس کی سزا جہنم کا دردناک عذاب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۝ (سورۂ محمد رکوع 3)

''تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں: اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتوں کا کوٹ دو یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں''۔

Scanned with CamScanner

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اسی طرح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1 - حدیث: حضرت عبداللہ بن اوفیٰ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس قوم پر رحمت نہیں نازل ہوتی جس قوم میں کوئی رشتہ داریوں کا کاٹنے والا موجود ہے۔ (مشکوٰۃ' جلد 2' صفحہ 420' بحوالہ بیہقی)

2 - حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ (1) احسان کر کے احسان جتانے والا (2) اپنی ماں کی نافرمانی اور ایذا رسانی کرنے والا (3) ہمیشہ شراب پینے والا۔ (مشکوٰۃ' ج 2' صفحہ 420 بحوالہ نسائی وغیرہ)

3 - حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں' میں نے رشتوں کو پیدا کیا ہے' اور اپنے نام سے اس کے نام کو مشتق کیا ہے' تو جو شخص رشتہ کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا اور جو اس کو کاٹ دے گا۔ میں اس کو کاٹ دوں گا۔ (مشکوٰۃ' ج 2' ص 420 بحوالہ ابوداؤد)

4 - حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تم لوگ اپنے نسب ناموں کو جان لو تاکہ اس کی وجہ سے تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرو یقین جانو کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا یہ گھر والوں میں محبت اور مال میں زیادتی اور عمر میں درازی کا سبب ہے۔

(مشکوٰۃ' ج 2' ص 420 بحوالہ ترمذی)

صلۂ رحمی اور قطع تعلق

اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں کے علاوہ پڑوسیوں' ساتھیوں اور دوستوں کے ساتھ بھی نیک اور اچھے برتاؤ کا حکم دیا ہے چنانچہ ان لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا یہ

جنت میں لے جانے والا عمل ہے اور ان لوگوں کے ساتھ بدسلوکی و ایذا رسانی کرنا حرام و گناہ اور جہنم میں لے جانے والا عمل ہے چنانچہ قرآن مجید میں خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا:

وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝ (النساء، رکوع 6)

"اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں' یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے پڑوسی اور دور کے پڑوسی اور کروٹ کے ساتھی اور راہگیر' اور اپنے باندی غلام کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو بے شک اللہ کو اترانے والا اور بڑائی مارنے والا پسند نہیں آتا"۔

اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

1 - حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہوگا خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہوگا خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہوگا تو کسی نے کہا: کون؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمایا: وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو۔ (مشکوٰۃ' جلد 1' ص 422 بحوالہ بخاری و مسلم)

مطلب یہ ہے کہ کامل درجے کا مسلمان اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو جائیں۔

2 - حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبریل (علیہ السلام) ہمیشہ پڑوسی کے متعلق مجھے وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ عنقریب یہ پڑوسی کو وارث ٹھہرا دیں گے۔ (مشکوٰۃ' ج 2' ص 422 بحوالہ بخاری و مسلم)

Scanned with CamScanner

اچھا برا، جنتی جہنمی کون؟

3- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام ساتھیوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر وہی ساتھی ہے جو اپنے ساتھیوں کے لئے بہترین ہو،اور تمام پڑوسیوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ پڑوسی بہتر ہے جو اپنے پڑوسیوں کے لئے بہترین ہو۔ (مشکوٰۃ، ج2، ص424 بحوالہ ترمذی وغیرہ)

4- حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ مومن (کامل) نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھالے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہ جائے۔ (مشکوٰۃ، ج2، ص424 بحوالہ بیہقی)

5- حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! فلانی عورت کی نماز و روزہ اور صدقہ کا بڑا چرچا ہوتا رہتا ہے مگر وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی رہتی ہے، تو ارشاد فرمایا: یہ عورت جہنمی ہے تو اس آدمی نے کہا: فلانی عورت کے روزہ و نماز اور صدقہ میں کمی کا چرچا ہے۔ وہ صرف پنیر کی ٹکیوں کو صدقہ میں دیا کرتی ہے مگر وہ اپنے پڑوسیوں کو ستاتی نہیں، تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: وہ عورت جنتی ہے۔ (مشکوٰۃ، ج2، ص424)

(35)

ہم نے کانٹوں میں بھی گلزار کھلا رکھا ہے

عبداللہ بن محمد جہادی مہم کے سلسلے میں مصر کے ایک ساحلی علاقے میں مقیم تھا۔ ٹہلتا ہوا ایک بار ساحل سمندر جا نکلا۔ وہاں دیکھا کہ خیمہ میں ہاتھ پاؤں سے معذور اور آنکھوں کی بینائی سے محروم ایک شخص پڑا ہوا ہے۔ اس کے جسم میں صرف اس کی زبان سلامت ہے، ایک طرف اس کی یہ حالت ہے...... اور دوسری طرف وہ بآواز بلند کہہ رہا ہے:

"میرے رب! مجھے اپنی نعمتوں پر شکر کی توفیق عطا فرما، مجھے تو نے اپنی مخلوق سے بہت سوں پر فضیلت اور فوقیت بخشی ہے، اس فوقیت پر مجھے اپنی حمد و ثناء کی توفیق عطا فرما"۔

عبداللہ نے یہ دعا سنی تو اسے بڑی حیرت ہوئی۔ ایک آدمی ہاتھ پاؤں سے معذور ہے، بینائی سے محروم ہے، جسم میں زندگی کی تازگی کا کوئی اثر نہیں اور وہ اللہ سے نعمتوں پر شکر کی دعا مانگ رہا ہے، اس کے پاس آکر سلام کیا اور پوچھا:

"حضرت! آپ اللہ تعالیٰ کی کس نعمت اور فوقیت پر شکر اور حمد و ثناء کی توفیق کے خواستگار ہیں؟" معذور شخص نے جواب میں فرمایا اور خوب فرمایا:

"آپ کو کیا معلوم میرے رب کا میرے ساتھ کیا معاملہ ہے، بخدا اگر وہ آسمان سے آگ برسا کر مجھے راکھ کر دے، پہاڑوں کو حکم دے کر مجھے کچل دے، سمندروں کو غرق کرنے کے لئے کہہ دے اور زمین کو مجھے نگلنے کا حکم

Scanned with CamScanner

دے تو میں کیا کر سکتا ہوں' میرے ناتواں جسم میں زبان کی بے بہا نعمت کو تو دیکھئے کہ یہ سالم ہے' کیا صرف اس ایک زبان کی نعمت کا میں زندگی بھر شکر ادا کر سکتا ہوں؟''

پھر فرمانے لگے ''میرا ایک چھوٹا بیٹا میری خدمت کرتا ہے' میں خود معذور ہوں' زندگی کی ضروریات اسی کے سہارے پوری ہو رہی ہیں لیکن وہ تین دن سے غائب ہے' معلوم نہیں: کہاں ہے آپ اس کا پتہ کرلیں تو مہربانی ہوگی''۔

ہوشیار کہ یہ مسلکِ تسلیم رضا ہے

ایسے صابر و شاکر اور محتاج انسان کی خدمت سے بڑھ کر اور سعادت کیا ہو سکتی ہے۔ عبداللہ نے بیابان میں اس کی تلاش شروع کی تو یہ دردناک منظر دیکھا کہ مٹی کے دو تودوں کے درمیان ایک لڑکے کی لاش پڑی ہوئی ہے جسے جگہ جگہ سے درندوں اور پرندوں نے نوچ رکھا ہے' یہ اسی معذور شخص کے بیٹے کی لاش تھی' اس معصوم کی لاش اس طرح بے گور و کفن دیکھ کر عبداللہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور یہ فکر لاحق ہوئی کہ اس کے معذور والد کو اس المناک حادثہ کی اطلاع کیسے دے؟ ان کے پاس گئے اور ایک لمبی تمہید کے بعد انہیں اطلاع دی' بیٹے کی وحشت ناک موت سے کون ہوگا جس کا جگر پارہ پارہ نہ ہو لیکن

جائز نہیں اندیشہ جان' عشق میں اے دل!
ہشیار! کہ یہ مسلک تسلیم و رضا ہے

خبر سن کر معذور والد کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے' دل پر غموں کے بادل چھا جاتے ہیں تو آنکھوں سے اشکوں کی برسات شروع ہو جاتی ہے' یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے کہ غم کا غبار اشکوں میں ڈھل کر نکل جاتا ہے' شکوہ شکایت کی بجائے فرمانے لگے:

''حمد و ستائش اس ذات کے لئے ہے جس نے میری اولاد کو اپنا نافرمان نہیں پیدا

کیا اور اسے جہنم کا ایندھن بننے سے بچایا''۔ پھر ''انا للہ...... پڑھا'' اور ایک چیخ کے ساتھ سعید روح نے قفسِ عنصری سے گویا یہ کہتے ہوئے آزادی حاصل کر لی

اب اے خیال یار نہیں تاب ضبط کی
بس اے فروغ برق تجلی کہ جل گئے
اب کیا ستائیں گی ہمیں دوراں کی گردشیں
ہم اب حدودِ سود و زیاں سے نکل گئے

ان کی اس طرح اچانک موت پر عبداللہ کے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ کچھ لوگ اس کی طرف نکلے' رونے کی آواز سنی' خیمے میں داخل ہوئے' میت کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو اس سے لپٹ گئے' کوئی ہاتھ چومتا' کوئی آنکھوں کو بوسہ دیتا' ساتھ ساتھ کہے جاتے:

''ہم قربان ان آنکھوں پر جنہوں نے کبھی کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا' ہم فدا اس جسم پر جو لوگوں کے آرام کے وقت بھی اپنے مالک کے سامنے سجدہ ریز رہتا' جس نے اپنے رب کی کبھی نافرمانی نہیں کی......''

خزاں نصیب بہاروں سے کیا لیا میں نے

عبداللہ یہ صورت حال دیکھ کر حیران ہو رہا تھا' پوچھا: ''یہ کون ہیں' ان کا کیا تعارف ہے'' کہنے لگے ''آپ ان کو نہیں جانتے؟ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد' مشہور محدث حضرت ابوقلابہ ہیں''۔

حدیث کا ادنیٰ طالبعلم بھی حضرت ابوقلابہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے واقف ہے' صبر واستقامت کے پیکر اور تسلیم و رضا کے بلند مقام کے حامل حضرت ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ کی تجہیز و تکفین اور نماز و تدفین سے فارغ ہونے کے بعد عبداللہ رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ آپ جنت کے باغات میں سیر و تفریح کر رہے ہیں' جنت کا لباس زیب تن ہے اور یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ

عُقْبَى الدَّارِ (صبر کرنے کے سبب تم پر سلامتی ہو اور آخرت کا گھر بہترین ٹھکانہ ہے)
عبداللہ نے پوچھا: ''آپ وہی معذور شخص ہیں؟'' فرمانے لگے:

''جی ہاں میں وہی شخص ہوں' اللہ جل شانہ کے ہاں چند بلند مراتب اور درجات ایسے ہیں جن تک رسائی مصیبت میں صبر' راحت میں شکر اور جلوت میں خوفِ خدا کے بغیر ممکن نہیں' اللہ تعالیٰ نے اسی صبر وشکر کی بدولت مجھے ان نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے''۔ (کتاب الثقات لابی حاتم بن حبان' ج5' ص3)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں کی گنتی نہیں کی جا سکتی' زندگی کی جس جہت میں دیکھئے' نعمتوں کے گلستان لہلہا رہے ہیں' انسانی زندگی اگرچہ غم اور حسرت کی دھوپ چھاؤں سے عبارت ہے لیکن درحقیقت وجودِ غم بھی احساسِ مسرت کے لئے ہے' الم کی چاشنی سے زندگی میں حسن بھی آتا ہے' اہل اللہ اور اہل وفا کو غم میں بھی راحت حاصل ہوتی ہے جبکہ اہل ہوس کی ساری زندگی راحت کے غم میں ختم ہو جاتی ہے' ناشکروں کا المیہ یہ ہے کہ ان کی نظر ہمیشہ زندگی کی تلخیوں پر رہی ہے' زندگی کی ہزار نعمتوں اور رحمتوں کی چھاؤں میں انہیں کچھ تلخیوں کی تپش محسوس ہو تو اسی کا رونا رونے لگتے ہیں' ایسے لوگ زندگی کی حقیقی خوشیوں سے محروم رہتے ہیں' وہ ہر سو برسی ہوئی نعمتوں کی بہار میں بھی یہ کہتے ہیں کہ

تمام غنچہ و گل داغِ دل بنے کیفی
خزاں نصیب بہاروں سے کیا لیا میں نے

ہم نے ہر غم کو غمِ یار بنا رکھا ہے

لیکن ایک حقیقی مردِ مومن کی شان اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے' اس کا عقیدہ ہوتا ہے کہ مصائب راہِ منزل میں آتے اور حوادث راستے میں دم پھیلاتے ہی ہیں لیکن اس کی بناء پر نعمتوں سے اس کی نظر اوجھل نہیں رہتی' ہزار راحتوں کے جلو میں چند ایک تکالیف کی چبھن کی وجہ سے وہ صبر وشکر اور تسلیم ورضا کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیتا' غم حیات

میں اس کا دستور یہی کہتا ہے کہ

دل کا ہر داغ تبسم میں چھپا رکھا ہے
ہم نے ہر غم کو غمِ یار بنا رکھا ہے
نوک ہر خار سے پوچھو وہ گواہی دیں گے
ہم نے کانٹوں میں بھی گلزار کھلا رکھا ہے
خود میرے دل نے تراشے ہیں غموں کے پیکر
میرے مولا نے تو ہر غم سے بچا رکھا ہے

Scanned with CamScanner

(36)

سونا ہی بن گئے ہیں رو رو کے اہل دل

ہشام نقل کرتے ہیں: جب عمرو بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو ان کے بعض دوست ان کی بہن کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا ہمیں عمرو بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دے۔

اس نے کہا: وہ رات نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور سورۂ حم شروع کی جب اس آیت پر پہنچے وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ط

ترجمہ: تو ان کو ڈرا اس آنے والے دن سے جب دل منہ کو آ جائیں گے غم سے گھٹ گھٹ جائیں۔ اسی کو بار بار پڑھتے رہے (اور روتے رہے) یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ (حلیۃ الاولیاء ج4 صفحہ 158)

☆...... محمد بن سوقہ بہت بڑے محدث تھے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ مکہ میں حج وعمرہ کے لئے اسی مرتبہ تشریف لے گئے۔

مہندی بن سابق کہتے ہیں: ان سے ایک مرتبہ ان کے بھتیجے نے کوئی چیز مانگی تو محمد بن سوقہ رونے لگے، وہ کہنے لگا اے چچا! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرا مانگنا آپ پر گراں گزرے گا تو میں نہ مانگتا۔

محمد بن سوقہ نے کہا! میں تیرے سوال پر نہیں روتا بلکہ میں تو اس پر روتا ہوں کہ میں نے تیرے مانگنے سے پہلے تجھے کیوں نہ دے دیا (تاکہ تجھے مانگنے کی ضرورت پیش نہ آتی)۔ (حلیہ ج5 صفحہ 6)

☆...... عمرو بن ذر کہتے ہیں: ربیع بن ابی راشد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا جو بیمار تھا اگر اسے صدقہ دیتا تو وہ اپنے پڑوسیوں میں تقسیم کر دیتا اور ہدیہ وغیرہ کو ملنے والوں میں تقسیم کر دیتا۔ چند روز بعد وہ شخص فوت ہو گیا۔ اس کی وفات پر ربیع رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے اور فرمایا: اس کی موت اچھی آئی اور وہ جانتا تھا کہ اس کو اس کا صرف وہی مال نفع دے گا جو آخرت میں بھیج دے گا۔ (حلیۃ الاولیاء ج5 صفحہ نمبر 77)

☆...... ابو داؤد الحضری کہتے ہیں: کرز بن وبرہ الحارثی پر ان کے گھر میں داخل ہوا تو وہ رو رہے تھے میں نے کہا: کہ کیوں روتے ہو؟ انہوں نے فرمایا میرا دروازہ بند تھا، نکلنے کی کوئی سبیل نہ تھی، اس لئے میں رات والے وظائف نہ کر سکا اور میرے وظائف کا رہ جانا میرے کسی گناہ کی وجہ سے ہے۔

حالانکہ یہ بہت بڑے بزرگ تھے ابن بشرمہ کہتے ہیں: ایک سفر میں میں ان کے ساتھ تھا وہ جہاں بھی کوئی صاف ستھری جگہ دیکھتے تو اتر کر نماز پڑھتے۔ (حلیہ ج5 صفحہ 79)

یہ بھی ربّ کو منانے کا انداز ہے

☆...... ابی حیان تیمی کہتے ہیں: میں نے مجمع کو ان کے بیٹے کے جنازہ پر روتے دیکھا۔ میں نے عرض کیا کیوں روتے ہو؟ وہ فرمانے لگے میں اپنے دل میں محبت پاتا ہوں جیسا کہ والد کے دل میں بیٹے کی محبت ہوا کرتی ہے اور میں اس پر روتا ہوں کہ نہ معلوم اس کا ٹھکانہ جنت ہے یا جہنم۔ (حلیہ ج5 صفحہ نمبر 90)

☆...... ابو سعید کہتے ہیں: ضرارہ بن مرہ اور محمد بن سوقہ جمعہ کے دن ایک دوسرے کو تلاش کرتے رہتے تھے۔ جب ملاقات ہو جاتی تو دونوں (آخرت کا تذکرہ کرتے کرتے) رونے لگتے۔ (حلیہ ج5 صفحہ نمبر 91)

☆...... محاربی کہتے ہیں: سفیان نے مجھ سے کہا: عمرو بن قیس وہ شخص ہے جس نے مجھے ادب اور قرأت قرآن اور علم دین سکھایا، بعض مرتبہ ان کو بازار میں تلاش کرتا اگر بازار میں نہ ملتے تو گھر مل جاتے یا نماز میں مشغول ہوتے یا تلاوت کلام اللہ میں، گھر میں

بھی نہ ملتے تو ان کو کوفہ کی مساجد میں سے کسی مسجد کے کونے میں پاتا وہ اس طرح رو رہے ہوتے تھے گویا کہ وہ چور ہیں' اور اگر مسجد میں بھی نہ پاتا تو قبرستان میں پاتا' اپنے اوپر رو رہے ہوتے تھے جب وہ عمرو فوت ہو گئے تو سارے اہل کوفہ کام بند کر کے ان کے جنازہ میں نکلے۔ جب ابوحیان نے جنازہ کی تکبیر کہی تو مجمع میں ایسی چیخ و پکار تھی جیسے وہ عرصہ دراز کے بعد واپس آ گئے ہوں اور آسمانی فضا عجیب تھی کہ سارا آسمان حسین وجمیل پرندوں سے بھرا ہوا تھا۔ لوگوں کو تعجب ہوا۔ ابوحیان نے کہا تعجب نہ کرو یہ فرشتے ہیں جو عمرو کے جنازہ میں آئے تھے۔ (حلیہ' ج5 'صفحہ نمبر101)

☆......اسحاق بن خلف کہتے ہیں: عمرو جب بازار والوں کو دیکھتے تو رو پڑتے اور فرماتے یہ لوگ اس سے غافل ہیں جو ان کے لئے تیار کی گئی ہے' اور عمرو جب روتے تو اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیتے اور ساتھیوں سے کہتے یہ زکام ہے (تا کہ ان کا پتہ نہ چلے)۔ (حلیہ' ج5 'صفحہ نمبر102)

یہ ریاکار لوگ نہیں ہیں

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ فرمایا مجلس وعظ میں ایک نوجوان بنی تمیم کا تھا وہ چیخا اور اس کا رنگ بدل گیا پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ایک دوسرے موقع پر اس کو ابن ذر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں دیکھا کہ رو رہا ہے اور اس قدر رویا کہ میں نے خیال کیا کہ ابھی اس کی روح نکلنے والی ہے۔

(حلیہ' ج5 'صفحہ نمبر113)

☆......ابی بکر کہتے ہیں: مکہ شریف میں فضل الرقاشی اور عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ اکٹھے ہوئے' پہلے فضل الرقاشی نے گفتگو شروع کی اور بہت لمبی گفتگو فرمائی اور مذاہب میں بھی بات چیت فرمائی سب کے دل نرم ہو گئے۔ پھر عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ نے بات شروع کی اور احادیث بیان کرنا شروع کیں اور روئے اور لوگوں کو بھی رلایا۔

(حلیہ' ج5 'صفحہ نمبر113)

☆......نضر بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ ایک جنازہ میں حاضر ہوئے ان کے دائیں بائیں بہت بڑا مجمع تھا۔ جب میت قبر کے کنارے رکھی گئی تو عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے اور فرمایا: اے میت تو نے اپنے دنیا کے سفر کو منقطع کر لیا ہے تیرے لئے خوشخبری ہے اگر قبر میں تیرے ساتھ بھلائی کا معاملہ ہو۔

(حلیہ' ج5 'صفحہ نمبر116)

☆......سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں: میں نے مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے جب رکوع یا سجدہ کرتا ہے تو روتا ہے (اور کثرت سے روتا ہے) میں نے اس کو کہا: تو ریاکار ہے۔ اس نے کہا اچھا اب میں ایک سال تک نہ روؤں گا۔ (حلیہ' ج5 'صفحہ نمبر174)

(37)

صحابی کے ایمان کی حقیقت

حضرت حارث بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حارث تم نے کس حال میں صبح کی...... **کیف اصبحت یا حارث؟ قال اصبحت مؤمنا حقا** عرض کیا حضور میں نے ایمان کی حقیقت پالینے کے ساتھ صبح کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوچ لو! تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیونکہ ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے' سوتمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں دنیا سے بے رغبت ہوں' میں رات بھر بیدار رہا اور دن بھر پیاسا رہا (یعنی روزہ سے رہا) گویا میں عرش الٰہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اور گویا اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں وہ ایک دوسرے کی زیارت کررہے ہیں اور گویا میں اہل دوزخ کو دیکھ رہا ہوں وہ بھوک سے بلبلا رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حارث! تم نے حقیقت میں ایمان کی معرفت پالی۔ تم اس کیفیت کو ان (مذکورہ) اوصاف کے ساتھ اپنے لئے لازم کئے رکھنا۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ 43/11)

حضور کی دعا سے بارانِ رحمت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوگئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے تو ایک عرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مال ہلاک ہوگیا بچے بھوکے مرگئے

اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: اے اللہ ہم پر بارش برسا اے اللہ ہم پر بارش برسا۔ ہم نے آسمان پر بادل کا ٹکڑا تک نہیں دیکھا تھا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ہاتھ کیا اٹھائے کہ پہاڑوں جیسے بادل آگئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے بارش کے قطرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے ٹپکتے دیکھے اس روز بارش برسی' اگلے روز بھی اس سے اگلے روز بھی حتیٰ کہ روز جمعہ تک بارانِ رحمت خوب برسی۔

آئندہ جمعہ عین خطبۂ جمعہ کے وقت وہی اعرابی کھڑا ہوا یا کوئی دوسرا عرض گذار ہوا...... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکانات گر گئے اور مال ڈوب گیا اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا کیجئے کہ اب وہ بارش روک لے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور کہا: اے اللہ! ہمارے اردگرد ہم پر نہیں پس جس طرف دست مبارک سے اشارہ کرتے ادھر سے بادل چھٹ جاتے یہاں تک کہ مدینہ منورہ ایک دائرہ سا بن گیا قناۃ نامی نالہ مہینہ بھر بہتا رہا اور جو شخص بھی باہر سے آتا وہ بارش کی خبر سناتا تھا۔

(ماخوذ از فتح الملہم شرح صحیح مسلم)

Scanned with CamScanner

(38)

قیامت کے دن جنہیں سایۂ عرش نصیب ہوگا

حدیث شریف کے مطابق یہ خوش نصیب حضرات سات افراد ہوں گے۔

اِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتَ حُسْنٍ وَّ جَمَالٍ............... ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَیُوْضَعُ الْمِیْزَانُ لِلْحِسَابِ بَعْدَ دَخُوْلِ هٰؤُلَاءِ الْجَنَّةِ ۔ (دقائق الاخبار)

ترجمہ: بادشاہ عادل اور جوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے اور وہ دو شخص جو اللہ کی رضا جوئی کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں اور وہ شخص جسے حسن و جمال والی عورت نے برائی کی طرف بلایا تو اس نے کہا بے شک میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جس نے اللہ کا ذکر بلا ریاء کیا اور اس کی آنکھیں اللہ کے خوف میں آنسو بہاتی تھیں اور وہ آدمی جس نے اپنے دائیں ہاتھ سے پوشیدہ صدقہ کیا یہاں تک کہ اس کے بائیں کو پتہ نہ چلا جو دائیں نے خرچ کیا اور وہ آدمی جس کا دل مسجد سے لگا رہا کہ جب اس سے نکلے تو بے چین رہے یہاں تک کہ اس کی طرف لوٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ مخلوق کو جمع فرمائے گا تو ندا دینے والا ندا دے گا اہل فضیلت کہاں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس اہل فضیلت لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ جنت کی طرف

جلدی چلیں گے تو ملائکہ انہیں ملیں گے اور کہیں گے ہم تمہیں تیزی سے جنت کی طرف جاتے دیکھ رہے ہیں تو یہ بتاؤ کہ تم کون لوگ ہو؟ وہ کہیں گے۔

ہم اہل فضیلت ہیں

ہم اہل فضیلت ہیں تو فرشتے پوچھیں گے تمہاری فضیلت کیا تھی؟ وہ بتائیں گے جب ہم پر ظلم ہوتا تو ہم صبر کرتے اور جب ہم سے بدسلوکی ہوتی تو ہم درگزر کرتے فرشتے کہیں گے جنت نیک کارواں ہی کی جزا ہے پھر منادی ندا دے گا کہ صبر والے کہاں ہیں پس اہل صبر کھڑے ہو جائیں گے اور وہ جنت کی طرف جلدی چلیں گے۔ اور انہیں ملائکہ ملیں گے اور کہیں گے کہ تحقیق ہم تمہیں جنت کی طرف جلدی جاتے دیکھتے ہیں یہ بتاؤ تو تم کون ہو وہ بتائیں گے ہم اہل صبر ہیں فرشتے پوچھیں گے تمہارا صبر کیا تھا وہ بتائیں گے کہ ہم اللہ کی اطاعت اور معصیت پر صبر کرتے تھے پس ملائکہ انہیں کہیں گے تم جنت میں چلے جاؤ پھر منادی ندا دے گا کہ کہاں ہیں اللہ کے لئے محبت کرنے والے تو کچھ لوگ کھڑے ہو کر جنت کی طرف جلدی سے چل پڑیں گے پس فرشتے ان سے ملیں گے اور کہیں گے ہم تمہیں جنت کی طرف جاتے دیکھتے ہیں یہ تو بتاؤ تم کون ہو پس وہ بولیں گے ہم اللہ کے لئے محبت کرنے والے ہیں تو ملائکہ پوچھیں گے بتاؤ تمہاری اللہ کے لئے محبت کیا تھی کہیں گے ہم اللہ کے لئے دوستی کرتے اور اللہ کے لئے خرچ کرتے تھے پھر فرشتے انہیں کہیں گے تم جنت میں داخل ہو جاؤ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ان کے جنت میں داخل ہونے کے بعد حساب کے لئے میزان رکھا جائے گا۔

(دقائق الاخبار)

(39)

ایک علمی مجلسِ مذاکرہ

حضرت سیّدنا ابراہیم بن شبیب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے ہر جمعہ کو ہمارا علمی مذاکرا ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے ہماری محفل میں کوئی مسئلہ پوچھا۔ ہم اس بارے میں بحث کرتے رہے لیکن جواب نہ دے سکے۔ اگلے جمعہ وہ پھر آیا تو ہم نے جواب دیا اور اس کی رہائش گاہ کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: ''میں حربیہ میں رہتا ہوں''۔ ہم نے کہا: ''تمہاری کنیت کیا ہے؟'' بولا ''ابوعبداللہ''۔ ہمیں اس کے ساتھ بیٹھنے سے خوشی ہوئی۔ وہ ہر جمعہ ہماری محفل فقہ میں شرکت کرتا' اس کا آنا ہمیں بہت اچھا لگتا۔ پھر اچانک اس نے آنا چھوڑ دیا۔ اس طرح اچانک غیر حاضری کی وجہ سے ہم پریشان ہو گئے۔ ہم نے مشورہ کیا کہ ہمارا ایک رفیق ہم سے جدا ہو گیا ہے اس کے بارے میں ضرور معلومات حاصل کرنی چاہئے۔ کیا معلوم اسے کوئی بڑی پریشانی لاحق ہو گئی ہو؟ اگلی صبح ہم ''حربیہ'' گئے اور بچوں سے پوچھا کیا تم ابوعبداللہ کو جانتے ہو؟ بچوں نے کہا شاید آپ ابوعبداللہ شکاری کے متعلق پوچھ رہے ہو؟ ہم نے کہا ہاں ہم اسی کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ کہا بس وہ آنے والے ہیں آپ یہیں انتظار فرمائیں۔

ہم وہیں ٹھہر گئے' کچھ دیر بعد ہم نے دیکھا ایک موٹے کپڑے کا تہبند باندھے ہوئے ایک چادر کندھوں پر اوڑھے ہوئے وہ ہماری جانب چلا آ رہا تھا۔ اس کے پاس کچھ ذبح کئے ہوئے اور کچھ زندہ پرندے تھے۔ وہ مسکراتا ہوا ہمارے پاس آیا اور پوچھا: ''خیرت تو ہے آج اس طرف کیسے آنا ہوا؟'' ہم نے کہا: ''تم ہمارے دوست تھے کئی

دنوں تک مسلسل ہمارے پاس علم دین سیکھنے آتے رہے' اب کچھ دنوں سے تم نہیں آ رہے' اس کی کیا وجہ ہے؟'' کہا' میں آپ لوگوں کو سچ سچ بتاتا ہوں' میں جو کپڑے پہن کر آپ کی محفل میں حاضر ہوتا تھا وہ میرے ایک دوست کے تھے' جو مسافر تھا۔ جب وہ اپنے وطن واپس چلا گیا تو میرے پاس دوسرے کپڑے نہ تھے جنہیں پہن کر آپ کے پاس آتا' میرے نہ آنے کی وجہ یہی ہے۔ اچھا! ان باتوں کو چھوڑیں یہ بتائیے' آپ کیا پسند فرمائیں گے' میرے ساتھ گھر چلیں اور اس رزق سے کھائیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے''۔ ہم نے کہا: ''ٹھیک ہے! ہم چلتے ہیں''۔ پس ہم اس کے ساتھ چل دیئے' اس نے ایک مکان کے قریب رک کر سلام کیا اور اندر داخل ہو گیا۔ کچھ دیر بعد ہمیں اندر بلا کر بوریوں سے بنی ہوئی ایک چٹائی پر بٹھایا۔ ذبح کئے ہوئے پرندے اپنی زوجہ کے حوالے کئے' زندہ پرندے بازار لے کر بیچے اور ان سے ملنے والی رقم سے روٹیاں خرید لایا' اتنی دیر میں اس کی زوجہ سالن تیار کر چکی تھی۔ اس نے روٹی اور پرندوں کا گوشت ہمارے سامنے رکھتے ہوئے کہا: ''اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھائیے''۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر

ہم نے کھانا کھاتے ہوئے آپس میں کہا: ''دیکھو! ہمارے اس دوست کی معاشی حالت کیسی ہے؟ ہمارا شمار بصرہ کے معززین میں ہوتا ہے' افسوس! ہمارے ہوتے ہوئے اس کی یہ حالت!'' یہ سن کر ایک دوست نے کہا' پانچ سو (500) درہم میرے ذمہ ہیں''۔ دوسرے نے کہا: ''تین سو (300) درہم میں دوں گا''۔ اس طرح ہم سب نے حسب حیثیت درہم دیئے اور دوسرے اہل ثروت سے دلانے کی منتیں کیں۔ جب حساب کیا تو تقریباً پانچ ہزار (5000) درہم ہو چکے تھے۔ ہم نے کہا: ''ہم یہ ساری رقم اکٹھی کر کے اپنے اس دوست کی خدمت کریں گے''۔

چنانچہ ہم اپنے میزبان کا شکریہ ادا کر کے شہر کی جانب چل دیئے۔ جب ہم کھجور سکھانے کے میدان کے قریب سے گزرے تو بصرہ کے امیر محمد بن سلمان نے اپنا ایک

Scanned with CamScanner

غلام بھیج کر مجھے بلوایا۔ میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے ہمارا حال پوچھا۔ میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا اور بتایا کہ ہم اس غریب دوست کی امداد کرنا چاہتے ہیں۔ امیر بصرہ محمد بن سلمان نے کہا: ''میں تم سے زیادہ نیکی کرنے کا حق دار ہوں''۔ پھر اس نے دراہم سے بھری تھیلیاں منگوائیں اور ایک غلام سے کہا: ''یہ ساری تھیلیاں اٹھالو اور جہاں رکھنے کا حکم دیا جائے وہاں رکھ کر آجانا''۔ میں بہت خوش ہوا اپنے دوست ابوعبداللہ کے مکان پر پہنچ کر دستک دی، دروازہ خود ابوعبداللہ نے کھولا۔ غلام اور رقم کی تھیلیاں دیکھ کر اس نے میری طرف یوں دیکھا جیسے میں نے اس پر بہت بڑی مصیبت توڑ دی ہو۔ اس کا انداز ہی بدل چکا تھا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا: ''یہ سب کیا ہے؟ کیا تم مجھے مال کے فتنے میں ڈالنا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''اے ابوعبداللہ! ذرا ٹھہرو میں تمہیں سب بات بتاتا ہوں''۔

ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

یہ کہہ کر میں نے اسے ساری بات بتائی اور یہ بھی بتایا کہ یہ مال بصرہ کے امیر محمد بن سلمان نے بھجوایا ہے۔ پس یہ سننا تھا کہ وہ مجھ پر بہت غضبناک ہوا اور گھر میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔ میں باہر بے چینی کے عالم میں ٹہلتا رہا، سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ امیر بصرہ کو کیا جواب دوں۔ بالآخر یہی فیصلہ کیا کہ سچ ہی میں نجات ہے اور مجھے سب کچھ سچ سچ بیان کر دینا چاہئے۔ یہی سوچ کر میں امیر بصرہ کے پاس آیا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ میری بات سن کر امیر بصرہ غصے سے کانپتا ہوا بولا ''میرے حکم کی نافرمانی کی گئی: اے غلام! جلدی سے تلوار لاؤ''۔ غلام تلوار لے کر حاضر ہوا تو امیر نے مجھ سے کہا: ''اس غلام کا ہاتھ پکڑ کر اس شخص کے پاس لے جاؤ، جب وہ باہر آئے تو اس کی گردن اڑا دو اور سر ہمارے پاس لے آؤ''۔ میں یہ حکم شاہی سن کر بڑا پریشان ہوا لیکن مجبور تھا، انکار نہ کر سکا بادل نخواستہ واپس آیا اور دروازے پر پہنچ کر سلام کیا۔ اس کی زوجہ نے روتے ہوئے دروازہ کھولا اور ایک جانب ہٹ کر مجھے اندر بلا لیا۔ میں نے گھر میں داخل ہو کر پوچھا: ''تمہارا اور ابوعبداللہ کا کیا حال ہے؟'' کہا آپ سے ملاقات کے بعد اس نے کنویں سے پانی

نکال کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر میں نے اس کی یہ آواز سنی:

''اے میرے پروردگار! اب مجھے مہلت نہ دے اور اپنی بارگاہ میں بلا لے''۔ یہ کہتے ہوئے وہ زمین پر لیٹ گیا، میں قریب پہنچی تو اس کی روح عالم بالا کی طرف پرواز کر چکی تھی، یہ دیکھیں اب گھر میں ان کا بے جان جسم پڑا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا تو واقعی ایک جانب اس کی میت رکھی ہوئی تھی۔ میں نے اس کی زوجہ سے کہا: ''اے اللہ تعالیٰ کی بندی! ہمارا قصہ بہت عجیب ہے۔ یہ کہہ کر میں امیر بصرہ محمد بن سلمان کے پاس آیا اور ساری بات بتائی۔ اس نے کہا: ''میں اس کی نماز جنازہ پڑھوں گا''۔ کچھ دیر بعد اس کی موت کی خبر پورے بصرہ میں پھیل گئی۔ امیر بصرہ اور دوسرے بے شمار لوگوں نے اس کے جنازہ میں شرکت کی''۔ (عیون الحکایات)

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

(40)

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

مکہ کے ایک نوجوان نے نور اسلام سے منور ہونے کے بعد ہجرت کی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوا۔ اس کے سرپرست چچا نے اس سے ضرورت کی ہر چیز چھین لی۔ اس دور کے معاشرے کے لحاظ سے وہ ایک بہت ہی بڑے جرم کا مرتکب ہوا تھا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس کے خاندان والوں کی نظر میں اس سے بڑا کوئی پاپ نہیں تھا۔ اس سے تن کے کپڑے تک چھین لئے گئے۔ اسے ایک ٹاٹ میسر آیا۔ اس نے ٹاٹ کے دو ٹکڑے کر لئے۔ ایک سے ستر چھپایا اور دوسرے سے اپنے جسم کے باقی حصے کو چھپانے کی کوشش کی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس حال میں دیکھا تو مشفق اور رحیم وکریم نبی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

دریافت فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ عرض کیا عبدالعزی۔ فرمایا آج سے تم عبداللہ ہو۔ چونکہ اس نے ٹاٹ کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا' اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ذوالبجادین (ٹاٹ کے دو ٹکڑوں والا) کا خطاب دیا۔ اب ان کا نام عبداللہ ہو گیا اور یہ اصحاب صفہ میں شامل ہو گئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان ساتھیوں سے بے حد محبت فرماتے تھے' ان کے پاس بیٹھتے تھے' ان کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور ان کی مشکلات اور پریشانیوں کے حل میں ان کا ساتھ دیتے تھے۔ وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ آپ غزوۂ تبوک میں تشریف لے گئے۔ دس ہزار سے زیادہ مجاہدین آپ کی معیت میں تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ان مجاہدین میں شامل تھے۔

گر وقت اجل سر تیری چوکھٹ پہ پڑا ہو

رات کا وقت تھا۔ سارا لشکر سو رہا تھا۔ عبداللہ بن مسعود اٹھے۔ لشکر کے آخری کنارے پر روشنی نظر آئی۔ اللہ کے رسول کے بستر پر نظر ڈالی' بستر خالی تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بستر پر نظر دوڑائی وہ بھی موجود نہیں تھے۔ اب ان کا رخ روشنی کی طرف ہو گیا۔ دیکھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں کھڑے ہیں' ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کی میت ہاتھوں میں تھام رکھی ہے جسے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا رہے ہیں۔ اللہ کے رسول! یہ کون خوش قسمت ہے جو آپ کے مبارک ہاتھوں میں لحد میں اتارا جا رہا ہے؟

ارشاد ہوا یہ تمہارا بھائی ذوالبجادین ہے جو شام کو وفات پا گیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کے گالوں کے نیچے اپنے مقدس اور مبارک ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ رات کے اندھیرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو عبداللہ کے رخساروں پر یوں ٹپک رہے تھے جیسے موتیوں کی لڑیاں گرتی ہیں۔ عبداللہ کو قبر میں اتارا' قبلہ رخ کیا اور بارگاہ الٰہی میں ہاتھ پھیلا دیئے۔ اللہ رب العزت سے عرض کیا:

اللھم امسیت عنه راضیا فارض عنه ''اے اللہ! آج شام تک' یعنی اس کی وفات تک میں اس سے راضی تھا تو بھی اس سے راضی ہو جا''۔ یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار دہرا رہے تھے۔ واہ رے مقدر کے سکندر! امام انسانیت لحد میں اتار رہے ہیں۔ ابوبکر وعمر قبر پر کھڑے ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے بار بار دعائے مغفرت فرما رہے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود ہچکیاں لے کر رونے لگے۔ بے اختیار بولے یالیتنی کنت صاحب ھذا القبر ''کاش اس قبر میں دفن ہونے کی سعادت مجھے نصیب ہوتی''۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام 182,181/4' والبدایۃ والنھایۃ 21/5' وصفۃ الصفوۃ 677/2-679)

Scanned with CamScanner

ہے ایسوں کا تجھے یارومددگار بنایا

یادر ہے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوری زندگی میں صرف پانچ مرتبہ قبر میں اترے ہیں ان میں سے ایک موقع عبداللہ ذوالبجادین کو نصیب ہوا۔ ایک دن حرم مکہ میں اللہ کے رسول تشریف فرما تھے۔ اردگرد حضرت بلال حبشی، صہیب رومی، عمار بن یاسر اور ابن مسعود بیٹھے تھے۔ دین کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اسی دوران ابوجہل آ گیا اس نے دیکھا کہ سارے فقراء و مساکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گھیرا ڈالے بیٹھے ہیں، وہ دولت کے خمار میں خاندانی فخر و تکبر کے نشہ میں چور ہو کر کہنے لگا اے محمد! اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم بڑے لوگ، یعنی مکہ کے رؤسا آپ کے پاس بیٹھیں، آپ کی باتیں سنیں تو پھر ان فقیروں اور بے نواؤں کو اٹھا دیں۔ امت کے خیرخواہ نے سوچا اس میں بظاہر کوئی حرج کی بات نہیں، کچھ دیر غور فرمایا اور طبیعت مائل ہوئی کہ ابوجہل کی بات مان لی جائے اور اپنے مسکین ساتھیوں کو تھوڑی دیر کے لئے اٹھا دو شاید بڑے سردار راہ راست پر آ جائیں۔
ادھر یہ تصور کیا ادھر اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کو بھیج کر یہ حکم سنایا:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ○

''اور جو لوگ اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، انہیں اپنے سے دور نہ کیجئے۔ ان کے حساب سے آپ کے ذمہ کچھ نہیں اور نہ آپ کے حساب سے کچھ ان کے ذمہ ہے لہٰذا اگر آپ انہیں دور ہٹائیں گے تو وہ بے انصافوں میں شمار ہوں گے''۔

(الانعام 6:52، تفسیر ابن کثیر 183/2)

بے یارومددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے

چنانچہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقراء و مساکین کو بہت زیادہ اہمیت دی۔

ان کی ہر موقع پر حوصلہ افزائی کی اور انہیں معاشرے میں باعزت مقام عطا فرمایا۔ بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک صحت مند خوشحال شخص گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس بیٹھے صحابہ کرام سے پوچھا ساتھیو! اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہ نے کہا یہ لوگوں میں نہایت نمایاں اور معروف آدمی ہے، اشراف میں سے ہے۔ اگر کسی گھرانے کو پیغام نکاح بھجوائے تو قبول کیا جائے گا۔ اگر کسی کی سفارش کرے تو مان لی جائے گی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور شخص کا گزر ہوا۔ پوچھا ساتھیو! اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ کہنے لگے یہ مسلمانوں میں سے ہے۔ فقیر ہے۔ بالکل معمولی سا آدمی ہے۔ اگر کسی گھرانے میں یہ پیغام نکاح بھجوائے تو کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔ نہ اس کی کوئی سفارش مانی جائے گی۔ اگر مجلس میں بات کہے تو کوئی اسے سننے کو تیار نہ ہوگا۔ قارئین کرام! اب ذرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پر غور فرمائیں۔ اس رسول رحمت و شفقت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک اور صالح غریبوں، ناداروں پر کسمپرسوں اور بے نواؤں کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ھذا خیر من ملء الارض مثل ھذا ''اس خوشحال آدمی جیسوں سے ساری زمین بھری ہوئی ہو تو یہ غریب اور مسکین آدمی ان سے بہتر ہے''۔

(صحیح بخاری، حدیث 5091، 6447)

(41)

یہ ہے میرے آقا علیہ السلام کی امت

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّصْدَعَ بَیْنَ خَلْقِہٖ نَادٰی مُنَادٍ: اَیْنَ اَحْمَدُ وَاُمَّتُہٗ؟ فَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ۔ فَنَحْنُ اٰخِرُ الْاُمَمِ وَاَوَّلُ مَنْ یُّحَاسَبُ فَتُفْرِجُ لَنَا الْاُمَمُ عَنْ طَرِیْقِنَا ۔ فَنَمْضِیْ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اَثَرِ الطُّھُوْرِ فَتَقُوْلُ الْاُمَمُ کَادَتْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ اَنْ تَکُوْنَ اَنْبِیَآءَ کُلُّھَا ۔

(مسند احمد، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 296، تعظیم قدر الصلوٰۃ مروزی، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 274، مسند ابی داؤد طیالسی صفحہ نمبر 354، المسند الجامع حدیث نمبر 7088)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمانے کا ارادہ فرمائے گا تو ایک ندا دینے والا نداء دے گا کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کہاں ہے؟ پس ہم اول ہوں گے اور آخر ہوں گے۔ چنانچہ ہم تمام امتوں سے آخری امت ہوں گے لیکن ہم سے حساب سب سے پہلے لیا جائے گا۔ چنانچہ تمام امتوں سے ہمارے لئے راستہ کشادہ کروایا جائے گا۔ پس ہم چمکتے ہوئے اعضائے طہارت کے ساتھ گزریں گے۔ پس دیگر امتیں کہیں گی کہ ہوسکتا ہے کہ یہ تمام انبیائے کرام کی جماعت گزر رہی ہو۔

اعلانِ خداوندی بسلسلۂ اُمتِ محمدی

اَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ اَنَّ الْجَنَّۃَ حَرَامٌ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ حَتّٰی تَدْخُلَ یَا

مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَی الْاُمَمِ حَتّٰی تَدْخُلَ اُمَّتُکَ ۔

(نوادر الاصول، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 233 (مرفوع) تفسیر قرطبی تحت سورۃ النجم آیت نمبر 9، المواہب اللدنیہ (قسطلانی) جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 386، تفسیر روح البیان (حقی) تحت سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 44، تفسیر فتح القدیر (شوکانی) سورۃ النجم، آیت نمبر 9)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! جب تک آپ جنت میں داخل نہ ہوں گے تب تک جنت میں داخلہ سب انبیاء پر حرام ہوگا، اور جب تک آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہو جائے گی تب تک سب امتوں پر جنت میں داخلہ حرام ہوگا۔

☆...... عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ مَکْتُوْبٌ اَنَا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لَا اُعَذِّبُ مَنْ قَالَھَا ۔ (کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 105، کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 44)

ترجمہ: جنت کے دروازے پر لکھا ہے میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جس نے بھی یہ کلمہ سچے دل سے پڑھ لیا تو میں انسے عذاب نہیں دوں گا۔

Scanned with CamScanner

(42)

میں دے کے غم جاناں کیوں عشرت دنیا لوں

مشہور تابعی حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ مصائب وتکالیف پر بہت صبر کرنے والے تھے' صبر و استقامت کے پیکر تھے' ایک مرتبہ ولید بن یزید سے ملنے دمشق روانہ ہوئے تو راستے میں چوٹ لگ کر پاؤں زخمی ہو گیا۔ درد کی شدت سے چلنا دوبھر ہو گیا۔ سخت تکلیف کے باوجود ہمت نہ ہاری اور دمشق پہنچ گئے۔ ولید نے فوراً طبیبوں کو بلوا بھیجا۔ انہوں نے زخم کا بغور جائزہ لینے کے بعد پاؤں کاٹنے کی رائے پر اتفاق کیا۔ حضرت عروہ کو جب اس کی اطلاع کی گئی تو انہوں نے منظور کر لیا مگر پاؤں کٹنے سے پہلے بے ہوشی کی نشہ آور دوا کے استعمال سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ میں کوئی لمحہ اللہ کی یاد سے غافل نہیں گزار سکتا۔ چنانچہ اسی حالت میں آرہ گرم کر کے ان کا پاؤں کاٹ دیا گیا اور انہوں نے کسی قسم کی تکلیف کا اظہار نہ کیا پھر اپنا کٹا ہوا پاؤں سامنے رکھ کر فرمایا: ''کیا غم ہے اگر مجھے ایک عضو کے بارے میں آزمائش میں ڈال کر باقی اعضاء کے سلسلے میں امتحان سے بچا لیا گیا ہے''۔ ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ انہیں خبر ملی ''ان کا ایک بیٹا چھت سے گر کر انتقال کر گیا ہے''۔ انہوں نے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھی اور فرمایا: ''اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ایک جان لی اور کئی جانوں کو سلامت رکھا'' (کیونکہ باقی بیٹے سلامت تھے)

اس واقعہ کے بعد ولید کے پاس قبیلہ عبس کے کچھ لوگ آئے جن میں ایک بوڑھا اور آنکھوں سے اندھا شخص بھی تھا۔ ولید نے اس سے اس کا حال پوچھا اور اس کی بینائی

کے ختم ہونے کا سبب دریافت کیا تو وہ بتانے لگا:

غم زیست کا حاصل ہے اس غم سے مفر کیوں ہو

''میں اپنے اہل وعیال اور تمام مال اسباب لئے ایک قافلے کے ساتھ سفر میں نکلا۔ اہل قافلہ میں سے شاید کسی کے پاس اتنا مال ہو جتنا میرے پاس تھا۔ ہم نے ایک پہاڑ کے دامن میں رات گزارنے کے لئے پڑاؤ ڈالا۔ آدھی رات کے وقت جب سب میٹھی نیند سو رہے تھے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اچانک سیلاب آ گیا جو انسان' حیوان' مال و اسباب سب کچھ بہا لے گیا۔ میرے اہل وعیال اور مال و اسباب میں سے سوائے ایک اونٹ اور میرے چھوٹے بچے کے کچھ نہ بچا۔ میں ابھی اس ناگہانی آفت سے سنبھلنے بھی نہ پایا کہ میرا اونٹ بھاگ گیا۔ میں اس کے پیچھے گیا تو یکدم بچے کے چیخنے چلانے نے قدموں کو روک لیا۔ الٹے پاؤں واپس بچے کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بھیڑیے نے میرے لخت جگر کو اپنے خونی جبڑوں میں دبوچا ہوا ہے اور وہ بچہ اس کے بے رحم جبڑوں میں زندگی کی بازی ہار چکا ہے۔ یہ دلخراش منظر دیکھنے کے بعد پھر اس اونٹ کے پیچھے ہو لیا۔ جب اس کے قریب پہنچا تو اس نے مجھے دولتی دے ماری جس کی وجہ سے میری بینائی چلی گئی۔ اس طرح میں مال وعیال کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا''۔

اس کی یہ داستان غم سن کر ولید کی آنکھیں پرنم ہو گئیں اور اس نے کہا: ''جاؤ عروہ ابن زبیر سے کہہ دو تمہیں صبر و شکر مبارک اس لئے کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تم سے زیادہ غموں اور مصیبتوں کے مارے ہیں''۔

میں دے کے غم جاناں کیوں عشرت دنیا لوں
غم زیست کا حاصل ہے' اس غم سے مفر کیوں ہو

(المستطرف' ص339)

Scanned with CamScanner

(43)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ثابت قدمی

مامون الرشید 198 ہجری میں خلیفہ بنا۔ وہ فرقہ معتزلہ سے تعلق رکھتا تھا اس نے سب سے پہلے اپنے عقائد جبراً مسلمانوں پر ٹھونسنے کی کوشش کی۔ مشہور مسئلہ خلق قرآن اسی کے دور کی پیداوار ہے۔ وہ اس مسئلہ میں خاصا متشدد تھا اس نے حاکم بغداد اسحاق بن ابراہیم کو فرمان بھیجا کہ جو لوگ قرآن کو غیر مخلوق سمجھتے ہیں ان کو سرکاری ملازمت سے برطرف کر دیا جائے۔ ان کی شہادتیں ناقابل اعتماد قرار دی جائیں۔ دارالخلافہ کے ممتاز علماء کے خیالات اس بارے میں کیا ہیں؟ قلم بند کر کے میرے پاس بھیجے جائیں۔ چنانچہ حاکم بغداد نے بیس علماء کے بیانات درج کر کے خلیفہ کو بھیجے جن میں سے اکثر علماء نے اس مسئلہ کی مخالفت کی تھی۔ مامون نے سخت برہمی میں یہ حکم دیا کہ جو لوگ قرآن کو مخلوق نہ مانیں فوراً انہیں گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دیا جائے۔

یہ فرمان شاہی سن کر بہت سے علماء نے اپنی جانیں بچانے کے لئے قرآن کو مخلوق کہہ دیا۔ صرف چند علماء امام احمد بن حنبل، محمد بن نوح، قواریری رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اپنے مذہب پر قائم رہے، اور انہیں حاکم بغداد نے بوجھل بیڑیاں پہنا کر بغداد کی طرف روانہ کر دیا۔ مامون کو جب ان کی روانگی کا علم ہوا تو یکدم جوش وغضب سے اٹھا، اپنی تلوار ہوا میں لہرا کر قسم کھا کر کہنے لگا میں ان لوگوں کو قتل کئے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔ سرکاری خدام میں سے ایک شخص امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا دل سے معتقد تھا وہ کسی طرح اس قافلے کو جا کر ملا اور حضرت امام سے صورت حال بیان کر دی۔ امام صاحب کے پائے استقلال

میں کوئی لغزش نہ آئی البتہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے رحم ومغفرت کی دعا فرمائی، جو مستجاب ہوئی۔ مامون پر تپ لرزہ کا ایسا شدید حملہ ہوا کہ ہزار کوشش کے باوجود جانبر نہ ہو سکا۔ یہ قافلہ ابھی راستہ ہی میں مقام رقہ پر پہنچا تھا کہ مامون کے انتقال کی خبر آ گئی اور یہ لوگ واپس بغداد بھیج دیئے گئے۔ مامون کے بعد اس کا بھائی معتصم باللہ 218 ہجری میں جانشین خلافت ہوا۔ صد افسوس کہ وہ اس سے بھی زیادہ سخت دل ثابت ہوا۔ اس نے کئی بار امام صاحب کو کوڑوں سے پٹوایا۔ عموماً روزانہ دس کوڑوں کی سزا دی جاتی۔ اس سے بعض دفعہ امام صاحب بے ہوش بھی ہو جاتے۔

ایک بڑے ڈاکو کی امام صاحب سے ملاقات:

انہی دنوں کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ بغداد کا ایک بہت بڑا ڈاکو ابوالہیثم اپنی بڑی کوشش کے بعد امام صاحب سے تنہائی میں ملا اور آپ سے پوچھا: آپ کو یقین ہے کہ آپ حق پر ہیں؟ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ میں حق پر ہوں، تو ابوالہیثم کہنے لگا مجھے دیکھیے! ساری عمر ڈاکہ زنی میں گزری، کئی ڈاکے ڈالے اور کئی مرتبہ گرفتار ہوا آج تک کل اٹھارہ سو کوڑے کھا چکا ہوں۔ لیکن کبھی اپنے جرم کا اعتراف نہیں کیا اور آپ تو حق پر ہیں، لہٰذا کوڑوں کے ڈر سے آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آنی چاہئے۔ امام صاحب زندگی بھر اس ڈاکو کو دعائیں دیتے رہے جس نے ایسے نازک وقت میں ان کی ہمت کو اور استقلال بخشا۔

امام صاحب سے یہ کہا جاتا کہ آپ بھی مان جاؤ کہ قرآن اللہ کی مخلوق ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے قرآن تو اللہ کا کلام ہے اور کلام متکلم کی صفت ہوتا ہے، یہ خالق کی صفت ہے نہ خالق مٹنے والا ہے نہ اس کا کلام مخلوق ہے کہ مٹ جائے۔ دوسرا یہ کہ جو تم کہتے ہو مجھے وہ قرآن وسنت میں دکھاؤ تو میں بھی مان جاؤں گا۔ ورنہ میرا عقیدہ علی الاعلان ہے۔ القرآن كلام الله غير مخلوق، قرآن تو کلام الٰہی ہے نہ اللہ مخلوق ہے نہ کلام اللہ مخلوق۔

Scanned with CamScanner

یہ ظلم اور تشدد اسی طرح جاری رہا' امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت اور حق گوئی میں فرق نہ آیا...... یہاں تک کہ معتصم باللہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا اور اس کا جانشین اس کا بیٹا واثق باللہ ہوا...... یہ ظلم وتشدد میں اپنے باپ سے بھی بڑھ گیا مگر ہر کام کی ایک انتہائی ہوتی ہے اور اس کے بعد اس کا نشان مٹ جاتا ہے۔

قلندر جز دو حرفِ لا الٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا

واثق ایک روز دربار میں بیٹھا تھا کہ ایک سفید ریش مبارک بزرگ آئے اور کچھ کہنے کی اجازت چاہی۔ جب اجازت ملی تو کہا خلیفہ! میں ایک سادہ سی بات کہتا ہوں اور وہ یہ کہ جس بات کی طرف نہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی نہ ہی حضرات خلفائے راشدین نے ایسا کہا' تم اس کی طرف لوگوں کو بلاتے ہو اور پھر منوانے کے لئے زبردستی سے کام لیتے ہو! اب دو ہی باتیں ہیں ایک یہ کہ...... ان جلیل القدر ہستیوں کو اس مسئلہ کا علم تھا لیکن انہوں نے سکوت فرمایا تو تمہیں بھی سکوت اختیار کرنا چاہیے۔

دوسری بات یہ کہ...... اگر تم کہو کہ ان کو اس کا علم نہ تھا تو...... اے گستاخ ابن گستاخ ذرا یہ بھی تو سوچ! جس بات کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء کو نہ ہوا اس کا علم تجھے کیسے ہو گیا؟ خلیفہ واثق وہاں سے اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا اور اپنی زبان سے بار بار یہ فقرہ دہراتا رہا ''جس بات کا علم' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء کو نہ ہوا اس کا علم تجھے کیسے ہو گیا؟''

اس واقعہ کے بعد واثق کے رویہ میں نرمی آ گئی...... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو باعزت طور پر رہا کر دیا اور خود معتزلہ فرقہ کے عقائد وافکار سے بیزار ہو کر تبع سنت ہو گیا اور فرقہ کی پشت پناہی بھی ختم کر دی اور یوں...... یہ فتنہ اپنی موت آپ مر گیا' اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے استقامت بھی بخشی اور لوگوں میں محبوبیت بھی اور عنداللہ مقام بلند بھی۔ (سیر اعلام النبلاء)

(44)

جانوروں کو تکلیف دینا

جانوروں کو بلاوجہ مارنا اور ان کی طاقت سے زیادہ ان سے محنت لینا' بلاضرورت ان کو قتل کرنا یا آگ میں جلانا یا بھوکا پیاسا رکھنا حرام و گناہ ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حدیثوں میں خاص طور پر اس کی ممانعت آئی ہے۔

1- حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا تو انہوں نے چیونٹیوں کے پورے مسکن کو جلا دینے کا حکم دے دیا اور وہ پورا مسکن جلا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس نبی علیہ السلام پر وحی اتاری کہ تم کو تو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا مگر تم نے ایک ایسی امت کو جلا دیا جو خدا کی تسبیح پڑھتی تھی ایسا نہ ہونا چاہیے تھا۔
(مشکوٰۃ' ج 1' ص 318 بحوالہ بخاری و مسلم)

2- حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت ایک بلی کے معاملہ میں جہنم کے اندر داخل کی گئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا نہ اس کو کچھ کھلایا نہ پلایا نہ اس کو چھوڑا کہ وہ کیڑے مکوڑوں کو کھاتی۔ یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ (بخاری' جلد 1' ص 467)

3- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جو کسی جاندار کو لٹکا کر اس پر نشانے لگائے وہ ملعون ہے۔ (مشکوٰۃ' ج 2' ص 357 بحوالہ بخاری و مسلم)

4- حدیث: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں بھلائی کرنے کا حکم فرمایا ہے لہٰذا تم جب

Scanned with CamScanner

کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو چھری تیز کرو اور ذبیحہ کو راحت پہنچاؤ۔ (مشکوۃ' ج 2' ص 357 بحوالہ مسلم)

5- حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو ان کے چہروں پر مارنے اور داغ لگانے سے منع فرمایا ہے۔

(مشکوۃ' ج 2' ص 357 بحوالہ مسلم)

6- حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک گدھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرا جس کے چہرے پر داغ لگایا گیا تھا' تو آپ نے فرمایا اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اس کے چہرے پر داغ لگایا ہے۔

(مشکوۃ' ج 2' ص 357 بحوالہ مسلم)

7- حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک گوریا (چھوٹا سا ایک پرندہ) کو یا اس سے بڑے پرند کو ناحق قتل کر دے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے قتل کے بارے میں پوچھ گچھ فرمائے گا۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: یہ ہے کہ اس کو ذبح کرے اور کھائے نہ یا یہ کہ اس کا سر کاٹ کر پھینک دے۔

(مشکوۃ' ج 2' ص 259 بحوالہ نسائی وغیرہ)

8- حدیث: حضرت سہل بن الحنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی پیٹھ اس کے پیٹ سے (بھوک کی وجہ سے) مل گئی تھی' تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تم لوگ ان بے زبان جانوروں کے بارے میں خدا سے ڈرو ان پر اس وقت سوار ہوا کرو جب کہ وہ اچھی حالت میں ہوں اور جب انہیں چھوڑو تو اس وقت بھی انہیں اچھی حالت میں چھوڑو۔

(مشکوۃ' ج 2' ص 292 بحوالہ ابوداؤد)

کسی جانور کو پرند ہو یا چرند بلاوجہ ستانا اور ایذا دینا شرعاً حرام ہے صرف ان جانوروں کو مار ڈالنا جائز ہے جو مہلک یا موذی ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(45)

ملت ابراہیمی کا پیروکار

حضرت سیّدنا محمد بن سلیمان قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ یمن جاتے ہوئے راستے میں مجھے ایک خوبصورت نوجوان نظر آیا۔ اس کے کانوں میں بالیاں تھیں جن کے عمدہ و خوشنما موتیوں کی چمک سے اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہوئے یوں کہہ رہا تھا ''آسمانوں کے بادشاہ کی وجہ سے میری عزت و وقار ہے۔ وہ غالب و قدرت والا ہے' اس میں کچھ نقص نہیں' اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں''۔ میں نے قریب جا کر سلام کیا۔ اس نے کہا: ''میں اس وقت تک سلام کا جواب نہیں دوں گا جب تک آپ میرا حق ادا نہ کریں''۔ میں نے کہا: ''تمہارا کون سا حق ہے؟'' کہا: ''میں حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دین کا پیرو ہوں، میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاتا جب تک ایک دو میل چل کر مہمان تلاش نہ کر لوں۔ آج آپ میرے مہمان ہیں''۔ نوجوان کی یہ بات سن کر میں اس کے ساتھ چل دیا۔ کچھ دور بالوں کا بنا ہوا ایک خیمہ نظر آیا۔ اس نے قریب پہنچ کر بلند آواز سے کہا: ''اے میری بہن! اے میری بہن''۔ اندر سے کسی لڑکی کی آواز آئی ''لبیک (میں حاضر ہوں) میرے بھائی! نوجوان نے کہا: ''مہمان کی تعظیم کرو''۔

لڑکی نے کہا: ''ٹھہرو! پہلے میں اس پاک پروردگار کا شکر ادا کر لوں جس نے ہمارے ہاں مہمان بھیجا ہے''۔ یہ کہہ کر اس نے نماز پڑھی۔ نوجوان نے خیمے میں بٹھا کر جانور ذبح کرنے چلا گیا۔ میری نظر اس لڑکی پر پڑی تو مجھے اس کا چہرہ سب سے زیادہ حسین نظر

Scanned with CamScanner

آیا۔

نوجوان حسین وجمیل مگر حیاء دار لڑکی

لڑکی نے کہا: ''میری طرف نہ دیکھئے! مدینہ مورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کے شہنشاہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہم تک پہنچا ہے کہ '' آنکھوں کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے''۔ (سنن ابی داؤد' کتاب النکاح' باب مایومر بہ من غض البصر' الحدیث 2152' ص 1381) سنئے! میں آپ کی بے عزتی نہیں کر رہی اور نہ ہی آپ کو ڈانٹ رہی ہوں بلکہ میرا مقصد آپ کو ادب سکھانا ہے تا کہ آپ دوبارہ ایسی حرکت نہ کریں''۔ لڑکی کی یہ بات سن کر میں بہت شرمندہ ہوا۔ جب رات ہوئی تو میں اور نوجوان خیمے سے باہر آ گئے اور لڑکی خیمے میں ہی رہی۔ میں ساری رات خیمے کے اندر قرآن پاک کی تلاوت سنتا رہا' آواز میں سوز وگداز تھا۔ صبح میں نے نوجوان سے پوچھا: ''قرآن پاک کی تلاوت کون کر رہا تھا؟'' کہا: ''میری بہن اسی طرح ساری ساری رات عبادت کرتی ہے''۔ میں نے کہا: ''وہ عورت ہے اور تو مرد تجھے اس سے زیادہ عبادت کرنی چاہئے؟'' نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا: ''اے اللہ تعالیٰ کے بندے! کیا آپ نہیں جانتے کہ وہی پروردگار نیک اعمال کی توفیق دینے والا اور وہی عزت وذلت دینے والا ہے''۔ (عیون الحکایات)

(46)

نبی کا جھنڈا اونچا رہے گا (صلی اللہ علیہ وسلم)

وَاَمَّا لِوَآءُ الْحَمْدُ فَوْقَ السَّمٰوٰتِ فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِفَةِ لِوَآءِ الْحَمْدِ وَطُوْلِهٖ فَقَالَ طُوْلُهٗ مَسِيْرَةُ اَلْفِ سَنَةٍ وَّمَكْتُوْبٌ .... وَالطُّيُوْرِ وَالْبَهَآئِمِ كُوْنُوْا تُرَابًا فَيَكُوْنُوْا تُرَابًا فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا ۔

ترجمہ: فرمایا اور لوائے حمد آسمانوں کے اوپر ہوگا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوائے حمد کی صفت اور طول کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: اس کا طول ہزار برس چلنے کی راہ ہے اور اس پر لکھا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ: اور اس کا عرض آسمان وزمین کے درمیان کی خلاء کے برابر ہے' اور اس کے نوک سرخ یاقوت سے ہے اور اس کا قبضہ (مُٹھی) سفیدی چاندی اور سبز زبرجد سے ہے اور اس کے تین گیسو نور سے ہیں ایک گیسو جانب مغرب اور دوسرا جانب مشرق اور تیسرا وسط دنیا میں اور اس پہ تین سطریں لکھی ہیں سطر اول پر بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور دوسری سطر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور تیسری سطر پر لکھا ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ اور ان میں ہر سطر ایک ہزار سال چلنے کی مسافت کے برابر ہوگی اور اس کے قریب ستر ہزار جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے ستر ہزار ملائکہ کی

صفیں ہوں گی اور ہر صف میں پانچ لاکھ فرشتے ہوں گے جو سب اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہوں گے اور امام محمد جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی کہ لواء حمد میرے ہاتھ میں ہوگا کی شرح میں فرمایا جب روز قیامت ہوگا تو لوائے حمد نصب کیا جائے گا اور آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے تمام مومنین جھنڈا کے ارد گرد جمع ہوں گے اور کفار آگ کے کنارے پر رہیں گے جب تک جھنڈا نصب رہا اور جب لوائے حمد گھمایا جائے گا تو کفار دوزخ کی طرف چلے جائیں گے۔

کون سا جھنڈا کس کے ہاتھ میں ہوگا؟

اور حدیث شریف میں آیا کہ جب روز قیامت ہوگا تو لوائے صدق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے نصب کیا جائے گا اور ہر صدیق اس کے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور عدل کا جھنڈا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے نصب کیا جائے گا اور ہر عادل اس جھنڈے کے نیچے ہوگا اور سخاوت کا جھنڈا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے نصب کیا جائے گا اور ہر سخی ان کے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور شہادت کا جھنڈا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے نصب کیا گیا اور ہر شہید اس جھنڈے کے نیچے ہوگا اور رفقہ کا جھنڈا ابوذر کے لئے نصب کیا جائے گا اور ہر زاہد اس کے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور فقر کا جھنڈا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے لئے نصب کیا جائے گا اور ہر فقیر اس کے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور قرأت کا جھنڈا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لئے نصب کیا جائے گا اور ہر قاری ان کے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور اذان کا جھنڈا بلال رضی اللہ عنہ کے لئے نصب کیا جائے گا اور ہر موذن ان کے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور ظلماً مقتولوں کا جھنڈا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے نصب کیا جائے گا اور ہر ظلماً مقتول ان کے جھنڈے کے نیچے ہوگا پس

یہ بیان اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مصداق ہے کہ ”جس دن ہم ہر گروہ کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

کیا حساب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب روز قیامت ہوگا تو سب مخلوق کھڑی ہوگی تو پیاس ان کو سخت ہوگی اور پسینہ ان کے گرد جمع ہوگا اور وہ حیرت میں ڈوبے ہوں گے اور پھر اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے گا پس اللہ تعالیٰ جبریل سے فرمائے گا کہ اے جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دو کہ وہ اپنی امت سے فرما دے کہ مجھے اس نام سے پکاریں جس سے مجھے دنیا میں سختیوں کے وقت پکارتے تھے تو امت محمدیہ سب ایک ہی زبان بول کر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھیں گے اور اس وقت اللہ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرما دے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ سب امتوں سے فرمائے گا اگر امت محمدیہ مجھے اس نام سے نہ پکارتی تو میں تم پر ہزار سال تک فیصلہ نہ کرتا۔ پھر اللہ تعالیٰ وحشی جانوروں اور پرندوں اور چوپاؤں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بدلہ لے گا بے سینگ والے جانور کا سینگ والے سے اگر اس نے اسے مارا ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ وحشی جانوروں اور پرندوں اور چوپاؤں سے فرمائے گا مٹی ہو جاؤ تو اسی وقت مٹی ہو جائیں گے اور کفار کہیں گے کاش کہ ہم مٹی ہوتے۔ (دقائق الاخبار)

(47)

استن حنانہ از ہجر رسول ﷺ

مسجد نبوی کی چھت کھجور کے تنوں پر بنائی گئی تھی یعنی کھجور کے تنوں سے ستونوں کا کام لیا گیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے سہارے کھڑے ہو جاتے تھے۔ کبھی کبھی خطبہ لمبا ہو جاتا تھا' اس لئے ایک انصاری عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سہولت کے لئے گذارش کی: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک منبر نہ بنا دیں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تجویز سے اتفاق فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جھاؤ کے درخت سے تین سیڑھیوں والا ایک منبر تیار کیا گیا۔ جمعۃ المبارک کا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنے کے بجائے منبر کی طرف تشریف لے گئے۔ وہ تنا غم فراق سے رونے لگا۔

صحیح بخاری میں سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن (خطبہ کے وقت) ایک درخت یا کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہوتے تھے۔ ایک انصاری نے پیش کش کی اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے لئے ایک منبر نہ بنا دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جیسے تمہاری مرضی''۔

تو انصاری نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک منبر بنوا دیا۔ جمعہ کا دن ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو وہ تنا بچے کی طرح چیخ چیخ کر رونے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اس تنے کو آغوش میں لے لیا تو وہ اس بچے کی طرح ہچکیاں لینے لگا جسے بہلا کر چپ کرایا جا رہا ہو۔ تنے کا رونا' فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر اللہ سے محرومی کی بناء پر تھا جسے وہ پہلے قریب سے سنا کرتا تھا۔

(صحیح البخاری' حدیث 2095)

غرض تنے کے رونے کا واقعہ بہت مشہور ہے اور اس کی احادیث متواتر ہیں۔ صحیح روایت کی پابندی کرنے والے محدثین کرام نے اسے اپنی صحاح میں بیان کیا ہے۔ مزید برآں یہ واقعہ دس سے زیادہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان فرمایا ہے۔

اس طرف منبر کی بہار

منبر نبوی 8 ہجری میں بنایا گیا' اس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیسری سیڑھی پر تشریف فرما ہوتے تھے اور اپنے پاؤں مبارک دوسری سیڑھی پر رکھتے تھے۔ جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو وہ از راہ ادب دوسری سیڑھی پر بیٹھتے تھے اور پاؤں پہلی سیڑھی پر رکھتے تھے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو تقریر کے وقت پہلی سیڑھی پر کھڑے ہوتے تھے اور بیٹھتے وقت پاؤں زمین پر رکھ لیتے تھے۔ جب سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو چھ سال تک تو وہ اسی طریقے پر عمل پیرا رہے بعد ازاں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی جگہ پر بیٹھنے لگے۔ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے لئے آئے تو انہوں نے منبر کی سیڑھیوں میں اضافہ کر دیا لیکن اصل منبر نبوی کو اضافی سیڑھیوں کے اوپر ہی رکھا گیا اس طرح بیٹھنے کی جگہ سمیت منبر کی نو سیڑھیاں بن گئیں۔

منبر کے بارے میں آپ کے فرمودات اس کے بلند مرتبہ کو واضح کرتے ہیں۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے گھر اور منبر کا درمیانی ٹکڑا جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ

Scanned with CamScanner

ہے اور میرا منبر میرے حوض (کوثر) پر ہوگا"۔

"جنت کا باغیچہ ہونے" سے مراد یہ ہے کہ نزول رحمت اور حصول سعادت کے لحاظ سے وہ ٹھیک جنت کے باغیچے کی طرح ہے کیونکہ وہاں ہر وقت اللہ کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ یا اس کے معنی یہ ہیں: اس جگہ پر کی گئی عبادت جنت تک پہنچا دیتی ہے۔ اس سے ظاہری مطلب بھی مراد ہو سکتا ہے کہ یہ حصہ حقیقتاً جنت ہی کا حصہ ہوگا یعنی قیامت کے دن یہ حصہ جنت میں منتقل کر دیا جائے گا۔ علماء نے یہ سب مطالب بیان کئے ہیں۔

(صحیح البخاری' حدیث 1888 و فتح الباری' 4/130)

(48)

انتہائی خوبصورت واقعات

احمد بن ابی غالب رحمۃ اللہ علیہ چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ لوگ ان کے پاس دعا کے لئے عموماً حاضری دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کوئی صاحب ان کی خدمت میں آئے اور کسی چیز کے متعلق کہا: "آپ فلاں صاحب سے میرے لئے وہ چیز مانگ لیجئے"۔ احمد فرمانے لگے "میرے بھائی! میرے ساتھ کھڑے ہو جایئے' دونوں دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ ہی سے کیوں نہ مانگ لیں' کھلا در چھوڑ کر بند دروازے کا رخ کیوں کیا جائے"۔ (ذیل طبقات الحنابلۃ' ج 1' ص 224)

یقیناً اللہ کا در ہر وقت کھلا ہے' یہ یقین اور ایمان کی کمزوری ہوتی ہے کہ اسے چھوڑ کر مخلوق کے بند دروازوں پر کھڑے ہو کر ذلت اٹھائی جائے' اس کھلے در کی طرف رجوع کی عادت تو ڈالئے' آزما کر تو دیکھئے۔

☆......سفیان بن حسین نامی ایک شخص قاضی ایاس بن معاویہ کی مجلس میں بیٹھ کر کسی آدمی کی غیبت کرنے لگا' قاضی نے اس سے کہا: "آپ نے رومیوں کے ساتھ جہاد کیا؟" کہنے لگا: "نہیں"۔ پوچھا: "سندھ اور ہند کے جہاد میں شریک ہوئے ہو؟" کہا: "نہیں"۔ فرمانے لگے "روم' سندھ اور ہند کے کفار تو آپ سے محفوظ رہے لیکن بے چارہ اپنا ایک مسلمان بھائی آپ سے نہ بچ سکا اور زبان کی تلوار اس پر چلا دی"۔ سفیان پر ان کے اس جملے کا اس قدر اثر ہوا کہ زندگی بھر پھر کسی کی غیبت نہیں کی۔

(البدایۃ والنہایۃ' ج 9' ص 336' ترجمہ ایاس)

نامور محدث کی بے مثال خدا خوفی

امام ابن وہب دوسری صدی ہجری کے مشہور محدث اور فقیہ ہیں۔ فرماتے ہیں:
میں نے غیبت سے بچنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس دن کسی کی غیبت کر دیتا' اگلے دن نفس کو سزا دینے کے لئے روزہ رکھ لیتا لیکن بات نہیں بنی۔ روزہ رکھنا عادت سی بن گئی اور سزا کی تلخی کی بجائے اس میں لطف محسوس ہونے لگا۔ ظاہر ہے جو چیز پر لطف ہو وہ سزا کیسے ہو سکتی ہے اس لئے میں نے روزہ کی بجائے ہر غیبت کے عوض ایک درہم صدقہ کرنا شروع کیا' یہ سزا نفس کو شاق معلوم ہوئی اور یوں غیبت کے روگ سے نجات ملی۔

(ترتیب المدارک للقاضی عیاض' ج 3' ص 24)

☆......عبداللہ بن وہب کی موت کا بھی عجیب واقعہ ہے۔ اصحاب حدیث نے ان سے کہا: ہمیں جنت اور جہنم کے احوال سنا دیجئے۔ فرمایا: ''میں اس کی تاب نہیں لا سکتا'' وہ سمجھے کہ شاید تواضعاً کہہ رہے ہیں' اصرار ہوا تو بیٹھ گئے' جہنم کے احوال کے متعلق احادیث شروع فرمائیں تو بے ہوش ہو گئے۔ لوگوں نے چہرے پر پانی کی چھینٹیں ڈالیں لیکن فرق نہیں پڑا' کسی نے کہا: ''احوال جنت کی احادیث انہیں سنا دیجئے''۔ وہ بھی پڑھ کر سنائی گئیں لیکن ہوش میں نہ آئے اور بے ہوشی کے عالم میں بارہ دن گذر گئے۔ طبیب کو بلایا گیا تو اس نے معائنہ کر کے کہا: ''ان کا دل پھٹ گیا ہے''۔ بے ہوشی کی حالت میں بارہ دن گذارنے کے بعد بالآخر دل بے قرار کو قرار آ ہی گیا اور راہی ملک بقا ہوئے۔

☆......امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بہز بن حکیم کے حوالہ سے اس طرح کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: زرارہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی' جب امام اس آیت پر پہنچا فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ''جس دن صور پھونکا جائے گا' پس وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا' جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی'' وہ غش کھا کر گرے' جب ہم نے اٹھایا تو ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔ (سنن ترمذی' ج 1' ص 69)

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ

عبدالرحمٰن بن ابی نعم بجلی جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ زہد و عبادت میں بڑے مشہور تھے۔ ان کی خدا خوفی اور فکر آخرت کا یہ عالم تھا کہ بکیر بن عامر کے بقول ''اگر ان سے کہا جائے کہ موت کا فرشتہ آپ کی روح قبض کرنے آیا ہے تو اس خبر سے ان کی حالت میں ذرہ بھی فرق نہیں آئے گا''۔ ایک دن وعظ و نصیحت کی غرض سے وہ حجاج بن یوسف کے پاس گئے۔ حجاج کے ظلم سے کون ناواقف ہوگا۔ نصیحت فرمائی اور ظلم کے انجام کی طرف توجہ دلائی تو حجاج نے اس کا نقد صلہ دیا۔ حکم دیا کہ ''اسے تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بند کر دو''۔ اس حالت میں پندرہ دن گذر گئے جہاں نہ کھانا نہ پینا نہ روشنی اور نہ زندگی کا کوئی سامان' حجاج نے کہا: ''اب اس کی لاش نکال کر دفن کر دو''۔ چنانچہ ان کی لاش نکالنے کے لئے حجاج کے کارندوں نے جب دروازہ کھولا تو دیکھا وہ کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہیں۔ سبحان اللہ

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ

حجاج کو ان کی یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انہیں آزاد کر دیا۔

(تہذیب التہذیب' جلد 6' ص 286)

Scanned with CamScanner

(49)

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا عَيَّرَ الْمُشْرِكُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْفَاقَةِ قَالُوْا: مَالِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامِ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ..............فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيْتُ فَاجْعَلْ مَا اَرَدْتَّ اَنْ تُعْطِيَنِيْ فِي الدُّنْيَا ذَخِيْرَةً عِنْدَكَ فِي الشَّفَاعَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ .

(تفسیر الکشف والبیان (ثعلبی) تحت سورۃ الفرقان آیت نمبر 10۔ تفسیر کبیر (رازی) تحت سورۃ الفرقان آیت نمبر 10۔ تفسیر درمنثور (سیوطی) تحت سورۃ الفرقان آیت نمبر 10۔ اسباب نزول القرآن (رواہ الواحدی) تحت سورۃ الفرقان آیت نمبر 10۔ تنزیہہ الشریعہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 339)

ترجمہ: جب مشرک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر کی بناء پر آپ پر طنز کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے افسردہ ہو گئے۔ پس جبریل علیہ السلام اپنے رب کے پاس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لئے نازل ہوئے اور کہا السلام علیک یارسول اللہ رب العزت آپ کو سلام کہتا ہے اور وہ فرماتا ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے جو انبیائے کرام علیہم السلام بھیجے وہ کھانا بھی کھاتے تھے بازاروں میں بھی جاتے تھے اور وہ دنیا میں رزق بھی تلاش کرتے تھے۔ اس دوران کہ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم

اور جبریل علیہ السلام گفتگو کر رہے تھے جب جبریل علیہ السلام کا جسم سمٹنے لگا، اور سمٹتے سمٹتے ھردہ کی طرح ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ھردہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا مسور کا دانہ۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل علیک السلام تجھے کیا ہو گیا کہ تو سمٹتے سمٹتے ھردہ کی طرح ہو گیا؟ اس نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج آسمان کا وہ دروازہ کھلا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھلا اور میں ڈر رہا ہوں کہ آپ کی قوم کو آپ پر طنز کرنے کی پاداش میں سخت عذاب ہوگا۔ اس بات پر جبریل علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رونا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد جبریل علیہ السلام اپنی اصل حالت میں پلٹے تو کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو خوشخبری ہو کہ یہ جنت کا خازن رضوان ہے آپ کے رب کی رضا سے آپ کے پاس آیا ہے۔

بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

رضوان آگے بڑھا اور سلام عرض کیا پھر کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سلام کہتا ہے اور اس کے ساتھ مچھلی کے چھلکے جیسا نور سے چمکتا ہوا کچھ تھا اس نے کہا: آپ کا رب آپ سے کہتا ہے کہ یہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ یہ لے لیں، اور یہ کہ اسے لینے سے آپ کے آخرت کے خزانوں میں سے مچھر کے پر جتنا بھی کم اجر نہ ہوگا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا گویا کہ مشورہ طلب کر رہے تھے پس جبریل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور کہا: اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے لئے عاجزی اختیار کریں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: اے رضوان مجھے اس کی ضرورت نہیں مجھے فقر پسند ہے اور میں صابر و شاکر بندہ ہوں۔ پس رضوان نے کہا: آپ نے وہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ سے کروایا۔ پھر آسمان سے ایک ندا آئی۔ پس جبریل علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا تو آسمان کے دروازے عرش تک کھل گئے اور اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کی طرف

Scanned with CamScanner

وحی کی کہ وہ اپنی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی جھکائے جس پر کھجوروں کا خوشہ تھا۔ ساتھ ہی ساتھ ایک محل بھی نظر آیا جو کہ سبز قیمتی پتھروں سے بنا ہوا تھا جس کے ستر ہزار دروازے سرخ یاقوت کے تھے۔ پس جبریل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نگاہ اٹھایئے۔ آپ نے نگاہ اٹھائی تو انبیائے کرام علیہم السلام کے منازل اوران کے محلات نظر آئے۔ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محل تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے محلات سے بلند تھا۔ یہ آپ کی خصوصی فضیلت تھی۔ چنانچہ ایک نداء دینے والا ندا دیتا ہے کہ اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اس پر راضی ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس بات پر راضی ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ مجھے دنیا میں عطا فرمانا چاہتا ہے اسے اپنے پاس قیامت کے لئے امت کی شفاعت کی صورت میں ذخیرہ کر لے۔

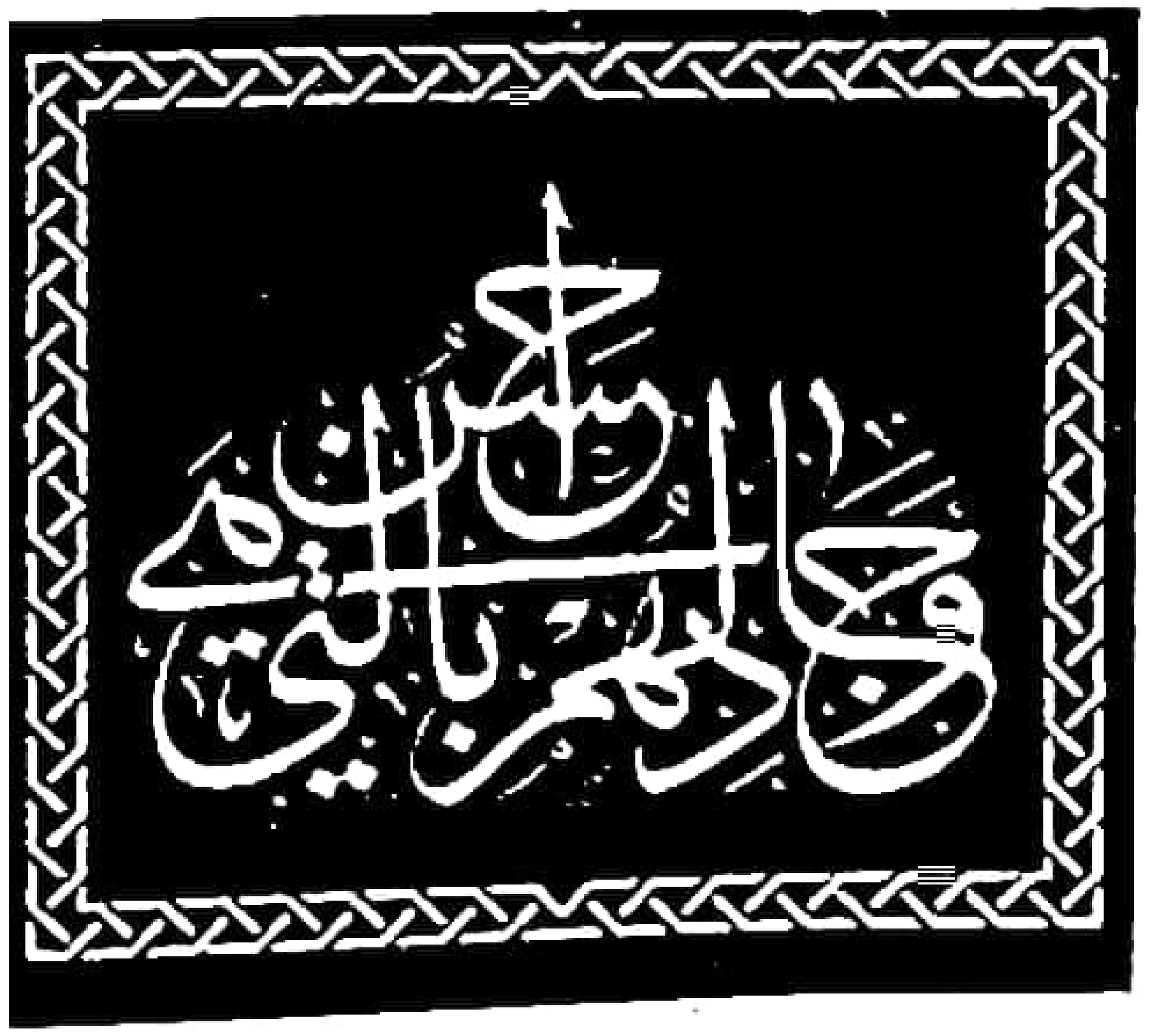

(50)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خوف خدا میں رونا

یحییٰ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں اور ابن ابی زکریا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ پر گئے تو ہم نے ان کے گھر سے رونے کی آواز سنی۔ ہم نے اس بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ امیر المومنین نے اپنی بیوی کو اختیار دیا ہے کہ اگر تو چاہے تو میرے پاس رہ اور اگر چاہے تو اپنے والدین کے پاس چلی جائے کیونکہ میں تیرے پاس تیری ضرورت پوری کرنے کے لئے نہیں آسکتا اس مشغولیت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر ڈالی ہے (یعنی خلافت) ایسا فیصلہ وہ شخص کرسکتا ہے جو خوف خدا کے آخری درجہ کو پہنچا ہوا ہو۔ (حلیہ ج 5 صفحہ نمبر 260)

☆...... مغیرہ بن حکیم کہتے ہیں: مجھ سے فاطمہ بنت عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ (زوجہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا: اے مغیرہ ایسے بہت سے لوگ ہوں گے جو عمر بن عبدالعزیز سے نماز زیادہ پڑھتے ہوں گے اور روزے زیادہ رکھتے ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا میں نے آج تک عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ نہیں دیکھا۔

عمر بن عبدالعزیز جب بھی تشریف لاتے تو اپنے آپ کو مصلیٰ پر ڈال دیتے روتے رہتے اور دعائیں کرتے رہتے اس حال میں آنکھ لگ جاتی پھر جب آنکھ کھلتی تو وہی پہلی والی کیفیت ہوتی ساری رات ایسے ہی گزار دیتے۔ (حلیہ ج 5 صفحہ نمبر 260)

قبر کا اپنا بیان

عیاش اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک

Scanned with CamScanner

جنازہ لے کر چلے جب جنازہ رکھ دیا گیا تو سب سے علیحدہ ہو کر بیٹھ گئے ان سے ان کے ساتھیوں نے کہا آپ ہی جنازہ کے ولی ہیں اور آپ ہی علیحدہ ہو گئے اور جنازہ کو اکیلا چھوڑ دیا۔

فرمایا: ہاں مجھے اس قبر نے آواز دی تھی اور کہا: اے عمر! پوچھتے نہیں ہو میں اپنے اندر آنے والوں سے کیا معاملہ کرتی ہوں' میں نے کہا: بتلا' اس نے کہا کفن پھاڑ دیتی ہوں' بدن کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہوں' خون چوس لیتی ہوں اور گوشت کھا جاتی ہوں۔

تو پوچھتا نہیں' میں انسان کے مفاصل (اعضاء) سے کیا کرتی ہوں۔ میں نے کہا: بتلا۔ اس نے کہا ہاتھوں کو بازوؤں سے جدا کر دیتی ہوں' اور بازوؤں کو کہنیوں سے اور کہنیوں کو کندھوں سے جدا کر دیتی ہوں اور کمر کو رانوں سے رانوں کو گھٹنوں سے گھٹنوں کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو قدموں سے جدا کر دیتی ہوں۔ یہ کہتے ہوئے عمر بن عبدالعزیز رو پڑے۔

پھر فرمایا دنیا کی بقا تھوڑی ہے اس میں عزیز ذلیل ہے اس کا مالدار درحقیقت فقیر ہے اس کی جوانی ختم ہونے والی ہے اس کی زندگی موت ہے۔ (حلیۂ ج5' صفحہ نمبر 261)

خدا کے سامنے حاضری کی فکر

ابوالسریغ کہتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ہم مجلس ایک شخص سے فرمایا: اے فلاں میں نے ساری رات فکر میں گزار دی اس نے کہا کس فکر میں اے امیر المومنین؟ فرمایا قبر اور اس کے رہنے والوں کے فکر میں' اگر تو میت کو تین دن کے بعد دیکھے تو اس سے خوف کھائے گا۔ خواہ اس سے قبل تو نے اس سے طویل انس حاصل کیا ہو اور اگر تو اس گھر کو دیکھے جس میں میت رکھی جاتی ہے اس میں حشرات الارض گھومتے ہیں' پیپ بہتی ہے' کیڑے بدن کو کھا جاتے ہیں' کفن پرانے ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ اس سے قبل نئے اور خوشبودار تھے۔

یہ بیان کرتے ہوئے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ان کی بیوی نے

کہا: اے مزاحم اس شخص کو نکالو اس نے امیر المومنین کی زندگی تنگ کر دی' اس کو نکال دیا گیا۔ پھر فاطمہ آئی اور امیر المومنین کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور رو پڑی' جب افاقہ ہوا تو فرمایا کیوں روتی ہے؟

فاطمہ نے کہا: اے امیر المومنین! تیرا ہمارے سامنے بے ہوش ہو کر گرنا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے گرنا یاد آ گیا تھا۔ (حلیۂ ج5' صفحہ نمبر 268)

☆...... مسلمہ بن عبدالملک کہتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز ایک مرتبہ رو پڑے۔ ان کو دیکھ کر ان کی بیوی بھی رو پڑی اور سارے گھر والے رو پڑے لیکن یہ پتہ نہیں چلا کہ وہ کیوں روئے ہیں۔ جب ان کے آنسو تھمے تو فاطمہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے امیر المومنین آپ کیوں روئے؟

فرمایا: اے فاطمہ! قیامت کا منظر میرے سامنے آ گیا تھا اس دن دو فریق ہوں ایک فریق جہنمی ہو گا اور ایک جنتی' یہ کہتے ہوئے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔
(حلیۂ ج5' صفحہ نمبر 269)

بادشاہوں کا قبر میں حال

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ قبرستان گیا جب عمر بن عبدالعزیز نے قبروں کو دیکھا تو رو پڑے' پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابا ایوب یہ میرے باپ دادا کی قبریں ہیں گویا کہ لوگ ان کی لذتوں اور اچھی زندگی میں شریک نہیں تھے (بلکہ وہ تنہا ہی اس کے مالک تھے) اور تو نے ان کو اب دیکھا ہے کہ پڑے ہوئے ہیں' گویا تینوں چیزیں ان کے لیے جائز ہو گئیں۔ (1) مثلہ کیونکہ اب ان کے چہرے بدل چکے ہیں۔ (2) مصائب۔ (3) حشرات الارض ان کے بدنوں پر بھاگ رہے ہیں یہ کہہ کر پھر روئے اور اس قدر روئے کہ بے ہوش ہو گئے۔
(حلیۃ الاولیاء' ج5' صفحہ نمبر 269)

☆...... عامر بن عبید کہتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز پہلا شخص ہے کہ جب وہ جنازے

Scanned with CamScanner

کے لئے نکلے تو ان کے لئے وہ خاص کپڑا بچھایا گیا جو بادشاہوں کے لئے بچھایا جاتا تھا تو انہوں نے اس پر بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ اس کو پاؤں کی ٹھوکر سے ہٹا کر زمین پر بیٹھ گئے۔ لوگوں نے کہا یہ کیا ہے؟ اتنے میں ایک شخص آیا اس نے کہا میں سخت محتاج ہوں' میرا فاقہ انتہا کو پہنچ گیا' خدا کی قسم! تجھ سے مانگنے والا کل قیامت کے دن تیرے سامنے ہوگا۔

عمر بن عبدالعزیز ایک عصا پر ٹیک لگائے ہوئے تھے' فرمایا اپنی بات کو پھر دہرا اس نے پھر وہی بات کہی تو سن کر رو پڑے یہاں تک کہ آنسو لاٹھی پر بہنے لگے' پھر پوچھا تیرے اہل کتنے ہیں اس نے کہا: پانچ۔ فرمایا اچھا میں تیرے لئے 10 دینار کا نفقہ مقرر کرتا ہوں۔ (حلیہ' ج5' صفحہ نمبر 289)

☆..... زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک چھوٹی صندوقچی تھی جس میں ٹاٹ کا لباس تھا اور طوق تھا' اور ان کے گھر کے اندر ایک کمرہ تھا جس میں نماز پڑھا کرتے تھے' اس کمرہ میں کوئی داخل نہیں ہوتا تھا۔

جب رات کا آخری حصہ شروع ہوتا تو اس صندوق کو کھولتے اور ٹاٹ کا لباس پہنتے اور طوق اپنے گلے میں ڈالتے پھر صبح تک روتے رہتے اور اپنے رب سے دعائیں کرتے رہتے۔ جب صبح ہو جاتی تو صندوق کو بند کر دیتے۔ (حلیہ' ج2' صفحہ نمبر 291)

☆..... قداح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب بھی عمر بن عبدالعزیز کے سامنے موت کا تذکرہ ہوتا تو رونے لگتے اور اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ (حلیہ' ج5' صفحہ نمبر 316)

مختصر ترین مگر بہترین نصیحت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن عبدالعزیز کو خط لکھا کہ ہمیشہ کی بقا کے مقابلے میں فانی چیز کی کیا حقیقت ہے تو اپنے فانی مال سے جس کے لئے بقا نہیں اپنے باقی رہنے والے گھر کے لئے جس میں فنا نہیں کچھ تیار کر لے۔ والسلام

جب عمر بن عبدالعزیز نے خط پڑھا تو رو پڑے' اور فرمایا ابوسعید نے اچھی نصیحت کی

اور مختصر کی۔ (حلیہ' ج5' صفحہ نمبر 317)

☆..... راشد کہتے ہیں: ہم عمر بن عبدالعزیز کی زیارت کے لئے گئے۔ جب ہم نے واپسی کا ارادہ کیا تو فرمایا تمہیں کچھ دور تک چھوڑ آتا ہوں۔ جب ہم شہر سے باہر نکلے تو ایک سیاہ سانپ مرا پڑا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اترے اور اس کو دفن کیا۔ اچانک آواز دینے والے نے آواز دی: اے فلاں اے فلاں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اس سانپ کے بارے میں کہ تو جنگل میں مرے گا اور تجھے اس وقت روئے زمین کا افضل ترین شخص دفن کرے گا۔

عمر بن عبدالعزیز نے کہا میں تجھ پر خدا تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں تو ظاہر ہو جا اس نے کہا میں درندہ ہوں جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ آپ نے اس سانپ کے بارے میں فرمایا تھا کہ تو جنگل میں مرے گا اور تجھے افضل الخلائق دفن کرے گا۔ یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز رو پڑے۔ قریب تھا کہ سواری سے گر پڑیں۔ پھر فرمایا: اے راشد! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ میرے مرنے سے قبل کسی کو تو اس کی خبر نہ دے۔
(حلیہ' ج5' صفحہ 341)

جب عمر چالیس سال ہو جائے

سفیان بن حسین کہتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک دن روتے ہوئے بیدار ہوئے۔ ان سے کہا گیا اے امیر المومنین کیا ہوا؟ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے ایک شخص کو دیکھا جو میرے سرہانے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا۔

اذا اتتك الا ربعون فعندها . فاخش الا له و كن للموت حذارا .

(ترجمہ) جب تیری عمر چالیس سال کو پہنچ جائے تو تو خدا سے ڈر اور موت سے ڈر (یعنی اس کی تیاری میں لگ جا)۔ (حلیہ' ج5' صفحہ 269)

☆..... میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں: مجھ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کرنے کو کہا۔ میں نے حدیث بیان کی تو عمر

Scanned with CamScanner

بن عبدالعزیز نے رونا شروع کر دیا اور بہت کثرت سے روئے۔

میں نے کہا: اے امیر المومنین! مجھے علم نہ تھا کہ آپ اس طرح روئیں گے اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کوئی نرم اور آسان حدیث بیان کرتا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم دال کھاتے ہیں وہ دال دل کو نرم کرتی ہے' آنسوؤں کو جاری کرتی ہے اور بدن کو ذلیل کرتی ہے۔ (حلیہ'ج5'صفحہ 372)

☆......سلمان سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تجھے عجیب بات بتلاؤں؟ اس نے کہا ضرور۔ فرمایا جو شخص اللہ کو پہچانے پھر اس کی نافرمانی کرے اور شیطان کو جاننے کے باوجود اس کی اطاعت کرے اور دنیا کو دیکھ کر اس پر مطمئن ہو جائے۔ سلیمان نے کہا ہم دنیا میں غرق ہیں' پھر اپنی سواری کو مارا اور چل دیئے۔ پھر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ متوجہ ہوئے اور سواری سے اتر کر سر پکڑ کر بیٹھ گئے کیونکہ پہلی بات سے ان کو بوجھ تھا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ امیر المومنین تشریف فرما ہیں جو کسی کام سے ادھر آتا وہ ان کے پاس بھی ضرور آتا۔ یہ کیفیت دیکھ کر عمر بن عبدالعزیز رو پڑے۔ سلیمان نے کہا کیوں روتے ہو؟ فرمایا قیامت کے دن اسی طرح ہوگا جس نے کچھ آگے روانہ کیا ہوگا اسے مل جائے گا اور جس نے کچھ بھی روانہ نہ کیا اسے کچھ بھی نہ ملے گا۔

(حلیہ'ج5'صفحہ 272)

☆......ایک شخص بیان کرتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک مرتبہ خناصرہ مقام پر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! ہم میں سے جس کی حالت اور ضرورت ہمیں معلوم ہوتی ہے میں اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور جس کے لئے ہمارے پاس موجود کفایت نہ کرتا ہو وہ آ کر ہمیں دیکھے گوشت کو دیکھے تا کہ ہماری اور اس کی زندگی برابر ہو جائے۔

اور خدا کی قسم! میں نے جو کہا ہے بالکل ٹھیک ٹھیک کہا ہے۔ اگر میں نے اس کے علاوہ کوئی اور ارادہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے ذلیل کرے۔

پھر اپنی چادر کا کنارہ پکڑ کر رونے لگے یہاں تک کہ آواز بلند ہو گئی اور آپ کے

اردگرد لوگ بھی رونے لگے۔ (حلیہ'ج5'صفحہ 295)

حکومت ملنے سے پہلے اور بعد

ابی حازم کہتے ہیں: میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں خلافت میں دمشق آیا اور لوگ جمعہ کی نماز کے لئے جا رہے تھے۔ میں نے اونٹ دروازے پر باندھا اور مسجد میں داخل ہو گیا۔ امیر المومنین منبر پر خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے جب انہوں نے مجھے دیکھا تو پہچان لیا تو آواز دی اے ابا حازم میرے پاس تشریف لائیے۔

جب لوگوں نے امیر المومنین سے میرا نام سنا تو راستہ چھوڑ دیا۔ میں محراب کے پاس پہنچ گیا۔ جب امیر المومنین نماز سے فارغ ہوئے مجھ سے بات کی تو میں نے کہا: کیا آپ عمر بن عبدالعزیز ہیں؟ فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا جب آپ خناصرہ میں عبدالملک کی طرف سے گورنر تھے اس وقت آپ کا چہرہ بھرا ہوا تھا اور لباس عمدہ ہوتا تھا اور سواری زبردست ہوتی تھی اور تیرا کھانا عمدہ ہوتا تھا اور تیرے ساتھ پہرہ دار ہوتے تھے۔

پس اب یہ تبدیلی کیسے آ گئی حالانکہ آپ امیر المومنین ہیں۔ مجھ سے کہا میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تو مجھے وہی حدیث سنا جو خناصرہ کے مقام پر سنائی تھی۔

میں نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سامنے ایک گھاٹی ہے اس سے بھوکا اور کمزور ہی گزر سکے گا۔ یہ سن کر امیر المومنین رو پڑے اور اس قدر زور سے روئے یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔

(حلیہ'ج5'صفحہ 300)

☆...... الولد سر لابیہ۔ محمد بن مبارک صوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جب ان کی جماعت فوت ہو جاتی تو اپنی داڑھی پکڑ کر روتے تھے۔ (حلیہ'ج6'صفحہ 126)

Scanned with CamScanner

(51)

معتصم باللہ اور ایک مسخرا

معتصم باللہ کے بعد اس کا بیٹا واثق باللہ 227ھ میں تاج وتخت کا وارث بنا۔ یہ گمراہ کن نظریات وافکار کا مالک تھا اور معتزلی عقائد اور خصوصاً خلق قرآن کے عقیدہ کی اشاعت و پرچار میں اپنے باپ سے بھی بڑھ گیا۔ اس کے دور میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ دربار خاص کا مسخرا ایک دن خلیفہ کے سامنے آیا تو کہنے لگا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو قرآن کے بارے میں صبر جمیل عطا فرمائیں! میں تعزیت کے لئے آیا ہوں۔

واثق بولا تیرا ناس ہو! نالائق کیا کہہ رہا ہے' کیا قرآن کی وفات ہوگئی؟

مسخرے نے کہا امیر المومنین! آخر اس کے سوا کیا چارہ ہے' ہر مخلوق پر تو موت آنے والی ہی ہے..... اور قرآن بھی تو (آپ کے خیال میں) مخلوق ہے۔ آج نہیں تو کل (نعوذ باللہ) یہ حادثہ ہو کر رہے گا۔

مسخرے کے اس جواب پر واثق سوچ میں پڑ گیا تو...... مسخرے نے دوسرا سوال کر دیا اور بڑی سنجیدگی سے کہنے لگا امیر المومنین! آئندہ لوگ نمازِ تراویح میں کیا پڑھا کریں گے؟ اس طنزیہ سوال نے واثق باللہ کو مسئلہ خلق قرآن کے بارے میں گہری سوچ پر مجبور کر دیا اور اب اس نے اس مسئلہ میں تشدد چھوڑ دیا۔ (آئینہ بروزیت' ص59)

(52)

ظلم سے باز آ جاؤ

ہر قسم کا ظلم حرام و گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ قرآن مجید اور حدیثوں میں ظلم کرنے کی ممانعت اور اس کی مذمت بکثرت آئی ہے بلکہ بہت سی ظالموں کی بستیاں ان کے ظلم کی نحوست کی وجہ سے ہلاک و برباد کر دی گئیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ۝ (الانبیاء' رکوع2)

اور کتنی ہی بستیوں کو ہم نے تباہ کر دیا کہ وہ ظلم والی تھیں اور ان کے بعد دوسری قوم کو ہم نے پیدا کیا۔ دوسری آیت میں ارشاد ہوا:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ۝ (الحج' رکوع5)

اور کتنی ہی بستیاں کہ ہم نے ان کو ڈھیل دی اس حال میں کہ وہ ظالم تھیں پھر میں نے ان کو اپنی پکڑ میں لے لیا اور بے شک میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے۔

اس مضمون کی بہت سی آیتیں قرآن مجید میں ہیں جو اعلان کر رہی ہیں: ظلم کرنے والوں کے لئے دنیا میں بھی ہلاکت و بربادی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ چنانچہ بہت سی آیتوں میں بار بار ارشاد فرمایا۔

Scanned with CamScanner

اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔

بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اور ایک آیت میں یوں فرمایا:

اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ فِیْ عَذَابٍ مُّقِیْمٍ (الشوریٰ رکوع 4)

خبردار بے شک ظالم لوگ ہمیشہ کے عذاب میں ہیں۔

سرکار نے ارشاد فرمایا:

اسی طرح حدیثوں میں بھی ظلم کی مذمت وممانعت بکثرت بیان کی گئی ہے۔

1- حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو اپنی پکڑ میں لے لیتا ہے تو پھر اس کو چھٹکارا نہیں دیتا ہے۔ پھر حضور نے یہ آیت پڑھی کہ وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ یعنی اللہ تعالیٰ کی پکڑ ایسی ہی ہے جب وہ ظالموں کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

(مشکوٰۃ ج2 ص434 بحوالہ بخاری ومسلم)

2- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجر یعنی قوم عاد وثمود کی بستیوں میں سے گزرے تو فرمایا: اے لوگو! ان ظالموں کے گھروں میں روتے ہوئے داخل ہونا' کیونکہ یہ خوف ہے کہ کہیں تم کو بھی وہی عذاب نہ پہنچ جائے جو ان ظالموں کو پہنچا تھا یہ فرمایا پھر اپنے سر پر کپڑا ڈال کر بڑی تیزی کے ساتھ چلے اور اس وادی سے گزر گئے۔ (مشکوٰۃ ج2 ص435 بحوالہ بخاری ومسلم)

3- حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ ظلم کرنے سے بچتے رہو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے میں رہنے کا سبب ہے اور بخیلی سے بھی بچتے رہو۔ اس لئے کہ بخیلی نے تم سے پہلوں کو ہلاک کردیا ہے ان کی بخیلی ہی نے ان کو اس بات پر ابھارا تھا کہ انہوں نے اپنے خونوں کو بہایا

اور حرام چیزوں کو حلال ٹھہرایا۔ (مشکوٰۃ جلد 1 ص124 بحوالہ مسلم)

بربادی یقینی ہے

4- حدیث: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے آپ کو مظلوم کی بددعا سے بچاؤ۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے حق کا سوال کرے گا اور اللہ تعالیٰ کسی حق والے کے حق کو روکتا نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ ج2 ص436)

5- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو شخص کسی مقدمہ میں کسی ظالم کی مدد کرے تو وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہے گا یہاں تک کہ اس سے الگ ہوجائے گا۔ (کنز العمال ج3 ص284)

6- حدیث: حضرت اوس بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص ظالم کے ساتھ اس کو ظالم جانتے ہوئے اس کی مدد کے لئے نکلا تو وہ اسلام (کامل) سے نکل گیا۔ (کنز العمال ج3 ص284) مطلب یہ ہے کہ ظالم کی مدد کرنے والا کامل درجے کا مسلمان نہیں رہتا ہے۔

کسی شخص کے ساتھ ظلم کرنا اور کسی قسم کا ظلم کرنا بہت شدید گناہ کبیرہ اور عذاب جہنم میں مبتلا کرنے والا کام ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو لازم ہے کہ جہنم کے اس خطرہ کو اپنے قریب نہ آنے دے ورنہ دنیا وآخرت میں ہلاکت وبربادی اتنی ہی یقینی ہے جتنا کہ آگ کا انگارہ ہاتھ میں لینے کے بعد جلنا یقینی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Scanned with CamScanner

(53)

موسیٰ علیہ السلام کی رب سے مناجات

قَالَ الْفَقِيْهُ اَبُو اللَّيْثِ السَّمَرْقَنْدِيُّ فَضْلُ الْاَعْمَالِ مُوَالَاتُ الْاَوْلِيَآءِ وَمُعَادَاتُ الْاَعْدَآءِ وَعَلٰى هٰذَا جَآءَ فِي الْخَبَرِ اَنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ .... قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِاَرْبَعَةِ اَشْيَآءَ بِنَدَامَةِ الْقَلْبِ وَالْاِسْتِغْفَارِ بِاللِّسَانِ وَدُمُوْعِ الْعَيْنِ وَخِدْمَةِ الْجَوَارِحِ .

ترجمہ: فقیہ ابواللیث سمرقندی نے فرمایا: سب سے اچھا عمل اولیاء اللہ سے دوستی اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا ہے اور اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے مناجات کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ کیا کبھی تو نے میرے لئے کوئی عمل کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی الٰہی میں نے تیرے لئے نماز پڑھی اور روزہ رکھا اور تیری حمد کی اور تیرے لئے صدقہ دیا اور تیری تسبیح کی اور تیرے لئے حج کیا اور تیری کتاب کو پڑھا اور تیرا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ نماز تو تیرے لئے دلیل ہے اور روزہ تیرے لئے ڈھال ہوگا اور بہرحال صدقہ تیرے لئے سایہ ہوگا اور تسبیح سے تیرے لئے جنت میں درخت ہوں گے اور تیرا میری کتاب پڑھنے کا بدلہ جنت میں حوریں اور محلات ہیں اور میرا ذکر تیرے لئے نور ہوگا تو اے موسیٰ ان سب کاموں سے فائدہ تجھے ہے پس آپ بتائیں کہ میرے لئے

کون سا عمل ہے جو تو نے کیا ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار مجھے بتا کہ تیرے لئے کون سا عمل ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سب سے افضل عمل

اے موسیٰ! تو نے کبھی میرے ولیوں سے دوستی کی اور میرے دشمنوں سے دشمنی رکھی؟ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ بلاشبہ سب اعمال سے افضل عمل اللہ کی رضا میں محبت کرنا اور اللہ کی رضا میں دشمنی رکھنا ہے پھر وہ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا جب وہ رب العالمین کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے پھر فرمایا جائے گا کہاں ہیں ظلم کرنے والے تو فرشتے ایک ظالم شخص کو بلائیں گے تو اس کی نیکیوں سے لے کر ستم رسیدہ کو دی جائیں گی جس دن کہ دینار و درہم نہ ہوں گے پس پھر ظلم رسیدہ کی بدیاں اس پر ڈالی جائیں گی تو جب وہ نیکیوں سے خالی ہاتھ ہو جائے گا اسے کہا جائے گا کہ لوٹ تو اپنے ٹھکانے ہاویہ کی طرف پس آج کے دن ظلم نہ ہوگا بے شک اللہ جلد حساب یعنی جلد بدلے لینے والا ہے اور اسی بناء پر حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اپنی امت سے فرما دیجئے کہ تم ایک کار خیر کرو میں جنت میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی وہ کار خیر کیا ہے؟ فرمایا: وہ یہ کہ حقوق والوں کو راضی کر لیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اگر وہ فوت ہو چکے ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ بے شک میں تو زندہ ہوں اور کبھی نہیں مروں گا پس انہیں چاہئے کہ مجھے راضی کر لیں عرض کی یا اللہ تجھے کیسے راضی کریں اللہ تعالیٰ نے فرمایا چار چیزوں سے ندامت دل اور استغفار زبان اور آنکھ کے آنسو اور اطاعت اعضاء کے ساتھ۔ (دقائق الاخبار)

Scanned with CamScanner

(54)

خلیفۂ وقت کی حکمت عملی

ابو محمد عبداللہ بن حمدون کا بیان ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ معتضد باللہ شکار کے لئے گیا۔ سپاہی ابھی پیچھے تھے۔ میں خلیفہ کے ساتھ تھا کہ اچانک قریبی کھیت کے مالک نے چیخ و پکار شروع کر دی۔ خلیفہ نے اسے بلا کر شور مچانے کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا: ''آپ کے لشکر کے چند سپاہیوں نے میرے کھیت سے کھیرے چرائے ہیں''۔ خلیفہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ''مجرموں کو ہمارے سامنے پیش کرو''۔ تین شخصوں کو لایا گیا۔ خلیفہ نے کھیت والے سے پوچھا: ''کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تمہارے کھیرے چرائے ہیں؟'' اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ ''انہیں ہتھکڑیاں پہنا کر قید میں ڈال دو''۔ دوسرے دن خلیفہ نے تین مجرموں کو بلایا اور حکم دیا کہ ''انہیں کھیرے کے کھیت میں لے جا کر قتل کر دو''۔ لوگوں کو اس حکم سے بڑی کوفت ہوئی کہ چند کھیروں کی خاطر جانوں کو قتل کروایا جا رہا ہے' لیکن حکم شاہی کے سامنے کسی کو کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی اور تین مجرموں کو قتل کر دیا گیا۔ لوگوں نے خفیہ طور پر اس واقعہ کی شدید مخالفت کی لیکن آہستہ آہستہ بات رفع دفع ہو گئی۔ کافی عرصے کے بعد ایک رات میں خلیفہ معتضد باللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے مجھ سے کہا: ''اگر لوگ ہمارے متعلق کوئی بری بات کہتے ہیں تو بتاؤ ہم اپنی برائی کا ازالہ کریں''۔ میں نے کہا: ''امیر المومنین میں ایسی کوئی برائی نہیں''۔ خلیفہ نے کہا: ''میں تجھے قسم دیتا ہوں سچ بتاؤ''۔ میں نے کہا: ''کیا آپ مجھے امان دیتے ہیں؟'' کہا ہاں تمہیں امان

ہے' بتاؤ! مجھ میں کیا برائی ہے؟ میں نے کہا: ''عالی جاہ! آپ خون بہانے میں بہت جلدی کرتے ہیں' یہ بہت بری بات ہے''۔ خلیفہ نے کہا: ''خدا کی قسم! جب سے میں خلیفہ بنا ہوں کسی ایک کو بھی ناحق قتل نہیں کیا''۔

جرائم پہ قابو پانے کا طریقہ

یہ سن کر میں خاموش ہو گیا تو خلیفہ نے کہا: ''اور بتاؤ''۔ میں نے کہا: ''لوگ کہتے ہیں: آپ نے ایک خادم خاص احمد بن ابوطیب کو قتل کروا دیا حالانکہ اس کی کوئی خیانت ظاہر نہ ہوئی تھی''۔ خلیفہ نے کہا: ''اس نے مجھے کفر و الحاد کی دعوت دی تھی۔ اب تم بتاؤ کیا میں نے اسے قتل کروا کر برا کام کیا ہے۔ میں نے تو اسے اس کی باطل دعوت کی سزا دی تھی اس کے علاوہ کوئی اور برائی بتاؤ جو مجھ سے سرزد ہوئی ہو''۔ میں نے کہا: ''ان تین شخصوں کے قتل کی وجہ سے آپ سے بیزار ہے جنہیں آپ نے صرف چند کھیروں کے بدلے قتل کروا دیا تھا''۔ خلیفہ نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! قتل ہونے والے تینوں شخص وہ نہیں تھے جنہوں نے کھیرے چرائے تھے بلکہ قتل ہونے والے تو خطرناک ڈاکو تھے' انہوں نے فلاں جگہ چوری کی تھی' فلاں جگہ ڈاکہ ڈالا تھا' وہ تو بدترین مجرم تھے' یہ علیحدہ بات ہے کہ انہیں کھیت میں قتل کیا گیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب کھیت کے مالک نے ان کی شکایت کی اور تین سپاہیوں کو پکڑوایا تو میں نے انہیں قید میں ڈلوا دیا اور دوسرے دن تین ڈاکوؤں کو کھیت میں لے جا کر قتل کروا دیا اور ان کے چہروں کو ڈھانپنے کا حکم دیا تاکہ لوگ انہیں پہچان نہ سکیں اور تمام فوج یہ جان لے کہ جب کھیرے چوری کرنے کے جرم میں قتل کر دیا جاتا ہے تو بڑے جرموں کی کتنی دردناک سزا ملے گی۔ میں نے ظلم و زیادتی روکنے کے لئے یہ طریقہ اپنایا تھا۔ باقی وہ تینوں جنہوں نے کھیرے چرائے تھے وہ ابھی تک قید میں موجود ہیں''۔ یہ کہہ کر خلیفہ نے ان تینوں کو بلوایا قید میں رہنے کی وجہ سے ان کی حالت تبدیل ہو چکی تھی۔ خلیفہ نے ان سے کہا: ''بتاؤ تمہیں قید میں کیوں ڈالا گیا؟'' کہا

Scanned with CamScanner

ہمیں چند کھیروں کی چوری کے جرم میں قید کر دیا گیا تھا‘‘۔ خلیفہ نے کہا: ’’اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو کیا تم اپنی سابقہ غلطیوں سے تائب ہو جاؤ گے؟‘‘ سب نے بیک زبان کہا: ’’جی ہاں‘‘۔ یہ سن کر خلیفہ نے انہیں چھوڑ دیا اور بہت سے تحائف دیئے اور ان کی تنخواہ میں بھی اضافہ کر دیا۔ کچھ ہی دنوں میں خلیفہ کی یہ بات سارے شہر میں پھیل گئی اور خلیفہ پر ناحق قتل کرنے کی جو تہمت تھی وہ دور ہو گئی اور حقیقت واضح ہو گئی۔ (عیون الحکایات)

(55)

ایک یہودی عالم بارگاہ رسالت میں

زید بن سعنہ ایک یہودی عالم تھا۔ اس نے تورات شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات پڑھ رکھی تھیں۔ حق کا متلاشی تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی تمام علامات اس پر واضح ہو چکی تھیں۔ صرف دو صفتیں ایسی تھیں جن کی وہ تصدیق کرنا چاہتا تھا۔ ایک یہ کہ یَسْبِقُ حِلْمُهُ جَهْلَهُ ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ پر غالب ہوگا‘‘۔ دوسری صفت وَلَايَزِيْدُهُ شِدَّةُ الْجَهْلِ عَلَيْهِ اِلَّا حِلْمًا ’’ان سے شدید جہالت کے سلوک کے باوجود ان کے حلم میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا‘‘۔

یہ دونوں صفات مکارم اخلاق کے لحاظ سے نہایت بلند پایہ ہیں۔ بھلا ایسا کون ہے جس سے بدتمیزی کی جائے اور وہ اس کے جواب میں اچھا سلوک کرے۔ زید بن سعنہ مختلف بہانوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں آتا تھا‘ ملاقات کرتا تھا اور مذکورہ صفات کو آپ کی ذات گرامی میں دیکھنے کے لئے بے تاب رہتا تھا۔ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ اسے یہ موقع میسر آ گیا۔ زید کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تھا۔ ایک اعرابی آیا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے علاقے کے کچھ لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ اب انہیں قحط اور فقر و فاقہ کا سامنا ہے۔ اگر انہیں فوری مدد نہ ملی تو خطرہ ہے کہیں وہ اسلام سے نکل نہ جائیں۔

Scanned with CamScanner

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد کا طالب ہوا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رقم نہیں تھی۔ میں نے اپنے ذہن میں ایک پلان بنایا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں آپ کے لئے فلاں آدمی کے باغ سے ایک وسق کھجور خرید لیتا ہوں (وسق تقریباً 200 کلوگرام کا ہوتا ہے) اور آپ کو دے دیتا ہوں آپ کھجوریں کچھ دن کے بعد دے دیجئے گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی خاص شخص سے خریدنے کی بات نہ کرو بلکہ تم مجھ سے یہ کھجوریں ایک خاص مدت کے بعد وصول کر لینا اور ادائیگی ابھی کر دو۔ میں نے اپنی پوٹلی کھولی اس میں سے 80 دینار نکالے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اعرابی کو بلایا اور اسے رقم دے کر فرمایا اپنے علاقے میں فوراً واپس چلے جاؤ اور لوگوں کی مدد کرو۔

تیرے حلم وحیاء کا کیا کہنا

ابھی کھجوروں کی ادائیگی کے وعدے کی معیاد میں دو تین دن باقی تھے کہ میں نے ان کے تحمل و بردباری کی آزمائش کا فیصلہ کر لیا۔ ایک جنازے کی ادائیگی کے لئے آپ حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنت البقیع تشریف لے گئے۔ جنازہ سے فارغ ہوئے تو میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ میں نے اپنے منصوبے کے مطابق اچانک آپ کی چادر پکڑ لی اور اتنے زور سے کھینچی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے سے اتر گئی اور ساتھ ہی نہایت کرخت لہجہ میں کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرا قرض واپس نہیں کرو گے؟ تم بنو عبدالمطلب کے لوگ قرض واپس کرنے میں اچھے نہیں ہو۔ ادائے قرض میں بہت دیر کرتے ہو۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ لوگوں سے تمہارے معاملات کی کیا حالت ہے!

زید کا یہ مطالبہ نہایت غیر معقول تھا، کیونکہ ابھی وعدے کی مدت میں کئی دن باقی

تھے اور پھر انداز ایسا بازاری جس میں پورے خاندان کو گھسیٹا گیا ہو، کسی بھی شخص کو غصہ دلانے کے لئے کافی تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے اور اس کی بکواس سن رہے تھے۔ وہ بھلا کہاں خاموش رہنے والے تھے۔ فوراً بولے او اللہ کے دشمن! تمہاری یہ جرأت کہ تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس قسم کی گھٹیا گفتگو کر رہے ہو۔ یہ میں کیا دیکھ سن رہا ہوں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا ہے! اگر مجھے ان کی پاسداری نہ ہوتی تو تمہاری اس بدتمیزی پر تمہاری گردن اڑا دیتا۔ تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم ایسی واہیات گفتگو کرو۔ اب ذرا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ردعمل ملاحظہ فرمائیں۔ اتنی سخت گفتگو سننے کے باوجود بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشتعل نہیں ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر بدستور مسکراہٹ موجود رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا اور فرمایا عمر! ایسی بات نہ کرو بلکہ اَنْ تَاْمُرَنِیْ بِحُسْنِ الْاَدَاءِ وَتَاْمُرَهٗ بِحُسْنِ اتِّبَاعِهٖ ”تمہیں چاہئے تھا کہ تم مجھ سے یہ کہتے کہ اس کا قرض خوش اسلوبی سے ادا کروں اور اسے یہ سمجھاتے کہ میاں! قرض کا تقاضا بھلے طریقے سے کرو“۔

پھر حکم دیا عمر جاؤ اور اس کا قرض واپس کرو اور ہاں چونکہ تم نے اسے ڈرایا، دھمکایا ہے اس لئے اسے بیس صاع (قریباً 50 کلو) کھجوریں زیادہ ادا کرو۔

زید بن سعنہ نہایت توجہ سے یہ گفتگو سن رہا تھا اور حیران تھا کہ اس قدر اشتعال انگیز گفتگو کے باوجود بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب سابق تبسم کناں ہیں، بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم آپ کے غصہ پر سبقت لے گیا ہے۔ زید کہتے ہیں:

پڑھ کر کلمہ مسلماں ہو گیا

عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے ساتھ لے کر بیت المال گئے۔ میرا قرض واپس کیا

Scanned with CamScanner

اور حسب ہدایت بیس صاع کھجوریں زیادہ بھی دیں۔ میں نے کہا: عمر کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں تم ہی بتاؤ۔ تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں زید بن سعنہ ہوں۔ کہنے لگا اچھا الحبر؟ یعنی وہی جو مشہور یہودی عالم ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں الحبر۔ اب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ جو تم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی ہے اوران کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آئے ہو تمہیں اس کا ہرگز کوئی حق نہیں تھا۔

میں نے کہا: عمر! تم ٹھیک کہتے ہو مگر تمہیں معلوم نہیں: میں حق کا متلاشی تھا۔ میں نے نبوت کی تمام صفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھ لی تھیں۔ دو صفتیں باقی رہ گئی تھیں جن کا تعلق آپ کے تحمل، حوصلہ مندی اور بردباری سے تھا۔ آج میں نے ان صفات کا بھی خوب مشاہدہ کرلیا ہے۔ بلاشبہ وہ نبی آخر الزماں ہیں۔ عمر! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں آج سے سچے دل سے اسلام قبول کرتا ہوں، پھر کلمہ طیبہ پڑھا اور صحابیت کے شرف سے بہرہ ور ہوئے۔ ان کے اسلام لانے کا یہ واقعہ طبرانی، ابن حبان، حاکم، بیہقی، ابونعیم اورابوشیخ نے اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں بیان کیا ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، 6/278-280، والاحادیث الطول للطبرانی، ص 24-26)

گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں

الشفاء میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ کے جسم اطہر پر گاڑھے حاشیے والی چادر تھی۔ ایک بدو آیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اتنے زور سے کھینچی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھے پر نشان پڑ گئے۔ پھر وہ نہایت بدتمیزی سے کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ان دو اونٹوں پر اللہ کا مال لدواؤ، اور ہاں سن لو یہ مال نہ تمہارا ہے نہ تمہارے باپ کا ہے۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم بدو کی اس بے ہودہ گفتگو پر خاموش رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا سنو! مال تو اللہ کا دیا ہوا ہے۔ میں اس کا بندہ ہوں لیکن تم نے مجھ سے جو بدتمیزی کی ہے اس کا بدلہ تو لیا جاسکتا ہے۔ اس نے کہا: آپ کی بات تو درست ہے مگر میں جانتا ہوں کہ آپ ایسا کریں گے نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آخر کیوں؟ وہ بولا: لِاَنَّكَ لَا تُكَافِئُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ "اس لئے کہ آپ برائی کا جواب برائی سے نہیں دیتے"۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب سن کر مسکرا دیئے پھر حکم دیا کہ بدو کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دی جائیں۔ (الشفاء 1/140)

(56)

حدیثِ شفاعت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا قَالَ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو الْخَلْقِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِىْ رَبَّهٗ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ قَالَ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِىْ رَبَّهٗ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الَّذِىْ اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِىْ رَبَّهٗ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الَّذِىْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرٰىةَ قَالَ فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِىْ رَبَّهٗ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهٗ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ

هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَاْتُوْنِىْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّىْ فَيُؤْذَنُ لِىْ فَاِذَا اَنَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِىْ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِىْ فَاَحْمَدُ رَبِّىْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ رَبِّىْ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِىْ حَدًّا فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَقَعُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِىْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَدَعَنِىْ ثُمَّ يُقَالُ لِىْ ارْفَعْ رَاْسَكَ يَا مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِىْ فَاَحْمَدُ رَبِّىْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِىْ حَدًّا فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ فَلَا اَدْرِىْ فِى الثَّالِثَةِ اَوْ فِى الرَّابِعَةِ قَالَ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا بَقِىَ فِى النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَىْ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فِىْ رِوَايَتِهٖ قَالَ قَتَادَةُ اَىْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ والنار، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ادنیٰ اہل الجنۃ منزلۃ فیھا۔ ابن ماجۃ کتاب الزہد باب ذکر الشفاعۃ۔ سنن الدارمی مقدمہ باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل۔ مسند احمد، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 116۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 6، صفحہ نمبر 313۔ تعظیم قدر الصلوٰۃ (مروزی) جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 271۔ مسند ابی داؤد طیالسی، صفحہ نمبر 268۔ صحیح ابن حبان، جلد نمبر 6، صفحہ نمبر 101۔ شرح السنۃ (بغوی) جلد نمبر 7، صفحہ نمبر 505۔ شعب الایمان جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 285۔ کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 138۔ مشارق الانوار علی صحاح الاثار (قاضی عیاض) جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 341۔ شرح النووی علی مسلم، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 58۔ جامع الاصول (ابن اثیر جزری) جلد نمبر 10، حدیث نمبر 8015۔ عمدۃ القاری، جلد نمبر 18، صفحہ نمبر 83۔ فتح الباری، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 439)

کہیں گے اور نبی ''اذھبوا الی غیری''

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام مومن قیامت کے دن جمع ہوں گے اور کہیں گے کاش ہمارے رب کے پاس کوئی ہماری شفاعت کرے چنانچہ اسی مقصد کے لئے تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ تمام لوگوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے بنایا' اور فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اب آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کر دیں تا کہ ہمیں ہماری جگہ راحت نصیب ہو۔ جس پر انہوں نے کہا: اس شان کے لئے میں نہیں ہوں وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے کہ مجھے حیا آتی ہے۔ لیکن تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ نے زمین والوں کی طرف بھیجا پس لوگ ان کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں بھی اس کے لئے اہل نہیں ہوں اور وہ بھی اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے کہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ ان کے پاس آئیں گے تو وہ بھی اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے کہ میں بھی اس کام کے لئے اہل نہ ہوں لیکن تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے اور کلیم ہیں اور ان کو اللہ نے تورات عطا کی تھی۔ لوگ ان کے پاس جائیں گے تو وہ بھی اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے کہ میں بھی اس کا اہل نہیں ہوں اور کہیں گے کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں پس وہ بھی کہیں گے کہ میں بھی اس کا اہل نہیں ہوں لیکن تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خاص بندے ہیں اور وہ ایسی ہستی ہیں جن کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلوں کے اور پچھلوں کے گناہ معاف کئے ہیں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں)۔

میرے حبیب کے لب پر "اَنَا لَهَا" ہوگا

کہ پھر لوگ میرے پاس آئیں گے پس میں چلوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگوں گا تو مجھے اجازت دی جائے گی۔ پس جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہے گا سجدہ کروں گا پھر مجھے کہا جائے گا کہ آپ اپنا سر اٹھایئے اور مانگیں جو مانگیں گے وہ آپ کو دے دیا جائے گا اور آپ کہیں جو بھی آپ کہیں گے سنا جائے گا۔ آپ شفاعت کریں جس کی بھی آپ شفاعت کریں گے اس کے حق میں آپ کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کروں گا جو اس نے مجھے سکھا دی پھر میں شفاعت کروں گا تو کچھ تعداد میرے لئے مقرر کی جائے گی پس انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ پھر میں دوبارہ لوٹوں گا پس جب اپنے رب کو دیکھوں گا تو میں پہلے ہی کی طرح پھر سجدہ کروں گا' پھر شفاعت کروں گا پھر کچھ مزید تعداد میرے لئے مقرر کر دی جائے گی انہیں بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ پھر میں لوٹوں گا (تیسری یا) چوتھی مرتبہ پھر سجدہ کروں گا یہاں تک کہ جہنم میں کوئی بھی میرا اُمتی باقی نہیں رہے گا مگر وہ جسے قرآن نے روک دیا اور حضرت قتادہ کہتے ہیں: جو رہ گیا تو اس کے لئے جہنم ہمیشہ کے لئے لازم ہو جائے گی۔

Scanned with CamScanner

(57)

جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ

حضرت بُنان حمال چوتھی صدی ہجری کے بزرگوں میں سے ہیں۔ اصل بغداد کے تھے لیکن مصر میں رہنے لگے تھے۔ عوام وخواص دونوں میں ان کی بڑی مقبولیت تھی۔ اللہ والوں کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے۔ وہ دلوں کے بے تاج بادشاہ ہوتے ہیں۔ حمال نے بادشاہ مصر ابن طولون کو ایک مرتبہ نصیحت فرمائی۔ ابن طولون تاب سخن نہ لاسکا اور ناراض ہو کر اس نے حکم دیا کہ انہیں خونخوار شیر کے سامنے ڈال دیا جائے۔ انسان اپنے جذبۂ انتقام کی تسکین کے لئے سزا کے بھی عجیب طریقے ایجاد کرتا ہے۔ سزا کا جو طریقہ جس قدر سخت ہوگا اس کے جذبۂ انتقام کو اسی قدر ٹھنڈک پہنچے گی۔

بنان حمال کو خونخوار شیر کے سامنے ڈال دیا گیا۔ شیر لپکا پھر رک کر ان کے جسم کو سونگھنے لگا۔ دیکھنے والے ان کے جسم کے چیر پھاڑنے کا نظارہ کرنا چاہتے تھے لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ! جب دیکھا کہ شیر انہیں کچھ نہیں کہہ رہا' تب انہیں اس کے سامنے سے اٹھا دیا۔ اس سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہوئی کہ جب ان سے پوچھا گیا ''شیر کے سونگھتے وقت آپ کے دل پر کیا گزر رہی تھی؟'' فرمانے لگے ''میں اس وقت درندے کے جوٹھے کے متعلق علماء کے اختلاف کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس کا جوٹھا پاک ہے یا ناپاک''۔

(حلیۃ الاولیاء' ج 10' ص 324)

(58)

مُجسّم عنایت سراپا شفقت

سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے پہلی مرتبہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اس وقت سنا تھا جب میری غریب ماں نے ایک شہد لگا روٹی کا ٹکڑا میرے منہ میں ڈالا تھا۔ میں کوئی پانچ سال کا تھا۔ یہ روٹی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے آئی تھی اس دن سے آج تک میرے ذہن میں سیدہ خدیجہ کے نام کے ساتھ شہد کی حلاوت ومٹھاس وابستہ ہے اور دلی عقیدت واحترام۔

آپ مجسم عنایت' سرتاپا شفقت تھیں۔ ان کے گھر کے دروازے ہمیشہ حاجت مندوں کے لئے کھلے رہتے تھے۔ ان کے یہاں ہر ضرورت مند' ہر مسکین' ہر بے کس' بے نوا کی پذیرائی ہوتی تھی۔ کبھی کبھی ان کی نوازشیں ان کے گھر سے بہت دور بھی پہنچ جاتی تھیں وہ خود غریبوں کے محلے میں ان کا حال پوچھنے چلی آتیں' اور لوگوں کے دکھ درد میں ان کے کام آتیں...... سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی مثال آپ تھیں۔ وہ ایسی رئیس خاتون تھیں جن کا دل غریبوں کے ساتھ دھڑکتا تھا۔ سیدہ خدیجہ سب عورتوں سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ اس وقت جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اکیلے تھے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھی بنیں۔

سچ تو یہ ہے کہ سیدہ خدیجہ مکہ مکرمہ کی بے مثال خاتون تھیں اور یہ بھی تو حقیقت ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کائنات بھر میں بے مثال تھے۔ میں جب پہلی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تو آپ کھجور کے پتوں کی ایک سادہ سی چٹائی پر اپنے غم زاد

Scanned with CamScanner

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھر آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو اس وقت بچے تھے نے آپ کا ہاتھ تھام کر پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں یہ کوئی برا آدمی ہے کیا؟

''نہیں اے علی! یہ وہ شخص ہے جسے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوئی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس دھرتی پر پیار کی نگاہ سے دیکھا ہے اور اسے اللہ نے اپنے لئے چن لیا ہے''۔

اے بلالِ حبشی! تیرا جواب نہیں

یہ کہہ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اٹھے اور مجھ سے بغل گیر ہو گئے اور مجھے گلے لگائے لگائے فرمایا: ''بلال! جب تک دنیا قائم رہے گی یہ بات یاد رکھی جائے گی کہ اسلام کی راہ میں اذیت برداشت کرنے والے پہلے شخص تم تھے''۔

پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا بازو پکڑا اور مجھے اپنے ساتھ چٹائی پر بیٹھنے کے لئے کہا۔ اس بات پر میں چونک گیا' کہاں میں اور کہاں وہ عالی نسب! میں آج تک قریش کے کسی فرد کے سامنے نہیں بیٹھا تھا بھلا غلام کب اپنے آقا کے سامنے بیٹھنے کا سوچ سکتا ہے' اور ایک ہی چٹائی پر ان کے ساتھ بیٹھنا تو تصور سے وراء الوراء بات تھی۔ میں بیٹھ نہ سکا' میں کھڑا رہا' پھر کونین کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخصوص انداز میں مجھے پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ اللہ نے میرا نصیب بلند کر دیا اور میرے بھاگ جاگ اٹھے۔

اتنے میں ام کلثوم رضی اللہ عنہا آپ کی بیٹی کھجور لے آئیں اور اپنے راج دلارے ابا کے سامنے رکھ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرم نرم' پکی پکی کھجوریں انگلیوں سے دبا دبا کر دیکھتے اور مجھے دیتے جاتے تھے اور خود کھانے کے لئے جو کھجور بھی ہاتھ میں آتی کھا لیتے تھے' امت کے شفیق و کریم نبی کی کیا بات تھی اور کیا نرالی شان تھی' سبحان اللہ' سبحان اللہ۔ (سیدنا بلال رضی اللہ عنہ' سلیم گیلانی' ص 73'53)

(59)

دشمنانِ اسلام سے دوستی اور آیاتِ قرآنی

دشمنانِ اسلام یعنی کافروں' مشرکوں' مرتدوں اور بد مذہبوں سے دوستی کرنا اور ان سے میل جول اور محبت رکھنا حرام و گناہ اور جہنم میں لے جانے کا کام ہے اس بارے میں قرآنِ مجید کی بہت سی آیتیں نازل ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس حدیثوں میں بڑی سختی کے ساتھ اس کی ممانعت فرمائی ہے چنانچہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیتوں کو بغور پڑھیے اور ان سے ہدایت کا نور حاصل کیجئے۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ (آل عمران' رکوع 3)

مسلمانوں کے سوا کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں جو ایسا کرے اس کو اللہ تعالیٰ سے کچھ تعلق نہیں رہا۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۭ (آل عمران' رکوع 11)

اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے ان کی یہی آرزو ہے کہ تمہیں ایذا پہنچے دشمنی ان کی باتوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو یہ لوگ سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اور بھی بڑھ کر دشمنی ہے۔

ایک دوسری آیت میں یوں ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ (مائدہ، رکوع 9)

اے ایمان والو! جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کفار ان میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ۔

ایک دوسری آیت میں یہ فرمایا:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ (النساء، رکوع 19)

اور بیشک اللہ تم پر کتاب میں اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں اور نہ تم بھی انہیں جیسے ہو۔

ان آیتوں کے بعد اس مضمون کی چند حدیثیں بھی پڑھ لیجئے۔

ارشاداتِ مصطفوی

1- حدیث: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم مسلمان کے سوا کسی اور کو ساتھی نہ بناؤ، اور پرہیز گار کے سوا کوئی تمہارا کھانا نہ کھائے۔ (مشکوۃ، ج 2، ص 426 بحوالہ ترمذی وغیرہ)

2- حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: آخری زمانے میں کچھ ایسے جھوٹے مکار لوگ ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے کہ ان باتوں کو نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ داداؤں نے تو ایسے لوگوں سے تم اپنے کو اور ان کو اپنے سے بچاؤ۔ تاکہ وہ تم کو گمراہ نہ کریں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (مشکوۃ، ج 1، ص 28 بحوالہ مسلم)

3- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فرقہ قدریہ“ اس امت کے مجوسی ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو تم لوگ ان کی بیمار پرسی نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو تم لوگ ان کے جنازہ پر مت حاضر ہوا کرو۔

(مشکوۃ، ج 1، ص 22 بحوالہ ابوداؤد وغیرہ)

4- حدیث: امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ فرقہ قدریہ کی صحبت میں نہ بیٹھو اور ان سے سلام و کلام کی ابتدا نہ کرو۔ (مشکوۃ، ج 1، ص 22 بحوالہ ابوداؤد)

5- حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ آدمیوں پر میں نے لعنت کی ہے اور اللہ نے لعنت کی ہے اور ہر نبی نے لعنت کی ہے۔

وہ چھ آدمی جو لعنتی ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کچھ بڑھا دینے والا۔ (2) اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا۔ (3) زبردستی غلبہ حاصل کرنے والا تاکہ وہ ان لوگوں کو عزت دے جنہیں خدا نے ذلیل کر دیا ہے اور ان لوگوں کو ذلیل کرے جنہیں خدا نے عزت دی ہے۔ (4) خدا (تعالیٰ) کے حرام کو حلال ٹھہرانے والا۔ (5) میری اولاد سے وہ سلوک حلال سمجھنے والا جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ (6) میری سنت کو چھوڑ دینے والا۔

(مشکوۃ، ج 1، ص 22 بحوالہ بیہقی فی المدخل)

6- حدیث: حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا: فلاں آدمی نے آپ کو سلام کہا ہے، تو آپ نے فرمایا: بے شک مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ بدعتی (یعنی قدریہ) ہوگیا ہے، تو اگر یہ خبر درست ہو کہ وہ بدعتی ہوگیا ہے تو تم اس سے میرا سلام نہ کہنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں زمین میں دھنس جانا اور صورتوں کا مسخ ہو جانا،

Scanned with CamScanner

پتھراؤ ہونا" "فرقہ قدریہ والوں میں ہوگا"۔ (مشکوۃ' ج 1 'ص 23 بحوالہ ترمذی وغیرہ)

جوان سے بے تعلق ہو ہمارا ہو نہیں سکتا

مذکورہ بالا آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین و بددینوں' بدمذہبوں سے میل وملاپ ومحبت ودوستی کرنا' اوران لوگوں کا اپنا رازدار بنانا ناجائز وحرام' سخت گناہ اور جہنم کا کام ہے۔ واضح رہے کہ دنیاوی معاملات مثلاً سودا بیچنا خریدنا' مال کا لین دین اور معاملات کی بات چیت کفار ومشرکین اور بددینوں' بدمذہبوں سے شریعت میں منع نہیں۔ مگر موالات اور ایسی محبت ودوستی کہ ان کے کفر اور بدمذہبیت سے نفرت ختم ہو جائے۔ یہ یقیناً حرام وگناہ اور جہنم کا کام ہے۔ اس زمانے میں بہت سے مسلمان اس بلا میں گرفتار ہیں۔ انہیں اس گناہ کے کام سے توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لینی چاہئے خداوند کریم سب کو خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

بہت سادہ سا ہے اپنی اصولِ زندگی کوثر
جوان سے بے تعلق ہو ہمارا ہو نہیں سکتا

(60)

اور جنت پرہیزگاروں کے قریب کردی جائے گی

قَالَ اللهُ تَعَالٰى وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ وَفِي الْخَبَرِ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ .... اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جب پرہیزگاروں کے لئے جنت قریب کردی جائے گی اور گمراہوں کے لئے جہنم ظاہر کردی جائے گی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جبریل جنت پرہیزگاروں سے قریب کردو اور جہنم گمراہوں کے لئے ظاہر کردو پس جنت عرش کے دائیں قریب کی جائے اور جہنم عرش کے بائیں پھر صراطِ جہنم کے دھانے بچھا دی جائے گی اور میزان قائم کردیا جائے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہاں ہے میرا صفی آدم اور کہاں ہے میرا خلیل ابراہیم اور کہاں ہے میرا کلیم موسیٰ اور کہاں ہے میرا روح عیسیٰ اور کہاں ہے میرا حبیب محمد مصطفیٰ علیہم السلام سب میزان کی دائیں جانب کھڑے ہو جاؤ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے رضوان جنت کے دروازے کھول دو اور اے مالک فرشتہ جہنم کے دروازے کھول دے اور پھر رحمت کا فرشتہ جنتی خلعتیں لے کر آئے گا اور عذاب کا فرشتہ زنجیروں اور طوق اور قطران کے لباس لے کر آئے گا اور منادی ندا کرے گا کہ اے گروہِ خلق! میزان کو دیکھو پس وہ

فلاں بن فلاں کے عمل تول رہا ہے پھر منادی ندا کرے گا کہ اے اہل جنت تمہارے لئے ہمیشگی ہے کہ جنت میں موت نہیں پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے محبوب انہیں ڈرا افسوس و پشیمانی کے دن سے جب کام پورا ہو جائے گا۔

(دقائق الاخبار)

مرا ز پیرِ طریقت نصیحتے یاد است
کہ غیرِ یادِ خدا ہر چہ ہست برباد است

(61)

کوئی کہاں سے تمہارا جواب لائے گا؟

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ والی حدیث اور واقعہ بڑا مشہور ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کی قسم! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز اور محبوب تر ہیں۔ ارشاد ہوا اے عمر! جب تک تم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہیں جانو گے اس وقت تک تم کامل مسلمان نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنا تو فوراً عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا ہے اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز اور محبوب تر ہیں۔ ارشاد ہوا عمر! اب بات بنی! یعنی اب جبکہ تم نے مجھ سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کی ہے تو اب تمہارا ایمان کامل ہو گیا۔

(صحیح البخاری، حدیث 6632)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرتے تھے۔ تاریخ عالم میں اس محبت کی مثال نہیں ملتی۔ نہ آئندہ کوئی ایسا امکان ہے۔ قیامت تک کوئی شخص کوئی قوم یا گروہ اپنے قائد سے ایسی بے مثال محبت کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ بلاشبہ صحابہ کی محبت درجۂ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔

حدیبیہ کے موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ عمرہ کرنے کے لئے مدینہ طیبہ سے نکلے۔ حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ یہ آج کل مکہ مکرمہ میں الشمیسی کا علاقہ بنتا ہے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے لڑائی کے لئے

نہیں نکلے تھے' محض عمرہ کا ارادہ تھا' اس لئے قربانی کے جانور بھی ہمراہ تھے۔ ادھر قریش نے مسلمانوں کو مکے میں داخل ہونے سے روکنے کا تہیہ کرلیا۔

تو لا جواب ہے تیرا کوئی جواب نہیں

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو امن و آشتی کے سب سے بڑے نقیب اور علمبردار تھے' قطعاً نہیں چاہتے تھے کہ باہمی خوں ریزی ہو وہ تو صرف اپنے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ اللہ کے گھر کی زیارت اور اس کے طواف کے لئے آئے تھے۔ دونوں طرف سے سفیر بھیجے گئے۔ قریش نے سب سے پہلے بدیل بن ورقاء کو بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آگاہ فرمایا۔ میں صرف عمرہ کرنے آیا ہوں' لڑائی کے لئے نہیں آیا' پھر قریش نے حلیس بن علقمہ کو بھیجا۔ آپ نے پھر اپنا پہلا ارشاد گرامی دہرایا' پھر ایک اور ذہین و فطین شخص عروہ بن مسعود ثقفی مذاکرات کے لئے آ پہنچا۔ اس وقت کے رواج کے مطابق اس نے دوران گفتگو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ادھر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تلوار سونتے سائے کی طرح ساتھ کھڑے تھے۔ جونہی اس نے ہاتھ آگے بڑھایا' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مار دیا کہ اپنا ہاتھ پیچھے ہٹالو۔ یہ ہمارے عظیم قائد کی شان میں گستاخی ہے مگر عروہ عادت سے مجبور تھا۔ جب بھی ہاتھ آگے بڑھاتا' مغیرہ پلک جھپکتے میں آگے بڑھتے اور داڑھی مبارک کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ پیچھے دھکیل دیتے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاکرات کے بعد عروہ بن مسعود واپس مکہ پہنچا۔ قریش مکہ منتظر تھے کہ دیکھیں' وہ کیا خبر لاتا ہے۔ اس نے واپس آ کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاکرات کا حال بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی عقیدت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و وقار کے بارے میں قریش کو رپورٹ پیش کی۔ اس نے کہا مکہ والو! میں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ میں نگر نگر گھوما ہوں۔ میں نے بڑے بڑے ایوان ہائے شاہی دیکھے ہیں۔ میں بادشاہوں کے درباروں میں گیا۔ میں نے شہنشاہ ایران کا جاہ و جلال دیکھا۔

میں نے قیصر روم کا دربار دیکھا۔ مجھے نجاشی بادشاہ کے پاس بطور ایلچی جانے کا موقع ملا۔ اللہ کی قسم! میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیوں کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بے پایاں محبت' اظہار عقیدت اور عزت و احترام کرتے دیکھا ہے وہ کسی اونچے سے اونچے شہنشاہ کو بھی نصیب نہیں۔

ایک کافر دربارِ رسالت کا منظر بیان کرتا ہے

سلاطین عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بونے ہیں۔ میں نے کسی بادشاہ سے اس کے درباریوں اور وفاداروں کا ایسا اظہار محبت نہیں دیکھا جیسا اظہار محبت میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کے ساتھیوں کا دیکھا۔ میں نے مشاہدہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھوکتے ہیں تو ان کے جاں نثار اسے زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ بطور تبرک اپنے ہاتھوں اور چہرے پر مل لیتے ہیں۔ وہ بال کٹواتے ہیں تو جاں نثاران محمد انہیں آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں اور اپنے پاس عقیدت و محبت سے محفوظ کر لیتے ہیں۔ وہ کسی کام کا اشارہ کرتے ہیں تو تعمیل ارشاد کے لئے لپک پڑتے ہیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کرتے ہیں: ان کے کم کی خوب سے خوب تر بجا آوری میں کیسے سبقت حاصل ہو۔ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وضو کرتے ہیں تو وہ منظر دیکھنے والا ہوتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی ان کے وضو کے پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے۔ بلکہ اسے ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔ جب وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی بات کرتے ہیں تو ادب اور احترام کے باعث ان کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنی نگاہیں جھکا لیتے ہیں۔ کسی کو آنکھ اٹھا کر ان کا رخ زیبا دیکھنے کی جرأت نہیں ہوتی۔

میں نے ایک ایسی قوم دیکھی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانیں قربان کرنے کو اپنی سب سے بڑی خوش نصیبی تصور کرتی ہے۔ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے قبل تمہیں سو بار سوچنا ہوگا۔ (سیرۃ ابن ہشام' 3/340-343)

Scanned with CamScanner

(62)

لا وربّ العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مِنْ رَّجُلٍ یَّأْخُذُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً اَوِاثْنَیْنِ اَوْثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا فَیَجْعَلُهُنَّ فِیْ رِدَائِهٖ فَیَعْمَلُ بِهِنَّ وَیُعَلِّمُهُنَّ فَقُلْتُ اَنَا ۔ وَبَسَطْتُ ثَوْبِیْ وَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُ حَتّٰی سَكَتَ ۔ فَضَمَمْتُ ثَوْبِیْ اِلٰی صَدْرِیْ فَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ لَمْ اَنْسَ حَدِیْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْهُ بَعْدُ ۔

(مسند ابی یعلیٰ' جلد نمبر 5' صفحہ نمبر 5۔ ابن عساکر' جلد نمبر 11' صفحہ نمبر 332۔ جزءابی الطاہر' صفحہ نمبر 33۔ معجم ابن اعرابی' حدیث نمبر 520۔ کنزالعمال (علی متقی) جلد نمبر 13' صفحہ نمبر 244)

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں سے ایک دو' تین' چار یا پانچ کلمات لے گا؟ پس وہ ان کو اپنی چادر میں رکھے اور ان پر عمل کرے اور ان کو آگے سکھائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ پس میں نے اپنی چادر بچھائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پس میں نے اپنا کپڑا اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔ مجھے یقین ہے کہ میں نے اس کے بعد جب بھی آپ سے کچھ سنا اس میں سے کچھ بھی نہیں بھولا۔

لا وربّ العرش جس کو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

(63)

تقدیر کا قاضی

چوتھی صدی ہجری میں منصور نامی ایک شخص اندلس کا حکمران گزرا ہے' اس نے کسی جرم میں ایک آدمی کو گرفتار کرلیا۔ مجرم کی والدہ نے بیٹے کی رہائی کے لئے رحم کی اپیل کی جس سے منصور مزید بگڑ گیا اور قلم ہاتھ میں لے کر لکھنا چاہا ''اسے پھانسی دی جائے'' لیکن لکھا ''اسے رہا کیا جائے'' وزیر نے وہ رقعہ لے کر اس کی رہائی کا حکم جاری کیا۔ منصور نے پوچھا کیا لکھا؟ کہنے لگا: ''فلاں کی رہائی کے لئے لکھا'' منصور بھڑک اٹھا ''اسے پھانسی دی جائے' رہائی کا کس نے کہا ہے'' وزیر موصوف نے اس کو پرچی تھما دی جس پر ''اسے رہا کیا جائے'' لکھا تھا۔ کہنے لگا' یہ غلطی سے لکھ دیا ہے' اس کو پھانسی دینی ہے اور سابقہ حکم مٹا کر لکھنا چاہا ''اسے پھانسی دی جائے'' لیکن لکھا ''اسے رہا کیا جائے'' وزیر نے حکم کے مطابق رہائی کا حکم دیا۔ منصور نے پوچھا: ''کیا لکھا؟'' کہنے لگا: ''فلاں کی رہائی کے لئے لکھا''۔ منصور آگ بگولا ہوگیا ''اسے پھانسی دینی ہے پھانسی' رہائی کا کس نے کہا ہے''۔ وزیر نے پھر اسی کا لکھا ہوا رقعہ سامنے کیا جس میں رہائی کے لئے لکھا تھا۔ کہنے لگا: ''یہ غلطی ہوگئی ہے'' لیکن تیسری بار بھی اسی طرح ہوا۔ منصور کے قلم سے پھانسی کی بجائے اس کے لئے آزادی کا پروانہ جاری ہوا۔ جب تین بار اس طرح ہوا تو تقدیر کے قاضی کے سامنے منصور کو بھی سر تسلیم خم کرنا پڑا' کہنے لگا: ''اسے میرے نہ چاہنے کے باوجود رہا کر دیا جائے' اللہ جس کو رہا کرنا چاہے میں اسے نہیں روک سکتا ہوں''۔ جسے اللہ رکھے اس کو کون فنا کر سکتا ہے! (جذوۃ المقتبس فی ذکر ولاۃ الاندلس' ص 118)

(64)

خدا بندے سے خود پوچھے

حضرت سیّدنا محمد خاتم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال پچانوے (95) سال کی عمر میں ہوا۔ جب ان پر نزاع کی کیفیت طاری ہوئی تو اس وقت میں ان کے پاس موجود تھا۔ کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور روتے ہوئے فرمایا: ''میرے بیٹے! پچانوے (95) سال ہو گئے میں ایک دروازے کو کھٹکھٹا رہا ہوں' اب وہ میرے لئے کھلنے والا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ میرے لئے سعادت مندی کے ساتھ کھلے گا یا بدبختی کے ساتھ بس اب میں جواب کا منتظر ہوں''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نوسو (900) دینار قرض تھا۔ قرض خواہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہی موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف دیکھا اور بارگاہِ خداوندی میں اس طرح عرض گزار ہوئے ''اے میرے پاک پروردگار تو نے رہن کو مالداروں کے لئے دستاویز بنایا۔ میرے خالق و مالک! تو میرے قرض خواہوں کو ان کا قرض ادا فرما دے''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ابھی دعا سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ کسی نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا: ''کیا یہ احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کا گھر ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں! یہ انہی کا گھر ہے؟'' کہا: ''ان کے قرض خواہ کہاں ہیں؟'' یہ سن کر قرض خواہ باہر گئے تو آنے والے اجنبی نے سب کا قرض ادا کیا اور چلا گیا۔ پھر حضرت سیّدنا احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔ (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

تم ہی میرے مخلص بندے ہو

حضرت سیّدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک رات میں نے حضرت سیّدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں قیام کیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے جنید رحمۃ اللہ علیہ! کیا تم سو گئے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''حضور! میں جاگ رہا ہوں''۔ فرمایا ابھی میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاک پروردگار نے مجھے اپنی بارگاہ میں بلا کر ارشاد فرمایا: ''اے سری! کیا تو جانتا ہے کہ میں نے مخلوق کو کیوں پیدا فرمایا؟'' میں نے عرض کی: ''اے میرے خالق مجھے معلوم نہیں''۔ ارشاد فرمایا: ''میں نے مخلوق کو پیدا کیا تو سب نے مجھ سے محبت کا دعویٰ کیا۔ پھر میں نے دنیا کو پیدا کیا تو دس ہزار (10000) میں سے نو ہزار (9000) میری محبت سے غافل ہو کر دنیا کی محبت میں کھو گئے۔ پھر میں نے جنت کو پیدا کیا تو ہزار میں سے نو سو (900) میری محبت سے غافل ہو کر جنت کی محبت میں کھو گئے۔ میں نے ان پر کچھ آلام ومصائب نازل کئے تو ان مصیبتوں کی وجہ سے سو میں سے نوے (90) میری یاد سے غافل ہو گئے۔ بقیہ دس (10) بچے۔ میں نے ان سے کہا: ''نہ تو تم نے دنیا کا ارادہ کیا' نہ جنت کی رغبت کی اور نہ ہی مصیبتوں کی وجہ سے بھاگے' بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''اے ہمارے علیم وخبیر پروردگار تو ہماری چاہت کو خوب جاننے والا ہے''۔ ارشاد فرمایا: ''میں تم پر ایسی آزمائشیں اور مصیبتیں ڈالوں گا کہ جنہیں بلند و بالا پہاڑ بھی برداشت نہیں کر سکتے' کیا اس صورت میں بھی تم صبر وشکر کے ساتھ استقامت پر قائم رہو گے؟'' عرض کی: ''اے پروردگار! تو جانتا ہے کہ اب تک تو نے ہم پر جتنی مصیبتیں نازل کیں ہم ان سب پر راضی رہے اور آئندہ بھی ہر حال میں تجھ سے راضی رہیں گے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم ہی میرے مخلص بندے ہو''۔ (ایضاً)

بتا تری رضا کیا ہے؟

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابراہیم فہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک

غریب شخص کسی امیر کے پاس اپنی حاجت طلب کرنے گیا تو دیکھا کہ وہ سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا ہے۔ غریب شخص نے کہا: ''یہ شخص تو خود محتاج ہے پھر میں اپنی حاجت اس سے کیوں بیان کروں؟ مجھے کیا ہو گیا کہ میں اس کی بارگاہ میں اپنی حاجت بیان نہیں کرتا جو سب کی حاجتیں پوری کرنے والا ہے۔ امیر نے جب یہ آواز سنی تو اس غریب کو دس ہزار (10000) دراہم دیتے ہوئے کہا: ''یہ ساری رقم تجھے اس نے عطا کی ہے جس سے میں مانگ رہا تھا۔ جاؤ یہ سارا مال لے جاؤ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے''۔

سلمان بن ایوب کا بیان ہے کہ جب وہ غریب شخص واپس گیا تو راستہ میں ایک کنویں میں گر گیا۔ وہاں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو اس کی مدد کرتا۔ جب اسے خلاصی کی کوئی راہ نظر نہ آئی تو بارگاہِ خداوندی میں اس طرح عرض گزار ہوا ''اے وہ ذات کہ عرش کے کناروں سے زمین کی سب سے نچلی تہہ تک اس کے سوا کوئی ایسا نہیں جو عبادت کے لائق ہو۔ بے شک تو اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے۔ میرے خالق! تو بہتر جانتا ہے کہ اس وقت مجھ پر کیا مصیبت نازل ہوئی ہے؟ میرے مولیٰ! میری خلاصی کی راہ بنا دے''۔ ابھی اس شخص کے دعائیہ کلمات مکمل بھی نہ ہونے پائے تھے کہ وہ کنویں سے نکل کر باہر زمین پر آ گیا۔ (ایضاً)

Scanned with CamScanner

(65)

ایک لمبی عمر والا جنّ

فاتح عرب وعجم سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہامہ نامی پہاڑی پر کھڑا تھا کہ اچانک ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی وہ نہایت نحیف وضعیف اور کمزور ونزار آدمی تھا۔ اس نے رسول دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کے بعد ارشاد فرمایا تیری آواز اور تیرے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ تو کوئی جن ہے۔ اس نے عرض کی اللہ کے رسول واقعی میں جن ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیرا نام کیا ہے؟

اس نے جواب دیا میرا نام ہامہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے باپ کا کیا نام ہے؟

اس نے کہا میرے باپ کا نام ہیم تھا۔ ھیم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے دادا کا نام کیا ہے؟

اس نے کہا لاقیس۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے پردادا کا نام کیا ہے؟

اس نے کہا ابلیس (یعنی شیطان)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری عمر کتنی ہے؟

اس نے کہا جس وقت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے ہابیل وقابیل لڑے تھے اس وقت میں بچہ تھا، پہاڑوں پر دوڑتا تھا، لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈالتا تھا۔ آپ نے

فرمایا اس وقت تیرا یہ حال تھا تو اب کیا کرتا ہوگا؟

جس نے سرکار کو نبیوں کا سلام پہنچایا

اس نے کہا: محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ملامت نہ کیجئے میں نے شیث علیہ السلام کے ہاتھ پر کلمہ پڑھا۔ سیّدنا نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں رہا۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ دیکھا۔ سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے میں نے تورات سیکھی۔ سیّدنا داؤد علیہ السلام سے آسمانی کتاب زبور کے سبق پڑھے۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ایک آخر الزماں نبی آئیں گے اگر تیری ان سے ملاقات ہو تو میرا سلام عرض کرنا: اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میں انبیاء کے سلاموں کے تحفے آپ کے پاس لے کر آیا ہوں۔

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ سورتوں کی تعلیم دی اور پھر وہ جن چلا گیا۔ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے (یعنی اللہ کو پیارے ہو گئے) مگر اس جن کا پتہ نہیں: زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ (تفسیر عزیزی از شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ)

Scanned with CamScanner

(66)

بہتان لگانے کا گناہ

کسی بے قصور شخص پر اپنی طرف سے گڑھ کر کسی عیب کا الزام لگانا یہ بہتان ہے، جو سخت حرام اور گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا: مسلمان عورتوں سے چند باتوں کی بیعت لیں۔ انہی باتوں میں یہ بھی ہے کہ وہ بہتان نہ لگائیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ (ممتحنہ، رکوع 2)

اور نہ وہ بہتان لائیں جسے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان گڑھ کر اٹھائیں۔

حدیث شریف میں اس کو گناہ کبیرہ فرمایا گیا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ کی فہرست بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ (مشکوٰۃ، ج 1، ص 17)

یعنی پاک دامن مومن انجان عورتوں کو تہمت لگانا۔

1- حدیث: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: کسی بے قصور پر بہتان لگانا یہ آسمان سے بھی زیادہ بھاری گناہ ہے۔

(کنز العمال، ج 3، ص 459)

2- حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی پاک دامن عورت پر

زنا کا بہتان لگانا ایک سو برس کے اعمالِ صالحہ کو غارت و برباد کر دیتا ہے۔

(کنز العمال، ج 3، ص 341)

زنا کے علاوہ کسی دوسرے عیب کا مثلاً کسی پر چوری یا ڈاکہ یا قتل وغیرہ کا اپنی طرف سے گڑھ کر الزام لگا دینا یہ بھی بہتان ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔ لہٰذا ہر طرح کے بہتانوں سے بچنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(67)

روح نکلنے کی مشکل ترین گھڑی

اِذَا شَخَصَتْ عَيْنَاهُ وَانْتَشَرَتْ مِنْخَرَاهُ وَتَسَاقَطَتْ شَفَتَاهُ وَاصْفَرَّتْ خَدَّاهُ .... قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا فَكَيْفَ يَكُوْنُ حَالُكَ يَا عَاصِيْ بَعْدَ مَاشَهِدُوْا عَلَيْكُمْ هٰٓؤُلَآءِ الشُّهُوْدِ ۔(دقائق الاخبار)

ترجمہ: جب اس کی آنکھیں کھلی رہ جائیں گے اور اس کے ناک کے سوراخ کشادہ ہو جائیں گے اور اس کے ہونٹ لٹکتے ہوں گے اور اس کے رخسار زرد پڑ جائیں گے اور اس کے ناخن سبز ہو جائیں گے اور اس کی پیشانی پسینہ بہاتی ہوگی اور اس کا حال سخت ہوگا اور زبان اس کی رک جائے گی نہ جواب دے سکے گا اور نہ کلام کر سکے گا اور دیکھے گا جو آگے بھیجا اور جو اپنے مالوں سے پیچھے چھوڑا اور اس کے گزرے احوال باطل ہو جائیں گے اور اس کے بدن کے اجزاء متفرق ہو جائیں گے اور اس کے اہل قرابت جدا ہو جائیں گے اور اسے دونوں فرشتے چھوڑ جائیں گے پس وہ متحیر و پریشان رہ جائے گا اور اس کی عقل متغیر ہو جائے گی اور شیطان اس کا ایمان چھیننے پر قادر ہوگا تو وہ وقت اس پر بہت مشکل ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا پس افضل ہے کہ اس وقت بندہ کلمہ پڑھتا رہے۔

جب صور پھونکا جائے گا

بہر حال مشکل وقت بندہ پر قیامت کو وہ ہے جب صور پھونکا جائے گا اور لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور مظلوم ظالم سے لٹک رہا ہوگا اور فرشتے گواہ ہوں گے اور سوال کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہوگا اور عذاب دوزخ میں تیار ہوگا اور نعمتیں جنت میں اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور لوگوں کو تو نشے میں دیکھے گا حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے اور اس روز تو لڑکوں کو بوڑھا دیکھے گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''نہیں ہے قیامت مگر ایک چیخ۔ الآیہ ارشاد ہے'' اور چلائے جائیں گے کفار جہنم کی طرف گروہ در گروہ اور چلائے جائیں وہ جو اپنے رب سے ڈرے جنت کی طرف جماعت در جماعت'' اور کہا گیا ہے کہ: ''اے انسان گواہ دینگے تجھ پر سات گواہ دو فرشتے''۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جس دن زمین اپنی خبریں خود بتائے گی اور زبان گواہی دے گی''، جیسے کہ حدیث میں آیا ہے اور ندا دیتا ہے زمانہ ہر دن کہ میں نیا دن ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں جو تو عمل کرے گا اور زبان گواہی دے گی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس دن گواہی دیں گی ان پر زبانیں ان کی اور ہاتھ و پاؤں ان کے اور دو فرشتے''۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور بے شک تم پر نگران ہیں کراماً کاتبین اور وہ جانتے ہیں جو کہ تم کرو اور عمل نامہ گواہ ہوگا''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یہ میری لکھت تم پر ٹھیک ٹھیک بولتی ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ ہوگا''۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لیکن ہم تم پر گواہ ہیں پھر اے عاصی تیرا کیا حال ہوگا اس کے بعد کہ جب یہ تجھ پر گواہ ہوں گے''۔ (دقائق الاخبار)

Scanned with CamScanner

(68)

ایک راہب کی ناصحانہ باتیں

حضرت سیّدنا عبیداللہ بن محمد قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سابقہ لوگوں میں سے چند نیک لوگوں نے ایک کتاب کے بارے میں بیان کیا کہ اس میں بے شمار عبرت آموز باتیں اور فکر آخرت دلانے والی متعدد حکایات و امثال ہیں۔ عقلمند اس کے مطالعہ سے آخرت کی طرف راغب ہوتا اور فانی دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے۔ وہ کتاب ''انطونس'' کی طرف منسوب ہے۔ ''انطونس'' کے بارے میں منقول ہے کہ حضرت سیّدنا عیسٰی روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانے کے بعد یہ ایک بادشاہ گزرا ہے جس نے تین سو بیس (320) سال عمر پائی۔ جب وفات کا وقت آیا تو اس نے اپنی سلطنت کے تین نیک و پارسا اور صاحب علم سرداروں کو بلایا اور کہا: ''تم جانتے ہو کہ میں اب کس حالت میں ہوں اور مجھے کیا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ تم لوگ سلطنت کے عظیم و افضل لوگوں میں سے ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ تم تینوں میں سے امور سلطنت کے لئے کون زیادہ بہتر رہے گا؟ اس لئے میں نے قوم کے بہترین لوگوں میں سے چھ (6) افراد کو منتخب کیا ہے، وہ تم میں سے جسے مناسب سمجھیں میرے بعد اپنا بادشاہ مقرر کر لیں۔ تم ان کے فیصلے کو بخوشی قبول کر لینا۔ خبردار! اختلاف سے بچنا ورنہ تم خود بھی ہلاک ہو جاؤ گے اور اپنی رعایا کو بھی ہلاکت میں مبتلا کر دو گے''۔ تینوں نے کہا: ''اللہ تعالٰی! آپ کی عمر دراز فرمائے''۔ بادشاہ نے کہا: ''موت ضرور آنی ہے اس سے بچا نہیں جا سکتا۔ تم میری باتوں پر ضرور عمل کرنا''۔ پھر اسی رات بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔ جن چھ سرداروں نے نئے بادشاہ کے انتخاب کا

اختیار دیا گیا تھا وہ سردار کسی ایک پر متفق نہ ہوئے بلکہ دو دو سردار ہر ایک کے ساتھ ہو گئے۔ جب ملک کے بزرگوں اور حکماء نے یہ اختلاف دیکھا تو کہا: ''تمہارے درمیان تو ابھی سے اختلاف شروع ہو گیا، سنو! ہمارے ملک میں ایک ایسا شخص ہے جو سب سے افضل ہے، اس کی حکمت و دانائی میں کسی کو شک نہیں۔ وہ جس کو بادشاہ مقرر کر دے گا وہ باعث برکت ہو گا۔ جاؤ تم اس کے پاس چلے جاؤ فلاں پہاڑ پر ایک غار میں رہتا ہے۔

حکومت کے خواہش مند

چنانچہ ان تینوں نے چھ سرداروں میں سے ایک کو عارضی طور پر امور سلطنت کا نگران بنایا اور خود ''انطونس'' نامی راہب کے پاس چلے گئے اور حقیقت حال بیان کرتے ہوئے کہا: ''آپ ہم میں سے جس پر راضی ہو جائیں گے وہی بادشاہ ہو گا''۔ راہب نے کہا: ''لوگوں سے دور ہو کر مجھے کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ میری اور لوگوں کی مثال تو اس شخص کی طرح ہے جس کے جانوروں کے باڑے میں بھیڑیے گھس آئے ہوں، وہ بھیڑیوں سے جان بچا کر ایک اور گھر میں پہنچے تو وہاں شیر موجود ہوں''۔ یہ سن کر ان تینوں نے کہا: ''ہم کام کے سلسلے میں آئے ہیں اس میں ہماری طرف ملک کے اہل علم حضرات نے رہنمائی کی ہے، ان کی رائے ہے کہ آپ کے مشورے میں برکت و بھلائی ہو گی۔ برائے کرم! آپ ہم میں سے جس کو بہتر گمان کرتے ہیں اس کی تعیین فرما دیں تاکہ وہ ملک کے نظام کو سنبھال سکے''۔ راہب نے کہا: ''میں نہیں جانتا کہ تم میں سے افضل کون ہے؟ تم سب ایک ہی چیز کے طالب ہو اور اس طلب میں تم سب برابر ہو''۔ تینوں میں سے ایک نے سوچا کہ اگر میں اس عہدے سے بیزاری ظاہر کروں تو شاید مجھے ہی بادشاہی سونپ دی جائے۔ چنانچہ اس نے راہب سے کہا: ''میں اس بادشاہی منصب کے بارے میں اپنے دونوں ساتھیوں سے ہرگز نہیں الجھوں گا''۔ راہب نے کہا: ''میرا تو یہ گمان ہے کہ بُرے دونوں ساتھیوں میں سے کوئی بھی تیرے علیحدہ ہو جانے کو ناپسند نہیں کرتا۔ اب تم ہی ان دونوں میں سے جسے چاہو بادشاہت کے لئے چن لو اور میرے کان میں بتا دو میں اسی کو

Scanned with CamScanner

بادشاہ بنادوں گا''۔اس نے راہب کی یہ بات سنی تو کہا:''عالیجاہ! آپ جسے چاہیں اختیار فرمالیں میں یہ کام نہیں کرسکتا''۔راہب نے کہا:''اس سے تو یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ تم نے اپنی دستبرداری کے قول سے رجوع کرلیا ہے اور تم اب بھی بادشاہت کے متمنی ہو اب پھر تم تینوں میری نظر میں برابر ہو گئے۔میری بات بڑی غور سے سننا! میں تمہیں نصیحت کروں گا' دنیا اور اس میں تمہاری موجودگی کی مثالیں پیش کروں گا۔تم سب سمجھ دار اہل علم ہو۔مجھے بتاؤ کہ تمہاری بادشاہت اور تمہاری عمریں کتنی طویل ہوں گی؟ تم کتنا عرصہ زندہ وباقی رہو گے؟''تینوں نے کہا:''ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کتنا عرصہ زندہ رہیں گے؟ ہوسکتا ہے کہ پلک جھپکنے کی مقدار بھی زندہ نہ رہ سکیں''۔راہب نے کہا:''پھر تم ایک غیر یقینی چیز کے دھوکے میں کیوں پڑے ہو؟''کہا:''صرف اس اُمید پر کہ شاید ہماری عمریں طویل ہوں''۔راہب نے پوچھا:''اچھا یہ بتاؤ تمہاری عمر کتنی ہے؟''کہا:''ہم میں سے سب سے چھوٹا پینتیس (35) سال اور سب سے بڑا چالیس (40) سال کا ہے''۔

دائمی حکومت کی تمنا

راہب نے پوچھا:''اچھا یہ بتاؤ زیادہ سے زیادہ کتنا عرصہ زندہ رہنا پسند کرتے ہو؟''کہا:''چالیس سے زیادہ زندہ رہنا ہمیں پسند نہیں اور نہ ہی اتنی عمر کے بعد زندہ رہنا فائدہ مند ہے''۔راہب نے کہا:''پھر تم اپنی بقیہ عمر میں اس ملک کو حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے جو کبھی برباد نہ ہوگا؟ ایسی نعمتیں کیوں نہیں چاہتے جو کبھی ختم نہ ہوں گی؟ ایسی لذت وزندگی کو محبوب کیوں نہیں رکھتے جسے موت بھی نہیں ختم کرے گی؟ نہ وہ زندگی ختم ہوگی نہ وہاں غم و پریشانی ہوگی نہ بیماری۔تم ایسی نعمتوں کے لئے کوشش کیوں نہیں کرتے؟''کہا:''ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہمیں یہ چیزیں ضرور ملیں گی''۔راہب نے کہا:''تم سے پہلے بھی ایسے لوگ تھے جو ایسی ہی امیدیں کرتے تھے جیسی تم کرتے ہو۔وہ بھی ایسی ہی خواہش کرتے تھے جیسی تم کرتے ہو۔انہوں نے انہی امیدوں کی وجہ سے اعمال صالحہ ترک کردیئے یہاں تک کہ انہیں موت آپہنچی پھر سزا ان

کا مقدر بنی اور تم تک ان کی خبریں پہنچ چکی ہیں۔جسے معلوم ہو کہ سابقہ لوگوں کا کیا انجام ہوا اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ بغیر عمل کے امید کرے' اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ جو شخص لق ودق (ویران) صحراء میں پانی ساتھ لئے بغیر سفر کرے تو قریب ہے کہ پیاس کی شدت سے مرجائے۔میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے جسموں کو ہلاک کرنے کے بارے میں امیدوں پر بھروسہ کرتے ہو لیکن زندگی سنوارنے کے لئے امیدوں پر بھروسہ نہیں کرتے' جس گھر کی بربادی کا تمہیں علم ہے تم اسی کے حصول کے لئے کوشاں ہو اور ہمیشہ رہنے والے گھر کو عارضی دنیا کی وجہ سے چھوڑ رہے ہو۔اچھا یہ بتاؤ کہ جس شہر میں تم نے مکانات ومحلات تعمیر کئے اگر تم سے کہا جائے کہ عنقریب اس شہر پر ایک زبردست بادشاہ بہت بڑا لشکر لے کر حملہ آور ہوگا تو وہ تمام عمارتیں گرادے گا اور شہریوں کو قتل کردے گا تو کیا تم ایسے شہر میں رہنا پسند کرو گے؟ کیا ایسی عمارتوں میں رہائش اختیار کرو گے؟''تینوں نے کہا:''نہیں' ہم لمحہ بھر کے لئے بھی ایسے شہر میں رہنا پسند نہیں کریں گے''۔راہب نے کہا:''خدا کی قسم! تمام بنی آدم کا معاملہ کچھ ایسا ہی ہے' عنقریب سب کو موت کا سامنا کرنا پڑے گا' دنیا کا ہر شہر بالآخر ختم ہو جائے گا۔ہاں! میں تمہیں ایک ایسے شہر کے متعلق بتاتا ہوں جو کبھی فنا نہ ہوگا۔اس میں امن ہی امن ہوگا۔وہاں تمہیں کوئی ظالم اپنے ظلم کا نشانہ نہ بنا سکے گا اور نہ ہی کوئی جابر حاکم مسلط ہوگا' وہاں کے پھل و باغات کبھی ختم نہ ہوں گے''۔

تعجب ہے اس شخص پر

تینوں نے کہا:''آپ جو کہنا چاہتے ہیں ہم سمجھ گئے ہیں' لیکن ہمارے نفس تو دنیا کی محبت کا جام پی چکے ہیں' اب اس دائمی نعمتوں والے شہر (جنت) کا حصول اتنا آسان نہیں؟''راہب نے کہا:''بڑے سفروں کی وجہ سے بڑے بڑے منافع حاصل کرتے ہیں۔تعجب ہے کہ جاہل اور عالم اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے بارے میں برابر کیسے ہو گئے؟ مگر ہاں! یہ بات ہے کہ جو چور چوری کی سزا سے ناواقف ہو وہ اس چور سے زیادہ

Scanned with CamScanner

معذور ہے جو سزا سے واقفیت کے باوجود چوری کرے۔ تعجب ہے اس شخص پر جو اپنی آخرت کی بھلائی کے لئے مال خرچ نہیں کرتا بلکہ دوسروں پر خرچ کرتا ہے۔ میں اس دنیا کے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ اپنے لئے آخرت میں ذخیرہ تیار نہیں کرتے۔ ایسا لگتا ہے جیسے انہیں ان کی باتوں پر یقین ہی نہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام نے بتائیں اور جنہیں لے کر وہ پاک ہستیاں اس دنیا میں معبوث ہوئیں''۔ تینوں نے کہا: ''ہم اس قوم میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی لائی ہوئی باتوں میں سے کسی کی تکذیب کرتا ہو''۔ راہب نے کہا: ''مجھے بہت زیادہ تعجب ہے کہ لوگ کہتے تو یہ ہیں: ہم تصدیق کرتے ہیں' لیکن ان کا عمل ان کے قول کے خلاف ہے گویا وہ بغیر اعمال کے ثواب کی امید رکھتے ہیں''۔

ہلاکت کے چار دروازے

تینوں نے راہب سے کہا: ''ہمیں بتائیے کہ آپ کو امور کی معرفت کس طرح حاصل ہوئی؟ آپ کس طرح دنیا کی حقیقت سے آگاہ ہوئے؟'' کہا: ''جب میں نے اس دنیا کی ہلاکت کے بارے میں غور و فکر کیا تو یہ بات واضح ہوئی کہ ہلاکت چار ایسی چیزوں کی وجہ سے ہوتی ہے جن میں لذت رکھی گئی' اور یہ چار دروازے ہیں جو جسم میں ترکیب دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے تین سر میں اور ایک پیٹ میں ہے۔ دو آنکھیں' دو نتھنے اور گلا یہ سر کے دروازے ہیں' اور چوتھی راہ پیٹ میں ہے وہ شرمگاہ ہے۔ انہی دروازوں سے انسان پر بلائیں اور مصیبتیں آتی ہیں۔ پھر جب میں نے غور و فکر کیا کہ تکلیف کے اعتبار سے کون سا دروازہ زیادہ خفیف ہے؟ تو سب سے زیادہ دروازہ نتھنے محسوس ہوئے کیونکہ یہ خوشبو اور دیگر سونگھنے والی چیزوں کو چاہتے ہیں۔ بقیہ تین دروازوں کے بارے میں غور کیا تو گلا کی مشقت سب سے زیادہ ہلکی محسوس ہوئی کیونکہ یہ جسم کا ایسا راستہ ہے جس کے ذریعہ سے غذا پیٹ تک پہنچتی ہے' اور جب پیٹ کا برتن بھر جاتا ہے تو یہ دروازہ برابر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا میں نے نفسانی خواہشات والے کھانوں کو ترک کر دیا اور

صرف ایسی غذا پیٹ کے برتن میں ڈالی جس سے جسم سلامت رہ سکے۔ پھر میں نے شرمگاہ کی مصیبت کے بارے میں غور کیا یہ بات واضح ہوئی کہ شرمگاہ اور آنکھوں کا تعلق دل سے ہے اور آنکھوں کا دروازہ شہوت کا ساقی ہے اور یہ دونوں جسم کی ہلاکت کا بڑا سبب ہیں لہٰذا میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ میں ان دونوں مصیبتوں کو اپنے سے دور کروں گا کیونکہ ان کو چھوڑ دینا میرے نزدیک اپنے جسم کو ہلاکت میں ڈالنے سے آسان ہے۔ خوب غور کے بعد یہی بات سامنے آئی کہ ان مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کا سب سے بہترین حل لوگوں سے دوری اختیار کرنا ہے۔ پھر میں نے دنیا والوں کو چھوڑا اور اس مقام پر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ اس طرح مجھے گناہوں کی مصیبت سے نجات مل گئی۔

چار خصلتیں بمقابلہ چار لذتیں

پھر میں نے اپنے اندر چار لذتیں محسوس کیں تو چار اچھی خصلتوں سے انہیں دفع کر دیا''۔ پوچھا: ''وہ لذتیں کون سی ہیں اور وہ خصلتیں کیا ہیں؟'' راہب نے کہا: ''لذتیں تو یہ ہیں: (1) مال کی لذت۔ (2) اولاد کی لذت۔ (3) بیویوں کی لذت (4) سلطنت کی لذت' اور چار خصلتیں یہ ہیں: (1) فکر۔ (2) غم۔ (3) خوف (4) اس موت کا ذکر جو لذتوں کو ختم کرنے والی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کسی بھی لذت میں کوئی خیر نہیں اور ہر موت ہر لذت کو ختم کر دے گی اور کون سا گھر ایسا ہے جو اس مصیبتوں کے گھر سے زیادہ برا اور شر انگیز ہو گا؟ سنو! تم لوگ اس شخص کی طرح ہو جاؤ جو اپنے شہر سے رزق کی تلاش میں نکلا تو پیچھے سے دشمنوں نے اس شہر پر حملہ کر دیا۔ وہاں کے مکینوں کو سخت ایذائیں پہنچائیں اور تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ لیکن وہ شخص پہلے ہی اپنے شہر سے چلا گیا اور اس طرح تکلیفوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہا۔ سنو! مجھے اہل دنیا پر بہت تعجب ہوتا ہے کہ وہ غم' پریشانی اور تکلیفوں کے ہوتے ہوئے لذت سے کیسے فائدہ اٹھاتے ہیں؟ تعجب اور شدید تعجب ہے ان عقل مندوں پر جو اپنے جسموں کی سلامتی نہیں چاہتے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس طرح ہلاک کرنا چاہتے ہیں جیسے ''سانپ والے'' نے اپنے آپ کو

Scanned with CamScanner

ہلاک کیا"۔ پوچھا: "وہ سانپ والا کون تھا؟ ذرا تفصیل سے بتایئے!"

سونے کا انڈہ دینے والا سانپ:

راہب نے کہا: منقول ہے کہ ایک شخص کے گھر میں ایک سانپ رہتا تھا' سب گھر والوں کو اس کے بل کا معلوم تھا۔ سانپ روزانہ سونے کا ایک انڈہ دیتا جس کا وزن ایک مثقال ہوتا۔ صاحب مکان روزانہ اس کے بل سے سونے کا انڈہ لے آتا۔ اس نے گھر والوں کو بتا دیا کہ وہ اس معاملہ کو پوشیدہ رکھیں۔ کئی ماہ یہ سلسلہ چلتا رہا اور وہ سونے کا انڈہ حاصل کرتا رہا۔ ایک دن سانپ اپنے بل سے نکلا اور اس کی بکری کو ڈس لیا۔ سانپ کا زہر ایسا جان لیوا تھا کہ فوراً بکری کی موت واقع ہوگئی۔ سب گھر والے بہت غضبناک و پریشان ہوئے تو اس شخص نے کہا: "ہمیں سانپ سے جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ بکری کی قیمت سے کہیں زیادہ ہے لہٰذا غم کی کوئی بات نہیں"۔ اس طرح معاملہ رفع دفع ہوگیا۔

سال کے شروع میں سانپ پھر باہر آیا اور اس کے پالتو گدھے کو ڈس لیا۔ گدھا فوراً مر گیا۔ اس شخص نے گھبراتے ہوئے کہا: "میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ سانپ ہمیں مسلسل نقصان پہنچا رہا ہے۔ جب تک یہ نقصان جانوروں تک محدود رہے گا میں صبر کروں گا اس کے بعد ہرگز صبر نہیں کروں گا"۔ پھر دو سال تک سانپ نے انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچائی' تمام گھر والے سانپ سے بہت خوش رہنے لگے اور اس کے معاملے کو لوگوں پر پوشیدہ رکھا۔

نقصان پہ نقصان

پھر ایک دن سانپ اپنے بل سے باہر نکلا اور ان کے سوتے ہوئے خادم کو ڈس لیا۔ اس بے چارے نے مدد کے لئے اپنے مالک کو پکارا مالک پہنچا لیکن اتنے میں زہر کی وجہ سے غلام کا جسم پھٹ چکا تھا۔ اس نے کہا: "میں دیکھ رہا ہوں کہ اس سانپ کا زہر بہت خطرناک ہے' یہ جسے ڈس لیتا ہے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اب میں اپنے گھر والوں کے بارے میں اس سے مطمئن نہیں ہو سکتا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ان میں سے کسی کو

ڈس لے۔ اسی سوچ و پریشانی میں کئی دن گزر گئے۔ پھر اس نے کہا: "اس سانپ کی وجہ سے مجھے مالی نقصان ہو رہا ہے لیکن جو فائدہ اس کے سونے کے انڈوں کی وجہ سے مجھے حاصل ہو رہا ہے وہ نقصان سے کہیں زیادہ ہے لہٰذا مجھے پریشان نہیں ہونا چاہئے"۔ اس طرح اس لالچی شخص نے اپنے آپ کو مطمئن کر لیا۔

کچھ دنوں بعد سانپ نے اس کے بیٹے کو ڈس لیا۔ اس نے فوراً طبیب کو بلایا لیکن طبیب علاج نہ کر سکا اور اس کے بیٹے کی موت واقع ہوگئی۔ اب تو ماں' باپ کو بیٹے کی موت کا ایسا غم ہوا کہ سانپ سے پہنچنے والا تمام نفع بھول گئے اور غضبناک ہو کر کہا: "اب اس سانپ میں کوئی بھلائی نہیں' بہتر یہی ہے کہ اس موذی کو فوراً قتل کر دیا جائے"۔

سانپ نے ان کی یہ باتیں سنیں تو کچھ دنوں تک غائب رہا اس طرح انہیں سونے کا انڈہ نہ مل سکا۔ جب زیادہ عرصہ ہو گیا تو انڈہ نہ ملنے کی وجہ سے اس کی لالچی طبیعت میں بے چینی ہونے لگی۔ چنانچہ وہ اور اس کی بیوی' سانپ کے بل کے پاس آئے' وہاں دھونی دی' خوشبو لگائی اور اس طرح پکارنے لگے "اے سانپ تو دوبارہ ہمارے پاس آ جا! ہم نہ تو تجھے ماریں گے اور نہ ہی کسی قسم کا نقصان پہنچائیں گے' جلدی سے ہمارے پاس آ جا"۔

سانپ نے یہ سنا تو واپس آ گیا اور ان کی خوشیاں پھر لوٹ آئیں۔ وہ اپنے بیٹے اور غلام کی موت کو بھول گئے اور ایسے رہنے لگے کہ گویا اس موذی جانور سے کوئی نقصان پہنچا ہی نہ ہو۔ پھر ایک دن سانپ نے سوتے ہوئے اس کی زوجہ کو ڈس لیا وہ شدت درد سے چیخنے لگی اور تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوگئی۔ اب وہ لالچی شخص اکیلا رہ گیا' نہ اولاد رہی اور نہ ہی بیوی۔ بالآخر اس نے سانپ والا معاملہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کے سامنے ظاہر کر ہی دیا۔ سب نے یہی مشورہ دیا کہ "اس موذی سانپ کو جلد از جلد قتل کر دے' تو نے اسے قتل کرنے کے معاملہ میں بڑی بے احتیاطی برتی اس کا دھوکہ اور برائی تیرے سامنے کب کی ظاہر ہو چکی تھی' تو نے خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے اسے قتل کر دے"۔

Scanned with CamScanner

لالچ بری بلا

چنانچہ وہ شخص اپنے گھر آیا اور سانپ کی گھات میں بیٹھ گیا۔ اچانک سانپ کے بل کے قریب اسے ایک نایاب موتی نظر آیا جس کا وزن ایک مثقال تھا۔ موتی دیکھ کر اس کی لالچی طبیعت خوش ہوگئی۔ وہ لالچ کے عمیق گڑھے میں گرتا ہی چلا گیا' شیطان نے اسے بہکایا تو دولت کی ہوس نے اس کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا۔ وہ سب باتیں بھول کر کہنے لگا: ''زمانہ طبیعتوں کو مختلف کر دیتا ہے' اس سانپ کی طبیعت بھی مختلف ہوگئی ہوگی جس طرح سونے کے انڈوں کے بجائے یہ موتی دینے لگا ہے' اسی طرح اس کا زہر بھی ختم ہوگیا ہوگا لہٰذا مجھے سانپ سے بے خوف رہنا چاہئے''۔ یہ کہہ کر اس نے سانپ کے بل کے قریب جھاڑو دی' خوشبو سلگائی' پانی چھڑکا تو سانپ دوبارہ اس کے پاس آنے لگا۔ اب یہ لالچی شخص قیمتی موتی پاکر بہت خوش رہنے لگا اور سانپ کی سابقہ دھوکہ بازی کو بھول گیا۔ پھر اس نے سارا سونا اور موتی برتن میں ڈال کر ایک گڑھا کھود کر زمین میں دبا دیا اور اس پر سر رکھ کر سو گیا۔ رات کو سانپ نے اسے بھی ڈس لیا۔ شدت درد کی وجہ سے اس کی چیخیں بلند ہونے لگیں تو پڑوسی بھاگ کر آئے اور اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: ''تم نے اسے قتل کرنے میں سستی کیوں کی اور لالچ میں آکر اپنی جان کیوں دے دی؟'' وہ شخص خاموش رہا اور سونے سے بھرا ہوا برتن نکال کر اپنے رشتے داروں اور دوستوں کے حوالے کرتے ہوئے اپنے فعل سے معذرت کی۔ دوستوں اور عزیزوں نے کہا: ''آج کے دن تیرے نزدیک اس مال کی کوئی وقعت نہیں کیونکہ اب یہ دوسروں کا ہو جائے گا اور تو خالی ہاتھ چلا جائے گا''۔ کچھ ہی دیر بعد وہ لالچی شخص ہلاک ہوگیا اور سارا مال دوسروں کے لئے چھوڑ گیا۔ لوگوں نے کہا: ''اس محروم شخص نے خود ہی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا حالانکہ ہم سب نے اسے کہا تھا کہ اس موذی سانپ کو فوراً ہلاک کر دینا لیکن مال و دولت کے لالچ نے اسے اندھا کر دیا''۔

یہ واقعہ سنانے کے بعد راہب نے کہا: ''مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر جو سانپ والی

حکایت جاننے کے باوجود بھی عبرت حاصل نہیں کرتے! ایسا لگتا ہے کہ ان کا یہ قول کہ ہمیں امید ہے کہ اعمال پر ثواب ملے گا' صرف ان کی زبانوں تک محدود ہے کیونکہ ان کے اعمال اس قول کی مخالفت کرتے ہیں۔ ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو جاننے کے باوجود غافل ہیں' اگر ان کو بھی وہ شے پہنچی جو ''انگور والے'' کو پہنچی تھی تو ان کے لئے ہلاک و بربادی ہے''۔ پوچھا: ''حضور! انگور والے کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہمیں تفصیلاً بتلائیے؟''

تین مزدوروں کا قصہ:

راہب نے کہا مشہور ہے کہ ایک مالدار شخص کے کھیت میں انگور کی بیلیں اور پھلوں کے درخت تھے۔ اس نے انگوروں کی دیکھ بھال کے لئے تین مزدوروں کو بلایا اور سب کو کھیت کا ایک ایک حصہ دیتے ہوئے کہا: ''تم میرے کھیت کی حفاظت کرنا' انگوروں میں سے جتنا کھاؤ کھا لینا لیکن بقیہ پھلوں سے ہرگز نہ کھانا' ورنہ! تم پر سزا لازم ہو جائے گی۔ میں چند دنوں بعد آکر کھیت کو دیکھوں گا' خبردار! میری نافرمانی سے بچنا اور انگوروں کے علاوہ کوئی بھی پھل ہرگز نہ کھانا''۔ یہ کہہ کر مالک چلا گیا۔ ایک مزدور نے تو اپنا ہر وہ کام کیا جس کا حکم دیا گیا تھا' اس نے صرف انگور کھانے پر ہی اکتفاء کیا اور ان درختوں کے قریب نہ گیا جن سے منع کیا گیا تھا۔ دوسرے نے بھی کھیت کی خوب دیکھ بھال کی۔ کچھ دن تو وہ دوسرے پھل کھانے سے رکا رہا لیکن جلد ہی اس کے نفس نے پھل کھانے پر اکسایا اور اس نے پھل کھانا شروع کر دیئے۔ تیسرے مزدور نے خوب پھل کھائے اور کھیت کی دیکھ بھال کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوا۔ نتیجتاً اس کے حصے کی کھیتی تباہ ہوگئی۔ جب کھیت کا مالک آیا تو پہلے مزدور کا عمل دیکھ کر بہت خوش ہوا کیونکہ نہ تو اس نے ممنوعہ پھل کھائے تھے اور نہ ہی کام میں سستی کی تھی۔ کھیت والے نے اس کی خوب تعریف کی اور مقررہ اجرت سے زیادہ مال دیا۔ پھر دوسرے مزدور کے پاس آیا تو اس کے کام کو دیکھ کر بہت خوش ہوا لیکن جب پھلوں کی کمی دیکھی تو کہا: ''پھلوں میں یہ کمی کیسی؟'' مزدور نے کہا: ''میں نے

Scanned with CamScanner

کچھ پھل کھائے ہیں''۔ مالک نے کہا: ''کیا میں نے منع نہ کیا تھا؟'' کہا: ''منع تو کیا تھا لیکن مجھے آپ سے عفو و درگزر کی امید تھی' بس اسی امید نے مجھے اس کام پر اکسایا''۔ مالک نے کہا: ''عفو و درگزر کا معاملہ اس وقت ہوتا جب منع نہ کیا ہوتا' سختی سے منع کرنے کے باوجود تو نے میری نافرمانی کی' لہٰذا تجھے سزا ضرور ملے گی مگر تجھ پر ظلم ہرگز نہ ہوگا جتنا جرم اتنی ہی سزا''۔ پھر تیسرے مزدور کے پاس آیا تو دیکھا کہ اس کے حصے کا کھیت برباد ہو چکا ہے اور انگوروں کی بیل بھی ضائع ہو چکی ہے۔ مالک نے غضبناک ہو کر کہا: ''تیری خرابی ہو یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟'' مزدور نے کہا: ''سب کچھ آپ کے سامنے ہے''۔ مالک نے کہا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ نہ تو تو نے کھیت کی دیکھ بھال کی اور نہ ہی اس بات سے رکے جس سے میں نے منع کیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تیرے حصے کا کھیت اور پھل برباد ہو گئے۔ میں تجھے ایسی سزا دوں گا جس کا تو حق دار ہے''۔

جب لوگوں کے سامنے ان تینوں کا معاملہ پیش ہوا تو انہوں نے کہا: ''پہلا مزدور کتنا اچھا تھا کہ دیانت سے کام لیا لہٰذا مالک کی طرف سے اچھی جزا کا مستحق ہوا' اور دوسرے نے احمقانہ حرکت کی اگر وہ صبر کرتا اور ممنوعہ پھل نہ کھاتا تو یہ بھی پہلے مزدور کی طرح انعام واکرام کا مستحق ہوتا' اور تیسرا مزدور کتنا برا تھا کہ نہ تو وہ کام کیا جو اس پر لازم تھا بلکہ نافرمانی کرتے ہوئے ممنوعہ پھل بھی خوب کھائے اس کا شر بہت بڑا تھا۔

یہ حکایت سنانے کے بعد راہب نے کہا: ''دنیا میں تمہارے اعمال کی مثال بھی ان مزدوروں کی طرح ہے' روزِ جزاء ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق جزاء دی جائے گی۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو لمبی لمبی عمروں کی خواہش کرتے ہوئے لمبی لمبی امیدیں باندھتے ہیں۔ میں نے لوگوں میں اولاد کو والدین کے لئے سب سے بڑا دشمن پایا۔ والدین اپنی اولاد کی خوشیوں کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے' یہ اپنے بدنوں کو دوسروں کی دنیا سنوارنے کے لئے تھکا ڈالتے ہیں۔ لذت و سرور میں دوسروں کو شامل کر لیتے اور پھر ''کشتی والے'' کی طرح ہو جاتے ہیں''۔ سرداروں نے کہا: ''کشتی والا کون تھا؟ اور اس کا

کیا معاملہ تھا؟''

کشتی بنانے والا کیسے ہلاک ہوا؟:

راہب نے کہا مشہور ہے کہ کسی شہر میں ایک بڑھئی رہتا تھا۔ وہ روزانہ ایک درہم کماتا' آدھا درہم اپنے بوڑھے والد' بیوی اور دو بچوں پر خرچ کرتا اور آدھا سنبھال کر رکھ لیتا۔ عرصہ دراز تک اسی طرح محنت و مزدوری کر کے وہ اپنے گھر کا نظام احسن طریقے سے چلاتا رہا۔ ایک دن اس نے اپنی جمع کردہ رقم شمار کی تو وہ سو(100) دینار سے کچھ زیادہ تھی۔ اس نے کہا: ''میں تو بہت خسارے میں رہا' اگر میں کشتی تیار کر کے تجارت کرتا تو خوب مال دار ہوتا' اب مجھے کشتی بنانی چاہئے''۔ لہٰذا اس نے اپنا ارادہ اپنے والد پر ظاہر کیا تو اس نے کہا: ''اے میرے بیٹے! ہرگز یہ کام نہ کرنا' مجھے ایک ستارہ شناس نے بتایا تھا کہ تیرا یہ بیٹا سمندر میں غرق ہو کر مرے گا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب تو پیدا ہوا تھا''۔ بڑھئی نے کہا: ''کیا اس نے یہ بتایا تھا کہ مجھے مال و دولت ملے گا؟'' باپ نے کہا: ''ہاں! اسی لئے تو میں نے تجھے تجارت سے منع کر کے ایسا کام تلاش کیا جس کے ذریعے روزانہ اجرت ملتی رہے''۔ بڑھئی نے کہا: ''ستارہ شناس کے قول کے مطابق اگر مجھے مال ملے گا تو یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ میں سمندری تجارت کروں''۔ باپ نے کہا میرے بچے تو اپنے اس ارادے سے باز آ جا مجھے خوف ہے کہ تو ہلاک ہو جائے گا''۔ بیٹے نے کہا: ''تجارت کے ذریعے مجھے مال تو ضرور حاصل ہوگا اگر میں زندہ رہا تو بقیہ عمر خیر سے گزرے گی' اگر مر گیا تو اپنی اولاد کے لئے بہت سی دولت چھوڑ جاؤں گا''۔ باپ نے کہا: ''میرے بیٹے! اولاد کی وجہ سے اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈال''۔ بیٹے نے کہا: ''خدا کی قسم! میں ہرگز اپنی رائے تبدیل نہ کروں گا' میں تجارت ضرور کروں گا''۔ باپ مجبور ہو کر خاموش ہو گیا۔ بڑھئی نے کشتی تیار کر کے اسے خوب سجایا پھر اس میں کئی قسم کا سامانِ تجارت رکھ کر سفر پر روانہ ہو گیا۔ ایک سال بعد جب واپس آیا تو اس کے پاس سو (100) قنطار سونے جتنی رقم موجود تھی۔ بیٹے کو صحیح سلامت دیکھ کر باپ نے اللہ تعالیٰ کا

Scanned with CamScanner

شکر ادا کیا اور اس کے لائے ہوئے مال کی تعریف کرتے ہوئے کہا: ''میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا بیٹا اس سفر سے سلامتی کے ساتھ واپس آ گیا تو میں اس کی بنائی ہوئی کشتی کو آگ لگا دوں گا''۔ بیٹے نے کہا: ''ابا جان! آپ نے میری ہلاکت اور میرے گھر کی بربادی کا ارادہ کرلیا ہے''۔ باپ نے کہا میرے بیٹے! میں نے یہ ارادہ تمہاری زندگی اور تمہارے گھر کی تادیر سلامتی کے لئے کیا ہے۔ معاملات کو میں تجھ سے کہیں زیادہ جانتا ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے وسعت دی ہے اب تجھے چاہئے کہ اس کی رضا والے کام کر اور اس کا شکر بجالا کہ اس نے تجھے مفلسی سے بچا کر امیر ترین شخص بنا دیا ہے۔ اب تو اس کی خوب عبادت کر میں تیرے بدن کی سلامتی چاہتا ہوں اور مجھے کوئی غرض نہیں، تو میری بات مان لے''۔

باپ کی بات نہ ماننے کا انجام

بیٹے نے کہا: ''میں چند دن کے لئے سفر پر جاؤں گا اور جلد ہی بہت زیادہ نفع لے کر آؤں گا''۔ یہ کہہ کر بڑھئی دوبارہ سفر پر روانہ ہوگیا۔ جب واپس آیا تو اس کے پاس پہلے سے کئی گنا زیادہ مال تھا۔ بڑھئی نے اپنے باپ سے کہا: ''کیا خیال ہے اگر میں نے آپ کی بات مانی ہوتی تو کیا آج مجھے اتنی دولت ملتی؟'' باپ نے کہا: ''میرے بچے! میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنے غیر کے لئے محنت و کوشش کر رہا ہے، اگر تو جانتا اور حقیقت حال سے واقف ہوتا تو خواہش کرتا کہ اے کاش! میرے اور میرے اس مال کے درمیان شرق و مغرب جتنا فاصلہ ہوتا''۔ بیٹے نے کہا: ''ابا جان! آپ یہ ساری باتیں ایک ستارہ شناس کے قول کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ میرا گمان ہے کہ اس کا یہ قول کہ مجھے مال ملے گا سچ ہے اور یہ قول درست نہیں کہ میں غرق ہو کر مر جاؤں گا''۔ یہ کہہ کر بڑھئی نے دوسری کشتی بنانے کا حکم دیا۔ چالیس دن میں اس کا سامان تجارت بالکل تیار ہوگیا تو اس نے باپ سے کہا: ''میرے بیٹے! اس مرتبہ بھی منت سماجت کرنا تجھے نہ روک سکے گا کیونکہ میں نے ایسی نشانیاں دیکھ لی ہیں: جن کی وجہ سے میرے نزدیک ایک ستارہ

شناس کی بات سچ ہوگئی ہے''۔ اتنا کہہ کر بوڑھا باپ اپنے بیٹے کی جدائی پر زار و قطار رونے لگا تو بیٹے نے کہا: ''اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے! صرف اس مرتبہ اور صبر کر لیں۔ خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحیح و سالم واپس لوٹا دیا تو زندگی بھر کبھی میں بحری سفر نہ کروں گا''۔ بوڑھے باپ نے کہا: ''خدا کی قسم! مجھے یقین ہو چلا ہے کہ اب تو ضائع ہو جائے گا۔ خدا کی قسم! اس مرتبہ تو واپس نہیں آئے گا۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو''۔ پھر بوڑھے باپ نے اس کی منت سماجت کی اور خوب رو رو کر سمجھایا مگر اس نے اپنے بوڑھے باپ کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی اور دونوں کشتیوں کو لے کر سفر پر روانہ ہوگیا۔ جب کشتیاں بیچ سمندر میں پہنچیں تو اچانک ایک طوفان آ گیا اور دونوں کشتیاں آپس میں ٹکرا کر تباہ و برباد ہوگئیں۔ غرق ہوتے وقت تاجر کو اپنے باپ کی باتیں یاد آ رہی تھیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ میں نے اپنے باپ کی نافرمانی کیوں کی؟ لیکن اب معاملہ اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اس طرح وہ اور اس کے تمام ساتھی مع ساز و سامان سمندر میں غرق ہو کر موت کے گھاٹ اتر گئے۔

پھر اس کا بوڑھا باپ بھی چند ہی دنوں میں بیٹے کی جدائی کے غم میں دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ بڑھئی کی ساری دولت اس کی زوجہ، بیٹی اور بیٹے میں تقسیم ہوگی۔ اس کی زوجہ نے دوسری شادی کر لی، بیٹی اور بیٹے کی بھی شادی ہوگئی، اور اب بڑھئی کے مال میں اس کی زوجہ (جو کہ بیوہ ہو چکی تھی) اس کا نیا شوہر، اس کی بیٹی کا شوہر اور اس کے بیٹے کی بیوی بھی شریک ہوگئی۔ ہر وہ مال جسے بدبخت لوگ جمع کرتے ہیں اس کا یہی انجام ہوتا ہے''۔

راہب نے کہا: ''مجھے ان لوگوں پر شدید تعجب ہوتا ہے جو اپنے جسم سے بخل کرتے اور دوسروں پر خرچ کرتے ہیں۔ اے انسان! تو کم مال پر ہی گزارہ کر لے، اس سے تھوڑی سی تکلیف تو ہوگی لیکن فائدہ بہت ہے۔ اگر تو زیادہ مال کے پیچھے نہ پڑے گا تو منزل تک پہنچ جائے گا۔ اگر کچھ جمع ہی کرنا ہے تو اپنی جان کے لئے ذخیرہ کر، غیروں کے

Scanned with CamScanner

لئے اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈال ورنہ تجھے وہی چیز لاحق ہوگی جو ''مچھلیوں کے شکاری'' کو لاحق ہوئی''۔ پوچھا: ''مچھلی کے شکاری کو کیا چیز لاحق ہوئی؟''

مچھلیوں کا شکاری:

راہب نے کہا: ''مشہور ہے کہ ایک شکاری کے جال میں بہت بڑی مچھلی پھنسی تو اس نے کہا: ''اسے کھانے کا مجھ سے زیادہ کوئی حق دار نہیں''۔ پھر اسے خیال آیا کہ یہ مچھلی اپنے فلاں پڑوسی کو تحفہ دینی چاہئے۔ چنانچہ وہ مچھلی کو اپنے صاحب حکمت پڑوسی کے پاس لے گیا۔ اس نے اس کی قیمت دینا چاہی تو شکاری نے انکار کر دیا۔ پڑوسی نے کہا: ''تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ کیا تمہاری کوئی حاجت ہے جسے میں پورا کروں؟'' اس نے کہا: ''نہیں، میں کچھ نہیں چاہتا' میں نے تو ایثار کی نیت کی تھی''۔ پڑوسی نے کہا: ''میں نے تمہارا تحفہ قبول کیا''۔ پھر اس نے خادم کو حکم دیا کہ یہ مچھلی اٹھاؤ اور ہمارے فلاں معذور و مسکین پڑوسی کو دے آؤ۔ جب شکاری نے یہ معاملہ دیکھا تو سر پکڑ کر رہ گیا اور کہا: ''افسوس ہے اس پر جس نے اپنی مچھلی نہ کھائی اور وہ اس کے پاس پہنچ گئی جو اسے سب سے زیادہ ناپسند تھا''۔ جب صاحب حکمت پڑوسی نے شکاری کی یہ بات سنی تو کہا: ''میں نے وہ مچھلی مسکین پر صدقہ کر کے اپنی محتاجی کے دن کے لئے ذخیرہ کر لی ہے''۔ شکاری نے کہا: ''وہ کون سا دن ہے؟'' حکیم پڑوسی نے کہا: ''وہ قیامت کا دن ہے لوگ اس دن اپنے اپنے ذخیروں کے محتاج ہوں گے''۔ یہ سن کر شکاری بہت زیادہ متعجب ہوا اور واپس اپنے گھر چلا آیا''۔

راہب نے کہا: ''مجھ تعجب ہے اس امر پر جس نے سمجھداروں اور جاہلوں کے دھوکے میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ وہ لمبی لمبی امیدوں اور لالچ کی وجہ سے ہلاک ہو گئے جیسے کہ ''یہودی و نصرانی'' ایک ساتھ ہلاک ہوئے''۔ پوچھا: ''ہمیں بتائیے کہ ان دونوں کی ہلاکت کس طرح ہوئی؟''

یہودی اور نصرانی کی ہلاکت:

راہب نے کہا مشہور ہے کہ ایک یہودی اور نصرانی سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں آبادی کے قریب کنواں تھا اور آگے ایک وسیع وعریض صحرا جس کی وسعت چار دن کی راہ تھی۔ دونوں کے پاس مشکیزے تھے' یہودی نے اپنا مشکیزہ پانی سے بھر لیا جب نصرانی بھرنے لگا تو کہا: ''ایک مشکیزہ پانی ہمیں کافی ہے تم اپنا مشکیزہ بھر کر خوامخواہ وزن میں اضافہ مت کرو''۔ نصرانی نے کہا: ''میں اس راستے سے اچھی طرح واقف ہوں شاید یہ ایک مشکیزہ' ہمیں کافی نہ ہو''۔ یہودی نے کہا: ''تم یہی چاہتے ہو کہ جب تمہیں پیاس لگے تو میں تمہیں پانی پلاؤں''۔ اس نے کہا: ''ہاں''۔ یہودی نے کہا: ''بس پھر اپنا مشکیزہ نہ بھرو' جب تمہیں پیاس لگے گی تو پانی مل جائے گا''۔ یہ سن کر نصرانی نے اپنا مشکیزہ خالی رکھا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ عنقریب اسے پیاس کی شدت کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن وہ یہودی کے مشکیزے کی امید پر پانی کے بغیر ہی صحرا کی طرف چل دیا۔ سخت گرم ہواؤں کی وجہ سے بار بار پیاس لگی اور بالآخر پانی ختم ہو گیا حالانکہ ابھی آدھا سفر باقی تھا۔ پیاس کی شدت نے انہیں نڈھال کر دیا' انہیں اپنی موت کا یقین ہو چلا تھا۔ نصرانی نے یہودی سے کہا: ''ہم صرف تیرے برے مشورے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں اور تو نے یہ اس لئے کیا کہ تم لوگ ہمارے نبی حضرت سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ اسلام سے بغض رکھتے ہو''۔ یہودی نے کہا: ''تیرا ناس ہو! کیا تو مجھے ایسا برا سمجھتا ہے؟ بھلا میں اپنے آپ کو اور تجھے جان بوجھ کر ہلاکت میں کیوں ڈالتا''۔ نصرانی نے کہا: ''تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو! تو نے مجھ پر رحم نہیں کیا''۔ یہودی نے کہا: ''تیرا ناس ہو! میں نے تجھے مشکیزہ بھرنے سے صرف اس لئے روکا تھا کہ تیرا گدھا بوجھ کی زیادتی سے بچا رہے اور تجھے پیدل نہ چلنا پڑے''۔ نصرانی نے کہا: ''تو نے یہ سب کام ہم سے پرانی عداوت کی وجہ سے کئے ہیں' میرے نزدیک پیدل چلنے کی مشقت' موت کی مشقت سے کہیں زیادہ آسان تھی۔ اب ہماری موت یقینی ہے اور یہ بات مجھے غمگین کرے گی کہ ہم دونوں ایک ساتھ مریں پھر

Scanned with CamScanner

کوئی نصرانی عالم گزرے اور ہم دونوں کی اکٹھی نماز جنازہ پڑھے‘‘۔ یہودی نے کہا: ’’تیرا برا ہو! تو اس بات کو کیوں ناپسند کرتا ہے کہ ہم پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور ہمیں ایک ساتھ دفن کیا جائے؟‘‘ اس نے کہا: ’’اس لئے کہ تو اپنے آپ کو اور اپنے ساتھی کو ہلاک کرنے والا ہے اب یہ جائز نہیں: تیری نمازِ جنازہ پڑھی جائے‘‘۔

راہِ آخرت کے مسافر کو کیا چاہئے؟

یہ سن کر یہودی خاموش ہو گیا۔ لق ودق صحرا میں گرم ہوائیں چل رہی تھیں اور پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ پیاس کی شدت سے موت ان کے سروں پر منڈلا رہی تھی۔ اتنے میں ایک شخص نظر آیا جو اپنے گدھے پر پانی کے دو مشکیزے رکھے ہوئے جا رہا تھا۔ یہ دونوں دوڑتے ہوئے اس کی طرف گئے اور کہا: ’’اے اللہ تعالیٰ کے بندے! پانی پلا کر ہم پر احسان کر' اللہ تعالیٰ تجھے عافیت عطا فرمائے‘‘۔ اس نے کہا: ’’یہ ایسا راستہ ہے جہاں پانی ملنے کی کوئی امید نہیں‘‘۔ دونوں نے کہا: ’’تیرا دین کیا ہے؟‘‘ کہا: ’’میرا دین وہی ہے جو تمہارا ہے‘‘۔ انہوں نے کہا: ’’ہم میں سے ایک تو یہودی ہے اور دوسرا نصرانی پھر تیرا دین ہماری طرح کیسے ہو سکتا ہے؟‘‘ گدھے والے نے کہا: ’’یہودی' نصرانی یا مسلمان جب اپنی کتاب و دین پر عمل نہ کریں اور لالچ و کھوکھلی امیدوں کے دھوکے میں پڑ جائیں تو انہیں وہی چیز لاحق ہوتی ہے جو تم دونوں کو لاحق ہوئی‘‘۔ یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا اور پانی کا ایک قطرہ بھی انہیں نہ دیا۔

راہب نے کہا: ’’راہِ آخرت کے مسافر کو چاہئے کہ وہ سفرِ آخرت کے لئے بھی ایسا اہتمام کرے جیسا دنیوی سفر کے لئے کرتا ہے۔ انسان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ نہ تو گناہ سے بچے اور نہ ہی کبھی نیک عمل کرے اور پھر بھی رحمت و مغفرت کی آس پر سب نیک اعمال ترک کر دے اور خوب گناہ کرے۔ سمجھدار شخص ایسی ناروا حرکت کبھی نہیں کرتا' مجھے سخت تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو اپنی برائیاں مخلوق سے تو چھپاتے ہیں لیکن خالق کائنات سے حیا کرتے ہوئے کبھی کوئی گناہ ترک نہیں کرتے حالانکہ وہ پروردگار

زق دینے والا اور وہی جزا و سزا دینے والا ہے۔ کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ تمہیں وہ مصیبت پہنچے جو ’’راہب‘‘ کو پہنچی تھی؟‘‘ سرداروں نے کہا: ’’ہمیں بتائیے کہ ’’راہب‘‘ کو کیا مصیبت پہنچی تھی؟‘‘

بناوٹی راہب کی ہلاکت:

کہا جاتا ہے کہ ایک شخص شہد' گھی' تیل اور شراب بیچا کرتا تھا۔ خریدتے وقت تو صاف ستھری اور خالص چیزیں خریدتا تھا لیکن بیچتے وقت خوب ملاوٹ کرتا اور مہنگے داموں بیچتا۔ اس کی داڑھی بہت پیاری و حسین تھی جو بھی اسے دیکھتا تو کہتا کہ تجھے تو بہت بڑا راہب ہونا چاہئے۔ تیری داڑھی بالکل راہبوں جیسی ہے۔ لوگوں کی بات سن کر اس شخص کے دل میں یہ بات آئی کہ ’’مجھے رہبانیت کا راستہ اختیار کرنا چاہئے تاکہ لوگوں میں میری قدر و منزلت بڑھ جائے‘‘۔ چنانچہ اس نے اپنی بیوی سے کہا: ’’لوگ میری داڑھی کی خوب تعریف کرتے ہیں لیکن میرے عمل سے بے خبر ہیں' اگر میں رہبانیت کا راستہ اختیار کر لوں تو خوب مالا مال ہو جاؤں گا اور لوگوں میں میرا مرتبہ بلند ہو جائے گا‘‘۔ یہ سن کر اس کی زوجہ نے روتے ہوئے کہا: ’’کیا تو مجھے بیواؤں اور اپنے بچوں کو یتیموں کی طرح کر دے گا‘‘۔ اس نے کہا: ’’تیرا ناس ہو! میں عبادت کی نیت سے کب رہبانیت اختیار کر رہا ہوں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ لوگوں میں میرا مرتبہ بلند ہو اور میں اپنی قوم کا معزز شخص بن جاؤں‘‘۔ عورت نے کہا: ’’کہیں ایسا نہ ہو کہ جب تو راہبوں سے ملے اور تجھے عبادت کی حلاوت نصیب ہو تو پھر تو بھی ان راہبوں کی طرح اپنے سب گھر والوں کو چھوڑ دے‘‘۔

راہب کی بداعمالیاں

اس نے قسم کھا کر یقین دلایا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ بالآخر اس نے انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل ہونے والی کتب اور انجیل وغیرہ کی تعلیم حاصل کی' سر منڈایا اور بہت بڑے گرجا گھر میں چلا گیا جہاں راہبوں کی ایک جماعت پہلے ہی سے موجود تھی۔ جب

Scanned with CamScanner

راہبوں نے اس کی داڑھی کا حسن و جمال دیکھا تو اسے اپنا امیر بنا کر گرجے کے تمام امور اس کی نگرانی میں کر دیئے۔ گرجا گھر کے تمام اموال و خزانوں کی چابیاں پا کر وہ اپنی مراد کو پہنچ چکا تھا۔ اس نے قوم کے شرفاء سرداروں کے ساتھ مہربانی و نرمی کا رویہ اختیار کیا تو سب لوگوں کے دلوں میں اس کی قدر و منزلت بڑھ گئی۔ اب اس ریا کار بناوٹی راہب نے دوسرے راہبوں کو حقیر سمجھنا شروع کر دیا۔ ان کی خوراک میں کمی کر دی اور ان کے مرتبوں کو بھی گھٹا دیا۔ پھر ایک عابد شریف النفس شخص کو گرجا گھر کے لئے آنے والی آمدنی پر نگران مقرر کیا اور خود عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا۔ اچھا اور نرم و ملائم لباس پہننا اور شراب پی کر عورتوں سے لطف اندوز ہونا اس کا معمول بن گیا۔ جب راہبوں نے اس بناوٹی راہب کی بداعمالیاں دیکھیں تو ان میں سے ایک راہب نے کہا: ''یہ فاسق و کمینہ شخص تم کو ذلیل کر رہا ہے اور تمہاری وجہ سے یہ فسق پر ڈٹا ہوا ہے' تم اپنے اس معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو''۔ راہبوں نے کہا: ''ہم نے دنیوی مال و اسباب چھوڑ کر اپنے آپ کو عبادت کے لئے فارغ کر لیا ہے' اب اس بناوٹی راہب کی وجہ سے ہم غم و پریشانی اور امور دنیا میں پھنس چکے ہیں''۔ بغیر داڑھی والے راہب نے کہا: ''یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ تم لوگوں نے اس کی بڑی داڑھی دیکھ کر اس کے بارے میں اچھی رائے قائم کر لی' اب جس نے متقی و پرہیز گار لوگوں کو چھوڑ کر ایک ایسے شخص کی پیروی کرنا شروع کر دی ہے جو مکار و فاسق ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے اوپر ہونے والے ہر ظلم و ستم کو برداشت کرے''۔

بُرے کاموں کا بُرا انجام

تمام راہب اس بات پر متفق ہوئے کہ اس راہب کی اصلاح کرنی چاہئے۔ پس ان سب کی طرف سے ایک راہب نمائندہ بن کر گیا۔ اس نے بناوٹی راہب سے کہا: ''تو نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے' تیرے تمام کرتوت تیرے راہب ساتھیوں کو معلوم ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سزا سے ڈر! بے شک کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں وہ آخرت سے قبل دنیا ہی میں سزا دیتا ہے''۔ بناوٹی راہب نے کہا: ''کیا بڑے بڑے عظیم لوگوں سے غلطیاں نہیں ہوئیں؟ میں بھی انسان ہوں مجھ سے غلطی ہو گئی تو کیا ہوا؟'' راہب نے کہا: ''تو بڑے بڑے لوگوں کی غلطیوں کو جانتا ہے لیکن ان کی توبہ سے واقف نہیں''۔ ریا کار راہب نے کہا: ''امید ہے کہ میں بھی توبہ کر لوں گا''۔ اس نے کہا: ''کتنے لوگ ایسے تھے جو توبہ کرنے کی سعی کرتے رہے اور انہیں موت نے آ لیا''۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور ریا کار راہب سرکشی میں مشغول رہا۔ پھر اس کی ہلاکت اس طرح ہوئی کہ ڈاکوؤں نے اس بستی پر حملہ کر دیا۔ ایک ڈاکو نے راہب کو اس حالت میں پایا کہ وہ ایک عورت کے ساتھ بستر پر موجود تھا۔ وہ اسے پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے آیا۔ ڈاکوؤں نے کہا: ''اگر یہ شخص راہب نہ ہوتا تو ہم اسے معاف کر دیتے لیکن اس کے معاملہ میں ہم حکم خداوندی کو ملحوظ رکھیں گے کیونکہ اس نے ان عورتوں سے فائدہ اٹھایا جو اس کے لئے حرام تھیں''۔ ڈاکوؤں نے علماء سے اس بدکار شخص کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا: ''اسے آگ میں جلا دیا جائے''۔ چنانچہ اسے جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا گیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے راہبوں کو اس بدکار کے شر سے نجات عطا فرمائی اور دنیا ہی میں اسے آگ کا عذاب دے دیا۔ یہ اس کی اس عبادت کا صلہ تھا جس کے ذریعے دنیا کی رضا چاہی گئی تھی۔ (الامان الحفیظ)

یہ حکایت سنانے کے بعد راہب نے کہا: ''مجھے تعجب ہے ان مصیبت زدہ انسانوں پر جو صبر کے ذریعے مدد حاصل نہیں کرتے لیکن پھر بھی ثواب کی امید رکھتے ہیں۔ عنقریب مصیبت زدہ پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ وہ ایسی خواہش کرے گا جیسی ''نابینا'' نے کی تھی۔ سرداروں نے کہا: ''نابینا'' نے کیا تمنا کی تھی؟''

نابینے کی خواہش:

راہب نے کہا مشہور ہے کہ کسی تاجر نے ایک جگہ اپنے سو (100) دینار دبا دیئے۔ اس کے پڑوسی نے اسے دیکھ لیا اور موقع ملتے ہی ساری رقم نکلوا کر اپنے گھر لے گیا۔ تاجر نے جب اپنی رقم نہ پائی تو خوب رویا اور پریشان ہوا۔ جب بڑھاپا آیا تو اس

کی بینائی چلی گئی اور وہ شدید محتاج ہوگیا۔ جب پڑوسی کی موت قریب آئی تو اسے حساب کا خوف لاحق ہوا' اس نے وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے سو دینار اس نابینا کو دے دیئے۔ نابینا کو سارا واقعہ معلوم ہوا تو وہ مال ملنے پر اتنا خوش ہوا کہ پہلے کبھی اتنا خوش نہ ہوا تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے کہا: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے وہ چیز عطا فرمائی جس کا میں شدید محتاج تھا۔ اے کاش! اس دن مجھ سے سارا مال لے لیا گیا ہوتا اور آج لوٹا دیا جاتا کیونکہ آج کے دن میں اس کا زیادہ محتاج ہوں''۔

راہب نے کہا: ''جو شخص یہ جانتا ہے کہ اسے ایک ایسے دن کا سامنا ضرور کرنا پڑے گا جس میں اچھے اعمال کی طرف بہت زیادہ محتاجی ہوگی تو اسے چاہئے کہ وہ اعمال صالحہ کا ذخیرہ کرلے۔ مجھے سخت تعجب ہے ان لوگوں پر جو ان باتوں پر عمل نہیں کرتے جنہیں وہ جانتے ہیں۔ گویا کہ وہ اس طرح ہلاک ہونا چاہتے ہیں جیسے ''سیلاب والا'' ہلاک ہوا''۔ سرداروں نے پوچھا: ''وہ کیسے ہلاک ہوا؟''

اور وہ غرق ہوگیا:

راہب نے کہا اس کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک شخص نے سیلاب آنے کی جگہ پر اپنا گھر بنا رکھا تھا۔ جب اس سے کہا گیا کہ ''یہ بہت خطرناک جگہ ہے یہاں سے ہٹ جا''۔ تو اس نے کہا: ''مجھے معلوم ہے کہ یہ جگہ خطرناک ہے لیکن اس کی خوبصورتی و شادابی نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے''۔ اس سے کہا گیا کہ ''تمام رونقیں اور خوبصورتیاں زندگی کے ساتھ ہیں لہٰذا اپنی جان کی حفاظت کر' اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈال''۔ اس نے کہا: ''میں یہ جگہ ہرگز نہیں چھوڑوں گا''۔ پھر ایک رات حالت نیند میں اسے سیلاب نے آلیا اور وہ غرق ہوکر مرگیا۔ لوگوں نے اس کا انجام دیکھ کر اس طرح کہا جس طرح زمانے والوں نے کہا: ''ہم پیدا ہوتے اور مر جاتے ہیں اور ہم میں سے جو مر جاتا ہے وہ واپس لوٹ کر نہیں آتا''۔

راہب نے کہا: ''اگر ہم سمجھداری سے کام لیں تو ہم بھی ''افرولیہ'' والوں کی طرح ہو جائیں گے''۔ سرداروں نے کہا: ''اصحاب افرولیہ کون تھے؟ اور ان کا معاملہ کیا تھا؟''

سفر آخرت کا توشہ تیار کرلو......:

کہا: ''استولیہ'' کے بادشاہ نے ایک بہت بڑا لشکر ''افرولیہ'' کی طرف بھیجا۔ وہاں تک کا سمندری سفر ساٹھ (60) دنوں کا تھا اور راستے میں کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں سے کھانے پینے کی کوئی چیز حاصل کی جاتی۔ اب جتنا سامان خورد ونوش یہ اپنے ساتھ لے جاتے اسی پر گزارا کرنا پڑتا۔ اس لشکر میں دو کاہن بھی تھے۔ ایک نے کہا: ''یہ لشکر سات دن تک افرولیہ کا محاصرہ کرکے منجنیق کے ذریعے سنگ باری کرتا رہے گا اور آٹھویں دن انہیں فتح نصیب ہوگی''۔ دوسرے کاہن نے کہا: ''ایسا نہیں ہے بلکہ یہ وہاں پر سات دن محاصرہ کریں گے اور آٹھویں دن واپس آجائیں گے''۔ لشکر والوں نے جب ان کی یہ باتیں سنیں تو لشکر کے سردار آپس میں کہنے لگے ''ہمیں واپسی کا زادِراہ ساتھ لے چلنا چاہئے یا فتح کی امید پر واپسی کے زادِراہ کے بغیر چلنا چاہئے؟'' ایک قوم نے کہا: ''ہمیں اس کاہن کی بات ماننی چاہئے جو فتح کی خوشخبری دے رہا ہے لہٰذا زیادہ زادِراہ لے جاکر ہمیں اپنے آپ کو تھکانا نہیں چاہئے''۔ بقیہ لشکر والوں نے کہا: ''ہم صرف امید پر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈال سکتے بلکہ ہمیں واپسی کا زادِراہ بھی احتیاطاً ساتھ لے چلنا چاہئے''۔ چنانچہ انہوں نے تو آنے جانے کا زادِراہ ساتھ لے لیا۔ لیکن لشکر کے دوسرے گروہ نے صرف جانے ہی کا سامان ساتھ لیا۔ وہاں پہنچ کر وہ مسلسل سات دن تک قلعے کا محاصرہ کئے سنگ باری کرتے رہے۔ آٹھویں دن دیوار میں بہت بڑا شگاف ہوا تو لشکر اندر داخل ہوگیا۔ آگے ایک اور بہت مضبوط دیوار موجود تھی۔ سات دن ہو چکے تھے آٹھواں دن شروع تھا اتنے میں قاصد آیا اور پیغام دیا کہ ''بادشاہ فوت ہوگیا ہے واپس چلو''۔ یہ خبر سن کر سب واپس ہولئے' جو لوگ اپنے ساتھ واپسی کا سامان لائے تھے وہ تو بخیریت اپنے ملک پہنچ گئے اور جنہوں نے سستی کرتے ہوئے زادِراہ ساتھ نہ لیا تھا وہ

Scanned with CamScanner

ہلاک ہوگئے۔کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد ستر ہزار (70000) تھی۔اس وقت سے اب تک ان کی حکایت بطور عبرت پیش کی جاتی ہے۔

تمام آسمانی کتب کی نصیحت

یہ حکایت سنانے کے بعد راہب نے ان تینوں سرداروں کو سمجھاتے ہوئے کہا: ''انہی لوگوں کی طرح وہ بھی ہلاک ہو جاتا ہے جو آخرت کے لئے زادِ راہ تیار نہیں کرتا اور جو زادِ راہ تیار رکھتا ہے وہ نجات پاتا ہے''۔سرداروں نے کہا: ''آپ کا اندازِ تبلیغ اچھا ہے۔آپ کی انفرادی کوشش بہت خوب ہے''۔راہب نے کہا: ''کہیں ایسا تو نہیں: میرے وعظ کی مٹھاس صرف تمہارے کانوں تک محدود ہو اور دلوں تک نہ پہنچی ہو۔سنو! کیا تم نہیں جانتے کہ جو کتابیں حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، حضرت سیّدنا داؤد علیہ السلام اور حضرت سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام پر نازل ہوئیں اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر جو صحائف نازل ہوئے ان تمام میں یہ بات موجود تھی کہ ''تمہیں اسی کی جزا ملے گی جو تم نے عمل کئے'' پس تم اپنے اعمال میں نظر کرو۔اپنے بارے میں صحیح فیصلہ کرو اور میرے پاس سے ہدایت پانے والے ہو کر واپس لوٹ جاؤ۔راہب کی یہ حکیمانہ باتیں سن کر وہ تینوں سردار واپس چلے آئے پھر باہم مشورے سے ایک کو ملک کا حاکم بنایا اور سب اس پر راضی ہو گئے۔(عیون الحکایات)

(69)

313 سرفروش

یہ سن دو ہجری کی بات ہے۔رمضان المبارک کے مہینہ میں ابوسفیان کی قیادت میں ایک تجارتی قافلہ واپسی کے سفر میں شام سے مکہ کی جانب رواں دواں تھا۔اس قافلے میں ایک ہزار اونٹ تھے اور ان پر 262 کلو سونے کی مالیت کا ساز و سامان لدا ہوا تھا۔حفاظت پر صرف چالیس افراد مامور تھے۔آج کل کے حساب سے یہ سامان کم و بیش 18 ملین ریال کی مالیت تھا جس پر بڑے آرام سے قبضہ کیا جا سکتا تھا۔اس سامان میں سینکڑوں مہاجرین کا چھینا ہوا مال بھی شامل تھا جو محض اپنا دین بچا کر خالی ہاتھ مدینہ ہجرت کر کے پہنچے تھے اور مدینہ میں فاقہ کشی کی زندگی گزار رہے تھے۔ان کے لئے یہ بڑا زریں موقع تھا کہ کسی طرح اس قافلے پر حملہ کر کے اس سامان پر قبضہ کر لیں اور اپنی معاشی حالت بہتر بنائیں۔ادھر اہل مکہ کے لئے اس مال سے محرومی زبردست فوجی، سیاسی اور اقتصادی مار کی حیثیت رکھتی تھی۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان ہوا کہ قریش کا قافلہ مال و دولت لئے چلا آرہا ہے اس لئے نکل پڑو۔ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بطور غنیمت تمہارے حوالے کر دے۔کسی پر روانگی کے لئے زور نہیں ڈالا گیا نہ اس میں شمولیت کو ضروری قرار دیا گیا۔یہی وجہ ہے کہ بہت سے صحابہ کرام مدینہ ہی میں رہ گئے۔اس بات کی قطعاً توقع نہ تھی کہ بدر کے میدان میں معرکہ فرقان برپا ہو گا۔یہ جنگ کوئی معمولی جنگ نہ تھی اس جنگ میں بلاشبہ کفر اور اسلام کے درمیان مکمل طور پر ہمیشہ کے لئے صحیح فیصلہ ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم کو قافلے کے حالات کا پتہ چلانے کے لئے شمال کی جانب روانہ فرمایا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلے کے بارے میں اطلاعات فراہم کیں۔ ابوسفیان بھی بے حد چوکنا تھا۔ اسے قافلے کی اہمیت اور اس کے ساز و سامان کی بھاری مالیت کا خوب علم تھا۔ بدر کے قریب پہنچا تو خود قافلے سے آگے جا کر حالات کا جائزہ لیا۔ مجدی بن عمرو نامی ایک شخص سے پوچھا: کہیں مدینہ سے کوئی لشکر تو نہیں آ رہا؟ اس نے کہا میں نے کوئی خاص بات تو نہیں دیکھی البتہ دو آدمی آئے تھے' انہوں نے ٹیلے کے پاس اپنے جانور بٹھائے اور کنوئیں سے اپنے مشکیزے بھر کے چلے گئے۔ ابوسفیان وہاں پہنچا۔ اونٹ کی مینگنیاں اٹھا کر توڑیں۔ ان میں کھجور کی گٹھلی برآمد ہوئی۔ اس نے کہا خدا کی قسم! یہ تو یثرب کا چارہ ہے۔ اس کے بعد اس نے تیزی سے قافلے کا رخ تبدیل کیا اور مغرب کی طرف موڑ کر اس کا رخ ساحل کی طرف کر دیا۔ اس طرح اس نے قافلے کو مدنی لشکر کے قبضے میں جانے سے بچا لیا۔

کفار مکہ کی بے چینی اور لشکر کشی

دریں اثنا ابوسفیان کو معلوم ہو چکا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو قافلے پر حملے کا حکم دے دیا ہے۔ اس نے فوراً ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت دے کر مکہ بھیجا کہ قافلے کی حفاظت کے لئے قریش سے مدد طلب کرے۔ ضمضم نہایت تیزی سے مکہ آیا پھر زمانۂ جاہلیت کے دستور کے مطابق اونٹ کی ناک چیری' کجاوہ الٹا دیا' کرتا پھاڑ دیا' اور اونٹ پر بیٹھ کر قریش کو دہائی دینے لگا۔ قافلے کو بچاؤ۔ مدد کرو...... مدد کرو۔ لوگ اس آواز کی طرف دوڑ پڑے۔ تھوڑی ہی دیر میں پورے مکہ میں یہ خبر پھیل گئی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قافلے پر حملہ کرنے والے ہیں لہٰذا اس کی حفاظت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اب کیا تھا' سارے مکہ سے ہر شخص جنگ کے لئے نکل آیا اور دوسروں کو بھی نکلنے کی ترغیب دینے لگا۔ سوائے آپ کے چچا ابولہب کے کہ اس نے اپنی جگہ ایک مقروض کو بھیج دیا۔ اردگرد

کے قبائل سے بھی مدد طلب کی گئی اور آناً فاناً ابوجہل کی قیادت میں تیرہ سو کی تعداد میں ایک لشکر جرار بدر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ایک سو گھوڑے اور چھ سو زرہیں تھیں۔ قریش کے نو معزز افراد نے رسد کی ذمہ داری لی۔ قریش کا لشکر جحفہ پہنچا تو انہیں ابوسفیان کا پیغام موصول ہوا کہ قافلہ بچ نکلا ہے لہٰذا تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں۔ واپس چلے جاؤ۔ لشکر نے واپسی کا ارادہ کیا تو ابوجہل نہایت تکبر سے کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا خدا کی قسم! ہم ہرگز واپس نہیں جائیں گے۔ ہم بدر جائیں گے۔ وہاں تین دن قیام کریں گے۔ اونٹ ذبح ہوں گے' لوگوں کو کھانا کھلائیں گے' شراب پلائیں گے۔ مغنیات گانے گائیں گی۔ سارے عرب کو ہماری طاقت کا علم ہو گا۔ پورے علاقے پر ہماری دھاک بیٹھ جائے گی۔ بنوزہرہ کے تین سو افراد لشکر میں شامل تھے۔ بنوزہرہ کا حلیف اور اس لشکر میں ان کا سردار خنس بن شریق بھی موجود تھا۔ اس نے ابوجہل کی مخالفت کی اور کہا: اب جب لڑائی کی کوئی وجہ ہی نہیں رہی تو ہمیں واپس جانا چاہئے۔ لوگوں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ بنی زہرہ کے تین سو افراد کو لے کر واپس چلا گیا۔

اس طرح اب قریش کے لشکر کی تعداد ایک ہزار رہ گئی۔ بدر کے قریب پہنچ کر ساڑھے پانچ میل لمبا اور چار میل چوڑا وسیع ریگستانی میدان تھا جس کے اردگرد اونچے پہاڑ تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں یہاں بڑا میلہ لگتا تھا۔

لشکر اسلام کی بے سروسامانی

ادھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مقابلہ کے لئے نکلے تو صرف تین سو تیرہ سرفروش ساتھ تھے۔ ان میں کمسن بچے بھی شامل تھے۔ بے سروسامانی کی حالت تھی۔ پورے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے۔ ایک حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا اور دوسرا حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا۔ ستر اونٹ تھے جن پر باری باری سوار ہو کر یہ ننھا سا لشکر بدر کی طرف آ رہا تھا۔ لشکر میں مہاجر 83 یا 86 تھے' بقیہ انصار تھے۔ ان میں 61 قبیلہ اوس سے اور 170 قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ غزوے کا کوئی خاصا

Scanned with CamScanner

اہتمام نہ تھا نہ مکمل تیاری تھی۔ مدینہ کا انتظام پہلے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت ابولبابہ بن منذر رضی اللہ عنہ کو سونپا گیا۔ مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس اور انصار کا جھنڈا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ سپہ سالار اعلیٰ خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

ابھی آپ بدر کے راستے میں ہی تھے کہ قافلے اور لشکر کی اطلاعات مل گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معلومات ملنے کے بعد حالات کا گہرائی سے جائزہ لیا۔ مسلمانوں کا لشکر ہر چند کہ بہت چھوٹا تھا۔ سامان حرب بھی پاس نہ تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا ناگزیر قدم اٹھانے کا فیصلہ کرلیا جو شاندار شجاعت و بسالت کا آئینہ دار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سربکف ہو کر کفر سے ٹکرانے کا فیصلہ فرمالیا' کیونکہ اگر مکی لشکر کو اسی طرح چھوڑ دیا جاتا تو اس کی فوجی ساکھ کو بڑی قوت پہنچتی اور پورے علاقے میں ان کی دھاک بیٹھ جاتی اور ابوجہل جیسے دشمن اسلام سے یہ بعید نہ تھا کہ وہ آگے بڑھ کر مدینہ پر حملہ کردیتا۔ (ملخصاً من السیرۃ النبویۃ لابن ہشام' 2/207-620' والرحیق المختوم' ص 685-690)

(70)

عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہ پارے

لَمَّا عُرِجَ بِیَ اِلَی السَّمَآءِ فَمَا مَرَرْتُ بِسَمَآءٍ اِلَّا وَجَدْتُّ اِسْمِیْ مَکْتُوْبًا فِیْهَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ (مسند البزار' جلد نمبر 3' صفحہ نمبر 162' المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 3' صفحہ نمبر 60' تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) جلد نمبر 5' صفحہ نمبر 445' الکامل (ابن عدی) جلد نمبر 4' صفحہ نمبر 1507' کشف الاستار' حدیث نمبر 2482' خصائص کبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1' صفحہ نمبر 13)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آسمانوں کی طرف مجھے معراج کرائی گئی تو میں جس آسمان سے بھی گزرا تو اس میں میں نے لکھا ہوا پایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆...... قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَامُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا اُعَذِّبُ اَحَدًا تُسَمّٰی بِاِسْمِكَ بِالنَّارِ ۔ (دیلمی' من طریق ابی نعیم' جلد نمبر 3' صفحہ نمبر 220' الاتحافات (مدینی) صفحہ نمبر 83' السیرۃ الحلبیۃ (نور الدین حلبی) جلد نمبر 1' صفحہ نمبر 121' طیب الوردۃ شرح قصیدۃ بردۃ' صفحہ نمبر 380' مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1' صفحہ نمبر 132' فارسی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس نے آپ کے نام پر نام رکھا اس کو عذاب نہ دوں گا۔

جنت عدن کا پہلا کلام

لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ جَنَّۃَ عَدْنٍ وَھِیَ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ . قَالَ لَھَا تَکَلَّمِیْ قَالَتْ: لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ . قَدْ اَفْلَحَ مَنْ دَخَلَ فِیَّ وَشَقِیَ مَنْ دَخَلَ النَّارَ . (الاتحافات، صفحہ نمبر 674، فضائل التوحید از طاہر بن محمد طبری، التدوین فی اخبار قزوین، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 150، کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 43)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جب جنت عدن پیدا کی اور اللہ تعالیٰ نے یہ پہلی جنت پیدا کی تھی اس سے ارشاد فرمایا: کلام کرو، تو جنت عدن نے کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اور کہا: تحقیق مومن کامیاب ہو گئے اور کامیاب ہوگا ہر وہ شخص جو مجھ میں داخل ہوگا اور ہر وہ شخص بد بخت ہوگا جو جہنم میں داخل ہوگا۔

☆ ......اَوَّلُ شَیْءٍ کَتَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ اَنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اَنَا وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (تفسیر قرطبی جز نمبر 19، صفحہ نمبر 298)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ پر جو سب سے پہلی چیز لکھی وہ یہ تھی کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں۔

☆ ......یَا عَلِیُّ فِی الْعَرْشِ مَکْتُوْبٌ اَنَا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلِیْ .

(کنز العمال "علی متقی" جلد نمبر 11، صفحہ نمبر 205)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے عرش پر لکھا ہوا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں۔

نام محمد کے قرباں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْقَفُ عَبْدَانِ اَیْ اِسْمُ

اَحَدُھُمَا اَحْمَدُ وَالْاٰخَرُ مُحَمَّدٌ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَیُؤْمَرُ بِھِمَا اِلَی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلَانِ: رَبَّنَا بِمَا اسْتَاْھَلْنَا الْجَنَّۃَ وَلَمْ نَعْمَلْ عَمَلاً تُجَازِیْنَا بِہٖ . یَقُوْلُ لَھُمَا: عَبْدَیْ اُدْخُلَا الْجَنَّۃَ . فَاِنِّیْ اٰلَیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ اَنْ لَّا یَدْخُلُ النَّارَ مَنْ اسْمُہٗ مُحَمَّدًا وَّلَا اَحْمَدًا . (تنزیہ الشریعۃ، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 173، الفوائد المجموعۃ، صفحہ نمبر 471، المنار المنیف، صفحہ نمبر 57، السیرۃ الحلبیۃ (نور الدین حلبی) جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 121)

ترجمہ: دو بندے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے ان میں سے ایک کا نام احمد ہوگا اور دوسرے کا نام محمد ہوگا۔ ان کو جنت میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ وہ کہیں گے اے رب ہمارے ہمیں جنت کا اہل کس طرح کر دیا گیا؟ جب کہ ہم نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کی وجہ سے ہمارے لئے جنت جائز کر دی جاتی۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ میں نے خود پر لازم کر دیا ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔

اُمت کو نعمت ملی تو حضور خوش ہو گئے (صلی اللہ علیہ وسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبُشْرٰی یُرٰی فِیْ وَجْھِہٖ . فَقُلْنَا: اِنَّا لَنَرَی الْبُشْرٰی فِیْ وَجْھِکَ . فَقَالَ: اِنَّہٗ اَتَانِیَ الْمَلَکُ فَقَالَ: یَامُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْکَ اَنَّہٗ لَا یُصَلِّیْ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَّلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا . (سنن النسائی، کتاب السھو، باب فضل التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سنن الدارمی، کتاب الرقاق باب فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مسند احمد، جلد نمبر 4، صفحہ نمبر 30، مصنف ابن ابی شیبہ، جلد نمبر 6، صفحہ نمبر 330، صحیح ابن حبان، روایت نمبر 915)

Scanned with CamScanner

ترجمہ: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کہ مسرت آپ کے چہرے سے ظاہر ہو رہی تھی۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج تو ہم آپ کے چہرۂ مبارک کو شادمانی سے معمور دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور آکر عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی امتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ سلام عرض کرے تو میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔

اُمتی کو درود وسلام کا فائدہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مَامِنْ عَبْدٍ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً اِلَّا عَرَجَ بِھَا مَلَکٌ حَتّٰی یَجِیْءَ بِھَا وِجَاہَ الرَّحْمٰنِ فَیَقُوْلُ اللہُ تَعَالٰی: اِذْھَبُوْا بِھَا اِلٰی قَبْرِ عَبْدِیْ تَسْتَغْفِرُ لِقَائِلِھَا وَتَقِرُّ بِھَا عَیْنُہٗ ۔ (مسند الفردوس کما ہامش جلاء الافہام، القول البدیع (سخاوی) صفحہ نمبر 124، جلاء الافہام (ابن قیم) صفحہ نمبر 123)

ترجمہ: کوئی بھی میرا غلام جب مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ اسے لے کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اسے لے کر (اس بندے کے مرنے کے بعد) اس کی قبر پر جاؤ اور اس کی قبر پر اس کے لئے استغفار کرتے رہو اور اس کے ساتھ اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرتے رہو۔

اَعْطَانِیْ رَبِّیْ فَقَالَ اَنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ مِنْ اُمَّتِکَ صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا (القول البدیع (سخاوی) صفحہ نمبر 112)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت عطا فرمادی ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت میں سے جس نے آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجا میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا۔

میں رسول اللہ کی تلوار کے ساتھ لڑتا ہوں

ایک غزوہ میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جنگ کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تلوار طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کردی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے کفار کے ساتھ لڑتے ہوئے یہ رجز پڑھنے لگے:

اِنِّیْ امْرَؤٌ بَایَعَنِیْ خَلِیْلِیْ
وَنَحْنُ عِنْدَ اَسْفَلِ النَّخِیْلِ
اَلَا قَوْمُ الدَّھْرِ فِی الْکُیُوْلِ
اَضْرِبُ بِسَیْفِ اللہِ وَالرَّسُوْلِ

(مصنف ابن ابی شیبہ، جلد نمبر 4، صفحہ نمبر 223)

ترجمہ: میں وہ آدمی ہوں کہ میرے خلیل (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے کھجوروں کے باغ کے پاس بیعت لی۔ خبردار رہو میں میدان جنگ میں بلند جگہ پر عرصہ تک کھڑا ہوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے مارتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

(71)

زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

عامر بن حطان خارجی تھا اور حجاج بن یوسف کے مخالفین میں سے تھا، حجاج نے اسے گرفتار کیا، جلاد سے کہا: ''بدکار عورت کے اس بیٹے کی گردن اڑا دو'' عامر نے بڑے پروقار انداز میں سر اٹھا کر کہا:

''حجاج! تمہارے بڑوں نے تمہاری بڑی غلط تربیت کی ہے، موت کے بعد رہ کیا جاتا ہے، میں جواباً اسی طرح کی گالی تمہیں دوں تو مجھے کیا خوف ہو سکتا ہے لیکن گالی دینا بہادروں اور شرفاء کے شایانِ شان نہیں''۔

یہ گالی کا باعث نجات جواب تھا۔ حجاج نے اس کا یہ جملہ سن کر شرمندگی سے سر جھکا لیا پھر اس نے کہا: ''تمہارے ساتھ احسان کیا جا سکتا ہے؟'' عامر نے کہا: ''کیوں نہیں'' چنانچہ حجاج نے گھوڑا اور زادِ راہ دے کر اسے اپنے علاقے کی طرف رخصت کیا پھر وہاں پہنچا تو اس کے قبیلہ کے لوگوں نے کہا: ''آپ کو اللہ نے آزادی دی ہے، حجاج نے نہیں، بھرپور تیاری کے ساتھ ہمیں دوبارہ حجاج پر حملہ کرنا چاہئے''۔ لیکن عامر نے کہا: ''حجاج نے مجھ پر احسان کیا ہے اور اس احسان نے میرے ہاتھ باندھ لئے ہیں، اب میں اس کے خلاف لڑنے پر آمادہ نہیں ہو سکتا''۔ (العفو والاعتذار لابی الحسن الرقام ص 559)

(72)

میرے رب نے مجھے بری کر دیا

سری بن یحییٰ کہتے ہیں: ایک شخص خراسان سے بصرہ آیا۔ اس کے پاس دس ہزار درہم تھے، اس نے حج کا ارادہ کیا اور کسی کے بتلانے سے حبیب ابن ابی محمد کے پاس آیا اور کہا میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں یہ دس ہزار درہم رکھ لو اگر کوئی مناسب مکان مل جائے تو خرید لینا۔

فرمایا بہت اچھا۔ اس کے جانے کے بعد بصرہ میں قحط پڑ گیا۔ حبیب فارسی نے کہا اس کا آٹا خرید کر مساکین میں تقسیم کر دیا جائے اور اس کے لئے راضی نہ ہو تو اس کو اس کے درہم واپس کر دیں گے۔ پھر دس ہزار کا آٹا خرید کر مساکین کو کھلا دیا۔

جب خراسانی واپس آیا تو اس نے مکان کا دریافت کیا: حبیب نے کہا ہم نے تیرے لئے جنت میں محل خریدا ہے جس میں نہریں، باغات اور خادم ہیں۔ خراسانی نے بیوی سے مشورہ کیا اس نے کہا: دنیا کی زندگی چند روز کی ہے گزر جائے گی۔

یہ سودا اچھا ہے بشرطیکہ حبیب سے عہد لکھوا لو۔ وہ خراسانی آیا اور حبیب سے کہا لکھ دو۔ حبیب فارسی نے کہا: اے کاتب لکھو! بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں نے دس ہزار درہم کے بدلے خراستانی کے لئے اپنے رب سے مکان خریدا جس میں نہریں، باغات اور غلام ہوں گے اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ وہ خراسانی کو مکان دے اور حبیب کو وعدہ سے بری کر دے۔

یہ تحریر لے کر خراسانی چلا گیا۔ چالیس دن کے بعد وفات پائی۔ موت سے قبل اس

نے وصیت کی کہ یہ تحریر میرے کفن میں رکھ دی جائے۔ وہ رکھ دی گئی۔

جب اس کے دفن سے فارغ ہوئے تو قبر کے اوپر ایک تحریر لکھی ہوئی پائی جس میں لکھا تھا کہ ہم نے وہ مکان جو ابھی محمد حبیب الفارسی نے خراسانی کے لئے خریدا تھا دے دیا ہے اور حبیب کو اس کے وعدے سے بری کر دیا ہے۔

جب یہ خط حبیب الفارسی کے پاس پہنچا تو وہ پڑھتے تھے اور بوسہ دیتے تھے اور روتے تھے (یعنی خوشی سے) اور اپنے ساتھیوں کو دکھاتے تھے کہ میرے رب نے مجھے بری کر دیا ہے۔ (حلیہ' ج 6' صفحہ 152)

☆......جعفر کہتے ہیں: حبیب الفارسی نرم دل تھے' سارے لوگوں سے زیادہ رونے والے تھے۔ ایک رات بہت کثرت سے روئے۔ عمرہ نے کہا: اے ابومحمد کیوں روتے ہو؟ حبیب نے کہا چھوڑ مجھے میں ایسا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہوں جو میں نے اس سے پہلے اختیار نہیں کیا۔ (حلیہ' ج 6' صفحہ 154)

(73)

حضور علیہ السلام نے بچے کا امتحان لیا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' ان جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں جو اپنے زمانے کے بڑے عالم اور مفتی شمار ہوتے تھے۔ جب رحمت بے کراں' شاہِ رسولاں' نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اس وقت یہ کم عمر بچے تھے' دس گیارہ برس کے لگ بھگ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرما کر آنے سے پانچ برس قبل یتیم ہو چکے تھے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ پہنچے تو لوگ جوق در جوق اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے آ رہے تھے اور کچھ نئے لوگ دین اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں میں قرار لینا چاہتے تھے۔ لوگ خود بھی آ رہے تھے اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ لا رہے تھے۔

حضرت زید کہتے ہیں مجھے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا کہ بنونجار کا یہ بچہ محض اپنے شوق سے قرآن پاک کی سترہ سورتوں کا حافظ بن چکا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امتحان کے طور پر مجھے پڑھنے کو ارشاد فرمایا تو میں نے سورہ قٓ آپ کو پڑھ کر سنائی اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا پڑھنا پسند کیا اور تحسین فرمائی۔

سبحان اللہ کیسے عالی شان...... یہ استاذ تھے اور کتنے خوش قسمت یہ...... تلمیذ و شاگرد۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت اِس جہان میں نصیب فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت و معیت اُس جہاں میں نصیب فرمائے اور آپ کے اہل بیت اطہار اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت و عقیدت سے ہمارے سینوں کو بھر دے۔ آمین۔ (فتح الباری' الاصابہ)

(74)

وعدہ خلافی کا گناہ

وعدہ خلافی اور عہد شکنی بھی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ کیوں کہ اپنے عہد اور وعدہ کو پورا کرنا مسلمان پر شرعاً واجب ولازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۔

اے ایمان والو! اپنے عہد کو پورا کرو۔ دوسری آیت میں یوں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۔

بیشک عہد اور وعدہ کے بارے میں قیامت کے دن پرسش ہوگی۔

1- حدیث: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل۔ (بخاری ج 1، ص 451)

2- حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چار باتیں جس شخص میں ہوں وہ خالص منافق ہوگا (1) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (2) جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے (3) جب کوئی معاہدہ کرے تو عہد شکنی کرے (4) جب جھگڑا کرے تو گالی بکے۔ (بخاری ج 1، ص 451)

3- حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر عہد شکنی کرنے والے کی سرین کے پاس قیامت کے دن میں اس کی عہد شکنی کا ایک جھنڈا ہوگا۔

(کنز العمال، ج 3، ص 293)

4- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب اولین و آخرین کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) جمع فرمائے گا تو ہر عہد توڑنے والے کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔ (کنز العمال، ج 3، ص 293)

5- حدیث: ایک صحابی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ اس وقت تک ہلاک نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اپنے لوگوں سے عہد شکنی نہ کریں گے۔ (کنز العمال، ج 3، ص 293)

ہر عہد اور وعدہ کو پورا کرنا مسلمان کے لئے لازم وضروری ہے اور عہد کو توڑ دینا اور وعدہ خلافی کرنا اگر بغیر کسی عذر شرعی کے ہو تو حرام و گناہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(75)

اعمال نامہ کھلنے کا بیان

حُکِیَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَلَہٗ کُلَّ یَوْمٍ صَحِیْفَۃٌ جَدِیْدَۃٌ فَاِذَا طُوِیَتْ وَلَیْسَ فِیْھَا اسْتِغْفَارٌ فَھِیَ مُظْلِمَۃٌ .... فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا الَّذِیْ سَتَرْتُھَا عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَاَنَا اَغْفِرُ ھَالَکَ الْیَوْمَ فَاذْھَبْ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُھَا وَھٰذَا مَنْ یُّنَاقَشُ فِی الْحِسَابِ ثُمَّ یَنْجُوْا بِفَضْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی .

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی ایک مگر اس کا ہر دن عملنامہ لکھا جاتا ہے پس جب وہ لپیٹا گیا کہ اس میں استغفار نہ ہو پس وہ تاریکی ہے اور اگر اس حال میں لپیٹا گیا کہ اس میں استغفار ہو تو وہ نور سے چمکتا ہوگا فقیہ ابواللیث سمرقندی نے فرمایا نہیں کوئی ایک دنیا میں مگر اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو شب و روز اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کے سانس اور عمل لکھتے ہیں نیک اور برے قصداً ہوں یا بھول سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور بے شک تم پر دو محافظ ہیں اور ہر دن اور ہر رات اس کے اعمال لیکر اوپر جاتے ہیں اور اس کے پورے سال کے اعمال نصف شعبان کی رات کو یکجا کر دیتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ لیلۃ القدر میں جمع کرتے ہیں اور اس

کی لغو باتیں نکال پھینکتے ہیں اور ہر عملنامہ کو خط میں سربہ مہر کر دیتے ہیں اور جب کسی کی موت آئے اور وہ نزاع میں واقع ہو۔ تو تمام خطوط بعض کو بعض سے ملا کر جمع کر دیتے ہیں پھر جب اس کی روح نکلے تو اس کا عملنامہ لپیٹ کر اس پر مہر کر دی جاتی ہے اور اس کی گردن سے لٹکا دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ تعالیٰ کا ارشاد ہے' اور ہر ایک کا اعمال نامہ ہم نے اس کی گردن میں پیوست کر دیا ہے''۔ یعنی اس کے اعمال نامہ کو ہم نے اس کے گلے کا قلادہ بنا دیا ہے اور گردن کو اس لئے خاص کیا کہ وہ قلادہ اور طوق ڈالنے کا محل ہے اس سے زینت دی جاتی ہے اور ظاہر کیا جاتا ہے اور روز قیامت اس کی کتاب عمل نکالی جائے گی کہ اسے کھلا ہوا دیکھے گا اور اسے کہا جائے گا کہ وہ اپنی کتاب پڑھ جسے تو نے دنیا میں مظالم سے بھر دیا آج تیرا نفس ہی تجھ پر حساب کو کافی ہے اور جب قیامت کے وقتوں میں اللہ مخلوق کو جمع کرے گا اور ان کے حساب کا ارادہ فرمائے گا تو ان پر ان کی کتابیں برف کے پرندے کی مانند اڑیں گی پس ندا دینے والا ندا دے گا کہ اے فلاں اپنا اعمال نامہ دائیں ہاتھ پکڑ و اور اے فلاں اپنا اعمال نامہ بائیں ہاتھ پکڑ و اور اے فلاں اپنا اعمال نامہ اپنی پیٹھ پیچھے سے پکڑو تو نیکوں اور پرہیزگاروں کے سوا کوئی دائیں ہاتھ میں عمل نامہ پکڑنے پر قدرت نہ پائے گا۔

حساب وکتاب کے بارے میں تین طبقات

پس تحقیق سعادت مند نیک و پرہیزگار اپنا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں لے لیں گے اور اشقیاء اپنے بائیں ہاتھوں سے اعمال نامہ کو پکڑیں گے اور کفار اپنی پیٹھوں پیچھے سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس جسے اپنا اعمال نامہ دائیں ہاتھ دیا گیا' اور اس طرح حساب میں لوگ تین طبقوں پر مشتمل ہوں

گے ایک طبقہ وہ جن کا حساب ہوگا پھر وہ ہلاکت میں ڈالے جائیں گے اور وہ کفار ہیں‘ دوسرا وہ جن کا حساب آسان ہوگا اور وہ اتقیاء ہیں‘ تیسرا وہ جن کا حساب سخت ہوگا پھر وہ نجات پائیں گے اور وہ گنہگار ہیں اور حدیث شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کہ فرمایا تیرے قدم اللہ کی پیشی میں رکے رہیں گے یہاں تک کہ تجھ سے تیری زندگی کے متعلق پوچھا جائے گا کہ تو نے اسے کیسے مشغول رکھا اور تجھ سے تیرے مال کے متعلق پوچھا جائے گا کہ تو نے کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور اس کے بارے میں پوچھا جائے گا جو تیرے عمل نامہ میں لکھا ہے جب عملنامہ آخر تک پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اے بندے یہ سب عمل تم نے کئے یا میرے فرشتوں نے اپنے پاس سے تیرے کچھ عملنامے میں زیادتی کی وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار یہ سب کا سب میں نے کیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں وہ ذات ہوں جو دنیا میں تیرے عملوں پر پردہ پوشی کرتا رہا اور میں تجھے بخش دیتا ہوں پس جا بے شک میں تجھے بخش دیا اور یہی حال اس کا ہوگا جس پر حساب میں سختی ہوئی پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے نجات پائی۔ (دقائق الاخبار)

اور جس کا حساب آسان ہوگا:

وَاَمَّا الَّذِیْ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا .... یَقُوْلُوْنَ فِیْ جَوَابِ هٰذَا الْخِطَابِ عَلِمْنَا مَا فَعَلْنَا فَاِنَّهٗ لَاطَاقَةَ لَهُمْ فِیْ جَوَابِ الْخِطَابِ ۔

ترجمہ: اور وہ جس کا حساب آسان ہو وہ ان میں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس بہرحال وہ جس کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ دیا گیا عنقریب اس کا حساب آسان ہوگا‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ حساب الیسیر کیا ہے؟ فرمایا آدمی اپنے اعمال نامہ میں گناہ دیکھے گا پھر

اسے معافی ہو جائے گی اور کہا جائے گا کہ روز قیامت مومنین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے محاسبہ کی مثال یوسف علیہ السلام کے اپنے بھائیوں کے ساتھ معاملہ جیسی ہے جب کہ انہوں نے اپنے بھائیوں کو فرمایا آج کے دن تم پر کچھ مواخذہ نہیں تو یونہی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے بندو کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کیا عمل کئے جب تم (دنیا سے) آئے پس نہ کہیں گے اس خطاب کے جواب میں کہ ہمیں معلوم ہے جو ہم نے کیا کیونکہ یہ ان کی جرأت نہ ہوگی۔ (ایضا)

(76)

صالحین کے واقعات میں عبرت وبصیرت

یقیناً صالحین کے واقعات وحالات میں اہل نظر کے لئے بڑی ہی عبرت وبصیرت کا سامان ہوتا ہے۔ ان سے دلوں کو روشنی، روحوں کو تازگی اور فکر ونظر کو بالیدگی ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے جہاں اور اسرار وحکم اور شرائع وقوانین کی عقدہ کشائی کی ہے وہیں انبیائے سابقین اور اقوام ماضیہ کے حالات وواقعات بھی بڑی اثر انگیز اور فیاضی سے بیان کئے ہیں اور ہمارے لئے انہیں سامانِ عبرت وبصیرت قرار دیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

(1) لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ط

(ت111، یوسف، پ13)

''بیشک ان کے واقعات میں اہل عقل کے لئے عبرت ہے''۔

(2) آیات ربانیہ کی تکذیب کرنے والوں کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ج فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ o (ت176، اعراف، پ9)

''وہ ان لوگوں کا حال ہے جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تو واقعات سنادو تاکہ یہ غور کریں''۔

(3) فرعون کی سرکشی اور دعوائے الوہیت بتانے کے بعد فرمان ہے۔

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى o اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ

يَّخْشٰى o (النبأ، 25، 26)

''تو خدا نے اسے دنیا وآخرت کی عبرت ناک سزا میں گرفتار کیا یقیناً اس سے خوف والوں کی آنکھیں کھلتی ہیں۔

(4) انبیائے کرام کے واقعات کو ثباتِ قلب کا ذریعہ بنایا گیا اور ان کی خبروں پر مشتمل آیات قرآنیہ کو نصیحت اور موعظت بتایا گیا۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ج وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ o (120 ہود، پ13)

اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارے دل کو ثبات بخشیں اور اس صورت میں تمہارے پاس حق آیا اور اہل ایمان کے لئے پند ونصیحت۔

دل والوں کے لئے نصیحت

(5) رب کریم نے اپنے خاص بندوں پر انعامات فرمائے ہیں اور انہیں ابتلاء وآزمائش سے بھی گزارا ہے اور پھر اس کے ثمرات وفوائد بھی دنیا وآخرت میں رکھے ہیں۔ اسی طرح سرکش اور نافرمان قوموں کو تباہی وبربادی سے بھی دوچار کیا ہے اور ان کی حالت زار کو بھی سامان عبرت ونصیحت قرار دیا ہے ایسی قوموں کی ہلاکت کے تذکرے کے بعد فرمان ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ o (36، ق37، پ26)

یقیناً اس میں اس کے لئے نصیحت ہے جو دل رکھتا ہو، یا متوجہ ہو کر کان لگائے۔

(6) درج ذیل آیات کریمہ ملاحظہ ہوں جن میں دعوت عبرت کے ساتھ اس مسلک اولیاء کی پوری ہدایت بھی موجود ہے جس کے دلکش مناظر اس کتاب کے ورق

Scanned with CamScanner

ورق پر جلوہ گر نظر آئیں گے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِىْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ۝ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

ان دو گروہوں میں جو برسرِ پیکار ہوئے تمہارے لئے نشانی تھی ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے اور دوسرا کافر کہ انہیں بچشم سر اپنے سے دونا دیکھ رہا ہے اور اللہ اپنی مدد سے جسے چاہتا ہے قوت دیتا ہے۔ یقیناً اس میں اہل بصیرت کے لئے عبرت ہے۔ لوگوں کے لئے خواہشات کی محبت آراستہ کی گئی عورتیں اور بیٹے اور نیچے اوپر لگے ہوئے سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان زدہ گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ دنیاوی زندگی کا سرمایہ ہے اور اللہ ہے جس کے پاس عمدہ ٹھکانہ ہے۔ تم فرماؤ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتا دوں؟ پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور پاک بیویاں اور اللہ کی خوشنودی اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے

رب ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے صبر والے اور سچے اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچ کرنے والے اور پچھلے پہر میں معافی مانگنے والے۔

اصل حکومت تو ان کی ہے

آیات بالا سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں ذکر شدہ گزشتہ امتوں کے واقعات ہمارے لئے درس عبرت اور باعث نصیحت ہیں اور یہ قرآن کا عظیم مقصد ہے' ان واقعات کو ذکر فرمانے کا بلاشبہ امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ) وہ بہترین امت ہے جو لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ظاہر ہوئی ممکن نہیں: اس کا دامن عبرت و موعظت کے ان آبدار موتیوں سے خالی ہو' اس میں جہاں ظاہری علوم وفنون کے تاجدار صنعت وحرفت کے ماہرین اور سیاست و جہاں بانی کے شناور پیدا ہوئے وہیں علم باطن کے رمز شناس' قلب و روح کے معالج' حکمت ومعرفت کے امام' ربانی اسرار وحقائق کے امین اور خلق کا رشتہ خالق سے مربوط و مضبوط کرنے والے عارفین واصلین بھی پیدا ہوئے۔ ان کی حیات کا لمحہ لمحہ اپنے اندر بے پناہ کشش رکھتا ہے' ان کی حکمرانی بحر وبر پر نظر آتی ہے۔ وہ بے سروسامان ہوتے ہوئے بھی منٹوں میں کسی کو تاج شاہی سے سرفراز کرتے ہیں۔ کسی کو تختہ دار پر پہنچاتے ہیں' اقلیم دل کی فرماں روائی ان کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ بڑے بڑے جبار ومغرور بھی ان کے آستانے پر لرزتے کانپتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اور ناچار یہ اعتراف بھی کرتے ہیں: اصل حکومت آپ کی ہے۔

محرمانِ راز اور عارفانِ کامل

ان کی زندگی کا عجب پہلو یہ ہے کہ آخرت کی رعنائیاں' جنت کی بہاریں' عقبیٰ کی مسرتیں اور حسن حقیقی کے دیدار کی لذتیں ان کے قلب ونگاہ میں صرف تصور وتخیل بلکہ مشاہدہ اور چشم دید مناظر و واقعات کے ناقابل شکست یقین محکم کی حد تک بسی ہوئی ہیں۔ ظاہری نگاہوں کو ظلمت شب کا پردہ چاک ہونے کے بعد خورشید عالم تاب کے

Scanned with CamScanner

ضیا بار ہونے کا جو یقین ہوسکتا ہے اسی قدر یا اس سے زیادہ ان محرمان راز اور عارفان ذات کو اس دلفریب دنیا کے زوال اور اس عالم جاوداں کے قرار ثبات کا یقین ہوتا ہے اور اس جہان باقی کی آبادکاری کے لئے وہ اسی طرح منہمک نظر آتے ہیں جیسے ظاہر شناس انسان اس دنیائے فانی کی آبادکاری کے لئے ہر لمحہ بے قرار نظر آتا ہے اور اس یقین سے ہر آن بے تاب نظر آتا ہے کہ اگر میں نے ذرا بھی غفلت کی تو اپنے ہمسروں سے بہت پیچھے ہو جاؤں گا تھوڑی سی چوک ہوئی تو میرا متوقع نفع خسارے میں تبدیل ہو جائے گا ذرا لاپروائی ہوئی تو آسائش حیات مکدر ہو جائے گی فکر ونظر نے خطا کی تو حکومت وقیادت کی باگ ڈور ہاتھ سے چھن جائے گی' سعی پیہم اور جہد شب و روز میں معمولی کوتاہی نے راہ پائی تو ہمیشہ کی پستی اور اپنے ہم چشموں کے سامنے ذلت وخواری کا مزہ چکھنا پڑے گا' علم وفن کے اشہب برق رفتار کی لگام ذرا ڈھیلی ہوئی تو برقی توانائیوں کی چکا چوند مدھم پڑ جائے گی اور بزم زمین کی آرائشوں میں بڑا فتور آ جائے گا۔ یہ دنیا ظاہر کے وہ یقینیات ہیں جن کے بل پر اس کی ساری چہل پہل کا وجود ہے اور ان ہی سے اس کی ساری بہاریں قائم ہیں ان یقینیات سے سارے عقلائے روزگار کا وجود سرشار ہے اور وہ ان سے انحراف کو جنون و بے عقلی' کوتاہ بینی و ناعاقبت اندیشی کے سوا دوسرا کوئی نام دینے کو تیار ہی نہ ہوں گے۔

نورِ آخرت اور دانش یزدانی

یہ وہ طرزِ فکر ہے جس سے آخرت کو ماننے والے اکثر افراد عالم بھی بچ نہیں سکتے۔ فرق یہ ہے کہ ان میں جن کو نور آخرت اور دانش یزدانی کا حصہ حاصل ہے وہ اپنی دنیاوی تگ ودو میں فکر آخرت کو بھی ساتھ رکھتے ہیں اور ان میں جنہیں کچھ اور زیادہ حصہ ملا ہے وہ ان ساری کوششوں کو اس دین کی سربلندی کے ارادے سے وقف کرتے ہیں جسے پوری زمین میں عام کرنے اور اس کا کلمہ بلند کرنے کی ذمہ داری ان کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ مسبب الاسباب کو کارساز جانتے اور اس کی رضا کو اصل مقصود بناتے ہوئے

اسباب کا سہارا لینا اور وسائل و ذرائع کو عمل میں لانا یہی وہ درمیانی راہ ہے جس پر اکثر اہل دین کاربند ہوئے اور عام حالات میں اکثر انبیائے کرام نے بھی محض عامہ امت کی آسانی اور اس کے لئے اتباع واقتداء کی سہولت کی خاطر اسی راہ کو اپنایا اگرچہ وہ سبھی کلیتہً ترک دنیا اور تجرد کی راہ پانا نے پر بلاشبہ قادر تھے اور سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اسے عملاً اپنا کر بھی دکھا دیا۔

مگر انبیائے کرام اور سید الانبیاء علیہ وعلیہم السلام سے ہر لمحہ اکتساب قوت وفیض کرنے والے متبعین میں ہی ایسے بلند حوصلہ اور عالی نظر افراد بھی پیدا ہوئے جنہوں نے صرف مسبب الاسباب سے کام رکھا اور صرف اس کی ذات کو اپنا مقصود بنایا ان کے سامنے صرف آخرت ہی آخرت ہے انہیں یقین ہے کہ دنیاوی علائق و روابط اور لذت و آسائش میں منہمک ہوئے تو ہماری ابدی زندگی ویران ہو جائے گی اور وہ زندگی جس کا ایک دن یہاں کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ سو سالہ زندگی کی رعنائیوں' لذتوں اور آسائشوں میں پھنس کر اس حیات دائمی کو بے رونق و بے کیف بنانا یقیناً بے عقلی اور جنون ہے فکر آخرت نے انہیں ایسا بے تاب وسیماب صف بنا رکھا ہے کہ انہیں نہ یہاں کے فانی ایوان وقصور بھاتے ہیں' نہ سیم وزر کی کھنک انہیں فریفتہ کرتی ہے اور نہ عیش وتنعم کے یہ ہزارہا میل میں پھیلے ہوئے مظاہر انہیں اپنی جانب مائل کرتے ہیں' دراصل وہ ان ایوانوں سے زیادہ پرشکوہ اور پرکیف ایوان وقصور دیکھ چکے ہیں جن پر کبھی گردش ایام اثر انداز نہیں ہوسکتی' جن کے مکینوں میں کسی سائے کے مکینوں کی طرح آئے دن تبدیلی نہیں ہوتی جن کی آسائشوں میں کسی رنج وغم اور خوف وخطر کی آمیزش نہیں ہوتی بلکہ ان میں عارفانہ حق اور عاشقان ذات کی ہمتیں وشوق بہشت اور خوف نار سے بھی بالاتر ہیں اس کے لئے جمال حقیقی اور حسن ازلی کے دیدار کے سوا کوئی لامحدود اور لافانی کیفیت و سرور بھی سکون بخش نہیں وہ اسے چھوڑ کر جنت لینے کو بھی تیار نہیں' اس فانی دنیائے دوں میں الجھنا کیا جانیں۔

Scanned with CamScanner

بلاشبہ ان کے حالات و واقعات میں ہمارے لئے درس عبرت ہے۔ ان کے اسرار و افکار میں ہمارے لئے سامان بصیرت ہے۔ ان کے حقائق و معارف میں ہمارے لئے گنجینۂ حکمت ہے اگر ہم ان کے قدم بہ قدم نہیں چل سکتے تو اپنی نیتوں اور اپنے معاملات کی دنیا تو سنوار سکتے ہیں۔ مولائے حقیقی کی ناراضگی مول لے کر اپنے نفس کی خوشنودی کے سودوں سے تو باز رہ سکتے ہیں' آخرت کا خسارہ سہ کر دنیا کا نفع کمانا تو چھوڑ سکتے ہیں' حلال و حرام کی تمیز' آخرت کے سود و زیاں اور رب قدیر کے غضب و رضا سے بے نیاز ہو کر محض دنیائے دنی کی خوش نما لذت و آسائش' سرمایہ فانی کے نفع و ضرر اور خواہش نفس کی رضامندی و ناراضی میں سرگردانی کا وطیرہ تو ترک کر سکتے ہیں اور کم از کم اس درمیانی راہ تو چل سکتے ہیں جس میں فکر دنیا کے ساتھ آخرت سے بے فکری نہ ہو' آبادی دنیا کی دھن میں عقبیٰ کی ویرانی نہ ہو' لذت نفس کی فراہمی میں احکام مولا سے روگردانی نہ ہو' مومن اگر صرف آخرت کا نہیں بنتا تو صرف دنیا کا بن کر بھی نہیں رہ سکتا ہاں کافر کے لئے یہ راہ بہت کشادہ ہے' اس کی جنت یہی ہے' اس کا سب کچھ یہیں ہے' مومن اگر ان عرفاء کے قدم بہ قدم نہیں چل سکتا تو ان سفہاء کے قدم بہ قدم چلنے کی بھی فکر نہ کرے اور کم از کم وہ راہ اپنائے جو دونوں کے درمیان ہو یہ راہ اگرچہ ان خاصان خدا کے جادہ بلند سے کمتر ہو مگر ان نادانوں کی ڈگر سے برتر و بہتر ضرور ہو گی۔ ان واقعات میں جو کیف و لذت مستور ہے' ان کا لطف اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب حضور قلب اور اکتساب فیض کے ارادے سے ان کا مطالعہ کیا جائے یقیناً ان میں روح کی بالیدگی' یقین کی پختگی اور ایمان کی ترقی و مضبوطی کا کافی سامان موجود ہے۔

واقعات کو بیان کرنے کا مقصد

ان واقعات کا مقصد یہ نہیں: کسی ایک دو یا چند ادوار' کسی شہر یا بلاد' کسی طبقہ یا طبقات کی زمانی تاریخ مرتب کی جائے اور فن تاریخ کا کوئی علمی شاہکار تصنیف کیا جائے بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کو وہ خلوتیں اور جلوتیں دکھائی جائیں جو فکر آخرت اور ذکر

حبیب کی لذتوں سے سرشار ہیں' ان فرزانوں کی داستان سنائی جائے جن کے سامنے دنیا ایک بے ثبات اور ناپائیدار سائے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی جن کی نگاہوں میں منزل جاوداں کے پر کیف مناظر اسی طرح بسے ہوئے ہیں جیسے اہل دنیا کی نگاہوں میں یہ فنا پذیر مناظر' بے ثبات رعنائیاں اور دل فریب عشرتیں چھائی ہوئی ہیں: نکالے نہیں نکلتیں' ساتھ ہی ان مغرور اور فریب خوردہ نادانوں اور مجنونوں کا انجام بھی دکھایا جائے جنہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ دنیا ہی دارالبقاء ہے اور چند روزہ زندگی کے لئے سج دھج ایسی اپنائی کہ گویا ہزارہا سال رہنے کا سودا سر میں سمایا ہوا ہے' محلوں پر محل تیار ہو رہے ہیں سیم و زر کا ڈھیر لگ رہا ہے۔ خدم و حشم کا جم غفیر ہے۔ عیش و تنعم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے' سرور انگیز نغموں کی موجیں رواں ہیں۔ خم پر خم اور پیمانوں پر پیمانے چھلک رہے ہیں مگر چند دنوں میں ایسا سناٹا کہ "ہو" کا عالم ہے۔ ویرانی ہی ویرانی' تاریکی ہی تاریکی۔ (ماخوذ)

Scanned with CamScanner

(77)

اصحاب بدر کا حضور علیہ السلام سے مشورہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے ہی میں اعلیٰ کمان کا اجلاس طلب فرمایا۔ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور ان کی رائے لی۔ سبحان اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی کتنے جاں نثار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارۂ ابرو پر اپنی گردن کٹوانے کے لئے بے تاب رہتے تھے۔

قائدین میں سے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم اٹھے اور بڑی عمدہ باتیں کیں، پھر مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ اٹھے۔ انہوں نے کہا: ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں کہ ہم کہیں تم اور تمہارا ربّ جاؤ اور لڑو، ہم یہیں بیٹھیں گے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہم ساتھ لڑیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے کلمۂ خیر کہا اور دعا دی۔ پھر ارشاد ہوا کہ مشورہ دو۔ اشارہ شناس قدموں میں بیٹھے تھے۔ سمجھ گئے کہ اشارہ انصار کی طرف ہے۔

اب انصار کے پرچم بردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اٹھے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کہیں اشارہ میری طرف تو نہیں؟ ارشاد ہوا ہاں، تو انہوں نے ایثار و قربانی کی پیش کش کرتے ہوئے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیئے۔ انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں تو سمندر میں کود پڑیں۔ جس سے آپ لڑیں گے اس سے ہم بھی لڑیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے تعلق توڑ لیں گے، ہم بھی اس سے تعلق توڑ لیں گے۔ جس سے تعلق استوار کریں گے اسے ہم بھی جڑ جائیں گے۔ ہم ہر

حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ ہمارے اموال اور ہماری جانیں آپ پر فدا ہیں۔ اگر آپ برک غماد (یمن کے ایک علاقے کا نام ہے) تک چلیں تو ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلیں گے۔ ان کی تقریر سن کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

(الرحیق المختوم ص 191، 192 بتصرف یسیر)

(78)

شانِ مصطفیٰ ﷺ کے بکھرے موتی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ ۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب ماجاء انما الاعمال بالنیۃ الخ، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب انما الاعمال بالنیات، سنن الترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی من یقاتل ریاء وللدنیا، سنن نسائی، کتاب الطھارۃ باب النیۃ فی الوضوء، سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فیما عنی بہ الطلاق والنیات، سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب النیۃ، مسند احمد، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 25، صحیح ابن حبان، جلد نمبر 5، صفحہ نمبر 131، معجم ابن عساکر، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 48)

ترجمہ: بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔ پس اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف ہے۔ جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے وہ اسے پہنچے گی۔ یا عورت کے لئے ہجرت کی اس کے ساتھ شادی کرے تو پس اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس طرف اس نے ہجرت کی۔ (معلوم ہوا ہجرت کا ثواب تبھی حاصل ہوتا ہے جب ہجرت اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول کی طرف کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول اس عمل میں بھی خدا سے جدا نہیں، جو اجر اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کرنے کا ہے وہی اجر رسول کی طرف ہجرت کرنے کا ہے۔ یاد رہے ہجرت پہلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے)

نرالی شان والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جب یہودی قبیلہ بنی قریظہ نے جنگ خندق کے دوران غداری کی تو باز پرس پر انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اپنا ثالث مقرر کر دیا تو انہوں نے جو فیصلہ کیا کہ ان کے جوانوں وغیرہ کو قتل کر کے ان کے مالوں پر قبضہ کر لیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَصَبْتَ حُكْمَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (طبقات ابن سعد، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 324، اتحاف الخیرۃ المہرۃ، جلد نمبر 5، صفحہ نمبر 138)

ترجمہ: تو نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا (کی رضا والا ہی) فیصلہ کیا ہے۔ (ثابت ہوا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نہ صرف حضور کا عرفان عطا کیا بلکہ ان کو عرفان الٰہی سے بھی ہمکنار کر دیا کہ وہ جو بھی فیصلہ کرتے ہیں اس میں اللہ و رسول کی رضا ہوتی ہے)

☆.....حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کے وصال پر ملائکہ نے عرض کیا:

قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ إِلٰهَنَا وَسَيِّدَنَا فَابْقٰى نَبِيُّكَ هٰذَا يَتِيْمًا ۔ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: أَنَا لَهٗ وَلِيٌّ وَّحَافِظٌ وَّنَاصِرٌ ۔ (شرف المصطفیٰ، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 352، المواہب اللدنیۃ (قسطلانی) جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 64)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کے وصال شریف پر ملائکہ نے عرض کیا اے ہمارے معبود اور اے ہمارے مالک تیرا نبی در یتیم باقی رہ گیا

Scanned with CamScanner

ہے' تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں ہی ان کا مولیٰ' محافظ اور مددگار ہوں۔

ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اپنے رب کی رحمت کا سہارا ہے جبکہ ہر مسلمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا سہارا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ ہیں۔

☆......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا:

مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِالرُّؤْيَا الصَّادِقَةِ فَاِنَّهٗ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (دیلمی عن عبدالرحمن بن عائذ رضی اللہ عنہ کما ذکرا لسیوطی' جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 23829' الجامع الکبیر (سیوطی) حدیث نمبر 6563' کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 15' صفحہ نمبر 158)

ترجمہ: جو کوئی سچے خوابوں پہ ایمان نہ رکھے وہ ایماندار نہیں ہے۔

پتہ چلا کہ سچے خوابوں کے ذریعے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ یاد رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آغاز بھی سچے خوابوں سے ہوا تھا۔

اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى: قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ ۔ (تہذیب ابن عساکر' جلد نمبر 1' صفحہ نمبر 7' الجامع الکبیر (سیوطی) حدیث نمبر 4849' الفتح الکبیر' جلد نمبر 1' صفحہ نمبر 340' المواھب اللدنیہ (قسطلانی) جلد نمبر 2' صفحہ نمبر 192' کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 11' صفحہ نمبر 170' 189)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین بلند کر دی پس میں دنیا کو دیکھتا ہوں اور جو کچھ اس میں قیامت تک

ہونے والا ہے اس کو ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

نیک کام میں اللہ اور رسول کی رضا کا مطلوب ہونا

عَنْ عِبَادَةَ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ عِبَادَةَ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيْ اَبُوْ اَيُّوْبَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا اَبَا اَيُّوْبَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى صَدَقَةٍ يُّحِبُّهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ؟ تُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ اِذَا تَبَاغَضُوْا وَتَفَاسَدُوْا ۔ (طبرانی کبیر' جلد نمبر 4' صفحہ نمبر 138' مسند عبد بن حمید' حدیث نمبر 232' جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 4499' اتحاف الخیرۃ المھرۃ' حدیث نمبر 5349' مجمع الزوائد' جلد نمبر 8' صفحہ نمبر 152)

حضرت عبادہ بن عمیر بن عبادہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: مجھے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوایوب کیا میں تجھے اس صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند ہے؟ جب لوگ آپس میں بغض رکھتے ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ فساد کر رہے ہوں اس وقت تم ان کے درمیان صلح کروانا۔

(معلوم ہوا نیکی میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی رضا و پسندیدگی پیش نظر رکھنی چاہئے یہ شرک ہرگز نہیں ہے۔ اگلی حدیث بھی ملاحظہ ہو)

☆...... جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَمَّا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ فَقَالَ لَهٗ: سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ... قَالَ اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَحِبَّآءِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔ قَالَ اَحِبَّ مَا اَحَبَّ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَاَبْغِضْ مَا اَبْغَضَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۔ (جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 37640' کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 16' صفحہ نمبر 54)

ترجمہ: ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: میں

آپ سے کچھ سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: پوچھو جس کا جواب تم چاہتے ہو۔ (اس نے کئی سوالات کئے ان میں سے ایک یہ سوال پوچھا) عرض کی: میں ان میں سے ہونا چاہتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جس چیز سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتے ہیں ان سے محبت کرو اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند کرتے ہیں اسے ناپسند کرو۔

جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے ہمیں پسند

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ اِلَّا اَبْغَضَہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ (جامع ترمذی' ابوب المناقب' باب فی فضل الانصار والقریش' مسند احمد' جلد نمبر 1' صفحہ نمبر 309' فضائل الصحابۃ (امام احمد بن حنبل) جلد نمبر 2' صفحہ نمبر 791' مسند ابی یعلیٰ' جلد نمبر 2' صفحہ نمبر 370' تعظیم قدر الصلاۃ (مروزی) جلد نمبر 1' صفحہ نمبر 459' مسند الطیالسی (ابو داؤد الطیالسی) جلد نمبر 2' صفحہ نمبر 139' کتاب الایمان (قاسم بن سلام الھروی) باب الخروج من الایمان بالمعاصی' غایۃ المقصد فی زوائد المسند (ہیثمی) کتاب المناقب باب فضل الانصار)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار کے ساتھ دشمنی نہیں کرے گا۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے دشمنی کریں گے۔

☆...... شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَۃِ یُدْعٰی لَھَا الْاَغْنِیَآءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَآءُ وَمَنْ لَّمْ یُجِبْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ ۔ (صحیح بخاری' کتاب النکاح' باب من ترک الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ' صحیح مسلم' کتاب النکاح' باب الامر باجابۃ الداعی الی دعوۃ' سنن ابن ماجہ' کتاب النکاح' باب اجابۃ الداعی' مؤطا امام مالک' کتاب النکاح' باب ماجاء فی الولیمۃ' مسند احمد' جلد نمبر 2' صفحہ نمبر 240)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) سب سے برا کھانا اس ولیمے (دعوت) کا ہے جس میں مالداروں کو تو بلایا جائے اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جائے اور جو کوئی دعوت قبول نہ کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔

قانون وہی ہے جو اللہ اور رسول نے فرمادیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کنوارے زانیوں کو کوڑے لگانے کا حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قَدْ قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ شَھِدَ اَرْبَعَۃٌ عَلٰی بِکْرَیْنِ جُلِدَا ۔ (مصنف عبدالرزاق' جلد نمبر 7' صفحہ 313' جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 44405' کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 5' صفحہ نمبر 169)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر چار افراد دو کنواروں پر گواہی دے دیں تو ان زانیوں کو کوڑے لگائے جائیں۔

ثابت ہوا قانون وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے۔ مسلمان اس قانون کے علاوہ کوئی قانون قبول نہیں کر سکتے۔ مندرجہ ذیل حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سے کم افراد کی زنا کے متعلق گواہی دینے کے بارے میں اعلان کرتے ہوئے فیصلہ سنایا کہ

قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تُقْبَلَ شَھَادَۃُ

Scanned with CamScanner

ثَلَاثٍ وَّلَا اِثْنَيْنِ وَّلَا وَاحِدٍ عَلَى الزِّنَا وَيُجْلَدُوْنَ ثَمَانِيْنَ ۔

(مصنف عبدالرزاق' جلد نمبر 7' صفحہ نمبر 387' جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 44406' کنزالعمال (علی متقی) جلد نمبر 5' صفحہ نمبر 169' تفسیر درمنثور (سیوطی) تحت سورۃ النور' آیہ نمبر 4)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کر دیا ہے کہ گواہی قبول نہ کی جائے گی زنا پر تین کی نہ دو کی نہ ایک کی' اور ان کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے (اگر چار سے کم ہوں)

(79)

علماء حق کی حق پسندی

عبیداللہ بن حسن عنبری دوسری صدی ہجری کے اکابر علماء میں سے ہیں۔ وہ بصرہ کے قاضی بھی رہے۔ ان کے شاگرد عبدالرحمٰن بن مہدی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا تو انہوں نے اس کا جواب درست نہیں دیا۔ شاگرد نے کہا: ''حضرت! شاید آپ سے غلطی ہوگئی' صحیح جواب یہ ہونا چاہئے'' بڑے علماء اپنی غلطی کی اصلاح سے نہیں شرماتے اور وہ بڑے ہوتے بھی اسی لئے ہیں' بڑا ہونا یہ نہیں کہ غلطی معلوم ہونے کے بعد بھی اسی پر ڈٹا رہا جائے' یہ بڑائی نہیں ہٹ دھرمی کہلاتی ہے۔ عبیداللہ نے اپنے شاگرد کے صحیح جواب سننے کے بعد بہت ہی کارآمد جملہ ارشاد فرمایا۔ فرمایا: ''آپ چھوٹے ہیں لیکن بات آپ ہی کی درست ہے' میں بھی آپ ہی کے جواب کی طرف رجوع کرتا ہوں اس لئے کہ باطل میں ''سر'' اور ''رئیس'' بننے سے مجھے حق میں ''دُم'' اور ''تابع'' بننا زیادہ محبوب ہے''۔

(حلیۃ الاولیاء' ج 9' ص 6)

☆...... ربیع بن خثیم جلیل القدر تابعی اور تاریخ اسلام کے عظیم رجال میں سے ہیں۔ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہیں دیکھ کر فرماتے تھے ''بخدا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دیکھتے تو ضرور آپ سے محبت فرماتے''۔

یہ تیرے غم کے چراغ ہیں کبھی بجھ گئے کبھی جل گئے

ایک دن اپنے استاذ کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے جا رہے تھے' لب دریا

لوہاروں کی بھٹیاں تھیں جن سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے' وہ دیکھ کر قرآن کریم کی یہ آیت ان کی زبان پر آ گئی اذا راتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا ''وہ دوزخ ان کو دور سے دیکھے گی تو وہ جہنمی اس کا جوش و خروش سنیں گے'' بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اگلی صبح تک بے ہوش رہے۔ (تعلیقات رسالۃ المسترشدین' 124)

یہ خوف درحقیقت غم آخرت کا چراغ ہے اور یہ چراغ صرف دل مرد مومن میں روشن رہتا ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار یہ چراغ جسے نصیب ہو اس کے دل کی کائنات ہی بدل جاتی ہے۔

کبھی آہ لب سے نکل گئی' کبھی اشک آنکھ سے ڈھل گئے
یہ تمہارے غم کے چراغ ہیں' کبھی بجھ گئے' کبھی جل گئے

(80)

عشق کو دنیا کھیل نہ سمجھے

بکر بن معاذ کہتے ہیں: میں نے عبدالواحد سے سنا وہ فرماتے تھے اے بھائیو کیا تم آگ کے خوف سے روتے نہیں ہو؟ جو شخص جہنم کے خوف سے روئے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے بچا لے گا۔ اے بھائیو! کیا تم قیامت کے دن کی سخت پیاس کے خوف سے روتے نہیں ہو؟ دنیا میں ٹھنڈا پانی پی کر روؤ شاید کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عالم قدس سے انبیاء اور صحابہ اور صدیقین کے ساتھ تمہیں بھی پانی پلائے اور وہ بہترین ساتھی ہیں۔ یہ کہتے ہوئے خود رو پڑے اور اس کثرت سے روئے کہ بے ہوش ہو گئے۔

(حلیہ' ج 6' صفحہ 161)

☆......ابو عاصم کہتے ہیں: عبدالواحد نے خود مجھ سے بیان کیا کہ ہم ایک لشکر میں تھے' ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ میرے ساتھی سو گئے اور میں اپنے وظائف وغیرہ پورے کرنے میں لگ گیا۔ نیند مجھ پر غالب ہونا چاہتی تھی بہرکیف میں نے اس دن کے وظائف مکمل کئے اور لیٹ گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا اگر میں بھی سو جاتا تا کہ بدن آرام پاتا۔

خدا کی قسم یہ الفاظ نہ میری زبان سے نکلے اور نہ کسی کے کان نے سنے صرف دل میں خیال ہی آیا تھا' پھر میں سو گیا میں نے خواب میں ایک جوان کو دیکھا جو انتہائی خوبصورت ہے' میرے سر کے قریب کھڑا ہے' اس کے ہاتھ میں ایک ورق تھا جیسے کہ وہ چاندی کا ہو' میں نے جوان سے کہا اس ورق میں کیا ہے مجھے دکھلا۔ اس نے وہ ورق مجھے

Scanned with CamScanner

دیا اور خود غائب ہو گیا۔ اس میں دو اشعار تھے۔

يَنَامُ مَنْ شَآءَ عَلٰى غَفْلَةٍ
وَالنَّوْمُ كَالْمَوْتِ فَلَا تَتَّكِلْ
تَنْقَطِعُ الْاَعْمَالُ فِيْهِ كَمَا
تَنْقَطِعُ الدُّنْيَا عَنِ الْمُنْتَقِلِ

ترجمہ: سوئے جو چاہے غافل ہو کر نیند مثل موت کے ہے اس پر بھروسہ نہیں ہے۔ سونے میں اعمال منقطع ہو جاتے ہیں' جیسا کہ دنیا سے چلے جانے سے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔

عبدالواحد ان اشعار کو بار بار پڑھتے تھے اور روتے تھے اور بہت کثرت سے روتے تھے۔ (حلیہ ج6' صفحہ 162)

کام ہے مشکل نام ہے آساں

مسمع بن عاصم کہتے ہیں: عبدالواحد نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کرنے کی نیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی توفیق دیتا ہے اور اس کو عبادت کے لئے قوت دیتا ہے' اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی نیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بچا لیتا ہے۔ پھر مجھ سے کہا: اے سیار! تو مجھے خبر دے کہ تو نے کبھی اس کی محبت پر صبر کرنے کی نیت کی ہو اور اس نے تیری محبت کو خراب کر دیا ہو؟

یہ اپنے مولیٰ کے ساتھ بدگمانی ہے' پھر روئے اور اس قدر روئے قریب تھا کہ بے ہوش جاتے' پھر فرمایا اس کی نعمتیں تو نافرمانوں کے لئے بھی وسیع ہیں' پھر اس کے محبین کس طرح ناامید ہو سکتے ہیں۔ (حلیہ ج6' صفحہ 163)

عشق کو دنیا کھیل نہ سمجھے' کام ہے مشکل نام ہے آساں

(81)

قرآن پاک میں میرا تذکرہ کہاں پر ہے؟

ایک دن احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ذہن میں یہ بات آئی: لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ''ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے کیا تم سمجھتے نہیں''۔ تمہارا تذکرہ؟ اس سے ایک عجیب سا احساس دل میں منڈلانے لگا' بالآخر سوچا کہ میں دیکھوں تو قرآن مجید میں میرا تذکرہ کس انداز میں ہے؟ میں کون ہوں؟ اور کن لوگوں میں سے ہوں؟

قرآن پاک منگوایا اور اس میں غور کرنا شروع کیا...... ایک قوم کا تذکرہ ان الفاظ میں پایا كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ وَفِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ''وہ لوگ رات کو کم سوتے ہیں اور سحری کے اوقات میں استغفار کرتے ہیں اور ان کے مالوں میں سائل اور غیر سائل سب محتاجوں کا حق ہے''۔

کچھ اور لوگوں کا تذکرہ ان الفاظ میں موجود پایا...... تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ''ان کے پہلو خوابگاہوں سے جدا رہتے ہیں وہ اپنے رب تعالیٰ کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے اس میں خرچ کرتے ہیں''۔

پھر کچھ سوچا...... ان لوگوں کا تذکرہ سامنے آیا جو...... يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ''لوگ اپنے پروردگار کے سامنے سر سجود اور کھڑے ہو کر اپنی راتیں گزار دیتے

Scanned with CamScanner

ہیں''۔

کچھ اور اوراق پلٹے تو یوں نظر آیا...... يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ''وہ خوشحالی اور تنگی دونوں حالتوں میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو محبوب رکھتے ہیں''۔

ایسے ہی چند لوگوں کا تذکرہ دیکھا پڑھا...... تو بے ساختہ پکار اٹھے:

اے میرے اللہ! یہ تو کاملین کا تذکرہ ہے اور اونچی صفات والے اہل ایمان کا پررونق بیان ہے میں تو ایسوں میں نہیں ہوں۔

کیا میں اس طبقہ سے ہوں۔

پھر ایک اور انداز سے اوراق قرآنی پر نظر ڈالنے لگا تو ایک قوم کا تذکرہ یوں سامنے آیا...... وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ''جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے (تم اسی کی عبادت کرو) تو وہ تکبر کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانے کی وجہ سے چھوڑ دیں''۔

• دوسری قوم کا تذکرہ کچھ اس طرح پایا...... وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ''جب ان کے سامنے خدائے وحدہ لاشریک کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل تنگ ہو جاتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں اور جب اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو وہ اس وقت بہت خوش ہونے لگتے ہیں''۔

پھر کچھ لوگوں کا بہت برا حال دیکھا...... ان سے پوچھا جارہا تھا...... مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ○ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ○ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ○ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ○ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ ○

''کس چیز نے تم لوگوں کو جہنم میں ڈالا؟ وہ کہہ رہے ہیں ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے اور مساکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور تکذیب کے مشغلہ والوں کے ساتھ ہم بھی دین کا مذاق اڑاتے اور روزِ قیامت کو جھٹلاتے رہتے یہاں تک کہ موت ہمارے پاس آ گئی''۔ یہاں پہنچ کر احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ رک گئے اور کہا:

اے میرے اللہ! میں ان برے لوگوں سے بیزار ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں۔

تو کون سے طبقے سے ہے؟

پھر کچھ اور تلاوت جاری رکھی، غور وفکر بھی کرتے رہے، اپنے خیال وجستجو کو قرآنی افکار کے تابع کر کے تدبر کرتے رہے یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ط عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ ''دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک عمل اور دوسرے برے عمل دونوں کو ملا جلا رکھا ہے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر توجہ فرمائے اور ان کی توبہ قبول فرمالے بے شک وہ اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے''۔

مطالعہ قرآنی میں یہاں آ کر احنف کہنے لگے بس میں ان لوگوں میں ہوں۔ میرے پاس بھی کچھ نیک اعمال ہیں اور خطاؤں کے ڈھیر بھی بہت ہو گئے ہیں بس مجھے اس ذات کی جانب متوجہ ہو کر توبہ کرنی چاہئے پس وہ رحیم وکریم اللہ مجھے معاف کر ہی دے گا۔

تو اے مسلمان! تو بھی کتاب اللہ میں اپنے مقام کے متعلق غور وفکر کر، دیکھ کہ تو کون سے طبقہ میں شامل ہے اور اس بات سے ڈر کہ تو ان لوگوں میں سے نہ ہو جائے جن کے لئے اللہ کی رحمت سے دوری ہمیشہ کے لئے لکھ دی گئی ہے یا جو لوگ عذاب الیم کا شکار ہونے والے ہیں۔ (جزء قیام اللیل حافظ محمد بن نصر مروزی)

Scanned with CamScanner

(82)

اجنبی عورتوں کے ساتھ تنہائی کا گناہ

اجنبی عورتوں کے ساتھ خلوت اور ان کے ساتھ تنہائی میں ملنا جلنا حرام و گناہ ہے۔ اس مسئلہ میں چند حدیثیں تحریر کی جاتی ہیں تا کہ لوگوں کو ان سے ہدایت نصیب ہو۔

1- حدیث: حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان عورتوں کے گھر جن کے شوہر غائب ہوں تو سن لو کہ ان کے محرموں کے کوئی دوسرا داخل نہ ہو اور اگر کوئی کہے کہ عورت کا دیور' تو سن لو کہ دیور تو موت ہے (یعنی اس سے تو بہت زیادہ خطرہ ہے لہٰذا عورت کے دیور سے اس طرح بھاگنا چاہئے جیسے موت سے)۔

(کنز العمال' ج5' ص259)

2- حدیث: حضرت ابوعبدالرحمٰن بن سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جن عورتوں کے شوہر غائب ہوں کوئی شخص ان کے گھروں میں نہ داخل ہو تو عبدالرحمان سلمی نے کہا: میرا ایک بھائی یا ایک بھتیجا جہاد میں چلا گیا ہے اور اس نے مجھے یہ وصیت کر دی ہے کہ میں اس کے گھر میں آیا جایا کروں تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو درہ مارا اور فرمایا: گھر میں داخل مت ہوا کرو بلکہ دروازے پر کھڑے ہو کر پوچھ لیا کرو کہ کیا تم لوگوں کو کوئی ضرورت ہے؟ کیا تم لوگوں کو کچھ چاہئے۔ (کنز العمال' ج5' ص259)

3- حدیث: حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ایک ایسے آدمی کے پاس سے ہوا کہ وہ اپنی عورت سے بات چیت کر رہا

تھا تو حضرت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو درہ مارتے ہوئے اس کے اوپر چڑھ بیٹھے' تو اس نے گڑگڑاتے ہوئے کہا: اے امیر المومنین یہ عورت تو میری بیوی ہے تو امیر المومنین شرمندہ ہو گئے اور فرمایا: مجھ کو غلط فہمی ہو گئی' اور تم کو میں نے غلط سزا دی لو تم یہ درہ مجھ کو مار کر اپنا قصاص مجھ سے لو' تو اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں نے آپ کو بخش دیا۔ امیر المومنین نے فرمایا: اس کی مغفرت تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ لیکن اگر تم چاہو تو معاف کر دو' تو اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں نے آپ کو معاف کر دیا۔

(کنز العمال' جلد 5' صفحہ 360)

کوئی کہاں سے تیری مثال لائے گا

تنہائی میں کسی اجنبی عورت سے بات چیت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ امیر المومنین کو یہی خیال ہوا اس لئے آپ نے اس کو درہ مار کر سزا دی لیکن امیر المومنین کے سامنے جب اس نے اپنی صفائی پیش کر دی تو امیر المومنین کا اخلاص دیکھو کہ آپ نے ایک عام انسان کے سامنے اپنے آپ کو قصاص لینے کے لئے پیش کر دیا۔ وہ تو خیریت ہو گئی کہ اس نے آپ کو معاف کر دیا ورنہ امیر المومنین تو اس کے ہاتھ سے درہ کی مار کھانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اللہ اکبر! یہ ہے جانشین پیغمبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدل و انصاف کا وہ اعلیٰ شاہکار کہ آج اس جمہوریت کے دور میں بھی کوئی اس کو سوچ بھی نہیں سکتا۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ صحابہ کرام کے اخلاص وللّٰہیت کی مثال نہیں ملتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(جہنم کے خطرات)

Scanned with CamScanner

(83)

مخلوق کے حساب کے وقت منادی

فِی الْخَبَرِ اَنَّہٗ لَمَّا اَرَادَ اللّٰہُ مُحَاسَبَۃَ الْخَلَائِقِ یُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنْ قَبْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی............ وَ یَنْشَقُّ صَدْرَہٗ وَیُخْرَجُ یَدَہُ الْیُسْرٰی مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِہٖ بَیْنَ کَتِفَیْہِ ثُمَّ یُعْطِیْہِ کِتَابًا بِشِمَالِہٖ ۔

ترجمہ: حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے حساب کا ارادہ فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز دینے والا آواز دے گا کہ نبی ہاشمی کہاں ہیں؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوں گے۔ اللہ کی حمد وثناء کرتے تو اس پر تمام خلائق حیران رہ جائے گی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے سوال کریں گے کہ میری امت کو شرمندہ نہ کیا جائے پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے محبوب اپنی امت کو حاضر کرو پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو حاضر لائیں گے کہ ہر ایک اپنی قبر پر کھڑا ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کا حساب لے گا تو جس کا حساب آسان ہوگا اللہ اس پر غضب نہیں فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی بدیاں عملنامہ میں در پردہ کر دے گا اور اس کی نیکیاں اس کے عملنامہ پر ظاہر کر دے گا۔

مومن کی عزت

جواہر سے گوندا تاج اس کے سر پر رکھ دیا جائے گا اور اس کے ستر جنتی لباس زیب تن کئے جائیں گے۔ اور اسے تین جوڑے کنگن عطا کئے جائیں گے

ایک جوڑا سونے کا ایک چاندی سے ایک موتیوں سے جڑا پھر وہ اپنے مومنین بھائیوں کے پاس آئے گا تو وہ اسے نہ پہنچانے گے اس کے جمال و کمال کے سبب اور اس کے دائیں ہاتھ اعمال نامہ ہوگا اور اس میں سب نیکیاں ہی ہوں گی اور آگ سے براءت مع ہیشگی جنت لکھا ہوگا پس وہ انہیں کہے گا کیا مجھے پہچانتے ہو میں فلاں بن فلاں ہوں تحقیق اللہ نے مجھے اکرام بخشا اور مجھے آگ سے بری کیا اور جنت میں مجھے ہیشگی دی تو اس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جسے اعمال نامہ دائیں ہاتھ دیا گیا تو عنقریب اس کا حساب آسان ہوگا اور اپنے اہل کی طرف خوشی سے پلٹے گا' اور ان میں سے جس کو اس کا عملنامہ بائیں ہاتھ میں دیا گیا اور اس کی ہر نیکی اس کے در پردہ کر دی جائے گی اور اس کی ہر بدی اس کے اعمال نامہ پر ظاہر کر دی جائے گی تو اس کے لئے سخت عذاب ہے اور یہ کافروں کے لئے ہے اس لئے کہ نیکیاں کفر کے ساتھ شمار نہیں کی جائیں گی اور نہ انہیں نیکیوں سے کچھ فائدہ ہوگا اور یہ کافروں کی صفات میں سے ہے اور وہ اپنے گناہ احد پہاڑ اور جبل ابوقبیس کی مانند پائیں گے یہ دو پہاڑ مکہ مکرمہ (اور مدینہ منورہ) کے قریب ہیں اور کافروں کے سر پر آگ کی ٹوپی رکھی جائے گی اور لباس انہیں آگ سے پگھلے تانبے کا پہنایا جائے گا اور ان کی گردنوں میں گندھک کے پہاڑ سے ہار ہوں گے اور اس میں آگ شعلہ مارتی ہوگی اور ان کے ہاتھ گردنوں سے جکڑے ہوں گے اور چہرے ان کے سیاہ ہوں گے اور آنکھیں نیلی پس جب کافر اپنی کفار قوم کے پاس آئے گا تو وہ اسے دیکھ کر اس سے ڈریں گے اور اس سے دور بھاگیں گے اور اس کو پہچان نہ سکیں گے حتیٰ کہ وہ کہے گا میں فلاں بن فلاں ہوں پھر ملائکہ اسے گھسیٹتے ہوئے دوزخ کی طرف لائیں گے پس یہ حال اس کافر گروہ کا ہوگا انہیں ان کے اعمال

نامے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے تو وہ اسے اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑ نہ سکیں گے لیکن وہ اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے سے پکڑیں گے اس بناء پر جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا بے شک جب کافر کو حساب کے لئے اس کے نام سے بلایا جائے گا تو ملائکہ میں ایک عذاب کا فرشتہ آگے بڑھ کر اس کا سینہ چیرے گا اور اس کا بائیاں ہاتھ اس کی پیٹھ پیچھے اس کے کندھوں کے درمیان سے نکالا جائے گا اور اس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دے گا۔ (دقائق الاخبار)

(84)

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی: عبداللہ بن اسعد بن علی بن عثمان بن فلاح الشافعی، یافعی

لقب: عفیف الدین، امام

کنیت: ابوالسعادۃ وابوالبرکات

پیدائش: 678ھ اور بعض روایات کی رو سے 700ھ، 1300ء

وفات: 768ھ، 1369ء (19 جمادی الاخریٰ، 20 فروری)

سرزمین یمن اولیاء اور صلحاء سے معمور ہے اور بقول شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ "اس پاکیزہ خاک سے اس قدر اولیاء اللہ ابھرتے ہیں جس طرح زمین سے گھاس" امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی ارض پاک پہ پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ محمد ابن احمد الدہانی البصال سے تعلیم پائی نیز عدن کے قاضی احمد بن علی الحرازمی سے بھی علمی استفادہ کیا۔ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری تک کا دور اسلام اور ایمان کی فصل بہار کا دور تھا۔ مسلم ممالک میں علم و فضل کے چرچے اور اہل اللہ کی عقیدت و محبت کا رجحان عام تھا۔ بڑے بڑے صوفیائے کرام اور درویش باحیات تھے۔ سلوک و معرفت کے لئے خانقاہیں آباد تھیں اور سیدالتابعین خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے مولد و مسکن یمن کا تو کہنا ہی کیا۔ حق ہوُالا اللہ کی سرمستیوں میں سارا ماحول ڈوبا ہوا تھا۔

امام یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے ہوش کی آنکھیں کھولتے ہی سلوک اور تصوف کی چاشنی پائی اور فقر و درویشی، ریاضت و مجاہدہ کا کیف حاصل کیا۔ عارفان حق کی مجالس کے

حاضر باش رہے اور بزرگانِ دین کے احوال وکوائف کے دلدادہ بن کر اسی راہ پر چل پڑے۔ تعلیمی مشاغل سے فارغ ہو کر دس سال متواتر صرف عبادت میں مشغول رہے۔

712ھ/1313ء میں انہوں نے پہلا حج کیا اور مکہ مکرمہ میں عارف باللہ حضرت شیخ علی الطواشی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کر لی۔ راہِ تصوف کے اس راہرو کو حضرت علی الطواشی کی شکل میں ایک خضر جہاں دیدہ مل گیا۔ امام شافعی کی تصانیف کے مطالعہ سے ان کی سیاحانہ طبیعت کا پتہ چلتا ہے اور یوں بھی فقراء اور اولیاء اللہ سیاحت ارض کو مجاہدہ کا ایک حصہ قرار دیتے ہیں۔ پہلے حج کے بعد وہ لوٹ کر اپنے وطن کب گئے اور کہاں کہاں کا سفر کر کے دوبارہ سرزمین حرمین میں واپس آئے اس کی تفصیل ہمیں نہیں ملی البتہ اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ پہلا حج کرنے کے چھ سال بعد 718ھ میں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ کی سکونت اختیار کر لی تھی اور یہیں نکاح بھی کر لیا تھا اور کچھ روز بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ چلے گئے تھے جہاں انہوں نے چند سال کا زمانہ گزارا۔

بیت المقدس ودمشق کا سفر

734ھ/1335ء میں انہوں نے بیت المقدس اور دمشق کا سفر کیا اور وہاں کے اولیاء اللہ اور صاحبانِ معرفت سے حصول برکات و فیوض کیا اس کے بعد مصر پہنچے اور وہاں کے اولیاء اللہ اور بزرگوں سے استفادہ کیا۔ روض الریاحین کے مطالعہ سے آپ محسوس کریں گے کہ حضرت شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کی بزرگی کا امام یافعی پر بہت گہرا اثر ہے اور وہ ان سے بے حد متاثر نظر آتے ہیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے اتنے کثیر واقعات کی فراہمی کے لئے انہیں مصر میں کافی وقت دینا پڑا ہوگا۔ سوانحی ذخائر ہمیں قیام مصر کی حتمی مدت نہیں بتاتے۔ البتہ اتنا پتہ چلتا ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں طویل مدت تک قیام پذیر رہے اور خلوت وتنہائی کو عزیز رکھتے تھے۔ مصر سے واپسی پر مکہ مکرمہ اور پھر مدینہ طیبہ گئے اور وہاں جا کر دوبارہ نکاح کیا۔ اس عرصہ میں امام یافعی حضرت شیخ طواشی رحمۃ اللہ علیہ سے برابر

استفادہ کرتے رہے۔ مدینہ طیبہ میں نکاح کر لینے کے بعد بھی یہ سلسلہ ارادات قائم رہا۔

747ھ/1346ء کے موسم حج میں حضرت علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام یافعی علیہ الرحمہ سے ملاقات کی اور دونوں نے علم تصوف واحوال صوفیہ کے سلسلہ میں باہم تبادلہ خیالات کئے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مراۃ الجنان میں امام سبکی کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے متعدد مشائخ کرام سے خرقہ تصوف پایا اور علم تصوف کی دولت نہایت فیاضی سے لوگوں پر تقسیم کی۔ آپ کے اہل ارادت آپ کے خلق کریمانہ اور شفقت ومہربانی کے دل سے شیدائی تھے۔ آپ کے علمی تبحر اور بزرگی کا چرچا آپ کی زندگی ہی میں عالم اسلام کی نذر ہو گیا تھا۔ دوران سیاحت کبھی حج نہیں چھوڑا۔ ایک بار مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر اس خیال سے 14 روز رکے رہے کہ حضور اجازت دیں گے اس کے بعد شہر میں جاؤں گا بالآخر زیارت سے مشرف ہو کر اجازت پائی اور حاضر ہوئے۔ قائم اللیل، صائم الدہر، فقیر دوست اور علم پرور تھے۔ ساری عمر انہیں مشاغل میں بسر فرمائی۔ مکہ مکرمہ میں وصال پایا اور امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

باطل نظریات کی تردید

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ عمر بھر فقر محمدی کی تعلیمات کو عام کرتے رہے، خود بھی اسی پر عامل تھے اور لوگوں کو بھی اسی کی دعوت دیتے تھے۔ اس وقت چونکہ ابن تیمیہ جیسے منکر فضائل انبیاء اور منکر اولیاء کے خیالات مشتہر ہو چکے تھے اس لئے فقر محمدی کے حامیوں میں جو لوگ تصنیف وتالیف سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے ابن تیمیہ وغیرہ کے فاسد نظریات کی تردید بھی فرمائی۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ مسلکاً امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے حامی اور نظریہ تصوف میں امام ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو تھے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کے خلاف ایک کتاب لکھی تو اس کے حامی آپ پر بہت برافروختہ ہوئے۔ سوال یہ ہے کہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں ابن تیمیہ کا حامی

Scanned with CamScanner

اور پیروکار کون تھا؟ ابن تیمیہ اور ابن قیم کو تو ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکاروں نے شہرت دی ہے ورنہ اس دور کے اکابر علمائے اہل سنت اور مشائخ کرام کے سامنے ان لوگوں کی وقعت کیا تھی؟

روض الریاحین لکھنے کا سبب

1- **روض الریاحین فی حکایات الصالحین**: امام یافعی کی مشہور تصنیف ہے جسے بعد کے صوفیہ کرام نے خاص طور سے اپنا ماخذ اور مرجع قرار دیا۔ آپ کا بنیادی مشن اور مقصد چونکہ عام مسلمانوں کو عرفان حق کی راہ دکھانا ہے اس لئے روض الریاحین میں تاریخی تسلسل کا چنداں لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی غرض و غایت یہ ہے کہ روحانیت کے روشن چراغوں سے کچھ نئے چراغ جلائے جائیں اسی لئے امام موصوف نے بہت سے واقعات میں صاحبان واقعہ کے نام ظاہر نہیں فرمائے ہیں حالانکہ بعض جگہ قرائن ظاہر کر دیتے ہیں کہ مصنف ان سے بخوبی واقف ہیں۔ اس کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ درویشان حق اپنی شخصیت کو دنیا سے چھپاتے ہیں انہیں اپنی تاریخ مرتب کروانے کا کوئی شوق نہیں ہوتا۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم السان کتاب سے اولیاء اللہ کے محبین کو ایک نعمت غیر مترقبہ مل گئی۔ عرب دنیا میں یہ کتاب ہر زمانے میں صوفیہ کے لئے حرز جاں بنی رہی۔ کئی بزرگوں نے اس کے خلاصے بھی کئے اور حضرت الشیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم الشان بزرگ نے بلند و بالا انداز میں روض الریاحین کی تعریف فرمائی ہے اور اپنی کتاب میں اس سے استشہاد فرمایا ہے۔ اسی طرح حضرت علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع کرامات اولیاء میں جو دو جلدوں پر مشتمل حالات اولیاء میں نہایت وقیع کتاب ہے۔ روض الریاحین سے استفادہ فرمایا ہے۔ جامع کرامات اولیاء 1329ء میں قاہرہ سے طبع ہوئی۔

آپ کی دیگر تصنیفات

2- **مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان**: امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری اہم

تصنیف ہے۔ یہ کتاب تاریخ اور سوانح سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ نے اس کتاب میں اپنی ذاتی تحقیقات و معلومات کے علاوہ ابن اثیر، ابن خلکان اور الذہبی کی تصانیف سے بھی استفادہ کیا ہے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں اپنے شیوخ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ مراۃ الجنان حیدر آباد دکن سے 1334ھ، 1339ھ کی مدت میں چار جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کی بھی کئی لوگوں نے تلخیص کی ہے اور اقتباسات لئے ہیں۔

3- **نشر المحاسن الغالیۃ فی فضل المشائخ الصوفیۃ**: یہ بھی روض الریاحین کی طرح صوفیائے کرام کے حالات میں ہے۔ اس میں حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت و طریقت کے کا تطابق دکھایا ہے اس رسالہ کا دوسرا نام ہے "**کفایۃ المعتقد فی نہایۃ المنتقد**" جو علامہ النبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع کرامات اولیاء کے حاشیہ پر طبع ہوا ہے اس کا ذکر خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مراۃ الجنان جلد 5، ص 335 پر کیا ہے۔

4- **مرہم العلل المضلۃ فی الرد علی ائمۃ المعتزلۃ بالبراہین القاطعۃ المفصلۃ**: امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب معتزلہ کی تردید میں شیخ نجم الدین عبدالرحمٰن بن یوسف (متوفی 780ھ) کی خواہش پر تحریر فرمائی ہے اور دلائل و براہین کے ذریعہ معتزلہ کا بطلان ثابت کیا ہے۔

5- **الارشاد والتطریز فی فضل اللہ وتلاوۃ کتابہ العزیز**: جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ کتاب تلاوت قرآن کے فضائل میں ہے آپ کے سوانح نگاروں کے بیان کے مطابق یہ کتاب مراۃ الجنان سے پہلے کی تصنیف ہے۔

6- **الدر النظیم فی فضائل القران العظیم وایات الذکر الحکیم**: یہ بھی نماز اور تلاوت قرآن کے بارے میں ایک رسالہ ہے۔ جو ھ 1282، 1313ء میں قاہرہ سے شائع ہو چکا ہے۔

Scanned with CamScanner

7- حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کو سیّدنا غوث الاعظم محی الدین الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عقیدت و محبت تھی جیسا کہ انہوں نے خود ''روض الریاحین'' میں بھی لکھا ہے کہ یمن کے اکثر مشائخ آپ سے تعلق رکھتے ہیں چنانچہ ان کے بارے میں بھی ان کی ایک مستقبل کتاب کا سراغ ملتا ہے جس کا نام اسنة المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہے۔

8- الرسالة المكية فى طريق السادة الصوفيه: یہ رسالہ صوفیہ کرام کے ذکر میں ہے مگر اب تک اس کو دریافت نہیں کیا جا سکا ہے۔

9- نور اليقين واشار اهل التمكين: بھی امام یافعی کی ایک کتاب کا نام ہے۔

10- شمس الايمان و توحيد الرحمن و عقيدة الحق والاتقان: امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ کئی مخطوطات کے ساتھ منسلک پایا گیا ہے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک باوقار صوفی اور مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ عربی زبان کے قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ چنانچہ آپ خود ملاحظہ کریں گے کہ روض الریاحین میں جگہ جگہ انہوں نے اپنے اشعار لکھے ہیں۔ روض الریاحین کے صرف مقدمہ کی دو فصلوں میں جو صفحہ 47 تک ہے' انہوں نے 192 اشعار قلم بند کیے ہیں جن میں معدودے چند کے سوا سب ان کے اپنے ہیں اور کتاب کے خاتمہ پر شاندار طویل قصائد بھی شامل ہیں۔ امام موصوف کی متعدد منظوم کتب کا بھی پتہ چلتا ہے جن میں سے کچھ دریافت ہوئی ہیں اور مخطوطات میں موجود ہیں اور کچھ ایسی ہیں جن کے صرف نام معلوم ہیں۔ دو کے اسماء یہ ہیں:

منظوم تصنیفات:

11- اباهية المهيا فى مدح شيوخ اليمن الاصفيا۔

12- مهجته الاشجلان فى ذكر الاحباب واهل الاوطان: ہالینڈ لیڈن

میں عربی مخطوطات کے قدیم مرکز ''بریل'' کی فہرست میں امام یافعی کی تصانیف کے ضمن میں کچھ اور اسماء بھی ملتے ہیں۔

13- خلاصة المفاخر۔

14- نصر المحاسن۔

15- اسس الملام۔

ان تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ علم تصوف کے مسلم الثبوت امام ہیں جنہوں نے اس مقدس فن کو عملاً اور تحریراً اپنا کر رہتی دنیا تک کے معتقدین اولیاء اللہ کے لئے مشعل راہ چھوڑی ہے۔

آسماں ان کی لحد پر گوہر افشانی کرے
حشر تک شان کریمی فیض ارزانی کرے

Scanned with CamScanner

(85)

دشمن کے احوال سے باخبری

بیدار مغز قیادت جنگی ماحول میں ہر طرف اور ہر معاملہ کی طرف توجہ دیا کرتی ہے۔ دشمن کہاں ہے؟ کب پہنچے گا؟ تعداد کتنی ہے؟ سامان حرب وضرب کتنا ہے؟ یہ بڑے اہم سوالات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مختلف وادیوں کو عبور کرتے اور پہاڑوں کو روندتے ہوئے بدر کے قریب ٹھہر گئے اور پھر حالات کا جائزہ لینے کے لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نکل پڑے۔ ابھی دور ہی سے مکی لشکر کا جائزہ لے رہے تھے کہ ایک بوڑھا عرب مل گیا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دونوں لشکروں کا حال پوچھا۔ دونوں لشکروں کے بارے میں پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت پر پردہ پڑا رہے۔ بڑے میاں نے کہا: جب تک تم لوگ یہ نہیں بتاؤ گے کہ تمہارا تعلق کس قوم سے ہے میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ ارشاد ہوا جب تم ہمیں بتا دو گے تو ہم بھی تمہیں بتا دیں گے۔ اس نے کہا اچھا! تو یہ ادلے بدلے کی بات ہے؟ ارشاد ہوا ہاں۔ اس نے کہا: میری معلومات کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی فلاں وقت مدینے سے نکلے تھے اور اب وہ اس جگہ ہوں گے اور یہ وہی جگہ تھی جہاں اس وقت مدینہ کا لشکر ٹھہرا تھا اور قریش فلاں دن نکلے تھے اگر مجھے صحیح خبر ملی ہے تو آج وہ فلاں جگہ ہوں گے۔ بڈھے عرب نے ٹھیک ٹھیک اسی جگہ کا نام لیا جہاں مکی لشکر موجود تھا۔ جب بوڑھا اپنی بات پوری کر چکا تو کہنے لگا کہ اب یہ بتاؤ کہ تم دونوں کس قوم سے ہو؟ ارشاد ہوا ہم لوگ پانی سے ہیں اور یہ کہہ کر واپس چل پڑے۔ بوڑھا بڑ بڑاتا رہا پانی سے ہیں؟ تو کیا یہ عراق کے پانی سے ہیں؟

(مختصر سیرۃ الرسول' ص 268' والرحیق المختوم' ص 293)

(86)

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں توبہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اشْتَرَیْتُ نُمْرُقَةً فِیْهَا تَصَاوِیْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ یَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِیْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِیَةَ ۔ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتُوْبُ اِلَى اللهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ ۔

(صحیح بخاری' کتاب اللباس' باب من لم یدخل بیتا فیہ صورۃ' صحیح مسلم' کتاب اللباس والزینۃ باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان وتحریم اتخاذ ما فیہ الخ' مؤطا امام مالک' کتاب الجامع باب ماجاء فی الصور والتماثیل' مصنف عبدالرزاق' جلد نمبر 10' صفحہ نمبر 398' مسند احمد بن حنبل' جلد نمبر 6' صفحہ نمبر 246' شرح معانی الآثار (طحاوی رحمۃ اللہ علیہ) جلد نمبر 2' صفحہ نمبر 338' صحیح ابن حبان' جلد نمبر 5' صفحہ نمبر 396' جامع الاصول (ابن اثیر جزری) جلد نمبر 4' صفحہ نمبر 796' سنن کبریٰ (بیہقی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 266' عمدۃ القاری (بدرالدین عینی) جلد نمبر 22' صفحہ نمبر 75)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے اس کو دیکھا تو آپ دروازے ہی پر ٹھہر گئے اور داخل نہ ہوئے۔ آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ظاہر ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو (نادانستگی) میں مجھ سے غلطی سرزد ہوئی اس سے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توبہ کرتی ہوں۔

Scanned with CamScanner

(87)

پسند آئی اُنہیں اِک ادائے عاشقانہ

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ محدثین کے امام ہیں۔ صحاح ستہ میں شامل ان کی سنن' ان کے زندہ وجاوید ہونے کے لئے کافی ہے۔ ایک بار وہ کشتی میں سفر کر رہے تھے' دریا کے کنارے ایک آدمی کو چھینکنے کے بعد "الحمد للہ" کہتے ہوئے سنا۔ چھینکنے والا "الحمد للہ" کہے تو جواب میں "یرحمك الله" کہنا سنت بھی ہے اور مسلمان بھائی کا حق بھی۔ امام کی کشتی آگے نکل گئی۔ آپ نے ایک دوسری چھوٹی کشتی ایک درہم کے عوض کرایہ پر لی۔ چھینکنے والے کے پاس آئے اور انہیں "یرحمك الله" کہا۔ اس نے جواب میں "یهدیکم الله" (اللہ آپ کو ہدایت دے) کہا۔ امام واپس اپنی کشتی پر آ گئے۔ ساتھیوں نے ان سے اس تکلف کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے "مجھے خیال ہوا کہ ہوسکتا ہے یہ آدمی مستجاب الدعوات ہو' اللہ کے ہاں اس کی دعا قبول ہوتی ہو' میرے "یرحمك الله" کہنے کے جواب میں وہ "یهدیکم الله" کہے گا تو بہت ممکن ہے اس کی یہ دعا میرے حق میں قبول ہو جائے اس لئے میں کشتی لے کر اس کے پاس گیا"۔

کہتے ہیں جب سفر کرتے ہوئے رات کو کشتی کے مسافر سو گئے تو سب نے یہ ہاتف غیبی سنی کہ آواز آ رہی ہے "کشتی والو! ابوداؤد نے ایک درہم کے عوض اللہ سے جنت خرید لی ہے"۔ (شرح الشنوائی علی مختصر ابن ابی جمرۃ' ص290)

(88)

موت کے آنے سے پہلے تیاری کرلو

حسن بن حسان کہتے ہیں: ہم ایک دن صالح بن بشیر کے پاس تھے' وہ کچھ نصیحت کی باتیں کر رہے تھے۔ ایک شخص ان کے پاس باتیں کر رہا تھا۔ اس سے کہا بیٹا قرآن پڑھ۔ اس نے پڑھا: وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ط مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝ ۔

ترجمہ: اور آپ ان لوگوں کو ایک قریب آنے والے مصیبت کے دن سے (کہ روز قیامت ہے) ڈرائیے جس وقت کلیجے منہ کو آ جائیں گے (اور غم سے) گھٹ گھٹ جائیں گے (اس روز) ظالموں کا نہ کوئی ولی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جس کا کہا مانا جائے۔

پھر فرمایا بھلا ظالموں کے لئے مددگار کیسے ہوسکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ خود اس پر دعوے دار ہے۔ پھر فرمایا اگر تو دیکھے ظالموں کو اور گناہ گاروں کو جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے طوق ڈالے ہوئے جہنم کی طرف چلائے جائیں گے۔

ننگے پاؤں' ننگے جسم ہوں گے' سیاہ چہروں والے' جھکی آنکھوں والے ہوں گے' فرشتے ان کو لوہے کے ہتھوڑوں سے چلا رہے ہوں گے' کبھی ان کو منہ کے بل گھسیٹ رہے ہوں گے پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے یہاں تک کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے پھر روئے اور سارے لوگ روئے اور بہت روئے۔ (حلیہ' ج6' صفحہ 166)

☆..... خلف بن ولید کہتے ہیں: صالح جب کوئی قصہ بیان کرتے تو فرماتے

کستوری کی تھیلی لاؤ (یعنی قرآن پڑھتے رہتے) اور دعا کرتے رہتے اور روتے رہتے یہاں تک کہ مجلس ختم ہو جاتی۔ (حلیۃ ج6 'صفحہ 167)

رو رو کے اہل دل نے دریا بہا دیے ہیں

احمد بن اسحاق کہتے ہیں: میں نے صالح المری سے سنا کہ رونا گناہوں کی فکر کی وجہ سے ہوتا ہے' اگر اس کا اثر دل پر ہو تو بہتر ورنہ ہلاکتوں کے گڑھے پر لے جاتا ہے۔ اگر انسان وہاں جا کر سمجھ جائے تو بہتر ورنہ وہ جہنم کے درجات میں الٹ پلٹ کیا جائے گا۔ یہ کہہ کر شیخ رو پڑے اور بے ہوش ہو گئے اور لوگ بھی رونے لگے۔

(حلیۃ ج6 'صفحہ 167)

☆......بشر بن میمون کہتے ہیں: میں نے صالح المری سے سنا وہ اپنے وعظ میں فرماتے تھے کہ تم نے دنیا کو پہچاننے کے بعد اس پر آنکھوں کو کیسے ٹھنڈا کر لیا؟ پھر رونے لگے' پھر فرمایا پہلے لوگ گزر گئے' آئندہ آنے والے باقی ہیں' تم کوچ کی تیاری کرو کیونکہ تم پر موت کا حکم آنے والا ہے۔ (حلیۃ ج6 'صفحہ 168)

☆......احمد بن اسحاق حضرمی کہتے ہیں: میں نے صالح المری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ اپنے وعظ میں یہ شعر پڑھ رہے تھے:

وَغَائِبُ الْمَوْتِ لَا تُرْجَوْنَ رَجْعَتُهُ
اِذَاذُوْ وَاغِيْبَةٍ مِنْ سَفَرٍ رَجَعُوْا

ترجمہ: جس کو موت غائب کر دے اس کے لوٹنے کی امید نہیں کی جا سکتی ہاں جو سفر میں غائب ہو جائے وہ لوٹ آتا ہے۔ پھر فرمانے لگے خدا کی قسم وہ سفر بہت طویل ہے' تم اپنے سفر کے زادِ راہ کو تیار کر لو اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے کیونکہ ارشادِ خدا ہے: فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى اور فرمایا جان لو تم پہلے لوگوں کی امید کی طرح ہو موت کے آنے سے پہلے تیاری کر لو' پھر رو پڑے۔ (حلیۃ ج6 'صفحہ 168)

(89)

نورٌ علیٰ نور ہو گیا

سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ زمزم کا پانی مبارک اور برکتوں والا ہے' بھوک میں کھانے کا کام دیتا ہے اور بدن کو غذائیت فراہم کرتا ہے۔ (قاضی عیاض فی مشارق الانوار' نووی فی شرح مسلم)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے کہ زم زم کائناتِ ارضی کا بہترین پانی ہے جو بھوک میں کھانا اور ہر مرض میں شفاء ہے۔ (الترغیب والترہیب' صحیح ابن حبان)

زم زم پینے کے بعد پانی کو چہرے پر ملنا اور سر پر ڈالنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ (مسند امام فاکہی)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زمزم پینے والا اگر شفاء کی نیت سے زمزم پئے تو شفاء حاصل ہوتی ہے' اصلاحِ اخلاق کے لئے پئے تو حسن خلق پیدا ہوتا ہے' تنگی سینہ کیلئے پئے تو شرح صدر حاصل ہوتا ہے' ظلمت دل مٹانے کو پئے تو نورانیت پیدا ہوتی ہے' تکالیف میں پئے تو آرام حاصل ہوتا ہے' غرضیکہ پیتے وقت جو نیت کر لی جائے اس کے مطابق فوائد و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ (انوار الاصول للامام الحافظ ترمذی)

مدینہ کے تاجدار' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب زمزم کے کنویں پر تشریف لائے' زمزم کا ایک ڈول نکالا' اس میں سے پانی نوشِ جاں فرمایا پھر اور سیراب ہو کر پیا' پھر اپنے منہ سے ایک گھونٹ کی اس ڈول میں کلی فرما دی اور پھر وہ ڈول زمزم کے کنویں میں ڈال دیا۔ (مسند احمد' البدایہ والنہایہ' بلوغ الامانی) صحابہ منتظر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچا ہوا زمزم کا

متبرک پانی ہمیں ملے لیکن کونین کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت دیکھئے کہ پوری امت کو یاد رکھا اور اپنا مقدس لعابِ دہن زمزم کے کنویں میں ڈال دیا تاکہ ساری امت اس میں سے پیتی رہے سبحان اللہ! نورٌ علیٰ نور ہوگیا۔

لعابِ دہن اور آبِ زم زم

☆......زمزم کتنا مبارک پانی ہے اور پھر اس میں وہ لعاب شامل ہوگیا جو سانپ کے کاٹے کے سبب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایڑی میں لگا تو ایڑی میں شفاء ہو گئی۔

☆......وہ مبارک لعابِ دہن جو سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دکھتی آنکھوں میں لگا تو اللہ کے کرم سے شفاء ہوگئی۔

☆......وہ مبارک لعابِ دہن جو کڑوے پانی کے کنویں میں ڈالا گیا تو پانی میٹھا شیریں ہوگیا۔

☆......وہ مبارک لعابِ دہن جو ایک کنویں میں ڈالا گیا جس کا پانی بہت کم اور نیچے نیچے تھا تو وہ بھر کے لبالب ہوگیا۔

☆......وہ مبارک لعابِ دہن جو سیّدنا حسنین کریمین، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے منہ میں تحنیک (نومولود کے لئے گھٹی) کی گئی تو اللہ نے ان کے سینوں کو روشن کر دیا۔

☆......وہ مبارک لعابِ دہن کہ لٹکے مشکیزہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا تو امام ہانی رضی اللہ عنہا نے برکت کے لئے اس مشکیزہ کا وہ چمڑا کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا جہاں آقائے کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک لعابِ دہن لگا تھا۔ سبحان اللہ!...... جانِ کائنات محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر جان قربان، ہر روح فدا...... ہر گل تصدق...... اور ہر گلشن قربان۔ (ماخوذ از ہر واقعہ بے مثال)

(90)

بے پردگی کا وبال

عورتوں کا بے پردہ باہر آنا جانا، اور غیر محرم مردوں سے ملنا جلنا حرام وگناہ ہے۔
قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو مخاطب بنا کر ارشاد فرمایا:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى

(الاحزاب، رکوع4)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسی اگلی جاہلیت کی بے پردگی تھی۔

اس بارے میں حدیثوں کے اندر بھی بڑی سخت ممانعت آئی ہے اور وعیدیں بھی دی گئی ہیں۔

1- حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: عورتوں کے پاس جانے سے اپنے کو بچاؤ، تو ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دیور کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ تو فرمایا: دیور تو موت ہے (یعنی دیور بھاوج کے حق میں موت کی طرح خطرناک ہے)۔

(مشکوٰۃ، ج2، ص268، بخاری ومسلم)

2- حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں

Scanned with CamScanner

پیچھے جاتی ہے۔ جب تم میں سے کسی کو کوئی عورت اچھی لگ جائے اور دل میں گڑ جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس جا کر اس سے جماع کرلے تو ایسا کرنے سے اس کے دل کا خیال دفع ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ' ج2' ص268 بحوالہ مسلم)

3- حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت مکمل شرمگاہ ہے۔ لہٰذا اس کو پردہ میں رہنا چاہئے۔ جب کوئی عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک جھانک کر دیکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ' ج2' ص269 بحوالہ ترمذی)

4- حدیث: حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جب بھی کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان دونوں کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ' ج2' ص269 بحوالہ ترمذی)

5- حدیث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں اور حضرت میمونہ (رضی اللہ عنہا) دونوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر تھیں کہ ناگہاں ابن ام مکتوم آ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں داخل ہوئے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ پردہ کی آیت نازل ہو چکی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں سے فرمایا: تم دونوں ان سے پردہ کرو تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ اندھے نہیں ہیں؟ وہ تو ہم کو دیکھتے ہی نہیں پھر ان سے پردہ کیوں کریں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دونوں بھی اندھی ہو؟ کیا تم دونوں انہیں دیکھ نہیں رہی ہو؟

(ترمذی' ج2' ص101)

مطلب یہ ہے کہ مرد اجنبیہ عورت کو دیکھے یہ بھی حرام ہے اور عورتیں مردوں کو دیکھیں یہ بھی حرام ہے اور ہر حرام کام سے بچنا فرض ہے اور حرام کام کو کرنا جہنم میں لے جانے والا کام ہے!

(91)

میزان کا بیان

رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهٗ قَالَ یُنْصَبُ الْمِیْزَانُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَهٗ عُمُدٌ وَطُوْلُ کُلِّ عُمُوْدٍ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ .... ثُمَّ قَالَ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ وَّمَا اَدْرٰكَ مَا هِیَهْ نَارٌ حَامِیَةٌ ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روز قیامت جب میزان قائم ہوگا تو اس کے ستون ہوں گے اور ہر ستون کی لمبائی مشرق اور مغرب کے درمیان مسافت کے برابر ہوگی اور ترازو کا ایک پلڑا طول میں دنیا کے برابر ہوگا اور عرض اس کا بقدر آسمان اور زمین کے ہوگا او اس کا ایک پلڑا عرش کی دائیں جانب رکھا جائے گا اور وہ نیکیوں کا پلڑا ہے اور دوسرا عرش کی بائیں جانب اور وہ بدیوں کا پلڑا ہے اور وہ درمیان ان میزانوں کا میزان پہاڑوں کی چوٹیوں کے برابر جن وانس کے اعمال سے بھرا ہوگا نیکیوں اور بدیوں سے پس اس دن جس کی مقدار پچاس ہزار برس کے برابر ہوگی کلمہ شہادت بدیوں پر بھاری ہو جائے گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: ایک شخص حساب کیلئے لایا جائے گا جس کے پاس ستر عملنامے ہوں گے ہر عمل نامہ حد نظر تک پھیلا ہوگا جس میں اس کی بدیاں اور ذنوب ہوں گے پس اسے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا' اور پھر اس کے لئے پرزہ

کاغذ انگلی کے پورے برابر ہوگا جس پر لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ لکھا ہو گا تو اسے دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا پس اس کے ساتھ وہ گناہ پر بھاری ہو جائے گا تو وہ پسندیدہ زندگی میں رہے گا تو معنی اس کا یہ ہے کہ جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوا تو وہ پسندیدہ زندگی میں رہے گا یعنی جنت کی زندگی میں کہ اس پر خوش رہے گا پھر فرمایا اور جس کے ثواب کا وزن ہلکا رہا تو اس کا ٹھکانہ دوزخ کا طبقہ ہاویہ ہے اور تم نے کیا جانا کہ وہ کیا ہے شعلہ مارتی آگ ہے۔

(دقائق الاخبار)

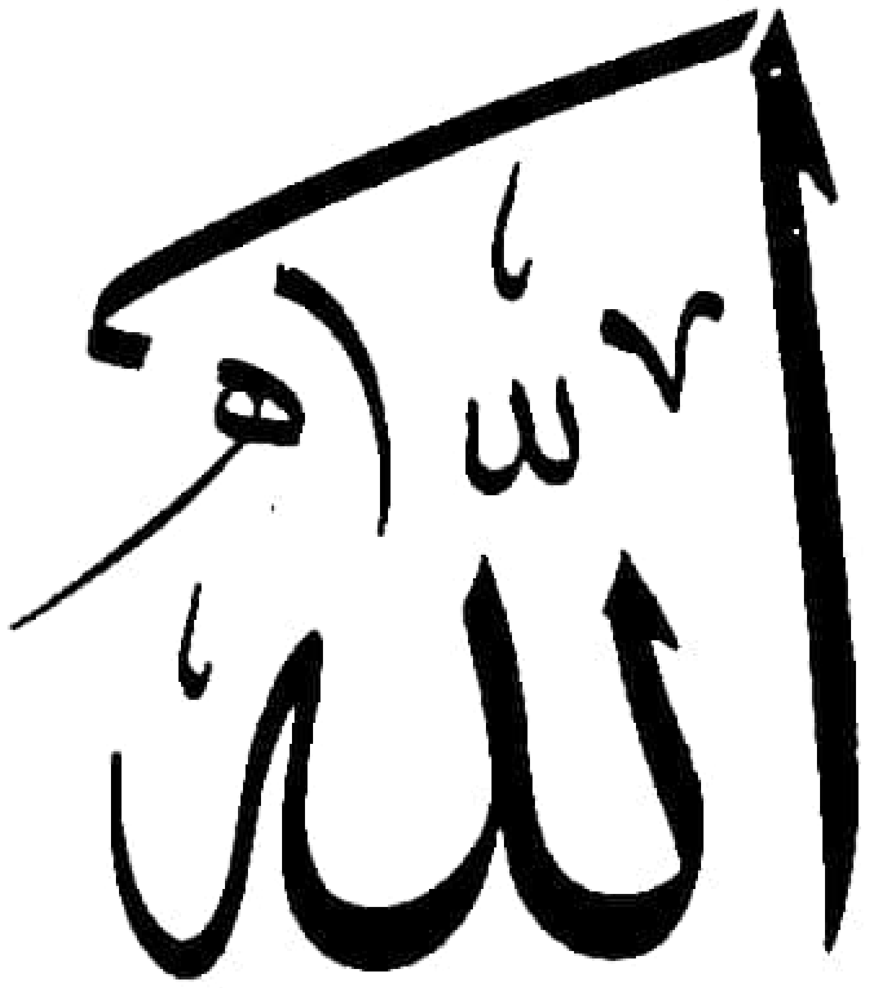

(92)

واقعات اللہ کا لشکر ہوتے ہیں

امام الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے ان سے کسی نے پوچھا: بزرگان دین اور اولیاء اللہ کے واقعات و حکایات سے مریدین کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ فرمایا: **الحکایات جند من جنود اللہ تعالی تقوی بھا قلوب المریدین** ''بزرگان دین کے واقعات اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں' ان سے اہل ارادت کے دل مطمئن اور ثابت قدم ہو جاتے ہیں''۔ سائل نے عرض کیا حضور! آپ کے اس قول کی کوئی دلیل بھی ہے؟ آپ نے دلیل میں قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ اور رسولوں کی خبروں میں سے سب باتیں آپ پر بیان فرماتے ہیں: جن سے آپ کے دل کو ثابت قدمی بخشیں۔

اسی طرح صالح کبیر عارف باللہ شیخ ابوسلمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل اللہ کے نصائح انسانی قلوب کو رب ذوالجلال کی جانب متوجہ کرتے ہیں۔ شیخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں نے ایک وعظ کی مجلس میں شرکت کی' جب تک مجلس میں رہا مجھ پر وعظ کا اثر رہا' مجلس سے باہر آیا تو اثر جاتا رہا۔ دوبارہ مجلس وعظ میں حاضری دی تو اس کا اثر مجلس سے اٹھ کر آنے کے بعد راستے تک رہا اور تیسری بار حاضر مجلس ہوا تو اس کا اثر گھر جانے کے بعد بھی مجھ میں باقی رہا۔ چنانچہ میں نے راہ حق سے دور لے جانے والے تمام امور کو خیر باد کہا اور معاصی کے وسائل کا خاتمہ

کرڈالا اور اللہ تعالیٰ کا راستہ اختیار کیا"۔

فرماتے ہیں: یہ حکایت شیخ عارف یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے سنی تو فرمایا: "چڑیا نے کلنگ کا شکار کرلیا"۔ اس مقولہ میں چڑیا سے مراد واعظ اور کلنگ سے مراد حضرت شیخ سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہے اسی طرح ہم تک یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ **ان الرحمة تنزل عند ذكر الصالحين** یقیناً ذکر صالحین کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے"۔

واقعات کی اسناد کا حذف

امام یافعی فرماتے ہیں کہ روض میں واقعات کی سند کو میں نے اختصار کے خیال سے حذف کر دیا کیونکہ جو بزرگوں کا معتقد نہیں اسے سند بھی کوئی فائدہ نہیں دے گی اور جو معتقد ہیں وہ بغیر سند کے بھی حصول فیض کریں گے اور ان حکایات کے لئے احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی طرح قوی اسناد کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ ان سے احکام شرعیہ کے استنباط کا تعلق نہیں ہے بلکہ یہ صرف ناصحانہ حکایتیں ہیں اس لئے مناسب ہے کہ ان سے پند وموعظت حاصل کی جائے اور انکار نہ کیا جائے کیونکہ مشائخ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: **اقل عقوبة المنكر على الصالحين ان يحرم بركتهم** "بزرگوں کے منکر کی کمتر سزا یہ ہے کہ وہ ان کی برکت سے محروم ہو جاتا ہے"۔ نیز فرمایا **ويخشى عليه سوء الخاتمة** "اور ایسے کے سوء خاتمہ کا خوف ہے" (**نعوذ باللہ من سوء القضاء**)

شیخ عارف ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قلب جب اللہ تعالیٰ سے اعراض کا عادی ہو جاتا ہے تو اولیاء اللہ کے پیچھے پڑتا ہے اور ان کی مخالفت کرتا ہے اور شیخ عارف ابوالفوارس شاہ بن شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اولیاء اللہ کی محبت سے افضل کوئی ریاضت نہیں، کیونکہ ان کی محبت حب خدا کی نشانی ہے"۔

امام جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہم لوگوں کو جو

علم عطا ہوا ہے ان کی تصدیق کرنا ولایت (صغریٰ) ہے"۔

صوفیاء کی چار اقسام

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلک صوفیہ میں لوگوں کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) جنہیں صوفیہ کا علم، ان کی طریقت اور ان کے ذوق واحوال کی تصدیق اور ذوق سب کچھ حاصل ہو۔ (2) جن لوگوں کو تصدیق اور علم تو حاصل ہو مگر ذوق نہ ہو۔ (3) جنہیں صرف تصدیق حاصل ہے مگر وہ علم اور ذوق سے محروم ہیں۔ (4) وہ لوگ جنہیں نہ تصدیق حاصل ہو، نہ علم، نہ ہی ذوق۔ **نعوذ بالله من الحرمان ونسئله التوفيق الغفران** میں اس بات کا معترف اور مصر ہوں کہ میں حضرات اولیائے کرام کے احوال و ذوق سے خالی اور ان کی علمی تحقیقات سے ناواقف اور ان کے طریق پر چلنے سے عاجز ہوں۔ ہاں! البتہ ان حضرات کا فدائی وشیدائی ضرور ہوں اور ان کی سچائی کا دل سے یقین رکھتا ہوں۔

اس کے بعد امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عجز وانکسار کا اظہار، اس کے بندے حضور نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل واصحاب اور اولیاء اللہ کے توسل سے دعا کرتے ہیں۔ آخری چند اشعار یہ ہیں:

الهي الفقير اليافعي ليس عنده
سوى جهم ذا زاده وركابه

اے اللہ! فقیر یافعی کے پاس محبت اولیاء کے علاوہ سفر آخرت کے لئے کوئی زادِراہ اور سواری نہیں ہے۔

الهي بذاك انفعه واحشره معهم
وعمر بنا قلبنا تناهى خرابه

اے اللہ! محبت اولیاء سے اس کو نفع پہنچا، اس کا حشر ان کے ساتھ فرما اور ہمارے ویران قلب کو آباد فرما۔

Scanned with CamScanner

مزید فرماتے ہیں: میں چونکہ اولیاء اللہ اور صالحین کا محب اور صوفیہ عارفین' ذوق و شوق' عزلت اور خلوت والے بزرگوں کا عاشق اور جو بہترین کتابیں' حقائق و دقائق' احوال' اقوال اور کرامات وغیرہ سے پرنور ہیں ان کا فدائی ہوں اس لیے ان پاکیزہ نفوس کی محبت نے مجھے اِس جانب توجہ دلائی کہ ان کے ذکر میں ایک کتاب لکھوں جس کے اندازِ اذکار و وقعات کا انتخاب' اولیاء اللہ کی کرامات' ان کے اعمال و فرمودات کا خلاصہ' مقامات عالیہ کا بیان ہو کہ وہ حضرات کس طرح انوار کے قبول میں بلندیوں کی چوٹی پر تشریف فرما ہوئے ہیں اور آسمان مجد پر کس طرح مثل شہاب چمکتے ہیں۔ ان کی بلندی کے سامنے آسمان کس طرح سرنگوں ہے۔ بارگاہِ قدس میں ان کی حاضری کا کیا انداز ہے۔

واقعات کا خزانہ امام شافعی کی روض الریاحین

حقیقت یہ ہے کہ ان کی ارواح جمال ربانی کو بے حجاب دیکھتی ہیں' ان کے واقعات سنگ دلوں کے لیے زندگی بخش ہیں اور ان کے احوال وکوائف کی بادہ ناب تشنہ لبوں کی پیاس بجھا دیتی ہے۔ میں چن چن کر اور انتخاب کر کر کے عاشقین اولیاء' محبین صلحاء اور خوشبوئے عشق کے فدائیوں کی خدمت میں بطور ہدیہ مستند حکایات پیش کرتا ہوں۔ (مفہوم ملخص) اور اس کا نام روض الریاحین فی حکایت الصالحین رکھتا ہوں اور اس کا لقب ''نزهة النواظر وتحفة القلوب والخواطر فی حکایات الصالحین والاولیاء والاکابر ''منتخب کرتا ہوں۔ میں نے اس کتاب کو جن عظیم ائمہ اور افاضل لوگوں کی کتابوں سے انتخاب وتلخیص کر کے جمع کیا ہے ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ (1) حجۃ الاسلام امام غزالی۔ (2) ابوالقاسم قشیری۔ (3) شیخ شہاب الدین سہروردی۔ (4) محمد بن ابراہیم خیری۔ (5) امام تاج الدین بن عطاء اللہ شاذلی سکندری۔ (6) شیخ احمد بن علی قسطلانی۔ (7) علامہ ابوالفرج بن جوزی۔ (8) شیخ محمد بن قدامہ مقدسی۔ (9) شیخ ابواللیث نصر محمد سمرقندی۔ (10) شیخ ابوالعباس احمد بن علی

معروف ابن اطریانی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ کتاب میں واقعات اولیاء اللہ کے علاوہ دو فصلوں پر مشتمل مقدمہ اور تین فصلوں پر مشتمل خاتمہ بھی شامل ہے۔ (مقدمہ روض الریاحین' ص6)

آباد انہی گلوں سے ہے گیتی کا گلستان — ہیں اولیاء صداقت اسلام کی دلیل
ہے معرفت کا راستہ شمشیر برہنہ — کانٹوں کی راہ چلتا ہے ہر عاشق جلیل
خود سیّد الرسل پہ تھے کفار خشت زن — ڈالے گئے تھے آگ میں اللہ کے خلیل
دکھلاتے ہیں زمانے کو راہِ محمدی — ہر ایک اپنی ذات میں ہے مثل سنگ میل
اے رہروان راہ طریقت خدا گواہ — ٹکرائے گا جو تم سے وہ ہو جائے گا ذلیل

(علامہ بدرالقادری)

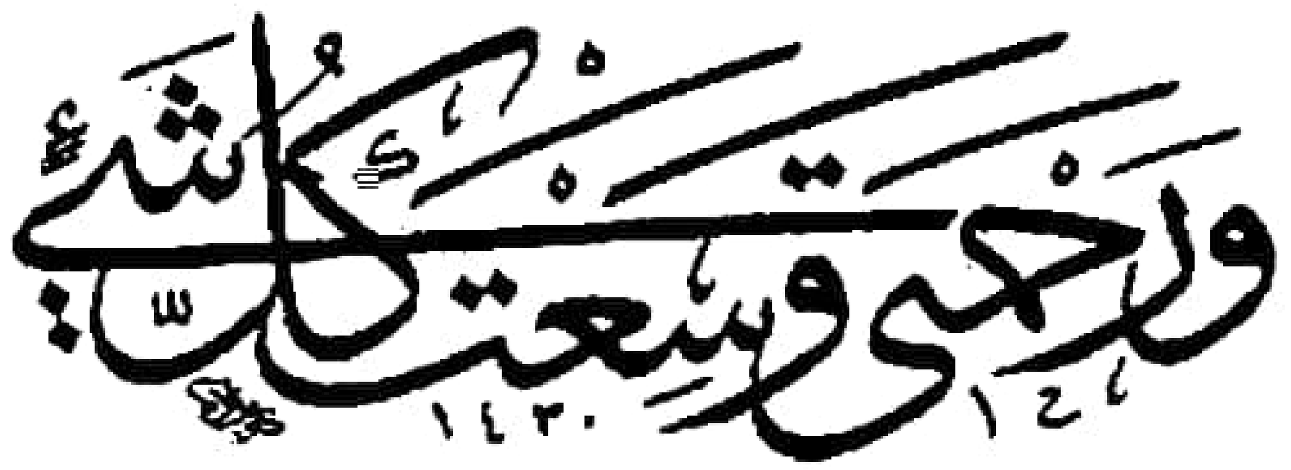

(93)

فضائے بدر پیدا کر......

میدان بدر میں دشمن کی تعداد معلوم کرنے کے لئے مہاجرین میں سے تین سراغرساں بھیجے گئے۔ یہ لوگ بدر پہنچے' وہاں دو آدمی نظر آئے' ایک قریشی تھا اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام تھا۔ قریشی تو موقع پا کر نکل بھاگا' غلام پکڑا گیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ مشرکین کتنے ہیں؟ اس نے کہا بہت زیادہ۔ چنانچہ درست بات اگلوانے کے لئے اس کی کچھ مرمت کی گئی۔ اس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ فارغ ہوئے تو غلام سے دریافت فرمایا وہ لوگ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ اس نے کہا کبھی نو اور کبھی دس۔ ارشاد ہوا کہ مشرکین کی تعداد نو سو اور ایک ہزار کے درمیان ہے۔ پھر پوچھا: ان میں کون کون ہے؟ اس نے بڑے بڑے سرداروں کے نام اگل دیئے۔ ارشاد ہوا مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہارے پاس لا کر ڈال دیئے ہیں۔

اشارۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلمانوں نے بدر کے میدان میں ڈیرے ڈال دیئے تو رات بارش نازل ہوئی جو مشرکین پر خوب موسلا دھار برسی اور ان کی پیش قدمی میں رکاوٹ بن گئی مگر مسلمانوں پر یہ بارانِ رحمت کی شکل میں پھوار بن کر برسی' زمین ہموار ہو گئی۔ ریت جم گئی۔ قدم ثابت قدمی سے جمنے کے لائق ہو گئے۔ قیام خوشگوار ہو گیا اور دل مضبوط ہو گئے۔ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کے مشورے سے قریش کے سب سے قریب ترین چشمہ پر پڑاؤ ڈالا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حوض بنایا۔ باقی تمام چشموں کو بند کر دیا۔ یہ کام آدمی رات گئے انجام دیا گیا۔ مسلمانوں کے لئے پانی کا

حصول آسان ہو گیا۔ قریش نے وادی کے دہانے کے باہر اپنے کیمپ میں رات بسر کی۔ صبح اپنے دوستوں سمیت ٹیلے سے اتر کر بدر کی جانب روانہ ہوئے۔ ایک گروہ پانی کے حوض کی طرف بڑھا۔ صحابہ نے اسے روکنے کا ارادہ کیا تو ارشاد ہوا انہیں چھوڑ دو۔ اس دن جس مسافر نے بھی اس حوض سے پانی پیا وہ اس جنگ میں مارا گیا' صرف حکیم بن حزام باقی بچے جو بعد میں مسلمان ہو گئے۔ مسلمانوں کا قیام پانی کے حوض کے قریب تھا۔ اس کی حفاظت کے لئے ماہر نشانہ باز صحابہ کی ڈیوٹی لگا دی گئی کہ دشمن اس کے قریب نہ پھٹک سکیں تاکہ اس میں زہر وغیرہ نہ ملا سکیں۔ اوس کے سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصاری نے تجویز پیش کی کہ کیوں نہ مسلمان مرکز قیادت تعمیر کر دیں جو میدان سے ذرا ہٹ کر ہو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہاں قیام فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواریاں بھی مہیا رکھیں گے تاکہ اگر خدانخواستہ شکست ہوئی تو اس کے عواقب سے نمٹا جا سکے۔ چنانچہ میدان جنگ کے شمال مشرق میں ایک اونچے ٹیلے پر چھپر بنایا گیا۔ وہاں سے پورا میدان جنگ نظر آتا تھا۔ اس مرکز کی نگرانی کے لئے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں انصاری نوجوانوں کا ایک دستہ منتخب کیا گیا۔ چھپر کو عربی زبان میں عریش کہتے ہیں۔ آج بھی مقامِ بدر کی زیارت کو جائیں تو اس مقام پر آپ کو بڑی خوبصورت مسجد نظر آئے گی۔ یہی وہ مبارک مقام ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر مسلمانوں کی فتح ونصرت کی دعائیں مانگیں۔

ارادے جن کے پختہ ہوں

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس میدان جنگ میں تشریف لے گئے اور لشکر کی ترتیب قائم فرمائی۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں سے اشارہ فرماتے جاتے تھے کہ کل یہ فلاں کی قتل گاہ ہو گی انشاءاللہ! اور یہ فلاں کی قتل گاہ ہے۔ انشاءاللہ۔

یہ رات مسلمانوں نے بہت پرسکون طور پر بسر کی۔ ان کے دل اعتماد سے پر تھے۔ انہیں اپنے رب کی طرف سے فتح ونصرت کا پورا یقین تھا۔

Scanned with CamScanner

17 رمضان المبارک جمعہ کا دن تھا اور یہی یوم الفرقان تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مسلمانوں کی صفیں درست فرمائیں۔ ارشاد ہوا جب تک آخری احکام موصول نہ ہوں جنگ شروع نہ کریں۔ جب دشمن قریب آ جائے تو پھر ان پر تیر چلانا۔ اس معرکے کا سب سے پہلا مقتول اسود بن عبدالاسد تھا۔ یہ بڑا متکبر اور بداخلاق شخص تھا۔ اس نے چیلنج دیا کہ میں مسلمانوں کے حوض سے پانی پی کر رہوں گا ورنہ اسے ڈھا دوں گا یا اس کے لئے جان دے دوں گا۔ اسے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حوض کے قریب جا لیا اور واصل جہنم کر دیا۔ جب جنگ کی آگ بھڑک اٹھی تو قریش کے تین بہترین شہسوار عتبہ بن ربیعہ' اس کا بھائی شیبہ اور ولید جو عتبہ کا بیٹا تھا' میدانِ کارزار میں آ گئے۔ انہوں نے دور ہی سے دعوت مبارزت دی' کون ہے جو ہمارا مقابلہ کرے؟ دو انصاری نوجوان عوف اور معوذ جو عفراء بنت عبید کے بیٹے تھے اور تیسرے عبداللہ بن رواحہ نکلے۔ قریشیوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ جواب ملا مدینہ سے تعلق ہے۔ کہنے لگے تم شریف مدمقابل ہو۔ تمہاری بجائے ہم تو اپنے چچیرے بھائیوں سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں' پھر آواز لگائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری قوم کے افراد بھیجو۔

نظر جن کی خدا پر ہو

ارشاد ہوا عبیدہ بن حارث' حمزہ اور علی رضی اللہ عنہم اٹھو اور مقابلہ کے لئے جاؤ۔ عبیدہ جو سب سے معمر تھے' عتبہ کے روبرو ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شیبہ کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ولید کے مقابل کھڑے ہیں۔ مقابلہ شروع ہوا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہی دیکھتے اپنا اپنا شکار مار لیا لیکن ادھر حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ میں لڑائی جاری تھی' دونوں کو گہرا زخم لگا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عتبہ پر جھپٹ پڑے' وہ بھی واصل جہنم ہو گیا۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کاری زخم کی وجہ سے چند دنوں کے بعد مدینہ واپس جاتے ہوئے خلعت شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ اس مبارزت کا انجام مشرکین کے لئے بہت برا نکلا۔ انہوں نے شدید غیظ وغضب

کے عالم میں یکبارگی حملہ کر دیا۔ مسلمان رب العزت سے فتح ونصرت کی دعائیں مانگ رہے تھے اور اپنی جگہوں پر ڈٹے ہوئے مشرکین کے حملوں کو روک رہے تھے۔ زبان پر اَحد اَحد کا ایمان افروز کلمہ تھا۔ ادھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عریش میں آ گئے اور اللہ کی بارگاہ میں رو رو کر دعائیں مانگنے لگے: اے اللہ! تو نے جو مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرما۔ اس تضرع کے ساتھ دعا فرمائی کہ آپ کے دونوں کندھوں سے چادر گر گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو آپ کے ساتھ تھے' چادر درست کی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اب بس کیجئے یقیناً اللہ نے آپ کی دعا سن لی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم عریش سے باہر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ پہن رکھی تھی۔ آپ پرجوش انداز میں میدان جنگ کی طرف بڑھے۔ مٹھی میں کنکریاں اور مٹی اٹھائی اور قریش کی طرف رخ کر کے ان کے چہروں کی جانب پھینک دی۔ فرمایا **شاھت الوجوہ** ''یہ چہرے بگڑ جائیں''۔ کوئی مشرک ایسا نہ تھا جس کے منہ' آنکھوں اور نتھنوں میں اس مٹی کے ذرات نہ گھس گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ...... غبار ...... پھینکا تو درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا تھا یعنی پھینکنے والے آپ تھے اور پہنچانے والا اللہ تھا۔

(مختصر سیرۃ الرسول للشیخ عبداللہ' ص268-274' والرحیق المختوم' ص293-302)

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز طوفانوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

Scanned with CamScanner

(94)

علماء کی عزت اللہ ورسول ﷺ کی عزت ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَکْرِمُوا الْعُلَمَآءَ فَاِنَّھُمْ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ فَمَنْ اَکْرَمَھُمْ فَقَدْ اَکْرَمَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۔ (دیلمی جلد نمبر 1 'صفحہ نمبر 32' تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) جلد نمبر 5 'صفحہ نمبر 204' اتحاف السادۃ المتقین 'جلد نمبر 1 'صفحہ نمبر 71' میزان الاعتدال (ذہبی) جلد نمبر 2' صفحہ نمبر 324' جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 4353 'فیض القدیر (مناوی) جلد نمبر 2 'صفحہ نمبر 119' کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 10 'صفحہ نمبر 65)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علماء کی عزت کرو۔ بیشک علمائے کرام انبیائے کرام کے وارث ہیں۔ پس جس نے بھی ان کی عزت کی اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی۔

یہاں وہ روایت بہت مناسب رہے گی' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب دقائق الاخبار میں لکھی ہے۔ اور کسی جلد میں قلیوبی کے حوالے سے بھی گزر چکی ہے۔

وَقِیْلَ یُؤْتٰی بِعَالِمٍ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ عُلَمَآءِ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .... فَیَقُوْلُ نَعَمْ لِاَنَّ النَّاسَ کَانُوْا مُشْتَغِلِیْنَ فِی الدُّنْیَا بِالتِّجَارَۃِ وَالْعَالِمُوْنَ مُشْتَغِلُوْنَ بِالْعِلْمِ ۔

کہ روز قیامت امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء میں سے ایک عالم لایا

جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جبرئیل اس کا ہاتھ پکڑو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حوض کے کنارے پر لوگوں کو برتنوں میں پلاتے ہوں گے پس جبرئیل اس عالم کا ہاتھ تھام کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں گے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر اپنے دست مبارک کے چلو سے پلائیں گے تو لوگ عرض گزار ہوں گے یا رسول اللہ آپ نے ہمیں برتنوں کے ساتھ پلایا اور اس عالم کو اپنے چلو سے پلاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اس لئے کہ (تم) لوگ دنیا میں تجارت (کے ذریعے دولت بڑھانے) میں مصروف رہتے تھے اور علماء (میرا) علم پھیلانے میں مشغول رہتے تھے۔

(دقائق)

(95)

اعمال کی ظلمت میں توبہ کی ضیاء لے جا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے کون ناواقف ہوگا۔ اپنے دور میں امام المسلمین تھے۔ ان کے زہد وتقویٰ اور دعوت وجہاد کے ولولہ انگیز اور ایمان افروز واقعات پڑھ کر آج بھی آدمی کے ایمان میں تازگی' روح میں بالیدگی اور جذبات میں زندگی کی موجیں مچلنے لگتی ہیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے شام میں کسی سے قلم مستعار لیا' واپس کرنا بھول گئے اور ایران کے شہر مرو آئے تو وہ قلم یاد آیا' وہاں سے دوبارہ شام کا سفر کیا اور جا کر قلم اس کے مالک کو لوٹایا۔ (تاریخ بغداد' ج10 'ص 167)

☆......شمس الدین محمد بن عبدالرحیم مقدسی ساتویں صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں۔ وہ اپنے وقت میں شام کے مشہور بزرگوں میں سے تھے اور مرجع خلائق تھے۔ ایک بار کسی پہاڑ کے پاس اپنے مکان کے لئے جگہ کھود رہے تھے' ان کی اہلیہ بھی ساتھ تھیں' وہ بھی ان ہی کی طرح پارسا اور پاکباز خاتون تھیں۔ زمین کھودتے ہوئے انہیں مدفون دنانیر کی بھری ہوئی تھیلی ملی تو ''اناللہ......'' پڑھنے لگے پھر اس کھودی ہوئی جگہ کو اسی طرح بھر دیا جیسے پہلے تھی اور بیوی سے کہا: ''یہ ہمارے لئے غالباً آزمائش ہے' ہوسکتا ہے یہ تھیلی کسی نے دفن کی ہو اور ضرورت کے وقت وہ اس کو نکالے' اس لئے کسی سے اس جگہ کے متعلق تذکرہ نہیں کرنا''۔ چنانچہ دونوں نے فقر وحاجت مندی کے باوجود اس تھیلی کو وہیں چھوڑا اور چل دیئے۔

(شذرات الذہب لابن العماد' ج5 'ص 406)

ڈھل رہے ہیں میرے اشکوں کے گہر اُن کے لئے

فضیل بن عیاض دوسری صدی ہجری کے مشہور بزرگ اور عالم ہیں۔ تقویٰ و عبادت میں ضرب المثل تھے۔ اونچے درجے کے محدث اور فقیہ تھے۔ ان کی زندگی کے ایمان پرور واقعات روح وقلب دونوں کو گرما دیتے ہیں اور دل کی سرد انگیٹھی میں ایمان کی حرارت محسوس ہونے لگتی ہے۔ پڑھنے والوں کو عجیب محسوس ہوگا کہ یہ جلیل القدر امام پہلے مشہور زمانہ ڈاکو تھے۔ ان کی وجہ سے راتوں کو چلنے والے قافلے سفر روک لیتے اور کہتے ''آگے ڈاکو فضیل کے حملے کا اندیشہ ہے''۔ اک عشق خراباتی کا واقعہ ان کی زندگی میں انقلاب کا سبب بنا' لکھا ہے کہ انہیں ایک لڑکی سے محبت ہوگئی' دیوار پھلانگ کر اس کے گھر میں داخل ہونا چاہ رہے تھے کہ قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنی اور تلاوت کرنے والا یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ......

''کیا ایمان والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے جھک جائیں''۔

فضیل نے یہ سنا تو کہا: ''ہاں میرے رب! کیوں نہیں'' قرآن کریم کی اس آیت نے ان کے دل کی ساری کثافتوں کو دھو ڈالا' توبہ کی اور ایسی کہ امام اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ولایت کے بلند مرتبے پر فائز ہوئے' بعد میں جب وہ قرآن کریم کی تلاوت سنتے یا کرتے تو اس قدر روتے کہ دیکھنے والوں کو رحم آ جاتا۔

موتی سمجھ کر شان کریمی نے چن لئے   قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

(تہذیب التہذیب' ج8 'ص294'296)

(96)

دل کی چوٹوں نے کبھی چین سے رہنے نہ دیا

حارث بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ریاح قیسی نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا آؤ ہم اپنے گزرے اوقات پر روئیں۔ یہ کہہ کر مجھے قبرستان لے گئے۔ جب ان کی نظر قبور پر پڑی تو ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ میں ان کے سرہانے بیٹھ کر روتا رہا۔ جب ان کو افاقہ ہوا تو میں نے کہا: آپ کیوں روئے تھے؟

فرمایا جب میں نے قبر کو دیکھا تو مجھے اپنی فکر پڑ گئی۔ پھر کہنے لگے ہائے میرا نفس ہائے میرا نفس۔ پھر بے ہوش ہو گئے' پھر چلے کسی سے کوئی بات چیت نہیں کی یہاں تک کہ گھر پہنچے۔ چند ہی دن کے بعد وفات پائی۔ (حلیہ' ج 6' صفحہ 193)

☆......عبدالعزیز بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: رابعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ریاح بن قیسی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ اپنے بچوں کو بوسہ دے رہے تھے اور پیار کر رہے تھے۔ کہا کیا تو ان سے محبت کرتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ کہنے لگے میرا خیال تو تیرے بارے میں یہ تھا کہ تیرے دل میں اللہ کے علاوہ کسی کے لئے کوئی جگہ خالی نہ ہو گی۔ یہ سن کر ایک چیخ ماری (روئے) اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

جب افاقہ ہوا تو وہ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے یہ بھی رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دی ہے۔ (حلیہ' ج 6' صفحہ 195)

آؤ کہ یادِ ماضی پہ تھوڑا رو لیں

محمد بن مسعر کہتے ہیں: ریاح قیسی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک لوہے کا طوق تھا جب رات

چھا جاتی تو طوق گلے میں ڈال کر روتے اور دعائیں کرتے اور اسی حال میں صبح کر لیتے۔

(حلیہ' ج 6' صفحہ 591)

☆......جعفر بن سلیمان کہتے ہیں: ہم ایک دن ظہر کے بعد مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص آیا اس نے کہا میں نے خواب میں پکارنے والے کی پکار سنی۔ وہ کہہ رہا تھا اے لوگو! اللہ کی طرف کوچ کی تیاری کرو میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے جس نے سامان باندھا وہ حوشب بن مسلم تھے۔

یہ سن کر مالک بن زیاد نے قبلہ کی طرف رخ کر لیا اور روتے رہے' اسی حال میں عصر کی نماز پڑھی اور باقی نمازیں بھی اسی طرح پڑھیں۔

عمار بن زاذان کہتے ہیں: مجھ سے شیخ کہمس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اے ابوسلمہ میں نے ایک گناہ کیا تھا۔ چالیس سال ہو گئے کہ اس پر رو رہا ہوں۔ میں نے کہا: اے ابوعبداللہ وہ کیا گناہ تھا؟ انہوں نے فرمایا میرا بھائی مجھ سے ملنے آیا تھا' میں نے اس کے لئے ایک دانق کی مچھلی خریدی۔ جب ہم کھا چکے تو اس نے اپنے پڑوسی کی دیوار سے ایک چٹکی مٹی لے کر ہاتھ صاف کئے۔ اس پر مجھے روتے ہوئے چالیس سال ہو گئے۔

(حلیہ' ج 6' صفحہ 211)

☆......موسیٰ بن راسبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: بدیل رحمۃ اللہ علیہ اور شمیط رحمۃ اللہ علیہ اور کہمس رحمۃ اللہ علیہ جمع ہوئے اور فرمایا آؤ آج قیامت کے دن کے ٹھنڈے پانی کی تلاش میں رو پڑیں (پھر روتے رہے)۔ (حلیہ' ج 6' صفحہ 113)

(97)

تجھے اللہ کے لئے معاف کیا

جس دور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے منصوبے بن رہے تھے اور مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کی قیمت لگا رکھی تھی۔ دعثور بن حارث انعام کے لالچ میں آپ کی جانِ اطہر کے درپے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے باہر کسی جگہ زمین پر محو استراحت تھے اور اپنی تلوار درخت سے لٹکا رکھی تھی ایسے میں دشمن جاں موقع پر پہنچ گیا اور اس ناگہانی کامیابی پر بے حد خوشی ہوئی۔

اس پر اسے اطمیان تو ہوا کہ کوئی محافظ بھی نہیں اور آپ گہری نیند میں ہیں اور وہ بآسانی اپنا کام کرسکتا ہے مگر تھا وہ بہرحال عرب، سوتے میں شہید کرنا اس نے شیوۂ مردانگی کے خلاف سمجھا، اسنے بڑی درشتی اور رعونت کے ساتھ آپ کو جگایا اور بڑے حقارت آمیز لہجے میں پوچھا: ''اب میری تلوار سے آپ کو کون بچا سکتا ہے؟''

اس ماحول میں کسی کے ہوش وحواس کا خطا ہونا معمولی بات ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے تحمل اور اعتماد سے فرمایا: ''میرا اللہ''۔ یہ جملہ کچھ اس شان اور انداز سے ادا ہوا کہ دعثور پر لرزہ طاری ہو گیا اور تلوار کے دستے پر اس کی مٹھی کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور کانپتے ہاتھوں سے تلوار زمین پر گر پڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلوار اپنے قبضے میں لے کر فرمایا تم بتاؤ اب میرے وار سے تمہیں کون بچائے گا؟ جواب میں گھمبیر خاموشی اور آنکھوں میں التجا کے ڈورے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت سے فرمایا: ''جا میں نے تجھے اللہ کے لئے معاف کیا''۔

یہ فرمانا تھا کہ دعثور کے منہ سے بے اختیار کلمۂ توحید نکلا اور دیکھتی آنکھوں، سنتے کانوں، جان لینے کا ارادہ کرنے والا اپنا دل ودماغ دے بیٹھا۔ (مشکوٰۃ، مفہوم حدیث)

(98)

دو گناہوں کی وجہ سے عذاب قبر

ہر مسلمان مرد اور عورت پر شرعاً لازم ہے کہ وہ اپنے بدن اور کپڑوں کو پیشاب سے بچائے اور جو اپنے بدن اور کپڑوں کو پیشاب سے نہ بچائے وہ گنہگار اور عذاب کے لائق ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں مردوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور کسی ایسے گناہ میں ان دونوں کو عذاب نہیں دیا جارہا ہے جس سے بچنا بہت دشوار رہا ہو۔ ایک تو چھپ کر پیشاب نہیں کرتا تھا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک ہری شاخ لی اور اس کو چیر کر دو ٹکڑے کرکے ایک ایک ٹکڑا دونوں قبروں میں گاڑ دیا تو لوگوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس لئے کہ جب تک یہ دو ٹہنیاں ہری رہیں گی امید ہے کہ ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہوجائے گی۔

(مشکوٰۃ، ج ۱، ص 42 بحوالہ بخاری ومسلم)

اس حدیث سے ان مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے جو عموماً کھڑے کھڑے پیشاب کرتے ہیں اور بوٹ، سوٹ اور خود اپنے آپ ہی اپنے پیشاب سے لت پت ہو جاتے ہیں اور پیشاب کے بعد نہ ڈھیلا لیتے ہیں نہ پانی سے دھوتے ہیں اور پیشاب کو اپنے بدن اور کپڑوں میں خشک کر لیتے ہیں۔ انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ قیامت سے پہلے ان

Scanned with CamScanner

کو قبروں میں ضرور عذاب سے پالا پڑے گا۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قبروں پر پھول پتی یا ہری گھاس ڈالنے سے مردوں کو نفع پہنچتا ہے کہ اگر وہ عذاب کے قابل ہوں گے تو ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی اور اگر وہ عذاب کے لائق نہ ہوں گے تو انہیں ہری شاخوں کی تسبیح سے انس اور فرحت حاصل ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(99)

پل صراط کا تذکرہ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ لِلنَّارِ جَسْرًا وَّهُوَ الصِّرَاطُ عَلٰى مَتْنِ جَهَنَّمَ ...... يَقُوْلُ الَّذِىْ لَمْ يَخْشَ وَلَا يَخْشٰى اَيْنَ الصِّرَاطُ يُقَالُ لَهٗ قَدْ جَاوَزْتَهٗ مِنْ غَيْرِ مُشَقَّةٍ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے جہنم کے لئے ایک پل صراط پیدا کیا ہے جو جہنم کی پشت پر ہے جو کہ پھسلنے اور گرنے کی جگہ ہے اور اس صراط پر اللہ نے سات پل پیدا کئے ہیں اور ہر پل تین ہزار سال چلنے کا راستہ ہے اس میں ایک ہزا سال تک چڑھائی اور ایک ہزار سال تک اترائی اور ایک ہزار سال کی ہموار راہ ہوگی اور وہ بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہوگی اور رات سے تاریک اور اس پر شاخیں نیزوں کی طرح لمبی اور تیز ہوں گی اور نیزے کی نوک سے تیز اور ہر پل پر بندے کو روک کر اس سے سوال کیا جائے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا پس پہلے اس سے ایمان کے متعلق پوچھا جائے گا اگر وہ دنیا پر کفر وریاء سے بچا رہا تو اللہ تعالیٰ اسے نجات دے گا ورنہ جہنم میں گر جائے گا پھر دوسرا سوال نماز کا ہوگا اور تیسرا زکوۃ اور چوتھا روزہ کا اور پانچواں حج کا اور چھٹا وضو کا اور ساتواں والدین سے نیکی اور صلہ رحمی اور مظالم کا پس اگر مذکورہ سوالات میں

کامیاب ہوا تو اللہ اسے بخش دے گا اور فلاح پا جائے گا ورنہ دوزخ میں گر جائے گا اور حضرت وہب بن منبہ نے بیان کیا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام پلوں پر اے رب میری امت میری امت کی صدا دینگے پس مخلوق پل سے گزرے گی یہاں تک بعض بعض پر سوار ہوں گے اور پل صراط ڈولے گی جیسے تیز آندھی کے دن کشتی دریا میں ڈولتی ہے پس پہلا گروہ جو نجات پائے گا وہ چلیں گے اور چمکتی اچک لیجانے والی بجلی کی طرح پل سے گزر جائیں گے اور دوسرا گروہ تیز آندھی کی طرح گزرے گا۔

اور تیسرا گروہ اڑنے والے پرندوں کی طرح اور چوتھا گروہ تیز رفتار گھوڑے کی طرح اور پانچویں تیز چلنے والے آدمی کی طرح اور چھٹی جماعت چلنے والے لاغر شخص کی طرح اور ساتویں جماعت تیز رفتار بختی اونٹ کی طرح اور آٹھواں گروہ حاملہ عورت کی رفتار چلتا ہوا اور نواں یوں گزرے گا جیسے شیر اپنے مادہ سے جستی کرنے کے بعد چلتا ہے اور دسواں گروہ پل صراط پر ٹھہرا رہے گا اور وہ چلنے اور گزرنے کی طاقت نہ پائیں گے پھر بعض ان سے بقدر مدت رات و دن کے گزریں گے اور بعض ایک ماہ کی مدت میں اور بعض ان میں سال یا دو سال میں گزریں گے اور بعض تین سال کے عرصہ میں اور ایسے ہی مدت بڑھتے بڑھتے یہاں تک ہوگی کہ سب سے آخر والا پل صراط سے پچیس سال کے عرصہ میں گزر پائے گا۔

وہ جو بے مشقت گزر جائے گا

اور روایت میں آیا ہے کہ بے شک لوگ چلیں گے اور گزریں گے اور آگ ان کے قدموں کے نیچے اور سروں کے اوپر اور دائیں اور بائیں اور ان کے پیچھے اور آگے ہوگی تو مصداق اس کا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ یہ بات ضرور

ٹھہری ہوئی ہے پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دینگے گھٹنوں کے بل گرے گا اور آگ ان کی انتڑیاں اور کھالیں جلا دے گی اور ان کے جسموں اور کھالوں اور گوشوں میں یوں اثر کرے گی کہ وہ کوئلے کی مانند ہو جائیں گے' اور کچھ لوگ اس پر سے اس کے احوال سے بے دھڑک گزر جائیں گے اور انہیں آگ کچھ تکلیف نہ پہنچائے گی حتیٰ کہ وہ جو گزرا اور نہ ڈرا اور نہ ڈرتے کہے گا کہاں ہے پل صراط تو اس سے کہا جائے گا تو نے اسے عبور کیا اور اللہ کی رحمت سے مشقت میں نہ پڑا۔

(دقائق الاخبار)

(100)

قرآن مجید میں اولیاء وفقراء کا ذکر خیر

قال عز و جل (فأولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا . ذلك الفضل من الله وكفى بالله علما) . وقال تعالىٰ (ألا انه اولياء الله لاخوف عليهم ولا هم خزنون . الذين آمنوا وكانوا يتقون . لهم البشرى فى الحياة الدنيا وفى الآخرة . لاتبديل لكلمات الله' ذلك هو الفوز العظيم) . وقال سبحانه (ان عبادى ليس لك عليهم سلطان) . وقال عزوجل (والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا . وان الله لمع المحسنين) . وقال سبحانه (يحبهم ويحبونه) . وقال عزوجل (رجالٌ صدقوا ماعاهدوا الله عليه) . وقال تعالىٰ (ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة الاتخافوا ولا تحزنوا' وأبشروا بالجنة التى كنتم توعدون' نحن أولياؤكم فى الحياة الدنيا وفى الآخرة . ولكم فيها ماتشتهى انفسكم ولكم فيها ماتدعون' نزلًا من غفور رحيم) . وقال تعالىٰ (من أهل الكتاب أمة قائمة يتلون آيات الله آناء الليل وهم يسجدون . يؤمنون بالله واليوم الآخر' ويأمرون بالمعروف

وينهون عن المنكر ويسارعون فى الخيرات . وأولئك من الصلحين) . وقال تعالىٰ . (واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشى يريدون وجهه . ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة الحياة الدنيا . ولا تطع من أغفلنا قلبه عن ذكرنا) . وقال تعالىٰ (للفقراء الذين أحصروا فى سبيل الله لايستطيعون ضربا فى الارض . يحسبهم الجاهل أغنياء من التعفف' تعرفهم بسيماهم . لايسألون الناس الحافا) فهذه عشر آيات اقتصرت عليها . ارشادِ ربّ العالمین ہے:

اللہ والے روشن ضمیر ہوتے ہیں

1- تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا' جو انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ جاننے والا۔

2- خبردار! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ان کے لئے بشارت ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں' اللہ کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہو سکتی یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

3- بیشک جو میرے خاص بندے ہیں' ان پر تجھے کچھ غلبہ نہیں۔

4- اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا ضرور ہم انہیں اپنی راہ دکھائیں گے اور بیشک اللہ ضرور نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

5- اور اللہ انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔

6- وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے سچا کر دیا اس عہد کو جو اللہ سے کیا تھا۔

7- بیشک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے' پھر وہ (اس پر مضبوطی سے) قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں: نہ خوف کرو اور نہ غمگین ہو اور اس جنت کے ساتھ خوش ہو

Scanned with CamScanner

جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہم تمہارے مددگار ہیں دنیا کی زندگانی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے اس (جنت) میں ہر وہ چیز ہے جسے تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم طلب کرو، مہمانی، بہت بخشش والے بے حد رحم فرمانے والے کی طرف سے۔

8- کتاب والوں میں سے کچھ لوگ حق پر قائم ہیں۔ رات کی گھڑیوں میں اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے اور سجدہ کرتے ہیں، اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں اور وہ لوگ نیکوں میں سے ہیں۔

9- اور روکے رکھئے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو عبادت کرتے ہیں اپنے رب کی، صبح اور شام اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں ان سے نہ ہٹیں، اس حال میں کہ تم حیات دنیا کی زینت چاہتے ہو اور اس کا کہنا نہ مانیں جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔

10- (یہ خیرات) ان محتاجوں کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں روکے گئے، وہ نہیں طاقت رکھتے زمین میں چلنے کی، ناواقف انہیں غنی سمجھتا ہے (ان کے) سوال سے بچنے کے سبب (اے سننے والے) تو ان کی صورت سے انہیں پہچان لے گا وہ لوگوں سے گڑگڑا کر سوال نہیں کرتے۔

اولیاء پر خدا کی رحمت ہے — ان کو ہر فکر سے برأت ہے
بادشہ ہیں وہ دونوں عالم میں — ان کو اللہ کی بشارت ہے

یوں تو اولیاء اللہ اور فقراء کے بارے میں قرآن مجید میں اور بھی آیات مبارکہ ہیں مگر ہم نے اختصار کے خیال سے صرف ان ہی دس پر قناعت کی ہے۔

(101)

اے کاش! مجھے عمیر جیسے گورنر مل جائیں

حضرت سیّدنا عمیر بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں حمص کا گورنر بنا کر بھیجا۔ ایک سال گزر گیا لیکن ان کی کوئی خبر نہ آئی۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کاتب کو بلایا اور فرمایا: ''عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھو جیسے ہی تمہیں میرا یہ خط ملے فوراً میرے پاس چلے آؤ، مالِ غنیمت وخراج وغیرہ بھی ساتھ لے آنا''۔ جب حضرت سیّدنا عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا پیغام ملا تو آپ نے اپنا تھیلا اٹھایا، اس میں زادِ راہ اور ایک پیالہ رکھا، پانی کا برتن لیا پھر اپنی لاٹھی اٹھا کر پیدل ہی سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ آپ کا چہرہ گرد آلود اور رنگ متغیر ہو چکا تھا اور طویل سفر کے آثار چہرے پر ظاہر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حاضر ہوتے ہی **السلام علیکم یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ** کہا۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: ''اے عمیر رضی اللہ عنہ! تمہارا کیا حال ہے؟'' حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میرا وہی حال ہے جو آپ رضی اللہ عنہ دیکھ رہے ہیں، کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ میں صحیح وسالم ہوں اور دنیا میرے ساتھ ہے جسے میں کھینچ رہا ہوں''۔

گورنر نے حمص سے مدینہ کا سفر پیدا کیا

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''تم کیا کچھ لے کر آئے ہو؟'' آپ رضی

Scanned with CamScanner

اللہ عنہ کا گمان تھا کہ شاید حضرت عمیر رضی اللہ عنہ مالِ غنیمت وغیرہ لائے ہوں گے۔
حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میرے پاس میرا تھیلا ہے جس میں اپنا زادِراہ رکھتا ہوں' ایک پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں اور اس سے اپنا سر اور کپڑے وغیرہ دھوتا ہوں' ایک پانی کا برتن ہے جس میں پانی پیتا ہوں اور وضو وغیرہ کرتا ہوں اور ایک لاٹھی ہے جس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اگر کوئی دشمن آجائے تو اسی لاٹھی سے اس کا مقابلہ کرتا ہوں' خدا کی قسم! اس کے علاوہ میرے پاس دنیاوی مال و متاع نہیں''۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: ''اے عمیر رضی اللہ عنہ! کیا تم پیدل آئے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں''۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کیا مسلمانوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو تمہیں سواری دیتا تاکہ تم اس پر سوار ہو کر آتے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''نہیں' ان میں سے کسی نے مجھے کہا نہ میں نے کسی سے سوال کیا''۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وہ کتنے برے لوگ ہیں جن کے پاس سے تم آئے ہو''۔ حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے عمر رضی اللہ عنہ! انہیں برا نہ کہئے' میں ان لوگوں کو صبح کی نماز پڑھتے چھوڑ کر آیا ہوں' وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والے ہیں''۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''تم جس مال کی وصولی کے لئے بھیجے گئے تھے وہ کہاں ہے اور تم نے وہاں رہ کر کیا کیا کام سرانجام دیئے؟'' حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''آپ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟'' حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''سبحان اللہ تعالیٰ! میں جو پوچھنا چاہتا ہوں وہ بالکل واضح ہے''۔

میں گورنر نہیں بننا چاہتا

حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میرے نہ بتانے سے آپ کو غم ہوگا تو میں ہرگز آپ کو نہ بتاتا' سنئے! جب آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے بھیجا تھا تو وہاں پہنچ کر میں نے وہاں کے تمام نیک لوگوں کو جمع کیا اور انہیں مال جمع کرنے کے لئے کہا۔ جب انہوں نے مالِ غنیمت اور جزیہ وغیرہ جمع

کر لیا تو میں نے اس مال کو اس کے مصارف میں خرچ کر دیا۔ اگر اس میں سے کچھ بچتا تو میں یہاں ضرور لے کر آتا''۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: ''تم یہاں کچھ بھی نہیں لے کر آئے؟'' انہوں نے عرض کی: ''نہیں''۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو دوبارہ وہاں کا حاکم بنا کر بھیجا جاتا ہے اس کے لئے عہد لکھو''۔ حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو عرض کی: ''اب میں یہ کام نہ تو آپ کے لئے کروں گا نہ آپ کے بعد کسی اور کے لئے کیونکہ اس کام میں میں اپنے آپ کو گناہوں سے نہیں بچا سکتا بلکہ مجھ سے ایک خطا بھی سرزد ہوئی ہے' میں نے ایک نصرانی کو یہ کہہ دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے حالانکہ وہ ہمیں جزیہ دیا کرتا تھا اور ذمی کافر کو اذیت دینا منع ہے لہٰذا میں اب یہ عہدہ قبول نہیں کروں گا''۔ پھر انہوں نے حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت چاہی اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

ان کا گھر مدینہ منورہ سے کافی دور تھا۔ وہ پیدل ہی گھر کی جانب چل دیئے۔ جب وہ چلے گئے تو حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ان کے بارے میں تحقیق کرنی چاہئے' لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ نے حارث نامی ایک شخص کو بلایا اور اسے سو دینار دے کر فرمایا: ''تم حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور وہاں مہمان بن کر رہو' اگر وہاں دولت کے آثار دیکھو تو واپس آجانا اور اگر انہیں تنگدستی اور فقر و فاقہ کی حالت میں پاؤ تو یہ دینار انہیں دے دینا''۔

گورنر کے گھر میں مہمان

جب وہ شخص وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ ایک دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اور اپنے کرتے سے گرد و غبار وغیرہ صاف کر رہے ہیں۔ وہ ان کے پاس گئے اور سلام عرض کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے' آپ ہمارے مہمان ہو جائیے''۔ لہٰذا وہ ان کے ہاں بطور مہمان ٹھہر گیا پھر حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: ''آپ کہاں سے تشریف

Scanned with CamScanner

لائے ہیں؟‘‘ اس نے کہا: ’’میں مدینہ منورہ سے آیا ہوں‘‘۔ حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ’’امیر المومنین کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟‘‘ جواب دیا: ’’اچھی حالت میں‘‘۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ’’کیا حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ مجرموں کو سزا نہیں دیتے؟‘‘ اس نے کہا: ’’کیوں نہیں۔ وہ حدود قائم فرماتے ہیں: اور انہوں نے تو اپنے بیٹے پر بھی خطا پر حد قائم فرمائی یہاں تک کو وہ فوت ہو گئے‘‘۔ حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا‘ اے اللہ تعالیٰ! تو حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو عزت عطا فرما‘ ان کی مدد فرما‘ بے شک وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔

یاد رہے ان کی خطا یہ تھی کہ انہوں نے نبیذ پی تھی جس سے نشہ ہو گیا تھا۔ فتاویٰ فیض الرسول میں ہے ’’ان کی جانب شراب پینے اور زنا کرنے کی نسبت غلط ہے‘ صحیح یہ ہے کہ انہوں نے نبیذ پی تھی جس کے سبب نشہ ہو گیا تھا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان پر حد قائم فرمائی‘ پھر وہ بیمار ہو کر انتقال فرما گئے‘‘۔ (فتاویٰ فیض الرسول بحوالہ مجمع البحار ج 2‘ ص 71)

گھر میں فقر و فاقہ کی حالت

وہ شخص حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاں تین دن مہمان رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاں جو کی ایک روٹی ہوتی جو اسے کھلا دیتے اور خود بھوکے رہتے۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ مشقت میں پڑ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ پریشانی ہونے لگی۔ چنانچہ آپ نے اس سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ’’ہمیں بہت زیادہ پریشانی کا سامنا ہے‘ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم سے رخصت ہو جائیں۔ جب اس نے یہ سنا تو دینار نکال کر آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیے اور کہا: ’’یہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے لئے بھیجے ہیں‘ انہیں قبول فرمائیے اور اپنی ضروریات میں استعمال کیجئے‘‘۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو ایک زوردار چیخ ماری اور فرمایا: ’’مجھے ان کی کچھ حاجت نہیں‘ انہیں واپس لے جاؤ‘‘۔ یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ’’آپ انہیں قبول کر لیجئے‘ اگر ان کی ضرورت محسوس ہو تو

استعمال کر لینا ورنہ حاجت مندوں اور فقراء میں تقسیم فرما دینا‘‘۔ حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس میں انہیں رکھ سکوں‘‘۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کرتے کا نیچے والا حصہ پھاڑ کر دیا‘ اور کہا: ’’اس میں رکھ لیجئے‘‘۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ دینار لے کر اس کپڑے میں رکھ لئے پھر گھر سے باہر تشریف لے گئے اور تمام دینار شہداء کے اقرباء اور فقراء و مساکین میں تقسیم فرما دیئے۔ جب واپس گھر آئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دینار بھی نہ تھا‘ دینار لانے والے کا گمان تھا کہ شاید مجھے بھی کچھ حصہ ملے گا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے سب دینار فقراء میں تقسیم فرما دیئے تھے۔ پھر حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ’’امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو میرا اسلام عرض کرنا‘‘۔ پھر وہ شخص وہاں سے روانہ ہو کر حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: ’’تم نے وہاں کیا دیکھا؟‘‘ عرض کی: ’’بہت تنگدستی اور فقر و فاقہ کی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں‘‘۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا ’’انہوں نے دیناروں کا کیا کیا؟‘‘ عرض کی: ’’مجھے معلوم نہیں‘‘۔

جو ملا فوراً خیرات کر دیا

پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف خط بھیجا اور اس میں لکھا ’’جیسے ہی ہمارا خط پہنچے فوراً ہمارے پاس چلے آؤ‘‘ لہٰذا خط پا کر حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ’’آپ نے دینار کہاں خرچ کیے؟‘‘ بولے ’’میں نے جہاں چاہا انہیں خرچ کیا‘ آپ ان کے متعلق کیوں پوچھ رہے ہیں؟‘‘ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں مجھے بتاؤ تم نے وہ دینار کہاں خرچ کیے؟‘‘ حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ’’میں نے وہ دینار اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ کر لئے ہیں‘‘۔
حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور

Scanned with CamScanner

آپ رضی اللہ عنہ کو خوش وخرم رکھے‘‘۔ اسی طرح حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ کو دعائیں دیتے رہے' پھر حکم فرمایا انہیں چھ من گندم اور کچھ کپڑے دے دیئے جائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا: ’’مجھے گندم کی کوئی حاجت نہیں' میں گھر میں دو صاع گندم چھوڑ آیا ہوں' جب وہ ختم ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ ہمیں اور عطا فرمائے گا۔ پس آپ رضی اللہ عنہ نے گندم قبول نہ فرمائی اور کپڑے بھی یہ کہہ کر لئے کہ فلاں غریب عورت کو ان کی حاجت ہے' میں یہ کپڑے اسے دے دوں گا' پھر آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے اور کچھ عرصے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ (اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین)

حضرت عمر کی ایک نورانی خواہش

جب حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ان کے وصال کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ کو بہت صدمہ ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ ان کی تدفین کے لئے پیدل ہی جنت البقیع کی طرف چل پڑے' بہت سے لوگ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' جب حضرت سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا: ’’تم اپنی اپنی خواہش کا اظہار کرو‘‘۔ ان میں سے ایک شخص بولا ’’اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! میری یہ خواہش ہے کہ میرے پاس بہت سا مال ہو اور میں اس کے ذریعے غلاموں کو آزاد کراؤں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہو‘‘۔ دوسرے نے کہا: ’’میری یہ خواہش ہے کہ میرے پاس بہت سا مال ہو جسے میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دوں‘‘۔ ایک اور شخص نے کہا: ’’میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہت زیادہ قوت عطا فرمائے تاکہ میں بئر زمزم سے پانی نکال کر حجاج کو سیراب کروں‘‘۔ پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ’’میری تو یہ خواہش ہے کہ مجھے عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ جیسے لوگ مل جائیں جنہیں میں گورنر بناؤں اور مسلمانوں کے کاموں کا والی بنا دوں‘‘۔ (عیون الحکایات)

(102)

اللہ اور رسول ﷺ کی پناہ

جَآءَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ مِنْ بَنِی الْخَزْرَجِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ مَوَالِیَ مِنْ يَهُوْدٍ كَثِيْرٍ عَدَدُهُمْ وَاِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَلَايَةِ يَهُوْدٍ، وَاَتَوَلَّی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3' صفحہ نمبر 175' سیرۃ محمد ابن اسحاق' صفحہ نمبر 342' سیرۃ ابن ہشام' جلد نمبر 2' صفحہ نمبر 45 (دارالمعرفۃ بیروت)' ابن عساکر' جلد نمبر 26' صفحہ نمبر 192' سیرۃ ابن کثیر' جلد نمبر 3' صفحہ نمبر 7' الروض الانف' جلد نمبر 3' صفحہ نمبر 224' کتاب غزوۃ بدر الکبریٰ' سبل الہدیٰ والرشاد (محمد بن یوسف صالحی) الباب الثانی عشر فی غزوۃ بنی قینقاع' تفسیر ابن جریر طبری' تحت سورۃ المائدۃ' آیت نمبر 51' تفسیر ابن ابی حاتم' تحت سورۃ المائدۃ' آیت نمبر 51' تفسیر ابن کثیر تحت سورۃ المائدۃ' آیت نمبر 51' تفسیر فتح القدیر تحت سورۃ المائدۃ' آیت نمبر 51' تفسیر کبیر (رازی رحمۃ اللہ علیہ) تحت سورۃ المائدۃ' آیت نمبر 51' تفسیر در منثور (سیوطی) تحت سورۃ المائدۃ' آیت نمبر 51' تفسیر الوسیط (طنطاوی رحمۃ اللہ علیہ) تحت سورۃ المائدۃ' آیت نمبر 51)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بنی خزرج سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک یہودیوں کی ایک بہت بڑی تعداد میری حلیف ہے۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر یہودیوں کی دوستی سے لاتعلق ہوتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مددگار پکڑتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

(103)

جب سرد ہوا چلی میں نے تجھے یاد کیا

مسئلہ خلق قرآن میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو کوڑے مارنے کا واقعہ تاریخ اسلام کے مشہور واقعات میں سے ہے۔ امام اس آزمائش میں کامیاب ہوئے تو بعد میں کبھی کبھی فرماتے ''اللہ ابوالہیثم پر رحم فرمائے' اللہ اس کی مغفرت فرمائیں' اللہ اس سے درگزر فرمائے''۔ ان کے بیٹے نے ان سے ایک دن پوچھا: ''یہ ابوالہیثم کون ہیں جن کے لئے آپ دعا کرتے رہتے ہیں؟'' فرمایا: ''تم اسے نہیں جانتے ہو؟'' کہا: ''نہیں''۔ فرمایا: ''جس دن مجھے کوڑے مارنے کے لئے نکالا گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ پیچھے سے ایک آدمی میرے کپڑے کھینچ رہا تھا' میں نے مڑکر دیکھا تو اس نے پوچھا آپ مجھے جانتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ کہنے لگا میں مشہور جیب تراش اور ڈاکو ابوالہیثم ہوں' سرکاری ریکارڈ میں یہ بات محفوظ ہے کہ مجھے مختلف اوقات میں اٹھارہ ہزار کوڑے مارے گئے ہیں لیکن میں نے حقیر دنیا کی خاطر شیطان کی اطاعت پر پوری استقامت کا مظاہرہ کیا آپ تو دین کے ایک بلند ترین مقصد کے لئے قید ہوئے ہیں' اس لئے کوڑے کھاتے ہوئے دین کی خاطر رحمان کی اطاعت پر صبر واستقامت سے کام لیجئے گا''۔

اس کی اس بات سے امام احمد کا حوصلہ مزید مضبوط ہوا' معلوم نہیں ابوالہیثم کو اپنا یہ جملہ بعد میں یاد بھی رہا تھا کہ نہیں لیکن امام احمد کو یاد رہا سب ذرا ذرا کہ زندگی کی ایک کٹھن منزل میں کسی کے جملے سے حوصلہ بلند ہوا تھا' مرد مومن کی شان یہی ہوتی ہے'

وہ نیکی فراموش نہیں ہوتا' وہ احسان اور نیکی کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے' امام کو زندگی بھر جب کبھی ماضی کے وہ لمحات یاد آتے تو دعاؤں کے پھول لے کر یادوں کے مزار پر نچھاور کر لیتے۔

دل کی چوٹوں نے کبھی چین سے رہنے نہ دیا
جب سرد ہوا چلی' میں نے تجھے یاد کیا

(مناقب الامام احمد بن حنبل لابن الجوزی' ص316)

(104)

ان آنسوؤں کے سوا میرے پاس کچھ بھی نہیں

مورع ابن توبہ العنبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عطاء سلیمی رحمۃ اللہ علیہ جب وضو سے فارغ ہوتے تو کانپ جاتے تھے اور ڈر جاتے تھے اور بہت روتے تھے۔ ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا میں ایک بڑے کام کا ارادہ کر چکا ہوں میں ایک بہت بڑی بلکہ سب سے بڑی ذات یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ کر چکا ہوں اسی لئے روتا ہوں۔ (حلیۃ ج 6 صفحہ 218)

☆......عفیدہ عابدہ کہتی ہیں یہ خود بھی بڑی عابدہ تھیں کہ حضرت جب روتے تو تین تین دن اور تین تین راتیں روتے رہتے اور کہتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ عطاء کے پاس آئی تو مجھے وہ گھر میں دکھائی نہ دیئے پھر میں نے غور سے دیکھا تو وہ حجرہ کے ایک کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے اردگرد جگہ گیلی تھی۔ میں نے دل میں کہا: یہ وضو کی وجہ سے جگہ تر ہے۔ بوڑھی نے کہا جو اس گھر میں تھی یہ جگہ وضو کی وجہ سے تر نہیں ہوئی بلکہ ان کے آنسوؤں سے تر ہوئی ہے۔ (حلیۃ ج 6 صفحہ 218)

☆......علاء بن محمد کہتے ہیں: میں ایک مرتبہ عطاء سلیمی کے پاس گیا تو وہ بے ہوش تھے۔ میں نے کہا: اے ام جعفر (یہ ان کی بیوی کی کنیت ہے) عطا کو کیا ہوا؟
انہوں نے کہا ہمارے پڑوسیوں نے تنور جلایا تھا اس کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔
(حلیۃ ج 6 صفحہ 218)

خوف خدا کی انتہاء

ابو یزید کہتے ہیں: میں جمعہ سے لوٹا تو حضرت عطاء سلیمی و عمرو بن درہم چلے جا

رہے تھے حالانکہ وہ دونوں نماز پڑھ کر اور رو رو کر آئے تھے۔ حضرت عمر بن درہم نے عطاء سلیمی سے کہا: اے عطاء ہم کھیل کود میں کیسے لگ سکتے ہیں جبکہ ملک الموت ہماری تلاش میں ہے۔ یہ سن کر چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے کئی جگہ چوٹ لگی۔ مغرب تک بے ہوش رہے پھر افاقہ ہوا۔ (حلیۃ ج 6 صفحہ 220)

☆......سعید کہتے ہیں: میں عطاء سلیمی کے پاس سے گزرا انہوں نے کہا: کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: تیرے بھائی حسن کے پاس سے۔ انہوں نے کہا اس نے کیا فرمایا ہے؟ میں نے کہا: انہوں نے کہا ہے کہ دنیا مومن کی سواری ہے جس پر وہ اپنے رب کے پاس جاتے ہیں تم سواریوں کو درست کر لو تا کہ تم اپنے رب کے پاس پہنچ جاؤ۔ یہ سن کر حضرت عطاء بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (حلیۃ ج 6 صفحہ 220)

☆......خلید بن دعلج کہتے ہیں: ہم عطاء سلیمی کے پاس تھے' ان سے کسی نے کہا: فلاں بن فلاں نے دمشق کے چار آدمی قتل کر دیئے صرف ایک مقتول کے بدلہ میں حضرت عطاء نے یہ سن کر ٹھنڈی سانس بھری اور بے جان ہو کر گر پڑے۔
(حلیۃ ج 6 صفحہ 220)

☆......ابو عبیدہ کہتے ہیں: عطاء سلیمی نے موت سے تین سال پہلے لوگوں سے انقطاع کر دیا تھا۔ میں نے ان کو جب بھی دیکھا ان کی آنکھیں جاری ہوتی تھیں۔ عطاء سلیمی اس عورت کی طرح تھے جس کا اکلوتا بیٹا مر گیا ہو وہ ایسے تھے کہ ان کا دنیا سے کوئی تعلق نہیں تھا' وہ روزانہ عصر کے بعد فرمایا کرتے تھے عطاء صبح قبر میں چلا جائے گا۔ عطاء قبر میں چلا جائے گا۔ (حلیۃ ج 6 صفحہ 220)

عارف باللہ حضرت عطاء اور خوفِ خدا

عفیدہ عابدہ کہتی ہیں: حضرت عطاء سلیمی نے چالیس برس تک کبھی سر آسمان کی طرف نہ اٹھایا تھا اور نہ کبھی ہنسے تھے۔ ایک مرتبہ آسمان کی طرف سر اٹھایا تو گھبرا گئے اور گر پڑے پیٹ میں زخم ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

حماد بن زید فرماتے ہیں: عطاء سلیمی کلام نہیں کرتے تھے' جب کبھی بات کرتے تو یہ فرماتے کہ کل اس وقت عطاء قبر میں ہوگا۔ (حلیۂ ج6 'صفحہ 221)

☆......علا بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عطاء سلیمی کو خشک مشکیزہ کی طرح دیکھا' معلوم ہوتا تھا کہ وہ دنیا والوں سے نہیں ہیں' دن میں ان کے گھر گیا تو ان کی بیوی نے کہا کیا تو دیکھتا نہیں ہے کہ حضرت عطاء سلیمی کو روتے ہوئے ایک دن اور رات گزر گئی' ابھی تک رونا بند نہیں ہوا۔ (حلیۂ ج6 'صفحہ 221)

☆......جعفر کہتے ہیں: بصرہ میں ایک مرتبہ سخت ہوا چلی' اندھیرا چھا گیا' لوگ مسجد کی طرف دوڑے۔ میں حضرت عطاء سلیمی کے پاس آیا' وہ اپنے حجرہ میں کھڑے اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ رہے تھے۔ (اور رو رہے تھے)

اے الٰہی! مجھے کب تک زندہ رکھے گا اور مجھے کتنی قیامت کی نشانیاں دکھلائے گا۔

یہ کہتے رہے (اور روتے رہے) یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ (حلیۃ الاولیاء' ج6 'صفحہ 221)

یہ سب کچھ میری وجہ سے ہے

مرجان بن وداع کہتے ہیں: جب ہوا چلتی اور بجلی چمکتی اور بادل گرجتے تو حضرت عطاء (روتے) اور فرماتے یہ سارا میری وجہ سے ہے (یعنی میری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے حالانکہ وہ صالح مرد تھے) جب میں مرجاؤں گا تو لوگ آرام پائیں گے' اور کہتے ہیں: ایک مرتبہ ہم حضرت عطاء سلیمی کے پاس گئے ہم نے کہا غلہ مہنگا ہوگیا' فرمایا یہ میری وجہ سے ہے جب میں مرجاؤں گا تو لوگ آرام پائیں گے۔ (حلیۂ ج6 'صفحہ 221)

☆......معاویہ الکندی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عطاء سلیمی روزہ دار تھے' گرمی سخت تھی' یہ پانی میں داخل ہوئے تو سکون آیا۔ پھر نفس سے فرمایا میں نے تیرے لئے راحت طلب کی تھی' آج کے بعد کبھی پانی میں داخل نہ ہوں گا' اور فرماتے ہیں: حضرت عطاء سلیمی ایک دن حجام سے حجامت بنوا رہے تھے۔ ایک بچہ آگ لے کر گزرا۔ اس آگ کو جب ہوا لگی تو اس کی آواز سن کر بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ ان کو ان کے گھر پہنچایا گیا' ان کو

بالکل ہوش نہیں تھی۔ (حلیۂ ج6 'صفحہ 222)

☆......ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت عطاء سلیمی رات کو بار بار اپنے جسم کو ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے اس خوف سے کہ کہیں میرے گناہوں کی وجہ سے میرا جسم مسخ نہ ہوگیا ہو اور جب اٹھتے تو (روتے) اور کہتے اے عطاء تجھ پر افسوس ہوا اے عطاء تجھ پر افسوس ہو۔ (حلیۂ ج6 'صفحہ 222)

رو رو کے اولیاء نے

عبداللہ بن عبدی کہتے ہیں: حضرت عطاء سلیمی جب رات ہو جاتی تو قبرستان کی طرف تشریف لے جاتے اور قبور کے قریب کھڑے ہوکر آواز دیتے ''اے قبر والو! تم تو مر گئے ہو موت کو کیسا پایا''؟

پھر روتے رہتے اور کہتے اے قبر والو! مجھے خبر دو تم نے کیا عمل کیا تھا' پھر اس کو کیسے پایا' یہی کہتے رہتے اور روتے رہتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ (حلیۂ ج6 'صفحہ 223)

☆......مرجان بن وداع کہتے ہیں: عطاء سلیمی نے کہا: میں موت کا خواہش مند تھا اور اس کی تمنا کرتا تھا۔ کسی نے خواب میں کہا: اے عطاء کیا تو موت کی تمنا کرتا ہے؟

میں نے کہا: وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا اپنا منہ دوسری طرف پھیر لے پھر اس نے کہا اگر تو موت کی شدت اور سختی کو جان لیتا تو تیری نیند اڑ جاتی اور تیری عقل زائل ہو جاتی پھر تو لوگوں میں بے وقوفوں کی طرح پھرتا' کہتے ہیں، خدا کی قسم! میں نے عطا کو دیکھا اس بات کو بار بار دہراتے تھے اور روتے تھے۔ (حلیۂ ج6 'صفحہ 223)

☆......صالح المری کہتے ہیں: میں نے حضرت عطاء سلیمی سے کہا آپ کیا پسند کرتے ہیں؟ رو پڑے پھر فرمایا خدا کی قسم اے ابا بشر مجھے تو یہ پسند ہے کہ میں راکھ ہو جاؤں پھر تو اس سے کبھی بھی سرسبزی حاصل نہ کرے گا۔ نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔

صالح کہتے ہیں: خدا کی قسم! اس نے ہمیں بھی رلایا اور میں نے جان لیا کہ وہ قیامت کے دن کی تنگی سے نجات چاہتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء' جلد6 'صفحہ 224)

Scanned with CamScanner

(105)

قیامِ مدینہ اور تعمیر مسجد نبوی

مدینہ میں تشریف لانے کے بعد حضور سرورِ کائنات' فخر موجودات' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی بنانے کا ارادہ فرمایا۔ تعمیر کا آغاز ہوا۔ انصار اور مہاجرین نے مل جل کر مسجد بنانی شروع کر دی۔ کوئی زمین کھودتا' کوئی پتھر لاتا' کوئی گارا لاتا' انتہائی شوق واحترام کے ساتھ مسجد کی تعمیر ہونے لگی۔ ہر شخص اپنا فرض سمجھ کر اس کام کو کر رہا تھا...... انہیں کے ساتھ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عام صحابہ کے لباس میں مزدوروں کی طرح ہاتھ بٹا رہے تھے۔ خود پتھر اٹھا کر لاتے اور گرد وغبار سے جسم اقدس اٹ جاتا۔ صحابہ عرض کرتے کہ سرکار! آپ زحمت نہ فرمائیں' آپ کا کام ہم غلامانِ بارگاہ کر لیں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا مسکرا کر پتھر اٹھاتے جاتے۔

گردشِ ماہ وسال یہ منظر دیکھنے کے لئے رک جاتی کہ جس کے سرِ اقدس پر اللہ تعالیٰ نے عزت وبزرگی کا سب سے بڑا اور قیمتی تاج رکھا تھا وہ مزدوروں کے لباس میں پتھر اٹھا رہے تھے' جبین سعادت عرق آلود ہو ہو جاتی' آقا اپنے غلاموں کا ہاتھ بٹا رہے تھے۔ دیکھنے میں یہ ایک مسجد کی تعمیر تھی مگر حقیقت میں یہ ایک درس تھا' جس میں تعلیم فرمانرواؤں' کشورکشاؤں اور حاکموں کے لئے یہ تھی کہ حکومت اور دولت کے نشہ میں آپے سے باہر نہ ہو جانا۔ انسان کی بلندی سونے چاندی کے ڈھیروں' ریشم وسنجاب کے پردوں' حریر ودیبا کی قباؤں' سر بفلک ایوانوں اور خوشنما باغیچوں میں نہیں ہے' بلکہ نکوکاری تواضع' ہمدردی اور ایک دوسرے کی غمگساری میں ہے۔ بندہ اونچے سے اونچا ہو کر بھی بندہ ہی رہتا ہے خدا نہیں ہو جاتا۔

جہاں میرے نبی نے جبیں رکھی

تکبر وغرور' عبدیت کی نہیں معبودیت کی شان ہے' جو بندہ اپنی حد سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا ذلیل ہو جائے گا' نیکی اور انسانی ہمدردی کے اوصاف نہ ہوں تو قیمتی تاج پہن کر بھی آدمی ذلیل رہتا ہے' لعل وگوہر کی چمک سے صاحب تاج کی عزت میں ذرہ برابر اضافہ نہیں ہو جاتا اور آدمی خدا شناس اور ہمدردِ خلائق ہو کر ذاتِ باری تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو اس کا سرِ عزت نیچا نہیں اونچا ہی رہتا ہے۔

یہ مسجد نبوی تھی' سادگی کا بہترین نمونہ' ظاہری آرائش اور اوپری ٹیپ ٹاپ سے دور' دکھاوے اور بناوٹ کی یہاں گنجائش ہی نہیں تھی' ناتراشیدہ پتھروں کی دیواریں' کھجور کے ستون اور اسی کے پتوں کی چھت' فرش پر سنگریزے بچھے ہوئے...... مگر یہ مسجد جن سجدوں سے معمور تھی ان کی رفعت کا اندازہ قدسیوں کا خلوص عبادت اور صدق تہلیل بھی نہیں کر سکتا' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاں قدم رکھ دیں تو ''سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود'' پھر اس جگہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کے نشان پائے جاتے ہیں۔ یہاں کی بلندی کا کیا پوچھنا! عرش جھک جھک جاتا ہوگا' جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین پر انوار فرشِ زمین پر سجدے میں ہوتی ہوگی۔

(درِ یتیم' ص 240' مولانا ماہر القادری)

(106)

حیض ونفاس اور غسل جنابت

حیض ونفاس کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری حرام ہے اور عورت کی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک بدن کے کسی حصہ پر بھی ہاتھ لگانا یا اپنے بدن کے کسی حصے سے اس کو چھونا حرام ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ (البقرہ، رکوع 26)

اور لوگ آپ سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم آپ فرما دیجئے کہ وہ ناپا کی ہے تو عورتوں سے الگ رہو اور ان سے نزدیکی نہ کرو یہاں تک کہ وہ پاک ہو لیں۔ اسی طرح حدیثوں میں بھی بکثرت اس کی حرمت وممانعت آئی ہے۔

1- حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حیض والی عورت سے جماع کرے یا عورت کے پچھلے مقام میں جماع کرے یا کاہن (نجومی وغیرہ) کے پاس جائے تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہوئی شریعت کے ساتھ کفر کیا۔ (ترمذی، ج 1، ص 19)

مطلب یہ ہے کہ اگر ان کاموں کو حلال جان کر کیا تو وہ یقیناً کافر ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال جاننا کفر ہے اور اگر ان کاموں کو حرام جانتے ہوئے کر لیا تو سخت گنہگار اور مسلمان ہوتے ہوئے کافروں والا کام کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2- حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: جو حیض کی حالت میں عورت سے مجامعت کرے تو وہ ایک دینار یا آدھا دینار کفارہ کے طور پر صدقہ دے۔ (ابن ماجہ، ص 27)

3- حدیث: حضرت ام المومنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حضرت سالم نے پوچھا: آپ سب امہات المومنین حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتی تھیں؟ وہ انہوں نے فرمایا: ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں تہہ بند باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سویا کرتی تھیں۔ (ابن ماجہ، ص 27)

حیض، نفاس کی حالت میں عورت کے ساتھ کھانا، پینا اور سونا جائز ہے۔ صرف صحبت کرنا اور ناف سے لے کر گھٹنے تک کے بدن کو چھونا حرام ونا جائز ہے۔ (فقط واللہ تعالیٰ اعلم)

غسل جنابت کا حکم

عورت کے ساتھ ہم بستری کی ہو یا کسی اور طریقے سے شہوت کے ساتھ منی نکل گئی ہو تو غسل کرنا واجب ہے اور اس کو "غسل جنابت" کہتے ہیں۔ غسل جنابت نہ کرنا گناہ ہے۔ اس بارے میں مندرجہ ذیل حدیثیں پڑھ لیجئے۔

1- حدیث: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویر یا کتا یا جنب (جس پر غسل واجب ہے) موجود ہو۔ (مشکوٰۃ، ج 1، ص 50 بحوالہ ابوداؤد وغیرہ)

2- حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں: رحمت کے فرشتے ان سے قریب نہیں ہوتے۔

(1) کافر کا مردہ۔ (2) خلوق (عورتوں کی خوشبو لگانے والا)۔ (3) جنب۔

جب جب تک غسل نہ کر لے اس کے لئے مسجد میں داخل ہونا اور قرآن شریف کا چھونا اور پڑھنا حرام ہے۔ جنابت کی حالت میں بغیر غسل کئے ہوئے کھانا پینا۔ لوگوں سے مصافحہ کرنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے غسل نہ کر سکا تو کھانے پینے سے پہلے کم از کم وضو کر لے۔

Scanned with CamScanner

(107)

پل صراط سے گزرنے والے مختلف گروہ

وَقَدْ جَآءَ فِی الْخَبَرِ اِنَّهٗ یَاْتِیْ قَوْمٌ وَیَقِفُوْنَ عَلَی الصِّرَاطِ وَیَقُوْلُوْنَ قَدْ کُنَّا نَخَافُ مِنَ النَّارِ وَلَا .... وَهَلْ مِنْ تَائِبٍ فَیَتَابُ عَلَیْهِ وَهَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَیُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰی تَطْلَعَ الْفَجْرُ .

ترجمہ: اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک گروہ آئے گا اور پل صراط پر ٹھہر جائے گا اور کہیں گے ہم تو آگ سے ڈرتے ہیں اور وہ گزرنے کی جرأت نہ کریں گے پس وہ گریہ وزاری کریں گے تو جبرائیل علیہ السلام آکر انہیں کہیں گے کہ تمہیں پل صراط پر گزرنے سے کیا مانع ہو؟ اوہ کہیں گے ہم تو آگ سے ڈر رہے ہیں پس جبریل ان سے پوچھیں گے کہ جب دنیا میں دریا آتا تو تم کیسے ان سے گزرتے تھے وہ کہیں گے ہم کشتیوں پر سوار ہو کر اسے عبور کرتے تھے تو ملائکہ ان مساجد کو جن میں وہ نماز پڑھتے تھے کشتیوں کی صورت پر لائیں گے پس اس پر بیٹھیں گے اور پل صراط سے گزر جائیں گے تو فرشتے انہیں کہیں گے یہ تمہاری وہ مسجدیں ہیں جن میں تم جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور حدیث شریف میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ایک شخص کا حساب لے گا تو اس کی بدیاں نیکیوں پر بھاری ہوں گی اللہ اسے جہنم میں لے جانے کا حکم دے گا۔

دنیا میں علماء کے پاس بیٹھنے کی برکت

پس جب اسے فرشتے لے چلیں گے تو اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ میرے بندے کو ابھی روک لو اور اسے پوچھو کہ کیا کبھی دنیا میں تم علماء کے پاس بیٹھے تھے کہ میں اسے ان کی شفاعت سے بخش دوں پس جبریل علیہ السلام اس سے پوچھیں گے، تب وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار تو اپنے بندہ کا حال خوب جانتا ہے کہ نہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسے پوچھو کیا کبھی دنیا میں کسی کے عالم کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا تھا، پس جبریل اس سے پوچھیں گے تو وہ عرض کرے گا نہیں اللہ فرمائے گا اس سے پوچھو کیا کبھی اس گھر میں ٹھہرا جس میں عالم رہتا تھا۔ جبریل اس سے پوچھیں گے تو وہ کہے گا نہیں پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اسے پوچھو کیا تو نے اپنے بیٹے کا نام کسی عالم کے نام پر رکھا پس اگر اس کے بیٹے کا نام عالم کے نام پر ہوگا تو میں اسے بخش دوں گا جبریل علیہ السلام اس سے پوچھیں گے پھر اگر نام میں موافقت نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسے پوچھو کیا کبھی دنیا میں ایسے شخص سے دوستی کی جو علماء سے دوستی رکھتا ہو اب جبریل اس سے پوچھیں گے تو وہ ہاں میں جواب دے گا تو اللہ تعالیٰ جبریل سے فرمائے گا کہ اے جبریل اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت میں لے جاؤ پس بے شک یہ شخص دنیا میں اس آدمی سے محبت کرتا رہا جو علماء سے محبت کرتا تھا۔

ائمہ مساجد اور موذنین کی اخروی شان

اور اسی بناء پر ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ روز قیامت اللہ دنیا کی مسجدوں کو خوبصورت سفید اونٹ لائے گا ان کے پاؤں عنبر سے اور گردنیں زعفران سے اور سر کستوری اور پیٹھیں سبز زبرجد سے ہوں گی ایک جماعت ان پر سوار ہوگی۔ اور موذنین ان کی لگامیں تھامے ہوں گے اور آئمہ مساجد ان کو

Scanned with CamScanner

چلائیں گے پس وہ میدان قیامت سے گزریں گے تو لوگ کہیں گے یہ کوئی ملائکہ مقربین ہیں یا انبیاء مرسلین ہیں؟ آواز دینے والا آواز دے گا کہ اہل قیامت نہ ملائکہ مقربین اور نہ انبیاء مرسلین بلکہ یہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ لوگ ہیں جو پنجگانہ نماز با جماعت قائم رکھتے تھے‘ اور بیان کیا گیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جسے دردائیل کہا جاتا ہے اس کے دو بازو ہیں ایک سرخ یاقوت کا بازو مغرب تک پھیلا ہوا ہے اور دوسرا زبرجد کا بازو مشرق تک ہے اور دونوں کا جڑاؤ موتی اور مرجان و یواقیت سے ہے اور اس کا سر عرش کے نیچے تک اور قدم ساتویں زمین کے نیچے تک ہیں پس وہ رمضان کی راتوں میں ہر رات ندا دیتا ہے کہ ہے کوئی دعا کرنے والا اس کی دعا قبول کی جائے ہے کوئی مانگنے والا اسے عطا کیا جائے‘ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اس کی بخشش کی جائے یہاں تک فجر طلوع ہو۔ (دقائق الاخبار)

(108)

شانِ اولیاء بزبانِ مصطفیٰ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو میرے ولی سے عداوت کرے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور جن اعمال کے ذریعہ میرا بندہ میرا تقرب چاہتا ہے ان میں سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ عبادتیں محبوب ہیں جو میں نے اس پر فرض کیں اور ہمیشہ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں اور جب محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے‘ اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے‘ اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ کپڑا پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں دیتا ہوں اور اگر پناہ مانگتا ہے تو پناہ بخشتا ہوں۔

تیرا محتاج نہیں رب کا جو پیارا ہو گا — اس کا دل خالق مطلق نے سنوارا ہو گا
منکر اولیاء اللہ! سنبھل جا ورنہ — کس کو ''اذنتہ بالحرب'' کا یارا ہو گا

بکھرے بال آزردہ صورت

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بہت سے پراگندہ‘ سر غبار آلود دروازوں پر دھکے دیے جانے والے جنہیں کوئی حیثیت نہ دی جائے ایسے ہیں: اگر اللہ پر اعتماد کر کے کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور سچ کردے۔

Scanned with CamScanner

بکھرے بال آزردہ صورت ہوتے ہیں کچھ اہل محبت
بدر مگر یہ شان ہے' ان کی بات نہ ٹالے رب العزت

بخاری ومسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں میں افضل شخص کون ہے؟'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''افضل وہ ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے''۔ اس نے عرض کیا ''پھر کون؟'' فرمایا پھر وہ جو کسی گھاٹی میں سب سے الگ ہو کر جا بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ سے ڈرے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے''۔

خدا جس کو نوازے ذکر کی لذت وہ پاتے ہیں
کیا تھا وعدہ جو روز ازل اس کو نبھاتے ہیں
خدا والے کچھ اس نیت سے بھی اپناتے ہیں خلوت
کہ اپنے نفس کے شر سے جہاں کو ہم بچاتے ہیں

فقیرانہ آئے صدا کر چلے

صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے شانے کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: دنیا میں پردیسی یا راہ گیر کی طرح رہو۔
اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار نہ کرو اور تندرستی میں بیماری کے لئے اور زندگی میں موت کے لئے سامان کرو۔

بدر آ ہوش میں اور نفس کے دھوکے میں نہ جا
راحت و عیش و طرب کیا ہے نظر کا دھوکا
زندگی کاٹ مسافر کی طرح دنیا میں
شانہ ابن عمر تھام کے آقا نے بدر کہا

جامع ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقراء جنت میں مالداروں سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے۔
امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے بعد بھی اپنے طریقہ کے مطابق اشعار تحریر فرمائے۔ اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں: میں نے ایک ولی اللہ کو وجد وحال کی کیفیت میں زار وقطار روتے ہوئے یہ فرماتے سنا:

قَالَ لَنَا حَبِیْبُنَا اَلْیَوْمَ لَھُمْ غَدًا لَّنَا

ہم سے ہمارے حبیب نے فرمایا ہے: آج کا دن ان کا ہے (اوروں کا ہے) اور کل کا دن ہمارا ہے۔
بخاری ومسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس میں داخل ہونے والے زیادہ تر مساکین ہیں اور سب مالداروں کو روک رکھا گیا ہے سوائے ان لوگوں کے جو دوزخ کے قابل تھے' انہیں دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگیا اور میں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس کے داخل ہونے والوں میں زیادہ تر عورتیں ہیں۔

معیارِ فضیلت تقویٰ ہے نہ کہ دنیا کی دولت

بخاری ومسلم میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
انہوں نے کہا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک آدمی سے پوچھا اس شخص کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا' یہ معزز لوگوں میں سے ہے اور بخدا یہ اس لائق ہے کہ اگر کسی کو پیغام بھیجے تو فوراً نکاح کر دیا جائے' کسی کی سفارش کرے تو قبول کی جائے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خاموش رہے۔ اس کے بعد ایک اور شخص وہاں سے

Scanned with CamScanner

گزرا۔ آپ نے پوچھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ غریب فقراء مسلمین میں سے ہے اور یہ ایسا ہے کہ اگر کہیں پیغام نکاح بھیجے تو قبول نہ کیا جائے' سفارش کرے تو کوئی شنوائی نہ ہو اور اگر گفتگو کرے تو کوئی کان نہ دھرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ نہ صرف یہ کہ اس پہلے شخص سے بہتر ہے بلکہ) اس جیسے لوگوں سے بھری ہوئی پوری دنیا سے بھی بہتر ہے۔

صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اچھے ہم نشین کی مثال مشک رکھنے والے کی طرح ہے اور برے ہم نشین کی مثال بھٹی جلانے والے کی طرح ہے' مشک والا یا خود تجھے کچھ اس سے دے گا یا تو خود اس سے خریدے گا ورنہ خوشبو ہی سے فائدہ اٹھائے گا اور بھٹی والا یا تیرے کپڑے جلا دے گا' یا بدبو سے پریشان کرے گا۔

علم دیتے ہیں نور دیتے ہیں   اور قلبی سرور دیتے ہیں
اولیاء اپنے ہم نشینوں کو   عشق رب غفور دیتے ہیں

ترمذی میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو لوگ میرے لئے باہم محبت کرتے ہیں ان کے لئے قیامت میں نور کے منبر ہوں گے ان کے درجہ پر انبیاء شہداء بھی رشک کریں گے۔

جو ربّ کے واسطے بندوں سے پیار کرتا ہے

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی موطا میں سند صحیح سے مروی ہے۔ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کے لئے میری محبت واجب ہوگئی جو میرے لئے باہم محبت کرتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے کی ہم نشینی اختیار کرتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میرے لئے باہم خرچ کرتے ہیں''۔

جو رب کے واسطے بندوں سے پیار کرتا ہے
وہ آخرت کو سدا استوار کرتا ہے
اسی کے واسطے منبر بھی نور کا ہو گا
اسی سے باری تعالیٰ بھی پیار کرتا ہے

سات خوش نصیب جو پائیں گے ظلِ ربّ محشر میں

بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات ایسے اشخاص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس روز اپنے سائے میں جگہ عنایت فرمائے گا جس روز اس کے سوا کوئی سایہ نہیں ہو گا۔

(1) عادل بادشاہ۔ (2) وہ جوان جس نے اپنی تمام عمر اللہ کی عبادت میں گزار دی۔ (3) وہ شخص جس کا دل مسجد سے وابستہ ہو۔ (4) وہ دو شخص جو اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں' خدا ہی کے لئے ملیں اور خدا کے لئے جدا ہوں۔ (5) وہ شخص جسے کوئی منصب و جمال والی عورت بلائے تو وہ یہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (6) وہ شخص جو خیرات کر کے اس طرح چھپائے کہ اس کے دائیں ہاتھ کی نیکی کو بایاں ہاتھ بھی نہ جانے۔ (7) جو اللہ کو تنہائی میں یاد کرے تو اس کی آنکھیں اشک بار ہو جائیں۔

شاہ عادل' جوان عابد' مسجد سے دل جوڑنے والا
دو للہ محبت والے' زنا سے خوف منہ موڑنے والا
کرے جو صدقہ چھپا کے' خلوت میں جو روئے سب ساتوں
پائیں گے ظل رب محشر میں جو دن ہے جاں توڑنے والا

Scanned with CamScanner

(109)

گورنر کے خلاف شکایات کا ازالہ

حضرت سیّدنا خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا سعید بن عامر بن حذیم رضی اللہ عنہ کو حمص کا عامل مقرر فرمایا پھر جب حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ حمص تشریف لے گئے تو آپ نے اہل حمص سے دریافت کیا ''تم نے اپنے عامل کو کیسا پایا؟'' تو انہوں نے حضرت سیّدنا سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایات کیں۔ (گورنروں اور عاملوں کی بکثرت شکایات کرنے کی وجہ سے حمص کو ''کوفہ صغریٰ'' کہا جاتا ہے) انہوں نے حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی: ''ہمیں اپنے امیر سے چار شکایات ہیں:

(1) یہ ہمارے دن چڑھے بہت دیر سے تشریف لاتے ہیں۔

(2) یہ رات کو کسی کی بات نہیں سنتے۔

(3) مہینے میں ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ اس دن یہ ہمارے پاس تشریف ہی نہیں لاتے۔

(4) کبھی کبھی ان پر بہت زیادہ رنج وغم کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور یہ بے ہوش ہو جاتے ہیں''۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا سعید بن عامر بن حذیم رضی اللہ عنہ کو بلایا اور تمام لوگوں کو جمع کیا پھر دعا فرمائی ''اے میرے پروردگار! آج اس معاملے میں میرے فیصلے کو کمزور نہ کرنا (یعنی مجھے صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا

فرمانا)'' پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''تمہیں ان کے بارے میں کیا شکایات ہیں؟'' لوگوں نے عرض کی: ''یہ ہمارے پاس دن چڑھے بہت دیر سے تشریف لاتے ہیں''۔ حضرت سیّدنا سعید بن حذیم رضی اللہ عنہ نے جب یہ شکایت سنی تو ارشاد فرمایا: ''مجھے یہ بتاتے ہوئے شرم آتی ہے کہ میں کیوں دیر سے آتا ہوں، خدا کی قسم! میرے پاس کوئی خادم نہیں، میں خود آٹا پیستا ہوں، پھر اسے گوندھ کر روٹی پکاتا ہوں، اس کے بعد وضو کر کے ان کے پاس آجاتا ہوں۔ میرے دیر سے آنے کی وجہ یہی ہے''۔

عدالت فاروقی میں گورنر کی پیشی

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا: ''اور کیا شکایت ہے؟'' کہنے لگے ''یہ رات کو ہمارے مسائل نہیں سنتے''۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''اے سعید! تمہارے پاس اس شکایت کا کیا جواب ہے؟'' انہوں نے کہا: ''میں نے دن مخلوق کے لئے خاص کر رکھا ہے اور رات کو اپنے رب تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوتا ہوں''۔ پھر انہوں نے تیسری شکایت کرتے ہوئے کہا: ''ہر مہینے میں ایک دن ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ ہمارے پاس تشریف ہی نہیں لاتے''۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے سعید رضی اللہ عنہ! تم کیا کہتے ہو؟'' عرض کی: ''حضور! میرے پاس کوئی خادم نہیں، مہینے میں ایک مرتبہ میں اپنے کپڑے دھوتا ہوں۔ میرے پاس کوئی دوسرا لباس نہیں ہوتا جسے پہن کر ان کے پاس آؤں۔ پھر جب وہ کپڑے سوکھ جاتے ہیں تو انہیں پہن کر ان کے پاس آجاتا ہوں''۔ چوتھی شکایت کرتے ہوئے وہ لوگ کہنے لگے ''انہیں کبھی کبھی شدید دورہ پڑتا ہے اور یہ بے ہوش ہو جاتے ہیں''۔

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے سعید رضی اللہ عنہ! اس شکایت کا جواب دو''۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''اسلام کی دولت حاصل ہونے سے پہلے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت سیّدنا خبیب الانصاری رضی اللہ عنہ کو ایک میدان میں دیکھا تھا جنہیں کفارِ قریش نے کھجور کے درخت سے باندھ رکھا تھا اور

Scanned with CamScanner

تیروں سے ان کا جسم چھلنی کر رہے تھے' میں بھی ان لوگوں میں موجود تھا''۔ پھر قریش ان سے پوچھنے لگے ''کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تیری جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سزا دی جائے؟'' یہ سن کر ان صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خدا کی قسم! میں تو اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ میں گھر میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہوں اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کانٹا بھی چبھے' میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر میری ہزاروں جانیں قربان:

ترے نام پر سر کو قربان کر کے　　ترے سر سے صدقے اتارا کروں میں
یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں　　ترے نام پر سب کو وارا کروں میں
تیرے نام پہ سب کو وارا کروں میں

اس کے بعد اس صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کیا اور یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں بلند کیں۔ افسوس! وہاں ہوتے ہوئے بھی ان کی کچھ مدد نہ کر سکا (کیونکہ آپ اس وقت مسلمان نہ تھے) شاید میرا یہ گناہ کبھی بھی معاف نہ کیا جائے۔ بس یہ خیال آتے ہی میری حالت خراب ہو جاتی ہے اور مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے''۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری فراست کو ضائع نہیں کیا اور مجھے ایسی عظیم ہستیاں عطا فرمائیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار دینار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ان کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کر لینا''۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے دینار دیکھے تو کہنے لگی ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں غنی کر دیا''۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے لئے زیادہ بہتری اسی میں ہے کہ ہم یہ تمام دولت ان لوگوں کو دے دیں جو ہم سے زیادہ محتاج ہیں' کیا تو اس بات پر راضی ہے؟'' وہ صبر و شکر کی پیکر بولی ''میں راضی ہوں''۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تمام دینار تھیلیوں میں بھرے اور اپنے گھر کے سب سے

امین شخص کو بلایا اور فرمایا: ''یہ تھیلی فلاں خاندان کی بیواؤں کو دے دو' یہ فلاں خاندان کے یتیم کو' یہ فلاں خاندان کے مسکین کو اور یہ فلاں خاندان کے حاجت مند کو دے دو''۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ نے ساری رقم تقسیم فرما دی' صرف کچھ دینار باقی بچے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ''کیا آپ رضی اللہ عنہ ہمارے لئے غلام نہیں خریدیں گے؟ جو مال بچا ہے اس سے غلام خرید لینا چاہئے''۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر ہم سے زیادہ کوئی محتاج آ گیا تو ہم یہ مال اس کو دے دیں گے''۔ (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(110)

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ہارون الرشید کے زمانے میں پورے عالم اسلام کے قاضی القضاۃ تھے‘ ایک بار ان کے پاس خلیفہ ہارون الرشید اور ایک نصرانی کا مقدمہ آیا‘ امام نے فیصلہ نصرانی کے حق میں کیا۔ اس طرح کے درخشاں واقعات تاریخ اسلام کے ورق ورق پر بکھرے پڑے ہیں۔ لوگ اس کو ’’دور ملوکیت‘‘ کہتے ہیں‘ وہ کس قدر مبارک ’’دور ملوکیت‘‘ تھا کہ ایک طاقتور بادشاہ اور خلیفہ اپنی رعایا میں سے ایک غیر مسلم کے ساتھ عدالت کے کٹہرے میں فریق بن کر حاضر ہیں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو فرمانے لگے:

’’اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے زمانۂ قضا میں مقدمات کے فیصلے میں کسی بھی فریق کی جانب داری نہیں کی‘ حتیٰ کہ دل میں کسی ایک فریق کی طرف میلان بھی نہیں ہوا‘ سوائے نصرانی اور ہارون الرشید کے مقدمے کے کہ اس میں دل کا رجحان اور تمنا یہ تھی کہ حق ہارون الرشید کے ساتھ ہو اور فیصلہ حق کے مطابق اسی کے حق میں ہو لیکن فیصلہ دلائل سننے کے بعد ہارون الرشید کے خلاف کیا‘‘۔

یہ فرما کر امام ابو یوسف رونے لگے اور اس قدر روئے کہ دل بھر بھر آیا۔

(الدر المختار‘ ج 4‘ ص 313‘ والقضاء فی الاسلام لعارف النکدی‘ ص 25)

زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے

اس سے امام ابو یوسف کے تقویٰ کے بلند مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مقدمہ میں دل کا رجحان طبعی طور پر ایک فریق کی طرف تھا اور فیصلہ بھی اس کے خلاف ہوا لیکن اس طبعی رجحان پر بھی انہیں خوف رہا کہ کہیں پکڑ نہ ہو جائے‘ اللہ اکبر! زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے! (ایسا کیوں نہ ہو کہ شاگرد کس کے تھے؟)

آخر شاگرد کس کے ہیں

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تجارت میں اپنے ایک شریک کے پاس کپڑا بھیجا اور بتایا کہ کپڑے میں یہ عیب ہے‘ خریدار کو عیب سے آگاہ کر دینا۔ اس نے وہ کپڑا فروخت کیا لیکن خریدار کو عیب بتلانا بھول گیا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جب معلوم ہوا تو اس سے حاصل ہونے والی ساری قیمت صدقہ کر دی جس کی رقم تیس ہزار درہم تھی۔

(الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان‘ ص 43)

☆......ایک آدمی کسی امیر کے پاس اپنی ضرورت کے سلسلے میں آیا۔ دیکھا کہ وہ امیر سجدہ میں پڑا اللہ سے مانگ رہا ہے۔ کہنے لگا: ’’یہ خود دوسرے کا محتاج ہے‘ پھر میں اس کا محتاج کیوں بنوں؟ میں اپنی حاجت اس ذات کے سامنے کیوں پیش نہ کر دوں جہاں مصلحتاً دیر تو ہو سکتی ہے لیکن اندھیر نہیں‘‘۔ امیر نے اس شخص کی یہ بات سن لی‘ اسے بلا کر دس ہزار کی خطیر رقم دی اور کہا: ’’یہ رقم تجھے اسی ذات نے دی ہے جس سے میں سجدے کی حالت میں مانگ رہا تھا اور جس کی طرف تو نے رجوع کیا‘‘۔

(الملتقط فی حکایات الصالحین لابن الجوزی‘ الحکایۃ 508)

Scanned with CamScanner

(111)

آنسوؤں کا نذرانہ

عبداللہ ربوعی کہتے ہیں کہ عتبہ الغلام نے اپنے نفس کو گوشت سے محروم رکھا اور آئندہ سات سال گزار دیئے جب ساتواں سال ہوا تو ایک دانق اور نصف پیسہ کا گوشت خریدا اور مجھ سے کہا: اے بھائی سات سال ہو گئے اس سے وعدہ کرتے ہوئے کب تک اپنے نفس سے وعدہ کرتا رہوں گا تو میرے لئے دو روٹی اور ایک گوشت کا ٹکڑا لے آ۔ جب وہ آ گیا تو قریب ایک بچہ بیٹھا تھا' اس سے کہا کیا تو فلاں بن فلاں کا بیٹا نہیں ہے؟ جس کا باپ فوت ہو گیا تھا۔ اس نے کہا ہاں۔ یہ سن کر رو پڑے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے میری خواہش نفس اس یتیم کے پیٹ میں چلی جائے۔ یہ کہہ کر وہ کھانا اس کو دے دیا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۔(حلیۃ ج6' صفحہ 230) ۔

☆......مسلم عبادانی کہتے ہیں: ہمارے پاس ایک مرتبہ صالح المری اور عتبہ الغلام اور عبدالرحمٰن بن زید اور سلم الاسواری آئے تو سمندر کے کنارے اترے۔ ہم نے ان کی مہمانی کی۔ جب کھانا ان کے سامنے رکھا گیا تو اچانک ایک پکارنے والے نے زوردار آواز سے یہ کہا:

وَيُلْهِيْكَ عَنْ دَارِ الْخُلُوْدِ مَطَاعِمُ
وَلَذَّةُ نَفْسٍ عَنْهَا غَيْرُ نَافِعِ

ترجمہ: تمہیں ان لذیذ کھانوں نے جنت سے دھوکہ میں ڈال دیا اور نفس کا لذت

حاصل کرنا آخرت کے اعتبار سے نفع مند نہیں ہے۔

یہ سن کر عتبہ الغلام نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے اور سارے لوگ رونے لگے' کھانا ان کے سامنے سے اٹھا دیا گیا۔ خدا کی قسم! ان میں سے کسی نے بھی ایک لقمہ تک نہ چکھا۔ (حلیۃ ج6' صفحہ 231)

حضرت عتبہ الغلام اور خوفِ خدا

سجف بن منظور کہتے ہیں: عبدالواحد نے ضیافت کی۔ اس کے بھائی اور دوست آئے۔ ان میں عتبہ الغلام بھی تھے۔ قوم نے کھانا شروع کیا لیکن عتبہ نے نہ کھایا۔ ایک شخص نے حضرت عتبہ کی طرف دیکھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے' جب لوگ فارغ ہو کر منتشر ہو گئے تو ایک شخص نے حضرت عبدالواحد کو عتبہ کے رونے کی خبر دی تو عبدالواحد نے حضرت عتبہ الغلام سے کہا میرا باپ تجھ پر قربان ہو آپ کیوں روتے تھے؟ جب کہ قوم کھانا کھا رہی تھی۔ فرمایا اس وقت مجھے جنت کے دسترخوان اور ان کے خادم یاد آ گئے تھے یہ سن کر عبدالواحد بھی کانپ گئے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

(حلیۃ ج6' صفحہ 232)

☆......عبدالرحیم کہتے ہیں: ایک مرتبہ بصرہ میں سرخ آندھی آئی جس سے سارے لوگ گھبرا گئے اور حضرت عتبہ الغلام اس موقع پر رونے لگے۔ (اور روتے ہی جاتے تھے)۔ (حلیۃ ج6' صفحہ 232)

☆......ریاح القیسی کہتے ہیں: حضرت عتبہ فرماتے تھے کہ اگر موت کی تمنا کرنے سے منع نہ کیا گیا ہوتا تو میں ضرور موت کی تمنا کرتا' میں نے کہا: آپ کو تمنائے موت کا کیا فائدہ ہو گا؟ انہوں نے فرمایا: موت میں میرے لئے دو عمدہ چیزیں ہیں۔

میں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ فرمایا فاجر و فاسق لوگوں سے راحت اور ابرار کے ساتھ رہنے کی امید ہے پھر رونے لگے اور روتے جاتے تھے اور کہتے تھے ''استغفراللہ میں اس سے امن میں نہیں ہوں کہ کہیں مجھے شیطان کے ساتھ باندھ کر جہنم میں نہ ڈال دیا جائے'

پھر بے ہوش ہو گئے۔ (حلیہ' ج 6' صفحہ 234)

☆......جعفر بن محمد کہتے ہیں: حضرت عتبہ رات کو تین مرتبہ زور زور سے روتے تھے' پہلے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے تھے' پھر اپنے سر کو گھٹنوں کے درمیان رکھ کر غور وفکر کرتے' جب رات کا تیسرا حصہ گزر جاتا تو زور سے روتے۔ راوی کہتے ہیں: ان کے رونے کو مت دیکھو بلکہ اس کو دیکھو جس کی وجہ سے وہ روتے تھے۔ (یعنی حالات آخرت)۔ (حلیہ' ج 6' صفحہ 234)

راضی ہوں میں اسی میں جس میں تری رضا ہو

سلیم الخیف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت عتبہ ایک رات کھڑے ہوئے' ساری رات گزار دی۔ یہ کلمات کہتے تھے اور روتے تھے:

اِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَاِنِّیْ لَکَ مُحِبٌّ
وَاِنْ تَرْحَمْنِیْ فَاِنِّیْ لَکَ مُحِبٌّ

ترجمہ: اے رب اگر تو مجھے عذاب دے تو بھی میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں اور اگر تو مجھ پر رحم وکرم فرمائے تب بھی تو ہی مجھے محبوب ہے۔ اس کو بار بار کہتے تھے اور روتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ (حلیہ' ج 6' صفحہ 235)

☆......عتبہ الخواص کہتے ہیں: حضرت عتبہ کبھی کبھی میری ملاقات کے لئے آتے تھے اور رات بھی میرے پاس رہتے۔ ایک دفعہ ایسا ہی ہوا کہ وہ میرے پاس تھے سحر کے وقت اٹھے اور بہت روئے' میں نے صبح اس سے کہا تیرے رونے کی وجہ سے میں گھبرا گیا تھا۔ میرا دل پریشان ہو گیا تھا آپ اس قدر کیوں روئے' حضرت عتبہ نے کہا: اے عنبسہ خدا کی قسم! محشر کا منظر میرے سامنے تھا' یہ کہتے ہوئے گرنے لگے۔

میں نے ان کو سہارا دیا۔ میں نے ان کی آنکھوں کو دیکھا سرخ ہو رہی ہیں پھر ان پر بے ہوشی طاری ہونے لگی۔ میں نے ان کو کہا: اے عتبہ اے عتبہ! انہوں نے ہلکی سی آواز سے اس کا جواب دیا پھر رونے لگ گئے اور فرماتے تھے ہائے موت کی سختی یہاں تک کہ

مجھے رلا دیا۔ (حلیہ' ج 6' صفحہ 236)

☆......ابی جعفر کہتے ہیں: میں نے حضرت عتبہ سے سنا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے وہ اس کی اطاعت کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جس کی اللہ عزت بڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پڑوس میں جگہ دے گا اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنے پڑوس میں جگہ دے دے اس کے لئے خوشخبری ہے' خوشخبری ہے' خوشخبری ہے' کہتے جاتے تھے (اور روتے جاتے تھے) یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (حلیہ' ج 6' صفحہ 236)

وہ جن کا عشق صادق ہے

عبدالواحد بن زید کہتے ہیں: حضرت عتبہ ساری ساری رات پریشان و متفکر رہتے ہوئے جاگتے تھے' اگر کبھی میں نے ان کو نفس پر نرمی کرنے کی بات کی تو رو پڑتے تھے اور فرماتے تھے میں تو اپنی کمی پر روتا ہوں (یعنی خوف خدا میں کمی کی وجہ سے روتا ہوں)۔ (حلیہ' ج 6' صفحہ 236)

☆......ابوحفص بصری کہتے ہیں: میرا ایک دوست حضرت عتبہ کا پڑوسی تھا' اس نے بیان کیا کہ ایک رات حضرت عتبہ کھڑے ہوئے۔ یہ کہتے تھے سُبْحَانَ جَبَّارُ السَّمَآءِ اِنْ لَّا مُحِبَّ لَفِیْ عَنَاءٍ (اور روتے تھے) میں نے کہا: اے عتبہ خدا کی قسم! تو نے سچ کہا۔ یہ سن کر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (حلیۃ الاولیاء' ج 6' صفحہ 236)

☆......توبہ العنبری کہتے ہیں کہ حضرت عتبہ اپنے رب کے احسانوں کو یاد کر کے پکارا کرتے تھے۔ ان کی آواز دردناک ہوتی تھی۔ ان کے آنسو جاری ہوتے تھے۔ ان کو روزی بغیر کمائے ملتی تھی۔ جب وہ تلاوت کرتے تو بہت روتے اور دوسروں کو بھی رلاتے۔ آنسو لگاتار جاری رہتے۔ جب وہ گھر لوٹتے تو ان کو بقدر ضرورت کھانا مل جاتا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں سے آیا۔

Scanned with CamScanner

☆......عبدالخالق کہتے ہیں: حضرت عتبہؒ کا ایک خاص کمرہ تھا جس میں وہ رات کو عبادت کیا کرتے تھے (اور روتے تھے) جب وہ شام شریف لے گئے تو انہوں نے کہا: میرے کمرے کو کوئی نہ کھولے جب تک میں زندہ ہوں۔

جب ان کی شہادت کی خبر آئی تو ہم نے ان کا کمرہ کھول کر دیکھا تو اس میں ایک قبر کھدی ہوئی تھی اور ایک لوہے کا طوق پڑا ہوا تھا۔ یعنی وہ عبادت میں قبر کو سامنے رکھ کر روتے تھے۔ (حلیہ، ج 6، صفحہ 237)

(112)

اٹھ کھڑا ہو! اللہ کا خلیل تیرے سامنے ہے!

بیت المقدس کے قریب حضرت ابراہیم علیہ السلام جانوروں کی چراگاہ کی تلاش میں کسی پہاڑ کے اندر چلے گئے، انہوں نے ایک مقام پر نہایت غمناک آواز سنی۔ کوئی شخص نہایت خشوع وخضوع سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کررہا تھا۔ آپ ادھر متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک ضعیف العمر شخص اپنے حال میں محو ہے۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تم کس کو یاد کررہے ہو؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کو۔ آپ نے پوچھا تمہارا اللہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا آسمان پر ہے۔ فرمایا زمین پر بھی وہی خدا ہے۔ پھر آپ نے پوچھا تمہارا قبلہ کدھر ہے؟

تو بوڑھے نے بیت اللہ شریف کی سمت میں اشارہ کیا۔ آپ نے پوچھا تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا نیچے اسی غار میں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بوڑھے کا ٹھکانہ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تو بوڑھے نے کہا: وہاں جانا محال ہے، کیونکہ راستے میں گہری ندی پڑتی ہے جسے عبور نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت نے فرمایا: تم کیسے پہنچ جاتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا خرقِ عادت یعنی کرامت کے طور پر چلا جاتا ہوں اور میرے پاؤں تک بھی نہیں بھیگتے۔ آپ نے فرمایا: چلو ہم بھی اسی طریقے سے چلتے ہیں، جو اللہ تمہارے لئے پانی کو مسخر کرتا ہے وہ میرے لئے بھی کردے گا۔ چنانچہ دونوں چل دیئے۔ غار میں اترے تو آگے ندی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے عبور کیا اور آپ کے پاؤں تک نہیں بھیگے۔ پانی کے نیچے آپ اس شخص کے عبادت خانے میں پہنچے تو دیکھا کہ

Scanned with CamScanner

اس کے عبادت خانے کا رخ واقعی بیت اللہ شریف کی جانب تھا۔ آپ بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں یہ بندہ خدا پرست ہے۔

معانقہ کا آغاز کہاں سے ہوا؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے بزرگ یہ بتاؤ کہ سب سے خوفناک دن کون سا ہے تو اس نے جواب دیا جس دن اللہ تعالیٰ کرسی عدالت پر اپنی شان کے مطابق جلوہ گر ہوگا اور انبیاء سمیت سب مقرب بھی لرز رہے ہوں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو اس دن کے خطرات سے محفوظ رکھے۔ بوڑھا کہنے لگا کہ مجھے دعا کرتے ہوئے تین سال ہو گئے مگر میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ آپ نے پوچھا: تمہاری کونسی دعا قبول نہیں ہوئی۔ اس نے کہا میں اس پہاڑ میں گیا تو مجھے ایک نوجوان ملا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دوست ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانوروں کے لئے چراگاہ تلاش کر رہا ہوں۔

بوڑھے آدمی نے کہا اس وقت سے میں یہ دعا مانگ رہا ہوں کہ اے مولا کریم! اگر دنیا میں تیرا کوئی خلیل ابراہیم ہے تو مجھے اس کی زیارت نصیب فرما مگر آج تک میری یہ دعا قبول نہیں ہوئی' تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول کر لی ہے' اٹھ کھڑا ہو' اللہ کا خلیل تیرے سامنے کھڑا ہے' آپ نے اسے گلے لگایا تو معانقہ یعنی گلے ملنے کا عمل یہاں سے شروع ہوا۔

(معالم العرفان فی دروس القرآن' جلد اول' ص 443' بحوالہ تفسیر درمنثور و تفسیر عزیزی)

(113)

خودکشی حرام ہے

خودکشی یعنی خود اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو مار ڈالنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر جنت حرام فرمادی ہے۔ اس بارے میں یہ چند حدیثیں بہت رقت انگیز و عبرت خیز ہیں۔

1- حدیث: حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی ذات کو کسی چیز سے قتل کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں اسی چیز سے عذاب دے گا۔

2- حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ''جنگ حنین'' میں حاضر تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کو جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا یہ کہہ دیا کہ یہ شخص جہنمی ہے پھر جب لوگ لڑائی میں حاضر ہوئے تو اس شخص نے کفار کے ساتھ بہت سخت جنگ کی اور اس کو بہت زیادہ زخم لگ گئے تو کسی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ آدمی جس کو حضور نے جہنمی فرما دیا ہے اس نے تو آج کفار سے بہت سخت جنگ کی ہے اور وہ مر گیا ہے' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جہنم میں گیا یہ سن کر بہت سے لوگ شک میں پڑ گئے تو اسی حالت میں اچانک کسی نے کہا: وہ مرا نہیں تھا لیکن اس کو بہت سخت زخم لگا تھا تو رات میں وہ صبر نہ کر سکا اور خودکشی کر لی۔

Scanned with CamScanner

تمہارے منہ سے جونکلی وہ بات ہو کے رہی

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول اور اس کا بندہ ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دیں کہ جنت میں مسلمان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا اور بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد کسی بدکار آدمی کے ذریعے بھی فرما دیا کرتا ہے۔ (مسلم، ج 1، ص 72)

خودکشی کرنے والا مسلمان اگرچہ خودکشی کرنے سے کافر نہیں ہوتا لیکن سخت گنہگار اور جہنم کا سزاوار ہو جاتا ہے۔ وہ دنیا میں جس ہتھیار کے ذریعے خودکشی کرے گا جہنم میں اسی ہتھیار کے ذریعے عذاب دیا جائے گا اور خودکشی کرنے والا چونکہ مسلمان رہتا ہے اس لئے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(114)

دوزخ کا بیان

فِی الْخَبَرِ اَنَّ جِبْرَآئِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَتٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاجِبْرَآئِیْلُ صِفْ لَنَا .... بِالْمَشْرِقِ مِنْ شِدَّةِ عَذَابِهَا فَحَرُّهَا شَدِیْدٌ وَقَعْرُهَا بَعِیْدٌ وَّحَطَبُهَا حَدِیْدٌ وَّشُرْبُهَا حَمِیْمٌ وَّ صَدِیْدٌ وَّثِیَابُهَا قَطْرَانُ النِّیْرَانِ ۔

ترجمہ: حدیث شریف میں آیا ہے کہ بے شک جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل ہمیں جہنم کا حال بیان کرو پس حضرت جبریل علیہ السلام نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جب جہنم کو تیار کیا تو ہزار سال اس میں آگ کو جلایا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوئی پھر ہزار سال اس میں آگ جلائی یہاں تک کہ سفید ہوئی پھر ہزار برس آگ جلائی یہاں کہ وہ سیاہ ہوئی اب وہ اندھیری رات کی طرح سیاہ ہے جس میں کچھ روشنی نہیں نہ اس کا شعلہ بجھے اور نہ وہ ٹھنڈی ہو اور حضرت مجاہد نے بیان کیا کہ تحقیق جہنم میں سانپ ہوں گے مثل اونٹوں کی گردنوں کے اور بچھو اس میں کالے خچروں کی مانند ہوں گے تو اہل جہنم ان سانپوں اور بچھوؤں کے خوف سے دوزخ میں بھاگیں گے پس سانپ اور بچھو ان کے ہونٹ کاٹیں گے اور سر کے بالوں سے تا ناخن قدم ان کی

Scanned with CamScanner

کھالیں نوچ لیں گے اور انہیں بھاگنا نہ بچائے گا۔

جہنم کا سانپ اور بچھو

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ فرمایا دوزخ میں سانپ اونٹ کی گردن کی مثل ہوں گے جب وہ کسی کو کاٹیں گے تو اس کے زہر کا درد چالیس سال تک پائے گا اور دوزخ میں بچھو خچروں کی مثل ہوں گے جب وہ کسی کو کاٹیں گے تو اس کے زہر کا درد چالیس برس تک محسوس کرے گا اور اعمش نے یزید بن وہب اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا تمہاری دنیا کی آگ تپش میں جہنم کی آگ کا سترواں (۷۰) حصہ ہے اور اگر اس کا شعلہ سمندر میں دو بار نہ مارا جاتا تو تم اس سے کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکو اور مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک تمہاری یہ دنیا کی آگ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے' اور حدیث میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو دوزخ کے فرشتے مالک کے پاس بھیجا کہ وہ دوزخ کی آگ سے ایک جزء لے کر آدم علیہ السلام کے پاس لائے تا کہ وہ اس سے کھانا پکائیں تو مالک نے کہا: اے جبریل کتنی آگ چاہتے ہو جبریل نے کہا بقدر پورا انگلی کے۔ مالک نے کہا: اگر میں تجھے بقدر پورا کے آگ دوں تو ضرور اس کی گرمی سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں پگھل جائیں گی جبریل علیہ السلام نے کہا بقدر نصف پورا دے دو اس نے کہا اگر میں بقدر نصف پوا دوں تو آسمان سے ایک قطرہ بھی بارش نہ اترے اور نہ زمین سبزہ اگائے۔

دوزخ کی آگ کا ایک ذرّہ

پھر جبریل نے عرض کی الٰہی کس قدر آگ لاؤں اللہ نے فرمایا ایک ذرّہ برابر ہی لاؤ پھر جبریل نے ذرّہ بھر آگ لی اور اسے ستر دریاؤں میں ستر بار

غوطہ دیا پھر آدم علیہ السلام کے پاس لائے اور اسے پہاڑوں میں سے بلند پہاڑ پر رکھا تو وہ پہاڑ پگھل گیا اور آگ اپنی جگہ (جہنم میں) لوٹ آئی اور اس کا دھواں پتھروں اور لوہے میں ہمارے اس دن تک باقی رہا تو یہ دنیا کی آگ اس ذرہ آگ کے دھواں سے ہے پس اے مومنو عبرت حاصل کرو۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جہنم میں سے جسے سب سے کم درجہ کا عذاب ہوگا اسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جس سے اس کا دماغ ابلے گا گویا شعلہ زن انگاروں پر دیگ رکھی ہوئی ہے اس سے آگ کا شعلہ نکلتا ہوگا اور اس کے پیٹ کے فضلات اس کے قدموں کے نیچے سے نکلتے ہوں گے تو وہ اپنے آپ کو دوزخ کے سخت عذاب میں جانے گا اور جن پر اہل جہنم سے کم درجہ کا عذاب ہوگا وہ فرشتے کو آواز دے گا لیکن چالیس برس تک انہیں کوئی جواب نہ دیگا پھر وہ ان کا جواب دے گا اور کہے گا تم آگ میں ہی ٹھہرنے والے ہو یعنی ہمیشہ ہمیشہ آگ میں رہنے والے ہو پھر وہ اپنے رب کو پکاریں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں اس سے نکال لے اگر ہم پھر دوزخ میں آئیں تو بے شک ہم ہی ظالم ہیں تو دنیا کی دو بار مدت کی مقدار اللہ انہیں کچھ جواب نہ دے گا پھر انہیں جواب میں فرمائے گا کہ اس میں خاموش پڑے رہو اور بات مت کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے بعد وہ ایک بات بھی نہیں کریں گے مگر جیسے گدھے کے ہینگنے کی آواز اور ان کی آوازیں گدھوں کی آوازوں کے مشابہ ہوں گی۔

جہنمی کا لباس

اور مالک فرشتے نے عرض کی یارسول اللہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا اگر جہنمیوں کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا آسمان و زمین کے درمیان معلق کیا جائے تو لازماً اس کی گرمی اور بدبو سے سب مر

Scanned with CamScanner

جائیں' اور اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا اگر جہنم سے سوئی برابر ظاہر ہو جائے تو سب اس کی گرمی سے جل جائیں اور قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اگر ایک گز زنجیر جس کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں کیا پہاڑ پر رکھا جائے تو پہاڑ پگھل جائے حتیٰ کہ وہ زنجیر تحت الثریٰ پہ جا پہنچے اور قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا بے شک اگر ایک شخص کو مغرب میں عذاب دیا گیا تو ضرور تپش سے وہ شخص بھی جل جائے گا جو مشرق میں ہے۔ پس اس کی گرمی سخت ہے اور اس کی گہرائی دور تک ہے اور اس کا ایندھن لوہا ہے اور اس میں پینے کو کھولتا پانی اور پیپ ہے اس میں لباس پگھلتے تانبے کا ہوگا۔ (دقائق الاخبار)

(115)

اولیاء اللہ کے درجات حدیث کی روشنی میں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کے چالیس ابدال ہیں ان میں سے بائیس شام میں' اٹھارہ عراق میں ہیں جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو واللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو قائم مقام کر دیتا ہے جب قیامت قریب آئے گی تو سب اٹھالئے جائیں گے۔

☆......سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے روئے زمین پر ایسے ہیں کہ ان کے دل آدم علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں اور چالیس ایسے اشخاص ہیں کہ ان کے دل ابراہیم علیہ السلام کے قلب کے مثل ہیں اور پانچ ایسے ہیں کہ ان کے دل جبرائیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں اور تین ایسے ہیں کہ ان کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں اور ایک مرد خدا ان میں سے ایسا ہے جس کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل جیسا ہے جب ان میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ تین میں سے ایک کو مقرر فرماتا ہے اور اگر ساتویں میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ چالیس میں سے ایک کو مقرر کرتا ہے اور اگر تین سو میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ عام لوگوں میں سے کسی کو مقرر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کی برکت سے امت کی بلاء اور اور مصائب دور فرماتا ہے۔

اور بعض روایتوں میں عزرائیل علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا ذکر

نہیں ہوا بلکہ ان کی جگہ ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اور اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کی جگہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا' جبرائیل علیہ السلام کی جگہ میکائیل علیہ السلام کا میکائیل علیہ السلام کی جگہ اسرافیل علیہ السلام کا اور اسرافیل علیہ السلام کی جگہ عزرائیل علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔

حدیث مذکور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ایک بندہ خدا کا ذکر فرمایا ہے اس سے "قطب" کی ذات مراد ہے اور وہ غوث ہوتے ہیں' اولیاء اللہ میں ان کا مقام و مرتبہ مرکز دائرہ کے نقطہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ تمام عالم کا نظم ونسق ان سے متعلق ہوتا ہے۔

قلبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لطافت

بعض بزرگوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں قلوب انبیاء وملائکہ کے ساتھ اپنے قلب اطہر وانور کا ذکر اس لئے نہیں فرمایا کہ قادر مطلق نے آپ کے قلب شریف کے مثل تو کسی کا قلب پیدا ہی نہیں فرمایا۔ شرافت ولطافت اور ہر اعتبار سے آپ کا قلب مبارک تمام انبیاء و ملائکہ علیٰ نبینا علیہم السلا کے قلوب کے بالمقابل بزم انجم میں خورشید تاباں کے مثل ہے۔ صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

شیخ عارف ابوالحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے تمام قلوب پر نظر فرمائی' تو قلب پاک سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی قلب کو اپنی طرف شوق میں وارفتہ نہ پایا تو انہیں معراج کا شرف بخشا تاکہ دیدار وہم کلامی کی لذت سے انہیں جلد تسکین مل سکے"۔

اور غریق بحر معرفت شیخ کامل ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی مقدس روحوں نے میدان عرفان میں دوڑ کی تو ان میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس سبقت لے گئی اور گلشن وصال تک رسائی پائی"۔

مقام سیدنا خضر علیہ السلام

☆...... سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ابدال شام میں' نجباء مصر میں' عصائب عراق میں' نقباء خراسان میں' اوتاد تمام روئے زمین میں ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام سب کے سردار ہیں۔

☆...... حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے انہوں نے فرمایا اولیاء تین سو ہیں' نجباء ستر ہیں اور روئے زمین میں اوتاد چالیس ہیں' نقباء دس ہیں' عرفاء سات ہیں' مختار تین ہیں اور ان میں سے غوث ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ابدال کی علامات

☆...... حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں "ابدال" کہتے ہیں۔ وہ حضرات اپنے اس مرتبہ پر روزہ ونماز' خشوع و عاجزی کی کثرت اور حسن حلیہ کی وجہ سے نہیں پہنچے ہیں بلکہ اپنے ورع وتقویٰ کی سچائی' نیت کی بہتری' سینے کی سلامتی اور تمام مسلمانوں سے مہر و ہمدردی کی وجہ سے انہیں یہ مقام ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے لئے انہیں منتخب کرلیا' اپنی ذات پاک کے لئے خاص کرلیا ہے۔ وہ چالیس حضرات ہیں' ان کے قلب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب کی طرح ہیں۔ ان میں سے کوئی اسی وقت فوت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کی جانشینی کے لئے کسی کو پروان دے چکا ہوتا ہے۔ یہ جان لو! کہ وہ کسی چیز کو نہ گالی سے یاد کرتے ہیں' نہ ہی اس پر لعنت کرتے اور برا کہتے ہیں' نہ اپنے ماتحتوں کو ایذا دیتے ہیں' نہ انہیں حقیر سمجھتے ہیں' نہ اپنے اوپر والوں سے حسد کرتے ہیں' بھلائی میں سب سے بہتر ہیں' طبیعت میں سب سے نرم' مزاج کے اعتبار سے سب سے سخی ہیں' تیز رفتار گھوڑے' تند ہوائیں' اپنی تیزی کے باوجود ان کے رتبہ کو نہیں پاسکتیں۔ ان کے دل خدا کی خوشنودی کے لئے اور اس کی جانب اشتیاق کے باعث نیکیوں کی مسابقت میں اونچی اونچی چھتوں کو زیر کردیتے ہیں۔ یہی اللہ کا گروہ ہے باخبر رہو کہ اللہ کا گروہ ہی فلاں وکامیابی پانے

Scanned with CamScanner

والا ہے۔

☆.....حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ہیں جنہیں وہ جنتوں میں بلند مقام پر رکھے گا اور وہ لوگ سب سے زیادہ عقل مند ہیں۔ راوی کہتے ہیں: ہم نے حضور سے دریافت کیا کہ وہ سب سے عقل مند کس طرح ہوئے؟ فرمایا ان کی تمام سعی و ہمت اللہ کی طرف مسابقت اور اسے خوش کرنے والے کام میں تیزی و سرعت ہوتی ہے۔ دنیا اس کی فضولیات اس کی ریاست وعیش سے انہیں بالکل بے رغبتی ہے جس کے باعث دنیا ان کے نزدیک حقیر ٹھہری تو انہوں نے اس دنیا میں مختصر عرصہ صبر کیا مگر اس کے بعد طویل راحت سے سرفراز ہوئے۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں فقراء نے اپنا ایک قاصد بھیجا۔ اس نے حاضر ہو کر عرض کیا: میں فقراء کا قاصد ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرحبا! تمہارے لئے بھی اور ان کے لئے بھی جن کے پاس سے تم آئے ہو' تم ایسے لوگوں کے پاس سے آئے ہو جن سے میں محبت رکھتا ہوں۔ قاصد نے عرض کیا: فقراء خدمت اقدس میں عرض گزار ہیں کہ تمام نیکیاں مالداروں ہی کے حصہ میں آگئیں اور ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ مالدار جنت حاصل کر کے لے گئے۔ وہ لوگ حج کرتے ہیں اور ہم اس پر قدرت نہیں رکھتے' وہ صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور ہم اس پر قادر نہیں' وہ غلام آزاد کرتے ہیں' ہم اس کی استطاعت نہیں رکھتے' وہ جب بیمار ہوتے ہیں تو اپنی آخرت کی جانب اپنا مال زائد بطور ذخیرہ کے بھیج دیتے ہیں (یعنی خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری جانب سے فقراء کو یہ بات پہنچا دو کہ تم میں جو صبر پر کاربند اور ثواب آخرت کے آرزومند ہیں ان کے لئے تین ایسے مخصوص درجے ہیں جو

مالداروں کے لئے نہیں ہیں۔ پہلا درجہ یہ کہ جنت میں یاقوت سرخ کے کچھ ایسے بالا خانے ہیں جن کو اہل جنت اس طرح دیکھیں گے جیسے اہل دنیا آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں' ان میں سوائے نبی یا فقیر یا شہید فقیر یا مومن فقیر کے اور کوئی نہیں جائے گا۔ دوسرا درجہ یہ کہ فقراء مالداروں سے نصف یوم پہلے جنت میں جائیں گے اس آدھے دن کی مدت پانچ سو برس ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ جب فقیر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ خلوص کے ساتھ کہے اور مالدار انسان بھی اسی طرح کہے تو مالدار اس فقیر کی فضیلت اور ثواب کو نہیں پہنچے گا خواہ مالدار ان کلمات کے ساتھ دس ہزار درہم بھی خرچ کر ڈالے اور تمام اعمال حسنہ کا یہی معاملہ ہے جب قاصد نے جا کر انہیں یہ خبر دی تو سب نے کہا: ''ہم راضی ہیں' ہم راضی ہیں''۔

فقراء کی شانِ اُخروی

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فقراء سے جان پہچان زیادہ رکھو' ان سے اچھا سلوک کرو کیونکہ ان کا بھی ایک دور آئے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کا دور کیا ہے؟ فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو ان سے کہا جائے گا کہ جس نے تمہیں روٹی کا ایک ٹکڑا کھلایا ہو یا تمہیں ایک کپڑا پہنایا ہو یا کچھ پلا کر سیراب کیا ہو اسے تلاش کرو اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔

☆.....اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز بندہ فقیر اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے سامنے اس طرح اعتذار فرمائے گا جیسے آدمی آدمی سے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میری عزت وجلال کی قسم! میں نے دنیا تجھ سے اس لئے جدا نہیں رکھی کہ تو میرے نزدیک ذلیل تھا بلکہ یہ اس لئے کہ تیرے لئے بڑی بڑی فضیلتیں اور بزرگیاں تیار کر رکھی تھیں اور اے میرے بندے! یہ تیرے سامنے جو صفیں لگی

Scanned with CamScanner

ہیں ان میں جا کر ان لوگوں کو دیکھ جنہوں نے تجھے کھلایا' پہنایا اور اس سے میری خوشنودی چاہی۔ اس کا ہاتھ تھام لے کہ وہ تیرا ہے۔ اس وقت لوگوں کی یہ کیفیت ہوگی کہ پسینہ منہ تک آیا ہوگا۔ وہ فقیر یہ ارشاد سن کر صفیں چیرتا ہوا داخل ہوگا اور ان لوگوں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بہشت میں لے جائے گا۔

☆......اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے دیکھ جس نے تجھے کھلایا یا پلایا یا کپڑا پہنایا۔ اس کے بعد حدیث کا بقیہ حصہ ذکر فرمایا۔

☆......اور روایت ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی اے موسیٰ! میرے بندے ایسے ہیں: کہ اگر وہ مجھ سے ساری جنت کا سوال کریں تو میں انہیں عطا کر دوں اور اگر دنیا میں کوڑا لٹکانے بھر جگہ مانگیں تو نہ دوں اور میرا یہ نہ دینا اس لئے ہرگز نہیں کہ وہ میرے نزدیک ذلیل ہیں بلکہ اس لئے کہ میں آخرت میں اس کے لئے اپنی عنایات ذخیرہ کرنا چاہتا ہوں اور دنیا سے انہیں بچانا چاہتا ہوں جیسے چرواہا بکریوں کو بھیڑیے سے بچاتا ہے۔

☆......اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شے کی ایک کنجی ہے اور جنت کی کنجی مسکینوں' سچے فقیروں اور صادقین وصابرین کی محبت ہے وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے۔

حُبِّ درویشاں کلید جنت است

اور روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ' مسکین اٹھا اور مسکینوں کے زمرے میں میرا حشر فرما۔

میں کہتا ہوں کہ مساکین کی فضیلت کے لئے یہ حدیث شریف کافی ہے۔ سرکار اگر یہ ارشاد فرماتے کہ مساکین کا میرے زمرے میں حشر فرما تو ان کے لئے یہ فضیلت بھی بہت تھی مگر جب خود سرکار ارشاد فرما رہے ہیں کہ میرا حشر زمرہ مساکین میں فرما پھر بھلا

مساکین کے فضائل و مراتب کا کیا کہنا؟

☆......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان کے دل میں نور اترتا ہے تو اس وقت اس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: حضور اس کی کوئی پہچان ہے؟ سرکار نے فرمایا ایسا شخص غرور کے مکان (دنیا) سے بھاگتا ہے اور ہمیشگی کے مکان (آخرت) کی طرف لوٹتا ہے اور موت آنے سے قبل اس کی تیاری کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث پاک کی رو سے یہ نور دنیا میں زاہدوں کے قلب کو ملتا ہے۔

☆......ترمذی وغیرہ میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عقل مند آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور عاجز و ناسمجھ وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کی پیروی میں لگائے اور اللہ تعالیٰ سے بہت ساری تمنائیں لگا رکھے۔

ایک درہم لاکھ کے برابر

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی دولت مند اپنے مال میں سے ایک لاکھ درہم نکال کر صدقہ دے اور کوئی فقیر شخص صرف ایک درہم صدقہ دے جبکہ اس کے پاس محض دو ہی درہم ہوں اور اس میں سے وہ خوشی خوشی دے تو ایک درہم دینے والا فقیر لاکھ درہم صدقہ کرنے والے سے افضل ہے۔

میں کہتا ہوں اس کی تائید سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی ہو رہی ہے جسے امام عبدالرحمٰن نسائی نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے۔

سَبَقَ دِرْھَمٌ مِّاَۃَ اَلْفِ دِرْھَمٍ ایک درہم ایک لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔

اور فقیر کے صدقہ کی فضیلت اس آیت سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ ارشاد رب

Scanned with CamScanner

العالمین ہے:

وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ ۔ اور جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ جُهْدُ الْمُقِلِّ افضل ترین صدقہ وہ ہے جو تنگدست اپنی مشقت سے کرے۔

ہم یہاں اتنے پر ہی بس کرتے ہیں باوجود یکہ فقراء کی فضیلت میں احادیث کریمہ بیشمار ہیں۔

(روض الریاحین فی حکایات الصالحین الملقب بہ نزھۃ العیون النواظر و تحفۃ القلوب الحواضر فی حکایات الصالحین والاولیاء والاکابر)

(116)

کفر و شرک کی آندھیاں اور شمع ایمان

حضرت سیّدنا اسد بن حارثہ ثقفی رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کرام علیہم الرضوان پر مشتمل ایک قافلہ کسی محاذ پر روانہ فرمایا اور حضرت سیّدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا۔ جب یہ حضرات عسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان واقع ایک وادی میں پہنچے تو قبیلہ ہذیل کے کچھ لوگوں کو ان کی خبر ملی لہٰذا سو تیر اندازوں نے ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ ایک جگہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ قافلہ کھانے کے لئے ٹھہرا اور وہاں کھجوریں وغیرہ تناول فرمائیں، پھر آگے روانہ ہو گئے۔ جب یہ لوگ پیچھا کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے اور وہاں کھجوروں کی گٹھلیاں دیکھیں تو آپس میں کہنے لگے ''یہ تو مکہ مکرمہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں ہیں، انہیں ڈھونڈو وہ ضرور کہیں آس پاس ہی موجود ہوں گے۔ جب حضرت سیّدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے محسوس فرمایا کہ ہمارا پیچھا کیا جا رہا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو لے کر ایک میدان میں آ گئے، جیسے ہی یہ میدان میں آئے تو دشمنوں نے انہیں گھیر لیا اور کہا: ''تم سب اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو، ہم وعدہ کرتے ہیں: تمہیں قتل نہیں کریں گے''۔ حضرت سیّدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں ہرگز کسی کافر کے وعدہ کا اعتبار نہیں کروں گا، ہم اپنے آپ کو تمہارے حوالے نہیں کریں گے''۔ جب دشمنوں نے یہ سنا تو ان پر تیروں کی بارش کر دی۔

کافروں کی بدعہدی

حضرت سیّدنا عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کی: ''اے میرے پروردگار! ہماری اس حالت کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دے۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ مصروفِ دعا ہی تھے کہ ان ظالموں نے آپ رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر شہید کر دیا اور اسی طرح اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی شہید کرتے رہے۔ جب آخر میں صرف حضرت سیّدنا خبیب، حضرت سیّدنا زید بن ثابت اور ایک اور صحابی رضی اللہ عنہم باقی رہ گئے تو انہوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ کفار نے یہ دیکھ کر فوراً ان سے تلواریں چھین لیں اور انہیں گھیرے میں لے لیا اور زد و کوب کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر ان میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''خدا کی قسم! یہ تمہاری پہلی بدعہدی ہے، اب میں ہرگز تمہارے وعدے پر اعتبار نہ کروں گا اور تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا۔ یہ سن کر کفار نے انہیں گھسیٹنا شروع کر دیا۔ انہوں نے مزاحمت کی اور ان کے ساتھ جانے سے انکار کیا تو ظالموں نے انہیں بھی شہید کر دیا۔ پھر وہ حضرت سیّدنا خبیب اور حضرت سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کو مکہ مکرمہ لے گئے اور انہیں وہاں فروخت کر دیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ

یہ واقعہ غزوۂ بدر کے بعد پیش آیا۔ غزوۂ بدر میں حضرت سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث بن عامر کو قتل کیا تھا چنانچہ بنو حارث نے آپ رضی اللہ عنہ کو خرید لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لئے ایک دن مقرر کیا تاکہ آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے حارث بن عامر کے قتل کا بدلہ لے سکیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو قید میں ڈال دیا گیا۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے حارث کی لڑکی سے استرا مانگا تاکہ بال وغیرہ کاٹنے کے لئے اسے تیز کریں۔ لڑکی نے استرا دے دیا۔

تھوڑی دیر بعد اس لڑکی کا ایک چھوٹا سا بچہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں بیٹھ گیا۔ اس لڑکی کو یہ بات معلوم نہ تھی۔ جب وہ دوبارہ اس کی

طرف آئی اور اس نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں استرا ہے اور بچہ آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہے تو وہ بہت خوفزدہ ہوئی کہ کہیں یہ میرے بچے کو قتل نہ کر دے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اسے خوفزدہ دیکھا تو فرمایا کیا تو اس بات سے خوفزدہ ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''خدا کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا''۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بچے کو اس کی طرف بھیج دیا۔ وہ لڑکی کہا کرتی تھی ''خدا کی قسم! میں نے خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا''۔ میں نے ایک دن دیکھا حضرت سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں انگور کا ایک خوشہ تھا اور آپ اس میں سے تناول فرما رہے تھے حالانکہ ان دنوں مکہ مکرمہ میں کہیں بھی انگور نہ تھے، یہ رزق اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ایسی ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے کہ جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

زندگی کا آخری سجدہ

جب حضرت سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لئے حدودِ حرم سے باہر لایا گیا تو اس مردِ مجاہد کو کفارِ مکہ نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور تماشائی بن کر ایک سچے عاشقِ رسول اور رب العالمین کی وحدانیت کا علی الاعلان اظہار کرنے والے مردِ مومن کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ بالکل نہ گھبرائے اور آپ رضی اللہ عنہ کے پایۂ استقلال میں ذرہ برابر بھی کمی نہ آئی بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں جلتی ہوئی ایمان کی شمع مزید روشن ہوگئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کفارِ بداطوار سے فرمایا: ''مجھے دو رکعت ادا کر لینے دو تاکہ میں اپنے اس ربِ حقیقی کی بارگاہ میں آخری بار سجدہ ریز ہو سکوں جس کے نام پر مجھے شہادت مل رہی ہے''۔ انہوں نے اجازت دے دی اور آپ رضی اللہ عنہ کی بیڑیاں کھول دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قبلہ رُو ہو کر نماز شروع فرما دی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے بڑے اطمینان سے نماز ادا کی پھر کفار سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: ''اگر مجھے اس بات کا احساس نہ ہوتا کہ میری طویل نماز سے شاید تم یہ سمجھنے لگو

Scanned with CamScanner

گے کہ میں موت کے خوف سے نماز طویل کر رہا ہوں تو میں بہت خشوع خضوع سے نماز پڑھتا اور اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں خوب طویل سجدے کرتا''۔ پھر ان ظالموں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کھجور کے ایک تنے کے ساتھ باندھ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں استغاثہ پیش کیا اور یا محمداہ یا محمداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں بلند کیں، پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح دعا کی: ''اے پروردگار! تو ان سب کو چن چن کو تباہ و برباد کر دے اور ان میں سے کسی کو بھی باقی نہ رکھ''۔ اس کے بعد ابو سروعہ بن عقبہ بن حارث آگے بڑھا اور اس ظالم نے ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی بے دردی سے شہید کر دیا۔ (عیون الحکایات)

غلامانِ محمد ﷺ جان دینے سے نہیں ڈرتے

غلامانِ محمد ﷺ جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پروا نہیں کرتے

مسلمان بھائیو! دیکھا آپ نے اس مرد مجاہد نے جان تو دے دی لیکن شمع ایمان کو کفر و شرک کی آندھیوں سے محفوظ رکھا۔ ان کی شہادت ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ انہوں نے وقت شہادت بھی نماز نہ چھوڑی۔ بس دل میں یہی آرزو مچل رہی تھی کہ وقت رخصت بھی اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سر جھکا لوں اور اس کی عبادت کر لوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے صدقے صبر و استقامت عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

جان دی دی ہوئی اسی کی ہے
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

(117)

آئے تھے ان کو ڈھونڈنے خود سے بھی بے خبر گئے

حضرت عبید بن عمیر مشہور تابعی گزرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی فصیح زبان دی تھی۔ ان کی مجلس میں مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی بیٹھا کرتے تھے اور ان کے دل پر اثر کرنے والی گفتگو سے پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے۔

مکہ مکرمہ میں ایک جوان عورت تھی، شادی شدہ تھی، اللہ تعالیٰ نے اسے غیر معمولی حسن سے نوازا تھا۔ یہ حسن بھی عجیب چیز ہے، بڑے بڑے بہادر پہلوان اور سورما اس کے ایک انداز غلط نگاہ کے وار سے ڈھیر ہو کر بسمل کی طرح تڑپنے لگتے ہیں۔ وہ بہادر جو کسی کے وارے میں نہ آتا ہو بسا اوقات حسن کی ایک بھولی سی نظر سے اس کے قلب و جگر کی حالت دگرگوں ہو جاتی ہے۔ یہ خاتون ایک دن آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ شوہر سے کہنے لگی ''کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے جو یہ چہرہ دیکھے اور اس پر فریفتہ نہ ہو''۔ شوہر نے کہا: ''ہاں ایک شخص ہے''۔ کہنے لگی ''کون؟'' کہا: ''عبید بن عمیر''۔ اسے شرارت سوجھی۔ کہنے لگی ''آپ مجھے اجازت دیں، میں ابھی انہیں اسیر محبت بنائے دیتی ہوں''۔ شوہر نے کہا: ''اجازت ہے''۔ وہ عبید بن عمیر کے پاس آئی اور کہا: ''مجھے آپ سے تنہائی میں ایک ضروری مسئلہ پوچھنا ہے''۔ چنانچہ عبید بن عمیر مسجد حرام کے ایک گوشے میں اس کے ساتھ الگ کھڑے ہو گئے تو اس نے اپنے چہرے سے حجاب سرکایا اور اس کا چاند سا چہرہ قیامت ڈھانے لگا۔

Scanned with CamScanner

اُف! حرم کعبہ میں دعوتِ گناہ' استغفر اللہ

عبید نے اسے بے پردہ دیکھ کر فرمایا: ''خدا کی بندی! اللہ سے ڈر''۔ کہنے لگی ''میں آپ پر فریفتہ ہوگئی ہوں' آپ میرے متعلق غور کرلیں''۔ دعوت گناہ کی طرف اشارہ تھا۔ عبید بن عمیر اس کے جھانسے میں آنے والے کب تھے۔ ان کی حالت تو کہہ رہی تھی:

اے بادِ بہاری! مت چھیڑ ہمیں' لگ رہ اپنی
تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ہیں' ہم بے زار بیٹھے ہیں

عبید نے اس سے کہا: میں تجھ سے چند سوالات پوچھتا ہوں' اگر تو نے صحیح اور درست جوابات دیئے تو میں تیری دعوت پر غور کرسکتا ہوں۔ اس نے حامی بھر لی۔ فرمایا: ''موت کا فرشتہ تیری روح قبض کرنے آجائے اور اس وقت تجھے یہ گناہ اچھا لگے گا؟'' کہنے لگی ''ہرگز نہیں؟'' فرمایا: ''جواب درست۔'' فرمایا: ''لوگوں کو ان کے اعمال نامے دیئے جارہے ہوں اور تجھے اپنے اعمال نامہ کے متعلق معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں میں' ان وقت تجھے یہ گناہ اچھا لگے گا؟'' کہنے لگی ''ہرگز نہیں''۔ فرمایا: ''جواب درست''۔ فرمایا پل صراط کو عبور کرتے ہوئے تجھے اس گناہ کی خواہش ہوگی؟'' کہنے لگی ''ہرگز نہیں''۔ فرمایا: ''جواب درست''۔ فرمایا: ''اللہ کے سامنے اپنے اعمال کے سوال و جواب کے لئے جس وقت تو کھڑی ہو اس وقت اس گناہ میں تجھے رغبت ہوگی؟'' کہنے لگی ''ہرگز نہیں''۔ فرمایا: ''جواب درست''۔ اس کے بعد اس سے مخاطب ہوکر کہا: ''اللہ کی بندی! اللہ سے ڈر' اللہ نے تجھ پر انعام واحسان کیا ہے' اس کی نافرمانی نہ کر''۔

جلووں نے ان کے ہوش کو کیسے شکستِ فاش دی

چنانچہ وہ گھر لوٹی تو اس کے دل کی کائنات بدل چکی تھی' دنیوی لذتیں اور شوخیاں اسے بے حقیقت معلوم ہونے لگیں۔ شوہر نے پوچھا: ''کیا ہوا؟'' کہنے لگی ''مرد اگر عبادت کرسکتے ہیں تو ہم عورتیں کیوں نہیں کرسکتیں' ہم کیوں پیچھے رہیں' اور اس کے بعد نماز' روزہ اور عبادت میں منہمک ہوکر ایک عابدہ اور پرہیز گار خاتون بن گئی۔ اس کا آزاد

منش شوہر اس کی حالت دیکھ کر کہا کرتا تھا ''مجھے عبید بن عمیر کے پاس شرارت کے لئے بیوی بھیجنے کا کس نے مشورہ دیا تھا' اس نے تو میری بیوی بگاڑ کر رکھ دی' پہلے ہماری ہر رات شب زفاف تھی' اب اس کی ہر شب' شب عبادت بن گئی ہے' وہ راتوں کو عبادت میں مشغول ہوکر راہبہ بن چکی ہے''۔ (کتاب الثقات للعجلی' ج2' ص119)

واقعتاً مرد مومن کی نگاہ ایمان افروز سے بسا اوقات دل کی دنیا میں انقلاب آجاتا ہے اور عقل وخرد کی شوخی ومستی' جلوۂ ایمان کے سامنے دم توڑنے لگتی ہے:

جلووں نے اہل ہوش کو کیسے شکست فاش دی
آئے تھے ان کو ڈھونڈنے' خود سے بھی بے خبر گئے

Scanned with CamScanner

(118)

پتہ نہیں میں کیوں رویا

☆...... ابوطارق کہتے ہیں کہ حضرت عبدالعزیز بن سلیمان کے سامنے جب قیامت اور موت کا تذکرہ ہوتا تو ایسے روتے تھے جیسے اکلوتے بیٹے والی ماں بیٹے کے مرنے پر روتی ہے اور مسجد کے کونوں میں ایسے روتے تھے جیسے خوف زدہ روتا ہے۔

(حلیہ ج6 'صفحہ 243)

☆...... مطرف السفر کہتے ہیں: میں نے حضرت عبدالعزیز سے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بصرہ کی مسجد میں یہ اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے دلوں سے موت کا خوف جاتا رہا۔ اور میں نے کہا: خدا کی قسم! تو ان کو اس کی رغبت کرنے والا پائے گا۔ یہ سن کر حضرت عبدالعزیز بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (حلیہ ج6 'صفحہ 245)

☆...... مسمع بن عاصم کہتے ہیں: میں نے اور عبدالعزیز بن سلیمان نے اور کلاب بن جری نے اور سلیمان الاعرج نے سمندر کے ساحل پر رات گزاری تو کلاب رونے لگے۔ مجھے خدشہ ہوا کہ وہ مر گیا ہے۔ پھر عبدالعزیز اس کے رونے کی وجہ سے رویا' پھر سلیمان ان کے رونے کی وجہ سے روئے پھر ان کو روتا دیکھ کر میں بھی رو پڑا' مجھے معلوم ہوا نہیں: وہ کیوں روئے۔ صبح میں نے عبدالعزیز سے پوچھا: آپ کیوں روئے تھے۔ انہوں نے فرمایا میں نے سمندر کی موجوں کو دیکھا مجھے جہنم کے پتھر یاد آ گئے۔ پھر میں نے ان دونوں سے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بھی یہی وجہ بتلائی۔ میں نے کہا: سب سے بدتر میں ہی ہوں۔ (حلیہ ج6 'صفحہ 244)

(119)

قرآنِ پاک کا عددی اعجاز

لفظ دنیا 115 بار قرآن مجید میں ہے اور لفظ آخرت بھی 115 بار آیا ہے۔

ملائکہ...... 88 بار آیا ہے اور لفظ شیاطین بھی 88 بار مذکور ہے۔

حیات...... 145 بار آیا ہے اور لفظ موت بھی 145 بار۔

ابلیس...... 11 بار آیا ہے اور استعاذہ عن ابلیس بھی 11 بار۔

المصیبۃ...... 75 بار آیا ہے اور لفظ شکر بھی 75 بار مذکور ہے۔

انفاق...... 73 بار آیا ہے اور لفظ رضا بھی 73 بار مذکور ہے۔

مسلمین...... 140 بار آیا ہے اور لفظ جہاد بھی 140 بار۔

سحر...... 60 بار آیا ہے اور لفظ فتنہ بھی 60 بار مذکور ہے۔

زکوٰۃ...... 32 بار آیا ہے اور لفظ برکت' برکات بھی 32 بار آیا ہے۔

رغبۃ (شوق) آٹھ بار آیا ہے اور لفظ رھبۃ (ڈر) بھی 8 بار آیا ہے۔

محمد...... 4 بار آیا ہے اور لفظ شریعہ بھی 4 بار مذکور ہے۔

رجل...... (مرد) 24 بار آیا ہے اور لفظ مراۃ (عورت) بھی 24 بار۔

دان رات میں نمازیں...... 5 فرض ہیں تو لفظ صلوات بھی 5 بار۔

مہینے...... 12 ہیں تو شھر بھی قرآن مجید میں 12 بار آیا ہے۔

سال کے دن...... 365 ہیں تو یوم کا لفظ بھی 365 بار آیا ہے۔

نیز آج دنیا پر خشکی اور پانی...... کا تناسب 13/32 ہے تو قرآن پاک میں لفظ بحر 32 بار آیا ہے اور لفظ بر 12 + یبس (خشکی) 1 کل (13) بار مذکور ہے۔

(ڈاکٹر طارق سویدان' عربی کیسٹ نمبر 8)

Scanned with CamScanner

(120)

ذخیرہ اندوزی کا گناہ

قحط اور گرانی کے زمانے میں غلہ یا جانوروں کا چارہ خرید کر اس نیت سے ذخیرہ اندوزی کر لے تا کہ جب خوب زیادہ گراں ہو جائے تو بیچے گا۔ چونکہ ایسا کرنے سے گرانی بڑھ جاتی ہے اور لوگ مصیبت میں پھنس جاتے ہیں۔ اس لئے شریعت نے اس کو ناجائز اور گناہ کا کام قرار دے دیا ہے۔ اس کی قباحت اور ممانعت کے بارے میں مندرجہ ذیل چند حدیثیں بڑی ہی لرزہ خیز وارد ہوئی ہیں۔

1- حدیث: حضرت معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذخیرہ اندوزی کرنے والا گنہگار ہے۔ (مشکوۃ، ج 1، ص 250 الاحتکار بحوالہ مسلم)

2- حدیث: امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بازار میں غلہ لا کر بیچنے والا خدا (تعالیٰ) کی طرف سے روزی دیا جائے گا اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا لعنت میں گرفتار ہوگا۔

(مشکوۃ، ج 1، ص 251 بحوالہ ابن ماجہ)

3- حدیث: امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کھانے کی چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کر کے مسلمانوں کو تکلیف دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو کوڑھ کی بیماری اور مفلسی میں مبتلا کر دے گا۔

(مشکوۃ، ج 1، ص 251 بحوالہ ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ سے بے تعلق شخص

4- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو گرانی بڑھانے کی نیت سے چالیس دن تک ذخیرہ اندوزی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے بے تعلق اور اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہے۔ (مشکوۃ، ج 1، ص 251 بحوالہ رزین)

5- حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چالیس دن ذخیرہ اندوزی کرے پھر اس سب غلہ کو صدقہ کر دے پھر بھی یہ ذخیرہ اندوزی کے گناہ کا کفارہ نہ ہوگا۔ (مشکوۃ، ج 1، ص 251 بحوالہ رزین)

6- حدیث: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذخیرہ اندوزی کرنے والا بہت ہی برا بندہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ بھاؤ سستا کر دیتا ہے تو وہ غمگین ہو جاتا ہے اور اگر بھاؤ گراں کر دیتا ہے تو وہ خوشی مناتا ہے۔

(مشکوۃ، ج 1، ص 251 بحوالہ رزین)

7- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو ایک ہی رات میری امت پر گرانی ہونے کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے نیک اعمال کو غارت و برباد کر دے گا۔ (کنز العمال، ج 4، ص 54 بحوالہ ابن عساکر)

8- حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اس نیت سے ذخیرہ اندوزی کرے کہ مسلمانوں پر گرانی لا دے تو اس شخص سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بیزار ہیں۔ (کنز العمال، ج 4، ص 54)

(121)

دوزخ کے دروازے

سورۂ الحجر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ مِّنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ مَفْتُوْحَةٌ بَعْضُهَا عَنْ يَّسَارِ الْعَرْشِ وَهِيَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى اَنَّهَا تَرْمِىْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ . (المرسلات)

ترجمہ: اس دوزخ کے سات دروازے ہیں اور ان میں ہر دروازے کے لئے مردوں اور عورتوں کا مقررہ حصہ ہے لیکن کھلے ہوئے ہیں بعض بعض سے نیچے اور ایک دروازہ سے دوسرے دروازہ تک ستر سال چلنے کی راہ ہے اور ہر نیچے والے دروازے کی تپش اوپر کے متصل دروازہ سے ستر درجہ زیادہ ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل اہل دوزخ کے متعلق بتاؤ حضرت جبریل نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہنم کے ایک طبقہ میں منافقین اور فرعون والے اور اصحاب مائدہ سے جنہوں نے کفر کیا ہوں گے اور اس طبقہ کا نام ہاویہ ہے اور دوسرے طبقہ میں ابلیس لعنتی اور اور اس کے پیروکار مجوس ہوں گے اور اس کا نام لظی ہے اور تیسرے طبقہ میں یہود اور اس کا نام حطمہ ہے اور چوتھے میں نصاریٰ ہوں گے اور اس کا نام سعیر ہے پانچویں میں ستارہ پرست اور اس کا نام سقر ہے اور چھٹے میں مشرکین اور ان کا نام جحیم ہے اور ساتویں طبقہ کا نام جہنم ہے۔

جس کو امت کا غم ہی ستاتا رہا

پھر جبریل رک گئے اور خاموش رہے اور کچھ بیان نہ کیا تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے کیوں نہیں بتاتے کہ ساتویں طبقے کے ساکنین کون ہیں تو جبریل نے عرض کیا حضور اب مجھ سے اس کے متعلق نہ پوچھئے اس میں آپ کی امت کے اہل کبائر ہوں گے جو بغیر توبہ کئے مرے یہ سنتے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہوگئی تو جبریل علیہ السلام نے آپ کا سر مبارک ایک پتھر پر رکھ دیا حتیٰ کہ آپ کو افاقہ ہوا پھر فرمایا: اے جبریل یہ سن کر میری مصیبت بڑھی ہے اور میرا خوف و ملال سخت ہوگیا ہے میری امت سے آگ میں جائیں گے جبریل نے عرض کی ہاں آپ کی امت سے اہل کبائر جائیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور حضرت جبریل بھی آپ کے ساتھ رونے لگے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل تم کیوں روتے ہو حالانکہ تم روح الامین ہو؟ عرض کی میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مبتلا ہو جاؤں اس سے جس سے مبتلا ہوئے ہاروت و ماروت یہ ہے بات جس نے مجھے رلایا پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف وحی کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اے جبریل بے شک میں نے تمہیں دوزخ سے دور کیا لیکن تم اپنی گریہ زاری نہ چھوڑو۔

(دقائق الاخبار)

دوزخ کس شان سے آئے گی؟

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا روز قیامت جہنم ساتویں زمین کے نیچے لائی جائے گی اور اس کے اردگرد ستر ہزار صفیں ملائکہ کی ہوں گی اور ہر صف ان کی جن وانس کے ستر ہزار گنا ہوگی جو جہنم کو اس کی لگام کے ساتھ کھینچ لائیں

Scanned with CamScanner

گے اور جہنم کے لئے چار پاؤں ہیں اور ہر پاؤں ہزار سال چلنے کی راہ ہے اور اس کے تیس ہزار سر ہیں اور ہر سر پر تیس ہزار منہ اور ہر منہ میں تیس ہزار دانت ہیں ہر دانت تیس ہزار درجہ احد پہاڑ سے بڑا ہے اور منہ کے دو ہونٹ ہیں اور ہر ہونٹ دنیا کے برابر ہے اور ہر ہونٹ میں لوہے کے زنجیریں ہیں اور ان میں ہر زنجیر کیلئے ستر ہزار حلقے ہیں اور ہر حلقہ کو کثیر ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں اور اسے عرش کی بائیں جانب لایا جائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''آگ سرارے نکالے گی مکان کی طرح (بلند)''۔(ایضاً)

6

(122)

فضائل اولیاء وفقراء آثار سلف کی روشنی میں

اس بارے میں حضرات سلف صالحین اور ائمہ عاملین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار بکثرت موجود ہیں جن کا احاطہ دشوار ہے مگر یہاں ہم سندیں چھوڑتے ہوئے مختصر کچھ نمونے پیش کرتے ہیں۔

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اگر کوئی بازار میں گیا اور اس نے کوئی شئے دیکھی جسے اس کا دل چاہتا ہو اور وہ اس شئے کو خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اس نے صبر کیا اور اس سے ثواب کی امید رکھی تو اس کا یہ عمل راہ خدا میں ہزار دینار خرچ کرنے سے بہتر ہوگا۔ شیخ ابوسلیمان دارانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے اپنی خواہش پوری نہ ہونے کے باعث کسی فقیر کا ٹھنڈی سانس لینا مالدار کی ہزار سالہ عبادت سے بہتر ہے۔ امام المتقین ابونصر بشر بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فقیر کی عبادت حسین عورت کے گلے میں موتیوں کے ہار کی طرح ہے اور مالدار کی عبادت اس سرسبز پودے کی طرح ہے جو کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر اگ آئے۔ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ لباس فقراء یعنی بالوں کا موٹا لباس، گدڑی اور پیوند لگے کپڑے اگر زاہد لوگ پہنیں تو ان کے لئے حسن و خوبی ہے مگر وہی لباس دوسروں کے لئے بدنمائی ہے۔

اس گھر کو آگ لگ گئی

حضرت ابن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کے قبیلے میں ایک بار آگ لگ گئی، مکانات جلنے لگے تو لوگوں نے شور مچایا دوڑو!

مالک بن دینار کے گھر کی خبر لو! لوگ آگ بجھانے لگے۔ اس عالم میں خود حضرت مالک بن دینار کا یہ عالم تھا کہ تہبند زیب تن کئے' ہاتھ میں وضو کا لوٹا اٹھائے نہایت بے نیازی کے ساتھ آگ بجھاتے ہوئے نوجوان کے قریب آئے اور فرمایا سبک رو قیامت کے روز نجات پائیں گے اے دولت مندو! تم فکر و دنیا میں جز بز ہوتے رہو' فقراء حقیقی عیش والے ہیں اور حقیقی عیش تو آخرت کا عیش ہے۔ فقیر کا درہم (چاندی کا سکہ) غنی کے دینار (اشرفی) سے افضل ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا مالدار بھی کھاتے ہیں اور ہم لوگ بھی کھاتے پیتے ہیں' وہ بھی پہنتے ہیں اور ہم بھی پہنتے ہیں اور ان کے پاس جو ضرورت سے زیادہ دولت ہے نہ وہ اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور نہ ہم۔ وہ لوگ بھی اسے دیکھتے ہیں اور ہم بھی' قیامت کے روز ان سے اس کا حساب لیا جائے گا اور ہم لوگ اس سے بری الذمہ ہوں گے اس کے بعد فرمایا: "ہمارے دولت مند بھائیوں نے انصاف سے کام نہیں لیا کیونکہ وہ ہم سے خدا واسطے کی محبت رکھتے ہیں اور دنیا کی دولت کے معاملہ میں ہم سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں ان پر ایک ایسا دن آئے گا کہ وہ آرزو کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں فقیر ہوتے مگر ہمیں یہ خواہش نہیں ہوگی کہ ہم ان کی جگہ ہوتے"۔

گھریلو زندگی

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے "وہ ایک روز اپنے احباب میں بیٹھے تھے۔ ان کی بیوی آئیں اور کہنے لگیں آپ یہاں ان لوگوں میں بے فکر ہو کر بیٹھے ہیں اور بخدا گھر میں مٹھی بھر بھی آٹا نہیں ہے۔ انہوں نے جواب دیا یہ نہ بھولو! کہ ہمارے سامنے ایک نہایت دشوار گزار گھاٹی ہے جس سے ہلکے سامان والوں کے سوا کوئی نجات نہیں پائے گا۔ یہ سن کر وہ خوشی کے ساتھ واپس چلی گئیں"۔

اکابر شیوخ میں سے کسی نے فرمایا: ان کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا: حضور! اہل و عیال کی فکر نے مجھے پریشان کر رکھا ہے میرے حق میں دعا فرمائیں۔

حضرت نے جواب دیا: "تیرے اہل و عیال جب تجھ سے آٹا اور روٹی نہ ہونے کی شکایت کریں اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کر کہ تیری اس وقت کی دعا میری دعا سے بہتر اور قرین قبول ہے"۔

کسی مرد صالح سے جب ان کے بال بچوں نے یہ کہا: آج کی رات ہم لوگوں کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے تو فرمایا ہمارا ایسا مقام نہیں: اللہ تعالیٰ ہمیں بھوکا رکھے' یہ درجہ تو وہ اپنے دوستوں اور ولیوں کو عطا فرماتا ہے۔ مشائخ میں سے بعض کا یہ حال تھا کہ انہیں جب تنگ دستی پیش آتی تو فرماتے "اے شعار صالحین! خوش آمدید"۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فقر سے پناہ مانگی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ فقر میں بہت ثواب ہے جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہے۔ انہوں نے فرمایا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کے فقر سے پناہ مانگی ہے ہاتھ کے فقر سے پناہ نہیں مانگی کیونکہ فقر تو یہی ہے کہ دل فقیر ہو جس طرح مالداری یہ ہے کہ دل غنی ہو۔

دنیادار کا صدقہ

امام الطائفہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک دولت مند نے پانچ سو درہم حاضر کئے اور کہا: یہ اہل جنت کو تقسیم فرما دیں۔ حضرت جنید نے فرمایا کیا تیرے پاس اور بھی درہم ہیں؟ دولت مند جی ہاں! درہم ہی نہیں بہت ساری اشرفیاں بھی ہیں۔ شیخ جنید: کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے مال میں اور اضافہ ہو؟ دولت مند کیوں نہیں۔ شیخ جنید: پھر تو ان درہموں کی حاجت تجھی کو زیادہ ہے' لے تو ہی لے جا! (یہ کہا اور درہم اسے واپس کر دیئے)

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادہم کی خدمت میں آیا اور دس ہزار دراہم نذرانہ پیش کیا۔ شیخ نے اس کا نذرانہ لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا تو چاہتا ہے کہ یہ لے کر میں فقراء کے دفتر سے اپنا نام خارج کرا لوں یہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

سے کسی نے تین سوالات کئے آپ نے مال اور انجام کے لحاظ سے اس کو جوابات دیئے۔

حقیقی آدمی کون ہے؟ جواب: علماء۔ بادشاہ کون حضرات ہیں؟ جواب: زاہدین! (وہ لوگ جنہیں دنیا کی طمع نہیں) کمینے لوگ کون ہیں؟ جواب: دین فروش (جو اپنے دین کے عوض دنیا کمائیں)

اہل دنیا نے دنیا میں راحت تلاش کی مگر محروم رہے۔ اگر انہیں دولت فقراء کی خبر ہو جائے تو اس کے لئے مارنے مرنے پر تیار ہو جائیں۔ (حضرت ابراہیم ادھم)

زاہد آخرت کے بادشاہ ہیں اور زاہد وہ فقراء ہیں جو عارف باللہ ہیں۔

(حضرت ذوالنون)

حکومت وسلطنت اور فوائد فقر

حکومت وسلطنت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شہروں اور ملکوں کی دوسری لوگوں کے دلوں کی، حقیقی حکمران و بادشاہ وہی ہیں جو زاہد ہیں۔ (شیخ کبیر ابومدین شہیر)

اگر کوئی شخص یہ وصیت کر کے مر جائے کہ یہ سو درہم ہم سب سے عقلمند انسان کو دیئے جائیں تو وہ ہم زاہدوں کو دینا چاہیئے۔ (امام شافعی و دیگر علماء)

فوائد فقر میں سے یہ بھی ہے کہ بھوک اور برہنگی کی تکلیف اٹھائے اور تکلیف کے ساتھ ساتھ ان میں آرام اور لذت بھی پائے اور ان چیزوں کو پسند کرے۔ (ابوعبداللہ قرشی)

اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ جنت میں ان سے اپنا دیدار محجوب کر دے تو وہ جنت سے بھی اسی طرح پناہ مانگیں گے جیسے دوزخی دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔

(قطب الاخوان شیخ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ)

اَلْعَارِفُ بِاللہِ تَضِیْئُ لَہٗ اَنْوَارُ الْعِلْمِ فَیَنْظُرُ بِھَا عَجَائِبَ الْغَیْبِ (شیخ ابوعثمان مغربی رضی اللہ عنہ) عارف باللہ کے لئے علم کے وہ انوار چمکتے ہیں جن سے وہ غیب کے عجائبات کا مشاہدہ کرتا ہے۔

شیخ کبیر عارف باللہ حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ جب

اپنے بندوں میں سے کسی کی خاص کفالت و تولیت کرنا چاہتا ہے تو اس شخص پر اپنے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جب وہ ذکر سے لذت یاب ہونے لگتا ہے تو اس پر قرب کا دروازہ کھول دیتا ہے حتیٰ کہ اسے مجلس انس میں لے جا کر توحید کی کرسی پر بٹھاتا ہے پھر اپنے اور اس کے درمیان سے حجاب اٹھا دیتا ہے اور اسے دار فرانیت میں داخل فرماتا ہے اور اس کے لئے جلال و عظمت کے حجاب اٹھا دیتا ہے۔ جب اس کی نگاہ جلال و عظمت پر پڑتی ہے تو وہ اپنی شخصیت کو فنا کر دیتا ہے۔ اس وقت بندہ فنا ہو کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حفاظت میں نفس کی خواہشات سے پاک وصاف ہو جاتا ہے''۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے فرمایا: ''کیا تو اللہ والا بننا چاہتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ فرمایا دنیا و آخرت کی کسی شے کی رغبت نہ کر اور اپنے نفس کو اللہ کے لئے خالی کر لے اور نہ صرف اپنے چہرے بلکہ اپنے پورے وجود کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہو جا تا کہ وہ تجھ پر متوجہ اور تجھے اپنا دوست بنا لے''۔

لوگوں کے تین طبقے

حضرت شیخ ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ادب میں لوگوں کے تین طبقے ہیں۔ اہل دنیا کا طبقہ۔ دینداروں کا طبقہ اور خاصان حق کا طبقہ۔

طبقہ اولیٰ: کا ادب یہ ہے کہ زبان و بیان کی فصاحت، علوم، قصص و حکایات اور اشعار کا حفظ۔

طبقہ ثانیہ: کا ادب، ریاضت نفس، اعضاء وجوارح کا ادب، حدود شرع کی رعایت اور ترک شہوات۔

طبقہ ثالثہ: طہارت قلب، اسرار کی رعایت، وفائے عہد، وقت کی حفاظت، خطرات سے اغماض، مقامات طلب، اوقات حضور اور مقامات قرب کی رعایت۔

امام السالکین شیخ ابومحمد سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سارے نیک کام زاہدوں کے اعمال نامے میں درج ہیں میں کہتا ہوں یہ ایسے عارف صادق کا ارشاد ہے

Scanned with CamScanner

جو تصدیق کے انتہائی بلند مرتبے پر فائز ہیں اور اس ارشاد کی مختصر توضیح یہ ہے۔

''اہل دنیا میں بعض لوگ نیکی کی نیت سے کسی کو مال دیتے ہیں مگر کثرت مال اور وسعت دنیا کی خواہش رکھتے ہیں اور یہ خواہش انہیں فتنہ میں ڈالتی ہے اور اطاعت الٰہیہ سے روکتی ہے اور زاہد حضرات محض اللہ کے لئے تمام موجودات سے عملاً برطرف ہیں' دنیا ان کے لئے ناپسندیدہ ہے اور وہ اطاعت خداوندی کے لئے بالکل فارغ ہیں۔ انہوں نے عبادت قلبی' عبادت بدنی اور عبادت مالی سب کو جمع کرلیا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ان کے دل کی خبر ہے اور وہ ان کے دل میں اپنے سوا کسی کی محبت نہیں پاتا اس لئے اس نے زاہدوں کو اپنے قرب سے نوازا اور انہیں اپنے فضل سے وہ نعمتیں عطا فرمائیں جن کے سمجھنے سے عقلیں قاصر ہیں۔

اللهم لاتحرمنا خيرك لشرنا' وهب لنا من فضلك العظيم واجعل بك شغلنا بجاه نبيك محمد الكريم عليه افضل الصلوٰة والتسليم' انك الملك المنان ذوالفضل العظيم .

یہ جو کچھ بیان ہوا اولیاء اللہ اور صالحین کے دریائے فضیلت وکرامت سے ایک قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ہم نے جو احادیث ذکر کی ہیں اگرچہ ان میں سے بعض ضعیف ہیں مگر اس سلسلہ میں احادیث صحیحہ بھی اس کثرت سے ہیں: وہی کافی ہیں جن میں سے کچھ میں نے شروع میں نقل کیں۔

اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے اجتناب کے باب میں ذاتی عمل شریف جو احادیث میں موجود ہے اور اسی طرح دیگر انبیاء ومرسلین علیہم السلام' اولیاء اللہ اور سلف صالحین کے احوال' زہد کے بارے میں ظاہر وباہر ہیں۔

صحابہ کرام پہ حصول دنیا کی تہمت

امام اجل شیخ ابوعبداللہ حارث بن اسد محاسبی رحمۃ اللہ علیہ دولت دنیا کے حصول کی دلیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال پیش کرنے والے علماء کو زجر کرتے ہوئے

فرماتے ہیں: ''یہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مالداری کو اس لئے حجت بناتے ہیں: لوگ انہیں مال جمع کرنے کے سلسلہ میں معذور خیال کریں حالانکہ انہیں شیطان نے بہکا دیا ہے۔ وہ لوگ نہایت بے خبر اور غافل ہیں۔ افسوس صد افسوس! حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مال سے استدلال مکر شیطان ہے' تیری یہ بات تیری بربادی کا پیش خیمہ ہے کیونکہ جب تجھے یہ خیال آیا کہ وہ حضرات بھی فراوانی میں مقابلہ اور دنیا کی عزت وآرائش کے لئے مال جمع فرماتے تھے تو اس کا ادنیٰ مطلب یہ ہوا کہ تو نے ان پیشواؤں کی غیبت کی اور ان پر عظیم تہمت لگائی اور جب تو نے بدلالت حال و قال سے یہ بات اٹھائی کہ مال حلال کا جمع کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے تو گویا تو نے حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام پر عیب لگایا (نعوذ باللہ منہ) اور انہیں اپنے خیال میں اس نکتہ فضیلت سے بے خبر سمجھا کیونکہ انہوں نے جمع مال سے روکا۔ رب السماء کی قسم! تو جھوٹا ہے' تو مفتری ہے' تو کذاب ہے' تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹا الزام لگایا۔ وہ تو اپنی امت کے حق میں نہایت مہربان اور مشفق اور رؤف ورحیم تھے۔ اے بے عقل! سن کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنی بزرگی' تقویٰ اور تمام تر حسنات وخیرات کے باوجود اور اس کے علاوہ ان فضائل کے ہوتے ہوئے کہ وہ اللہ کی راہ میں بے حد سخاوت کرنے والے' مال ودولت لٹانے والے اور محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت سرمدی سے فیض یاب اور جنت کی خوشخبری پانے والے ہیں مگر پھر بھی مال ہی کی وجہ سے روز حشر حساب کے لئے کھڑے کئے جائیں گے حالانکہ انہوں نے یہ کام اس لئے کیا تھا کہ دست سوال نہ دراز کرنا پڑے اور مال کے ذریعہ نیکی کا سرمایہ اکٹھا کریں اور راہ خدا میں خوب خرچ کریں تاہم جنت میں داخلہ کے وقت انہیں فقراء مہاجرین کی معیت نہیں ملے گی پھر بھلا ماوشما کا کیا شمار واعتبار؟ جو دنیا کی موجوں میں غرق ہیں اور اس کے بعد ایسے شخص کے حال پر سخت حیرت واستعجاب ہے جو شہوات دنیوی میں پھنس کر لوگوں کا مال ظلماً کھاتا ہے اور مادی زینت وتفاخر کا بندہ بن کر

Scanned with CamScanner

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حالت سے استدلال کرتا ہے۔

امام محاسبی رحمۃ اللہ علیہ آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں: ''حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ وہ مسکنت کے دلدادہ، فقر کے خوف سے مامون ومحفوظ، رزق کے سلسلہ میں خدا پر متوکل، نوشتہ قضاء وقدر پر مطمئن، غم وآلام پر راضی، خوشحالی میں شکرگزار، مصائب میں صابر، نعمتوں پر حمد کرنے والے، عجز وانکسار کا مرقع، رضائے الٰہی کو اپنی جان پر ترجیح دینے والے اور مال ومنصب کی محبت سے گریزاں تھے۔ جب دنیا ان پر متوجہ ہوتی تو وہ غم ناک ہو جاتے اور فقر ان کے اوپر ظاہر ہوتا تو صلحاء سمجھ کر اس کا استقبال فرماتے تھے۔ اے شخص! تجھے خدا کا واسطہ! بتا تو سہی کیا تو ان صفتوں سے متصف ہے؟ بخدا نہیں! بلکہ تو اس سے مختلف ہے، تجھے ان سے دور کی مشابہت بھی نہیں۔ تیرا حال تو یہ ہے کہ اگر تجھے مالداری ملے تو سرکش ہو جائے، فراخی آئے تو اترانے لگے، خوشحالی آئے تو مگن ہو جائے، نعمتوں پر شکر کا وقت ہے تو غفلت میں پڑا ہے، بدحالی آئے تو ناامید ہو جائے، بلا آئے تو ناراض ہو جائے اور تقدیر پر راضی نہ ہو، تجھے فقر سے دشمنی اور مسکینی سے عار ہے، تو دنیا کے عیش وعشرت اور شہوت ولذت کی خاطر دولت جمع کر رہا ہے اور ان کا تو یہ حال تھا کہ اللہ کی حلال نعمتوں سے بھی یوں بے رغبت تھے جتنا تو حرام سے نہیں بچتا۔

وہ تھے کس منزل میں اور تو کونسی منزل میں ہے

وہ معمولی لغزش سے اس طرح لرزتے تھے جتنا تو گناہ کبیرہ سے نہیں بچتا۔ کتنا اچھا ہوتا کہ تیرا حلال وپاکیزہ مال ان کے مشتبہ مال ہی کی طرح ہوتا اور کاش تو اپنے گناہوں سے اس طرح ہی ڈرتا جتنا وہ مقدس صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی نیکیوں سے خائف رہتے تھے کہ معلوم نہیں قبول ہوں گی یا نہیں؟ اور کیا خوب ہوتا کہ تیرا روزہ ان کے بے روزہ رہنے ہی جیسا ہوتا اور تیری بیداری ان کی نیند ہی کے مثل ہوتی اور تیری تمام نیکیاں ان کی ایک ہی نیکی کی طرح ہوتیں۔ افسوس ہے تجھ پر، کیا تجھے یہ مناسب نہیں تھا کہ بقدر کفایت پر بس کرتا اور زیادہ کی حرص نہ رکھتا اور مالداروں کی حالت سے نصیحت وعبرت حاصل کرتا

کہ وہ میدان حشر میں حساب کے لئے روکے جائیں گے اور اگر تو ان میں نہ ہوا تو گروہ سابقین میں مل کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمرہ میں جنت کے اندر جائے گا تجھے نہ کوئی روکنے والا ہوگا اور نہ تیرا حساب ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فقراء اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے''۔

مصطفیٰ پیارے نے یوں فاقہ کی عزت کی ہے

مشائخ کرام میں سے بعض نے فرمایا: ''میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فضائل فقراء بیان فرما رہے تھے اور مالداروں پر فقیروں کا شرف ذکر کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں میں سے مجھے اتنا یاد رہ گیا کہ فقراء کی فضیلت کے لئے یہی از بس ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے وقت کے مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گی اور میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے چالیس سال پہلے کیونکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے لحاظ سے دنیا کم پائی''۔ (رضی اللہ عنهما و عن جميع امهات المومنين وبنات النبي الكريم واهل بيته وعترته اجمعين)

رب نے غرباء و مساکین کو عزت دی ہے
مالداروں پہ فقیروں کو فضیلت دی ہے
حشر میں آئیں گے فقراء کی جلو میں سرکار
فقر کو یوں مرے آقا نے کرامت دی ہے
باندھے اپنے شکم ناز پہ دو دو پتھر
مصطفیٰ پیارے نے یوں فاقہ کی عزت دی ہے

Scanned with CamScanner

(123)

قرآن اور نماز کا شیدائی

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مجاہدات اور عبادات کا ذکر کرتے ہوئے شمع رسالت کے دو پروانوں کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں گئے' واپسی پر ہم پہاڑی علاقے سے گزرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام کا حکم فرمایا۔ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آرام کی خاطر وہاں ٹھہر گئے۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آج رات تم میں سے کون پہرہ دے گا؟'' ایک مہاجر اور ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ سعادت ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں' ہمیں قبول فرمالیجئے''۔ چنانچہ وہ دونوں صحابی رضی اللہ عنہم اجازت پا کر پہرہ دینے کے لئے تیار ہوگئے۔ دونوں نے مشورہ کیا اور انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہم ایسا کرتے ہیں: آدھی رات ہم میں سے ایک پہرہ دے گا اور دوسرا سو جائے گا پھر بقیہ آدھی رات دوسرا پہرہ دے گا اور پہلا سو جائے گا''۔ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آپ آرام فرمائیں' میں جاگتا ہوں پھر آپ پہرہ دینا'' پس مہاجر صحابی رضی اللہ عنہ آرام فرمانے لگے اور انصاری صحابی رضی اللہ عنہ پہرہ دینے کے لئے تیار ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے نماز پڑھنا شروع کر دی اور سورۂ کہف کی قرأت کرنے لگے۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ

دشمنوں کی طرف سے ایک شخص آیا اور اس نے پہاڑی پر چڑھ کر دیکھا تو اسے ایک

شخص نماز پڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے کمان پر تیر چڑھایا اور نشانہ باندھ کر اس صحابی رضی اللہ عنہ پر تیر چلا دیا۔ تیر آپ رضی اللہ عنہ کے جسم میں پیوست ہو گیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے کوئی حرکت نہ کی اور نماز میں مشغول رہے۔ اس ظالم نے دوسرا تیر مارا' وہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس میں اتر گیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے نماز نہ توڑی پھر اس نے تیسرا تیر مارا' وہ بھی سیدھا آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کرتا ہوا جسم میں پیوست ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رکوع و سجود کئے اور نماز مکمل کرنے کے بعد اپنے رفیق کو جگایا۔ جب اس کافر نے دیکھا کہ یہاں یہ اکیلا نہیں بلکہ اس کے رفقاء بھی قریب ہی موجود ہیں تو وہ فوراً بھاگ گیا۔ مہاجر صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے رفیق کی یہ حالت دیکھی تو جلدی جلدی آپ رضی اللہ عنہ کے جسم سے تیر نکالے اور پوچھا: ''جب آپ رضی اللہ عنہ پر دشمن نے حملہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے جگایا کیوں نہیں؟'' اس پر قرآن و نماز کے شیدائی اس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''میں نے نماز میں ایک سورہ شروع کی ہوئی تھی' میں نے گوارا نہ کیا کہ سورہ کو ادھورا چھوڑ کر نماز توڑ ڈالوں' خدا کی قسم! اگر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرے کی ذمہ داری نہ دی ہوتی تو میں اپنی جان دے دیتا لیکن سورہ کو ضرور مکمل کرتا لیکن مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرہ دینے کا حکم فرمایا تھا اس لئے میری ذمہ داری تھی کہ اس کو احسن طریقے سے سرانجام دوں۔ جب میں نے دیکھا کہ میں بہت زیادہ زخمی ہو گیا ہوں تو اسی احساس ذمہ داری کی وجہ سے نماز کو مختصر کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو جگا دیا تاکہ دشمن مزید حملہ نہ کر سکے''۔ (عیون الحکایات)

سبحان اللہ تعالیٰ! قربان جائیے ان پاک ہستیوں کو نماز و قرآن سے کیسی محبت و لگن تھی کہ جان کی پرواہ نہ کی اور نماز میں مشغول رہے اور قرآن کی تلاوت جاری رکھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے صدقے ہمیں بھی عبادت کی حقیقی لذت' قرآن کی محبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عشق عطا فرمائے۔ آمین

Scanned with CamScanner

(124)

خوفِ خدا سے چشمہ صدرنگ ابلتے دیکھا

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ شاگردوں کے ساتھ تفریح کی غرض سے مدینہ منورہ کے نواح میں نکلے۔ کھانے کے لئے دسترخوان بچھایا گیا تو قریب سے ایک چرواہے نے گزرتے ہوئے سلام کیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کھانے کی دعوت دی تو اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا: میرا روزہ ہے۔ فرمایا: ''اس قدر شدید گرمی میں؟'' کہنے لگا: ''تیزی کے ساتھ زندگی کے ان گزرتے ہوئے دنوں کو اسی طرح قیمتی بنایا جاسکتا ہے''۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے امتحاناً اس سے فرمایا: ''ان بکریوں میں سے ایک بکری ہمیں فروخت کردیں' ہم آپ کو اس کی قیمت بھی ادا کریں گے اور افطار کرنے کے لئے گوشت بھی دیدیں گے''۔ مال کی محبت عجب روگ ہے' جسے لگ جائے بڑی مشکل سے وہ اس سے پناہ حاصل کرتا ہے۔ یہاں آکر بڑے بڑوں کے قدم ڈگمگانے لگ جاتے ہیں۔ دن رات سربسجود ایسے عابد بھی ہیں: جہاں معاملہ دنیا اور مال کا آگیا' ان کا حب مال ان کے تقویٰ کو شکست دے گیا۔ میدان جہاد میں جان ہتھیلی پر رکھ کر سرفروشانہ کارنامے انجام دینے والے ایسے جانباز مجاہد بھی بکثرت پائے جاتے ہیں کہ جب مالِ غنیمت کی تقسیم کا مرحلہ شروع ہوا' اس میں کہیں دین اور دنیا کے تقاضے مختلف ہوگئے اور وہ محبت مال کے قتیل بن گئے۔ آہ! یہ دنیا کن کن خوبصورتیوں کے ساتھ آتی ہے اور دل کی کائنات پر چھاچھا جاتی ہے۔

عہد صحابہ کا عظیم چرواہا

لیکن عہد صحابہ رضی اللہ عنہ کا وہ چرواہا محبت مال کی زلفوں کا اسیر نہ تھا' وہ تقویٰ کی حقیقی بلندیوں پر تھا' کہنے لگا: ''یہ بکریاں میری نہیں' آقا کی ہیں''۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایک بکری آقا کو نہ ملی تو کیا بگاڑ سکتا ہے (اس کے گم ہونے کا بہانہ کیا جاسکتا ہے) کہنے لگا: ''فأین اللہ؟ '' (اللہ کہاں جائے گا؟) ان کے اس جملے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی اور بار بار اس کا یہ جملہ دہراتے ہیں ''اللہ کہاں جائے گا' اللہ کہاں جائے گا''۔

مدینہ منورہ واپس ہوئے تو مالک سے وہ غلام چرواہا اور ساری بکریاں خریدیں' غلام کو آزاد کیا اور بکریاں اسے ہبہ کیں۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ' ج 3' ص 228)

(125)

رخساروں پہ آنسوؤں کی نہریں

ابوعروہ کہتے ہیں یہ حضرت عبداللہ کے پڑوسی تھے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر روئے کہ ان کے رخسار آنسوؤں کی وجہ سے پھٹ گئے اور وہ فرماتے تھے:

لِكُلِّ أُنَاسٍ مَقْبَرٌ بِفَنَائِهِمْ
فَهُمْ يَنْقُصُوْنَ وَالْقُبُوْرُ تَزِيْدُ
فَهُمْ جِيْرَةُ الْأَحْيَاءِ أَمَّا مَزَارُهُمْ
فَدَانٍ وَأَمَّا الْمُلْتَقٰى فَبَعِيْدُ

ترجمہ: ہر انسان کا مقبرہ اس کے صحن میں ہے اور وہ کم ہو رہے ہیں اور قبور بڑھ رہی ہیں۔ وہ زندوں کے پڑوسی ہیں ان کے مزار تو قریب ہیں لیکن ان کی ملاقات کے ایام دور ہیں۔ (حلیہ ج 6 صفحہ 246)

☆...... حضرت حماد بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حسان کی مجلس سے کوئی اچھی مجلس نہیں دیکھی کیونکہ اس میں مذاہب پر وسعت سے گفتگو ہوتی تھی اور خوب ہدیے وغیرہ لئے اور دیئے جاتے تھے لیکن حضرت ہشام جب حدیث بیان کرتے تھے تو ان کے آنسوان کی داڑھی پر بہا کرتے تھے۔ (حلیہ ج 6 صفحہ 273)

☆...... حضرت ہشام کثرت سے موت کو یاد کیا کرتے تھے (اور روتے تھے) ساری رات چراغ بند نہیں کرتے تھے کیوں کہ جب اندھیرا نظر آتا تو قبر کا اندھیرا یاد آ

جاتا (پھر رونے لگتے)۔ (حلیہ ج 6 صفحہ 278)

ایک جملہ جس نے سب کو رُلا دیا

داؤد بن محبر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ربیع بن برہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پاس سے گزرے، ہم دفن کے لئے ایک میت کی تجہیز و تکفین کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا یہ اجنبی تمہارے سامنے کون ہے؟

ہم نے کہا اجنبی نہیں ہے بلکہ ہمارا قریبی دوست ہے یہ سن کر رونے لگے اور کہا میت سے زیادہ اجنبی زندوں کے درمیان اور کون ہوگا؟ یہ سن کر سارے لوگ رونے لگے۔ (حلیہ ج 6 صفحہ 278)

☆...... حضرت ربیع بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: (جو ابن البرہ کے نام سے مشہور ہیں:) اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی بندے ہیں جنہوں نے اپنے پیٹوں کو حرام سے بچایا ہوا ہے اور اپنی پلکوں کو گناہ کی چیزوں کی طرف دیکھنے سے روکا ہوا ہے۔ اس امید پر کہ ان کے دل قیامت کی سختی میں ثابت قدم رہیں وہ دنیا سے بے خبر ہیں اور آخرت پر مطلع ہیں، ان کی آنکھیں غائب کی چیزوں کو دیکھتی ہیں اور وہاں جو اجر و ثواب ہے اس کو دیکھتی ہیں، پھر ان کی محنت میں اور زیادتی ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو دنیا میں راحت نہیں ملتی بلکہ موت کا فرشتہ آئے گا تو تب ان کو راحت ملے گی۔ یہ فرماتے ہوئے رونے لگے یہاں تک کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ (حلیہ ج 6 صفحہ 299)

(126)

فقہ حنفی کی دس خصوصیات

☆......فقہ حنفی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس فقہ میں احتیاط سب سے زیادہ ہے اور یہ خداخوفی کے سب سے زیادہ قریب ہے مثلاً امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: شیرخوار بچہ ایک قطرہ بھی کسی عورت کا دودھ پی لے تو رضاعت ثابت ہو جائے گی جبکہ امام شافعی اور دیگر ائمہ پانچ قطرے پینے کے بعد رضاعت ثابت کرتے ہیں۔

☆......دوسری خصوصیت یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں متعدد اور مختلف احادیث وارد ہوں تو باقی ائمہ کسی ایک حدیث پر عمل کرتے ہیں باقی احادیث کو چھوڑ دیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ ان مختلف احادیث میں تطبیق دے کر سب حدیثوں پر عمل کرتے ہیں مثلاً بعض احادیث میں آیا ہے کہ جس کو نماز کی رکعات میں تردد اور شک ہو وہ نماز دوبارہ پڑھے۔ بعض میں ہے کہ غور کرے اور جس طرف ظن غالب ہو کہ اس پر عمل کرے اور بعض میں ہے کہ جب مثلاً دو اور تین میں شک ہو تو ان کو دو رکعت (یعنی کم از کم رکعات جو یقینی ہیں) قرار دے۔ امام اوزاعی کہتے ہیں ایسا شخص ہمیشہ نماز دوبارہ پڑھے' ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں: ہمیشہ کم والی جانب کو اختیار کرے۔ کسی امام نے ایک حدیث پر عمل کیا' کسی نے دوسری پر کسی نے تیسری پر۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا اگر پہلی بار شک واقعہ ہو تو دوبارہ نماز پڑھے اور اگر بار بار شک واقع ہوتا ہو تو غور کرے۔ اگر غور کرنے سے کوئی جانب ترجیح پا جائے تو اس پر عمل کرے ورنہ جتنی رکعات کم از کم ہیں اتنی رکعات قرار دے۔

☆......تیسری خصوصیت یہ ہے کہ باقی ائمہ اقوال کو اہمیت نہیں دیتے اور امام

ابوحنیفہ مختلف احادیث میں اقوالِ صحابہ کو فیصل مان کر ان کو ترجیح دیتے ہیں۔

☆......چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ درجات اور مراتب کا اعتبار کرتے ہیں۔ وہ قرآن کریم کے مقابلہ میں احادیث کو موخر کر دیتے ہیں اور اگر تطبیق دیں تو قرآن مجید پر عمل کو فرض اور حدیث پر عمل کو واجب قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کی نہی کو حرام اور حدیث کی نہی کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح احادیث کے مقابلہ میں اقوال صحابہ کو موخر کر دیتے ہیں۔

☆......پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے احکام میں بہت زیادہ باریک بینی' دقتِ نظری' درجہ بندی اور وسعت سے کام لیا ہے جو باقی ائمہ میں نہیں ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک فرض اور واجب اور اسی طرح حرام اور مکروہ تحریمی الگ الگ حکم ہیں جبکہ دوسرے ائمہ کے نزدیک ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

☆......چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ فقہ حنفی میں دستوری اساس بننے کی صلاحیت باقی ائمہ کی فقہ سے زیادہ ہے' یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی صدیوں تک اسلامی مملکتوں کا قانون اور دستور بنی رہی مثلاً سلطنت بنوعباس جو دنیا کے تین براعظموں افریقہ' یورپ اور ایشیا تک پھیلی ہوئی تھی اس کا دستور اور قانون یہی فقہ تھی' اس کے بعد صدیوں تک سلطنت عثمانیہ کا دستور یہی فقہ رہی۔ برصغیر میں افغانستان' ماوراء النہر اور ہندوستان میں مسلمانوں کی ریاستوں میں اسی فقہ کا قانون چلتا تھا۔

☆......ساتویں خصوصیت یہ ہے کہ فقہ حنفی کی پیروکار ہر عہد میں مسلمانوں کی دو تہائی سے زیادہ اور غالب اکثریت میں رہے ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی باقی امتوں سے زیادہ ہیں اسی طرح امام ابوحنیفہ کے مقلدین باقی ائمہ کے مقلدین سے زیادہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی ایک سو بیس صفوں میں سے اسی صفیں میری امت کی ہوں گی۔ (ترمذی' 2546' ابن ماجہ 4289' مشکوٰۃ' 5644) ان اسی صفوں میں دو تہائی اکثریت ان شاء اللہ احناف کی ہوگی۔

Scanned with CamScanner

☆......آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ احناف میں جس قدر اولیاء اللہ کا ظہور ہوا کسی اور امام کے مقلدین میں اتنے اولیاء اللہ نہیں ہوئے...... حضرت ابراہیم بن ادہم' حضرت عبداللہ بن مبارک' حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری' حضرت بایزید بسطامی' حضرت مجدد الف ثانی' حضرت خواجہ معین الدین اجمیری' حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ سب حنفی تھے۔ (رحمۃ اللہ علیہم) ان کے علاوہ بھی بہت سے اولیاء اللہ ہیں جو حدود و شمار سے باہر ہیں۔

☆......نویں خصوصیت یہ ہے کہ تمام ائمہ مجتہدین امام ابوحنیفہ کے فیض یافتہ ہیں۔ امام مالک نے فقہ کی تدوین میں امام ابوحنیفہ سے فیض حاصل کیا۔ امام شافعی امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام محمد کے شاگرد تھے۔ امام احمد بن حنبل نے بھی امام اعظم کے علوم سے فائدہ اٹھایا۔ اسی لئے امام شافعی نے فرمایا **الفقهاء كلهم عيال ابى حنيفة** تمام فقہاء امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عیال (بچے' محتاج یا فیض یافتہ) ہیں۔

☆......دسویں خصوصیت یہ ہے کہ باقی ائمہ امام اعظم کے سامنے اپنے مؤقف کو ترک کر دیتے تھے چنانچہ امام شافعی' امام اعظم کے مزار پر جاتے تو قنوت نازلہ پڑھتے نہ رفع یدین کرتے۔

☆......بہت خوب: مشہور اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں ''وہ مذاہب مشہورہ جن کو تمام امت نے قبول کر لیا ہے اور اہل اسلام کا ان کی صحت پر اتفاق ہے چار مذاہب ہیں جو چار اماموں کی طرف منسوب ہیں۔ امام ابوحنیفہ' امام شافعی' امام احمد بن حنبل اور امام مالک اور ان مذاہب میں سب سے زیادہ حق اور صحیح امام ابوحنیفہ کا مسلک ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ کا مذہب باقی مذاہب میں کتاب وسنت کی کثرتِ معرفت' علم الاحکام میں رائے کی صحت' استنباطِ مسائل میں آراء کی قوت اور پختگی کے لحاظ سے سب میں قوی ہے''۔ (ابجد العلوم 402/2' مکتبہ قدوسیہ لاہور)

(127)

تصویر کے بارے میں احادیث

بلاضرورت کسی جاندار چیز کی تصویر بنانی' اس کو عزت و احترام کے ساتھ رکھنا' اس کو بیچنا خریدنا یہ سب حرام ہیں' اور حدیثوں میں بڑی شدت کے ساتھ اس کی حرمت و ممانعت کو بیان کیا گیا ہے۔

1- حدیث: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری' ج 1' ص 280)

2- حدیث: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: (رحمت کے) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا یا تصویریں ہوں۔ (مشکوٰۃ' ج 2' ص 385' بحوالہ بخاری ومسلم)

3- حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ' ج 2' ص 385 بحوالہ بخاری ومسلم)

4- حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہے۔ اس نے جتنی تصویریں بنائی ہیں ہر تصویر کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک جان پیدا فرمائے گا اور پھر اس کو جہنم میں عذاب دے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تمہارے لئے تصویر بنانا ہی ضروری ہو' تو درخت یا ان چیزوں کی تصویریں بناؤ جن

Scanned with CamScanner

میں روح نہیں ہے۔ (مشکوۃ' ج2' ص386 بحوالہ بخاری ومسلم)

5- حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جہنم کے اندر سے ایک گردن نمودار ہوگی کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی اور دو کان ہوں گے اور ایک بولتی ہوئی زبان ہوگی۔ وہ یہ کہے گی کہ تین شخصوں کو عذاب دینا میرے سپرد کیا گیا ہے (1) سرکش ظالم (2) جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت کرے (3) تصویریں بنانے والے۔

(مشکوۃ' ج2' ص386 بحوالہ ترمذی)

6- حدیث: حضرت سعید بن ابوالحسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا تو اچانک ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ اے ابن عباس! میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ میری روزی کا ذریعہ میرے ہاتھ کی کاری گری ہے اور وہ یہ ہے کہ میں تصویریں بنایا کرتا ہوں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں جس کو خود میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص کوئی تصویر بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک عذاب دیتا رہے گا جب تک کہ وہ اس تصویر میں روح نہ پھونک دے اور وہ اس میں کبھی روح نہیں پھونک سکے گا۔ یہ حدیث سن کر وہ آدمی سخت لرزہ سے کانپنے لگا اور اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے کہ اگر تم تصویر بنانا نہیں چھوڑ سکتے تو ان درختوں اور ایسی چیزوں کی تصویر بناؤ جن میں روح نہیں ہے۔

(مشکوۃ' ج2' ص386 بحوالہ بخاری)

7- حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: قیامت کے دن تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب پانچ شخصوں کو دیا جائے گا (1) جس نے کسی نبی کو قتل کر دیا (2) جس کو نبی نے قتل کیا (3) جس نے اپنے والدین میں سے کسی کو قتل کر دیا (4) تصویر بنانے والے

(5) وہ عالم جس نے اپنے علم سے کوئی نفع نہیں اٹھایا۔ (مشکوۃ' ج2' ص387)

8- حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو بے دیکھے ہوئے کوئی خواب گڑھ کر بیان کرے گا تو قیامت کے دن اس کو یہ تکلیف دی جائے گی کہ وہ دو جو کے درمیان گانٹھ لگائے اور وہ ہرگز اس کو نہ کر سکے گا اور جو کسی ایسی قوم کی بات کو کان لگا کر سنے گا جو اس کو اپنی بات سنانا ناپسند کرتی ہے تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلایا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا اور جو کوئی تصویر بنائے گا تو اس کو عذاب دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اس تصویر میں روح پھونکو اور وہ اس میں کبھی بھی روح نہ پھونک سکے گا۔ (مشکوۃ' ج2' ص386 بحوالہ بخاری)

Scanned with CamScanner

(128)

مردانِ حق زباں سے حق بات بولتے ہیں

عارف جلیل شیخ ابوعبدالرحمٰن حاتم اصم رضی اللہ عنہ ایک بار سفر حج کے لئے روانہ ہوئے۔ تین سوبیس حجاج کرام آپ کے ہم رکاب تھے' سب کے جسموں پر درویشانہ لباس تھا۔ کسی کے پاس توشہ دان تھا نہ کھانے کا کوئی سامان' قافلہ شہر میں وارد ہوا۔

شب کو وہاں کے ایک محب الفقرا تاجر نے قافلہ کی ضیافت کا انتظام کیا' صبح ہوئی تو تاجر نے حضرت حاتم اصم کی خدمت میں عرض کی کہ شہر کے اندر ایک فقیہ بیمار ہیں' میں ان کی عیادت کے لئے جانا چاہتا ہوں (ان کا اسم گرامی قاضی محمد بن مقاتل ہے) حضرت حاتم نے فرمایا مریض کی عیادت اچھا کام ہے اور فقیہ کو دیکھنا عبادت ہے چنانچہ آپ اور تمام فقراء اپنے میزبان تاجر کے ہمراہ قاضی محمد بن مقاتل کے مکان پر پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ نہایت عالی شان محل ہے' پرشکوہ دروازہ سے گزر کر اندر پہنچے تو دیواروں پر لٹکے ہوئے پردے' فرش پر بچھے ہوئے قالین اور مکان کی آرائش و زینت' جھاڑ فانوس اور قمقموں کی چمک دمک نگاہوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ قاضی صاحب جس کمرے میں تھے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ نرم و نازک بستر پر خوب صورت تکیے لگائے لیٹے ہیں۔ ایک غلام مورچھل لئے کھڑا ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر حضرت حاتم اصم متفکر ہوئے کہ عالم دین' فقیہ اور یہ کروفر؟ تاجر تو قاضی کے پاس جا کر بیٹھ گیا مگر حضرت حاتم اصم کھڑے رہے۔ قاضی نے دریافت کیا شاید آپ کوئی حاجت لے کر آئے ہیں اس لئے نہیں بیٹھ رہے ہیں۔ فرمایا: جی ہاں؟ ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے۔ قاضی کون سا مسئلہ ہے پوچھئے؟ حاتم اصم: پہلے آپ

سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں تو میں مسئلہ پوچھوں؟ قاضی صاحب بیٹھ گئے۔

یہ نائب رسول ہیں حق بات بولتے ہیں

حاتم اصم: آپ نے علم کہاں سے پایا؟ قاضی: ثقہ علماء ومحدثین سے جنہوں نے اصحاب رسول رضی اللہ عنہم سے استفادہ کیا تھا۔ حاتم اصم: ان حضرات نے کس سے علم پایا؟ قاضی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ حاتم اصم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کے ذریعہ حاصل کیا؟ قاضی: حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ۔ حاتم اصم: حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ علم کس نے عطا کیا؟ قاضی: اللہ تعالیٰ نے۔ حاتم اصم: جو علم اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بخشا اور ان سے ثقہ علماء کو اور ان سے آپ کو ملا۔ اس علم میں یہ کہیں ہے کہ امیر کبیر' دولت و ثروت' شاندار محل اور دنیوی کروفر والا' اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ ہے؟

قاضی: نہیں بلکہ اس علم میں تو یہ ہے کہ جو دنیا میں زہد کی زندگی گزارے' آخرت کی فکر رکھے اور توشہ تیار کرے' مساکین سے پیار کرے وہ اللہ کے نزدیک بہتر ہے۔

حاتم اصم: قاضی صاحب! پھر آپ ہی فرمائیں کہ آپ نے کس طریقہ کو اپنایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کو یا فرعون و ہامان کے؟

بدعمل عالمو! دنیا میں جاہلوں کا انہماک تم جیسے لوگوں ہی کی وجہ سے ہے' وہ کہتے ہیں: جب علماء ایسے ہوں تو پھر ہم ان سے پیچھے کیوں رہیں؟

حضرت حاتم اصم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور ہم ہمراہوں سمیت وہاں سے چلے آئے۔ کہتے ہیں اس بات کا قاضی محمد بن مقاتل پر بہت اثر ہوا جس سے ان کی بیماری اور بڑھ گئی۔

یہ نائب رسول ہیں ڈرتے نہیں کسی سے
مردانِ حق' زبان سے حق بات بولتے ہیں

(روض الریاحین فی حکایات الصالحین)

Scanned with CamScanner

(129)

ہمارے حضور کے والد ماجد

ایک مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم حضرت سیّدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہیں سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں ایک یہودیہ عورت ملی جو اپنے مذہب کی کتابوں کو خوب جانتی تھی اور وہ کاہنہ بھی تھی۔ اس کا نام ''فاطمہ بنت مُرّ'' تھا۔ بہت زیادہ حسین وجمیل اور پارسا تھی' لوگ اس سے شادی کی خواہش کرتے تھے۔ حسن وخوبصورتی میں اس کا بہت چرچا تھا۔ جب اس کی نظر آپ رضی اللہ عنہ پر پڑی تو اسے آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں نورِ نبوت چمکتا ہوا نظر آیا۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے قریب آ کر کہنے لگی ''اے نوجوان! اگر تو مجھ سے ابھی مباشرت کرلے تو میں تجھے سو اونٹ دوں گی''۔ یہ سن کر عفت وحیا کے پیکر حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے حرام کام میں پڑنے سے موت زیادہ عزیز ہے اور حلال کام تیرے پاس نہیں یعنی تو میرے لئے حلال نہیں پھر میں تیری خواہش کیسے پوری کرسکتا ہوں''۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ واپس گھر تشریف لائے اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے صحبت فرمائی۔ چند دنوں کے بعد ایک مرتبہ پھر آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات اس عورت سے ہوئی۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور پر پرنور نبوت نہ پا کر پوچھا: ''تم نے مجھ سے جدا ہونے کے بعد کیا کیا؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اس سے مباشرت کی''۔ یہ سن کر وہ بولی ''خدا کی قسم! میں بدکارہ نہیں لیکن میں

نے تمہارے چہرے پر نورِ نبوت دیکھا تو میں نے چاہا کہ وہ نور مجھے مل جائے مگر اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا' اس نے جہاں چاہا اس نور کو رکھا۔ جب یہ بات لوگوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اس عورت سے پوچھا: ''کیا واقعی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تجھے قبول نہ کیا' کیا تو نے اسے اپنی طرف دعوت دی تھی؟'' یہ سن کر اس نے چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

میں نے ایک بجلی دیکھی جس نے سیاہ بادلوں کو بھی جگمگا دیا۔ اس بجلی میں ایسا نور تھا جو سارے ماحول کو چودھویں کے چاند کی طرح روشن کر رہا تھا۔ میں نے چاہا کہ اس نور کو حاصل کرلوں تاکہ اس پر فخر کرتی رہوں مگر ہر پتھر کی رگڑ سے آگ پیدا نہیں ہوتی مگر اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! وہ زُہری عورت (یعنی حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا) بڑی نصیب والی ہے جس نے تیرے دونوں کپڑے لے لئے وہ کیا جانے کہ اس نے کتنی عظیم چیز حاصل کرلی ہے۔ (یعنی حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے تم سے وہ شہزادہ حاصل کرلیا جس کے وجود پر دو چادریں ہیں۔ ایک حکومت کی اور دوسری نبوت کی) وہ عورت اکثر یہ اشعار پڑھا کرتی تھی۔ (عیون الحکایات)

عفت و پاکدامنی

اس واقعہ سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم رضی اللہ عنہ کی پاک دامنی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک نوجوان کو حسین وجمیل مالدار عورت گناہ کی دعوت دے اور صرف گناہ کی دعوت ہی نہیں بلکہ سو اونٹ بھی ساتھ دے لیکن پھر وہ غیرت مند اور عفت وحیا کا پیکر اپنی عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے اس کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دے اور اس کی دعوت کو ٹھکرا دے تو کیا یہ عمل پاکدامنی' تقویٰ' پرہیزگاری اور خوف خدا کی ایک اعلیٰ ترین مثال نہیں؟ یقیناً یہ خوف خدا کی بہترین مثال ہے' ایسے مردِ مومن کی پاکدامنی پر کروڑوں سلام۔

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتاویٰ رضویہ شریف'' جلد

Scanned with CamScanner

30 'صفحہ 270 پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ اقدس نقل فرمایا چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے ''اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ پاک ستھری پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرماتا رہا' صاف ستھرا آراستہ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں' میں ان میں بہتر شاخ میں تھا''۔

(بحوالہ کنز العمال' ج12 'ص192 'الحدیث 35484)

(130)

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم

شوال آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے بعد اور غزوۂ حنین سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں انصار و مہاجرین کے تین سو پچاس افراد پر مشتمل ایک جماعت بنو جذیمہ کی طرف اسلام کی دعوت کی غرض سے بھیجی۔ وہ لوگ اسلام کا اقرار ٹھیک طرح نہ کر سکے اور ''اسلمنا'' (ہم نے اسلام قبول کیا) کی بجائے ''صبانا'' (ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا) کہتے رہے۔ چونکہ کفار قریش اسلام قبول کرنے والے کے لئے ''اسلم فلان'' کی جگہ ''صبا فلان'' استعمال کرتے تھے اس لئے بنو جذیمہ نے اسلام کا اقرار ''صبانا' صبانا'' کہہ کر کیا' صبا کے معنی ایک دین سے دوسرے دین کی طرف نکلنے کے ہیں' اس لفظ میں چونکہ اقرار اسلام کا مفہوم اچھی طرح واضح نہیں اس لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان میں سے بعض کو قتل کیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: ''اللھم انی أبرأ الیك مما صنع خالد'' اے اللہ! جو خالد نے کیا: میں اس سے بَری ہوں۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مال دے کر بنو جذیمہ کے پاس بھیجا اور ان سب مقتولین کی دیت مسلمانوں کی طرف سے ادا کی گئی۔ (عمدۃ القاری' ج17 'ص313)

سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

نسائی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ اس واقعہ

Scanned with CamScanner

میں انسانی عشق اور مرنے والے کا ایک عجیب قصہ نقل کیا ہے کہ بنو جذیمہ کے ان قیدیوں میں سے ایک قیدی مسلمانوں سے کہنے لگا: ''میں بنو جذیمہ کا آدمی نہیں ہوں' ان کی ایک عورت سے مجھے عشق ہے' آپ ان عورتوں کے پاس مجھے لے چلیں' میری تمنا ہے کہ مرنے سے قبل ایک نظر اس کو دیکھ لوں''۔ قیدی کو عورتوں کی جانب لایا گیا۔ اس نے وہاں چند شعر پڑھے۔ پھر جوں ہی اس قیدی کو قتل کیا گیا' محمل سے ایک عورت اس کی نعش پر گر پڑی اور دو تین چیخوں کے بعد اس کا فلسفہ زندگی بھی ختم ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب یہ واقعہ بیان کیا گیا تو فرمایا: ''اما کان فیکم رجل رحیم؟'' (کیا تم میں سے کوئی بھی رحم دل آدمی نہیں تھا؟)

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

(فتح الباری' ج 8' ص 58)

(131)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

سعید ابن صدقہ کہتے ہیں: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور قبرستان کی طرف لے گئے۔ پھر ایک طرف بیٹھ کر رونے لگے پھر مجھ سے کہا: اے سعید اگر تجھ میں طاقت ہے تو لوگوں سے ملنا ترک کر دے۔ بادشاہوں اور گورنروں کے پاس جانے سے بچ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر اور لوگوں سے استغناء اختیار کر۔ میں نے آج تک کسی سے دس درہم بھی قرض نہیں لیا۔ (حلیہ' ج 7' ص 7)

☆...... عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ موت کے وقت میرے پاس تھے۔ جب وہ موت کے قریب ہوئے تو رونے لگے۔ کسی نے کہا گناہوں کی وجہ سے روتے ہو؟ فرمایا نہیں' گناہ اس چیز سے بہت ہلکے ہیں جو میرے پاس ہے' میں تو اس خوف سے روتا ہوں کہ کہیں موت سے پہلے ایمان سلب نہ ہو جائے۔
(حلیہ' ج 7' صفحہ 12)

☆...... ابو یزید کہتے ہیں: میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طواف کرتے دیکھا۔ طواف کے بعد انہوں نے دو رکعت نفل مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس پڑھے۔ پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے (اور روتے جاتے تھے) دعا میں ایک مرتبہ آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (حلیہ' ج 7' صفحہ 17)

☆...... مزاحم بن زفر کہتے ہیں: ہمیں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مغرب کی نماز پڑھائی۔ تلاوت کرتے ہوئے جب **ایاك نعبدو وایاك نستعین** پر پہنچے تو رو پڑے اور اس قدر روئے کہ قرأت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ پھر دوبارہ الحمدللہ

Scanned with CamScanner

سے تلاوت شروع فرمائی۔ (حلیہ ج 7 صفحہ 17)

میں اس لیے روتا رہتا ہوں کہ......

☆......عطاء الخفاف کہتے ہیں: میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تو وہ رو رہے تھے بلکہ جب بھی میں ملا تو ان کو روتے ہوئے پایا۔ میں نے عرض کیا کیوں روتے ہو؟ فرمانے لگے اس خوف سے روتا ہوں کہ کہیں لوح محفوظ میں میرا نام بدبختوں میں نہ ہو۔ (حلیہ ج 7 ص 51)

☆......عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں: میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ رونے والا نہیں دیکھا۔ میں نے لگاتار کئی راتیں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گزاریں۔ وہ صرف رات کے اول حصہ میں سوتے تھے پھر گھبرا کر اٹھتے' خوف زدہ ہو کر پکارتے کہ مجھے جہنم کی آگ نے بیدار کر دیا' میری خواہشات کو ختم کر دیا' ایسے باتیں کرتے تھے جیسے کوئی ان سے مخاطب ہو۔ پھر وضو کرتے' وضو کے بعد یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! تو میری حاجت کو جانتا ہے اور میری حاجت صرف یہ ہے کہ تو میری گردن کو جہنم کی آگ سے بچالے' پھر کچھ اور بھی دعائیں مانگتے' پھر نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے اور روتے۔ ان کا رونا قراء سے قرآن روک لیتا' میں ان کے رونے کی وجہ سے ان کی قرأت نہ سن سکتا تھا۔ (حلیہ ج 7 صفحہ 40)

☆...... احمد بن عاصم کہتے ہیں: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی۔ دونوں نے آخرت کا مذاکرہ کیا اور پھر دونوں رونے لگے۔ حضرت سفیان نے فرمایا امید ہے کہ ہماری یہ مجلس بڑی برکت کا سبب ہوگی۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرا خیال یہ ہے کہ کہیں یہ مجلس ہمارے لئے وبال جان نہ بن جائے۔

یہ سن کر حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس قدر روئے کہ ان کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر فرمایا تو نے میرے دل کو زندہ کر دیا' اللہ تجھے زندہ و سلامت رکھے۔ (حلیہ ج 7 صفحہ 64)

(132)

مزاراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان پوری دنیا میں اسلام کا پرچم لہرانے کے لئے کوشاں رہے۔ اسی جہد مسلسل میں زندگانی گزری۔ آج پورے عالم میں پھیلی یہ قبریں ان کے اس مشن کی گواہ ہیں۔ آیئے دیکھیں کہ کس صحابی کی قبر کہاں واقع ہے؟

☆......سیّدنا عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ کی قبر الجزائر میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر تیونس میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا رویفہ انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر لیبیا میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا عبدالرحمٰن بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر شمالی افریقہ میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا معبد بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر شمالی افریقہ میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی قبر تستر میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا نعمان بن مقرن المزنی رضی اللہ عنہ کی قبر نہاوند میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا ابورافع غفاری رضی اللہ عنہ کی قبر خراسان مین واقع ہے۔

☆......سیّدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی قبر خراسان میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا ربیع بن زید الحارثی رضی اللہ عنہ کی قبر بجستان میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر بحیرۂ روم میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر شام میں واقع ہے۔

Scanned with CamScanner

☆......سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قبر حمص میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی قبر دمشق میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی قبر دمشق میں واقع ہے

☆......سیّدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی قبر اردن میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قبر موتہ میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قبر موتہ میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی قبر موتہ میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی قبر نہر اردن کے کنارے پر واقع ہے۔

☆......سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی قبر اردن کے پہاڑوں میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی قبر اردن کے پہاڑوں میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی قبر اردن کے پہاڑوں میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا اسد بن سراج رضی اللہ عنہ کی قبر اٹلی کے جزیرہ سسلی میں ہے۔

☆......سیّدنا ابوزمعہ رضی اللہ عنہ کی قبر تیونس میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر سمرقند میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کی قبر نہاوند میں واقع ہے۔

☆......سیّدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبر جنوبی پیرس میں واقع ہے۔

سن 50 ہجری میں محمد بن ابی صفرہ رضی اللہ عنہ کابل کے راستے پشاور سے نکلتے ہوئے لاہور سے ہوکر قلات تک پہنچے۔ قلات میں 7 صحابہ و تابعین شہداء کی قبور آج بھی پہاڑ کے دامن میں مرجع خلائق ہیں۔ (ہر واقعہ بے مثال)

(132)

قول و فعل کا تضاد

دوسروں کو اچھی اچھی باتوں کا حکم دینا اور خود اس پر عمل نہ کرنا یہ بھی گناہ کا کام ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی آیتوں اور حدیثوں میں اس کی مذمت اور ممانعت بکثرت مذکور ہے۔ خدا کریم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (القف، رکوع ۱)

اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو تم نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

دوسری آیت میں جھوٹے شاعروں کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ○ط اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ○ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ○ (شعراء ع 11)

کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر زمانے میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔

اس بارے میں مندرجہ ذیل حدیثوں کو بھی پڑھئے جن سے ہدایت کے چشمے ابل رہے ہیں۔

بے عمل واعظین کے لیے ارشاداتِ نبوت

1- حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: شب معراج میں نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں تو میں نے کہا: اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کی امت کے وہ واعظین ہیں جو لوگوں کو نیکوکاری کا حکم دیتے ہیں اور اپنی ذاتوں کو بھول جاتے ہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ یہ لوگ آپ کی امت کے واعظین ہیں جو وہ بات کہتے ہیں جس کو پر خود عمل نہیں کرتے اور قرآن پڑھتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ' ج2' ص448' بحوالہ بیہقی)

2- حدیث: حضرت امامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو اس کی انتڑیاں جہنم میں نکل پڑیں گی تو وہ اپنی انتڑیوں کے گرد اس طرح چکر لگائے گا جس طرح گدھا اپنی چکی کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے' تو تمام دوزخی اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ اے فلاں! تیرا کیا حال ہے؟ کیا تو ہم لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے منع نہیں کرتا تھا' تو وہ کہے گا کہ میں تم لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور میں تم لوگوں کو بری باتوں سے منع کرتا تھا مگر خود ان کو کیا کرتا تھا۔ (مشکوٰۃ' جلد2' صفحہ436' بحوالہ بخاری و مسلم)

مذکورہ بالا آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ دوسروں کو امر بالمعروف (اچھی باتوں کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (بری باتوں سے روکنا) اور خود اس پر عمل نہ کرنا گناہ اور عذاب کا سبب ہے لہٰذا تمام مسلمانوں کو عموماً اور واعظین و مقررین کو خصوصاً یہ دھیان رکھنا ضروری ہے کہ وہ جو کچھ دوسروں سے کہتے ہیں خود بھی اس پر عمل کریں'' کہنا کچھ اور کرنا کچھ اور'' یہ گناہ کا کام ہے اور جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(133)

حضرت شیبان رحمۃ اللہ علیہ کا علم

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مشائخ کبائر میں ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں آتے تھے' ان کا کلام سماعت کرتے تھے' باتیں دریافت کرتے اور ان کے جواب کو پسند فرماتے تھے۔ صالح علماء ہر دور میں صوفیہ کرام کے معتقد رہے ہیں۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں جاتے اور ادب سے پیش آتے تھے۔ اسی طرح امام شافعی و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت شیبان رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کے فیوض حاصل کرنے جایا کرتے تھے۔ ایک بار کی بات ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں کچھ علمی سوالات کر کے حضرت شیبان کو ان کی کوتاہ علمی سے باخبر کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ کچھ علم حاصل کرنے میں مشغول ہوں۔ امام شافعی نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا مگر آخر وہ پوچھ ہی بیٹھے۔

امام احمد: اگر کوئی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز پڑھنا بھول گیا پھر اسے یہ یاد نہ رہا کہ کون سی نماز چھوٹی ہے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

حضرت شیبان: احمد! یہ تو ایسا قلب ہے جو خدا سے غافل ہے' اس کی تادیب و سزا ضروری ہے تاکہ پھر کبھی مولا سے غافل نہ ہو' اب اسے پانچوں نمازیں پھر پڑھنا ہے۔

امام شافعی: (یہ سن کر امام احمد پر غشی طاری ہوگئی' ہوش میں آئے تو امام شافعی نے فرمایا:) میں تم سے کہتا تھا کہ انہیں نہ چھیڑو۔ دوسری روایت ہے کہ مکالمہ زکوٰۃ پر تھا۔

Scanned with CamScanner

امام احمد: کسی شئے کے مالک پر کس قدر مقدار میں زکوۃ واجب ہے؟

حضرت شیبان: تم لوگوں کے مذہب پر زکوۃ واسطے اونٹوں پر اس قدر گائے بھینس اور بکریوں پر اس مقدار میں اتنی سونے چاندی پھل اور پیداوار میں اتنی اتنی ہے۔

(گویا انہوں نے زکوۃ کا مفصل فقہی قانون بیان کرنے کے بعد فرمایا) مگر میرے مذہب پر تو سب اسی کا ہے۔ (روض الریاحین)

(134)

جہنم کا بیان

قِيْلَ يُسَاقُ اَعْدَآءُ اللهِ تَعَالٰى اِلَى النَّارِ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهُهُمْ وَتَزْرَقُّ اَعْيُنُهُمْ وَيُخْتَمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ .... فَلَوْ كَانَ هٰذَا فِي الدُّنْيَا مِنْ خَشْيَةِ اللهِ تَعَالٰى لَمَنَعَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّارِ .

ترجمہ: بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو جہنم کی طرف اس طرح لایا جائے گا کہ ان کے چہرے سیاہ آنکھیں نیلی اور ان کے مونہوں پر مہر کر دی جائے گی پس جب وہ دوزخ کے دروازوں کے پاس پہنچیں گے تو عذاب کے فرشتے طوق اور زنجیریں لے کر ان کی طرف بڑھیں گے اور زنجیریں ان کے سینوں پر رکھی جائیں گی اور ان کی شرمگاہوں سے نکالی جائیں گی اور زنجیروں سے ان کے بائیں ہاتھ ان کی گردنوں پر کس دیئے جائیں گے اور ان کے دائیں ہاتھ سینوں سے گزار کر ان کے کندھوں کے درمیان پیچھے سے نکالے جائیں گے اور زنجیروں سے باندھ دیا جائے گا اور ہر آدمی کو شیطان کے ساتھ جکڑا جائے گا ایک ہی زنجیر سے اور انہیں منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور فرشتے ان کو لوہے کی گرزوں سے ماریں گے اور جب وہ دکھ کی وجہ سے دوزخ سے نکلنا چاہیں گے تو اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا کہ اب جلا دینے والا عذاب چکھو جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب بھی وہ چاہیں گے کہ اس سے نکلیں تو اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور

انہیں کہا جائے گا کہ اب چکھو جہنم کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت بھی ایسے ہی لائی جائے گی جیسے وہ داخل کئے گئے فرمایا ہاں ملائکہ انہیں چلا کر لائیں گے مگر نہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے نہ آنکھیں نیلی اور نہ ان کے سینوں پر مہر کی جائے گی اور نہ وہ شیطانوں کے ساتھ جکڑے جائیں گے اور نہ ان پر زنجیر اور طوق رکھے جائیں گے۔

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوال کا جواب

پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: تو فرشتے ان کو کیسے لائیں گے۔ فرمایا ان کے تین گروہ ہوں گے فاسق بوڑھوں کا اور جوان گنہگاروں کا اور بدکار عورتوں کا تو مردوں کو داڑھی سے پکڑا جائے گا اور کھینچا جائے گا اور عورتوں کو ان گیسوؤں سے اور کتنے میری امت کے سفید ریش ہوں گے کہ انہیں ان کی داڑھی پر سے پکڑا جائے گا' اور فریاد کرے گا ہائے میری سفید ریش ہائے میرا بڑھاپا اور کتنے ہی جوان داڑھی پر سے پکڑے جائیں گے اور دوزخ کی طرف چلائے جائیں گے اور وہ فریاد کرے گا ہائے میری جوانی اور ہائے میری حسین صورت اور کتنی ہی میری امت سے (فاجرہ) عورتیں انہیں ان کے ماتھے کے بالوں سے پکڑا جائے گا اور جہنم کی طرف چلائی جائیں گی اور کہتی ہوں گی ہائے میری رسوائی اور ہائے میری ہتک اور ہائے میرا پردہ یہاں تک کہ وہ سب مالک فرشتہ کے پاس آئیں گے تو جب مالک ان کی طرف دیکھے گا تو فرشتوں سے پوچھے گا یہ لوگ کون ہیں پس نہ وارد ہوا اشقیاء کا ان سے عجب تر حال نہ ان کے چہرے سیاہ ہوئے اور نہ ان کی گردنوں پر زنجیر اور طوق رکھے گئے تو فرشتے کہیں گے ہمیں ان کو اس حال پر لانے کا حکم دیا گیا پھر مالک فرشتہ انہیں کہے گا اے گروہ اشقیاء تم

کون ہو؟ وہ کہیں گے ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہیں۔

اُمت کی فریاد

ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ جب فرشتے انہیں چلا کر لائیں گے تو وہ فریاد کریں گے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پس جب وہ مالک فرشتے کو دیکھیں گے تو اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھول جائیں گے اس کے خوف سے مالک انہیں پوچھے گا کہ تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ہم اس امت سے ہیں جن پر قرآن اترا اور جنہوں نے رمضان کے روزے رکھے پس مالک کہے گا قرآن تو نہ اترا مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تو جب وہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سنیں گے تو سب فریاد کریں گے کہ ہم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں تو ان سے مالک کہے گا کہ تمہیں قرآن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر وعید نہ تھی پھر جب وہ جہنم کے کنارے کھڑے ہو کر آگ اور عذاب کے فرشتوں کی طرف دیکھیں گے تو کہیں گے اے مالک ہمیں ایک گھڑی اجازت دو تا کہ ہم اپنی جانوں پر رولیں' پس وہ انہیں اجازت دے گا تو اس قدر روئیں گے کہ آنسو ختم ہو جائیں گے پھر وہ خون کے آنسو بہائیں گے۔ پس مالک فرشتہ ان سے کہے گا کہ یہ رونا کیا ہی اچھا ہے تو اگر یہ رونا دنیا میں اللہ کے خوف سے ہوتا تو تمہیں آج آگ میں نہ جانے دیتا۔ (دقائق الاخبار)

Scanned with CamScanner

(135)

فضائل صدیق اکبر بزبانِ مولیٰ علی رضی اللہ عنہما

حضرت سیّدنا اسید بن صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو مدینے کی فضا میں رنج وغم کے آثار تھے۔ ہر شخص شدت غم سے نڈھال تھا' ہر آنکھ سے اشک رواں تھے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس طرح پریشانی کے آثار تھے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے وقت تھے۔ سارا مدینہ غم میں ڈوبا ہوا تھا پھر جب حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غسل دینے کے بعد کفن پہنایا گیا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے آج کے دن نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہم سے رخصت ہو گئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین رفیق' اچھے محب' با اعتماد ساتھی اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے راز داں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ لوگوں میں سب سے پہلے مومن' ایمان میں سب سے زیادہ مخلص' پختہ یقین رکھنے والے اور متقی و پرہیز گار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ دین کے معاملات میں بہت زیادہ سخی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریبی دوست تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت سب سے اچھی تھی' آپ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ سب سے بلند تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمارے لئے بہترین واسطہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اندازِ خیر خواہی' دعوت و تبلیغ کا طریقہ' شفقتیں اور عطائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی طرح تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ خدمت گزار تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی خدمت کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دین متین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت زیادہ خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے شایانِ شان آپ رضی اللہ عنہ کو جزا عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

آیہ قرآنی کے مصداق اوّل

جس وقت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق فرمائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان کو حق و سچ جانا اور ہر معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

(پارہ 24' الزمر 33)

اس آیت میں صدق بہ سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یا تمام مومنین ہیں۔

پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا: ''اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جس وقت لوگوں نے بخل کیا آپ رضی اللہ عنہ نے سخاوت کی' لوگوں نے مصائب و آلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت سے بہت زیادہ فیض یاب ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شان تو یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ثانی اثنین کا لقب ملا' آپ رضی اللہ عنہ یارِ غار ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ پر سکینہ نازل فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت فرمائی' آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق و امین اور خلیفہ فی الدین تھے' آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کا حق ادا کیا' آپ رضی اللہ عنہ نے مرتدوں سے جہاد

Scanned with CamScanner

کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد لوگوں کے لئے سہارا بنے، جب لوگوں میں اداسی اور مایوسی پھیلنے لگی تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ کے حوصلے بلند رہے۔ لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپایا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار کیا، جب لوگوں میں کمزوری آئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو تقویت بخشی، ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں سنبھالا۔

خلیفۂ اوّل بلا فصل بالتحقیق

آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی اتباع کی، آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ برحق تھے، منافقین و کفار آپ رضی اللہ عنہ کے حوصلوں کو پست نہ کر سکے، آپ رضی اللہ عنہ نے کفار کو ذلیل کیا، باغیوں پر خوب شدت کی، آپ رضی اللہ عنہ کفار و منافقین کے لئے غیض و غضب کا پہاڑ تھے۔ لوگوں نے دینی امور میں سستی کی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے بخوشی دین پر عمل کیا۔ لوگوں نے حق بات سے خاموشی اختیار کی مگر آپ رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان کلمۂ حق کہا، جب لوگ اندھیروں میں بھٹکنے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ کی ذات ان کے لئے منارۂ نور ثابت ہوئی۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کیا اور کامیاب ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ ذہین و فطین، اعلیٰ کردار کے مالک، سچے، خاموش طبیعت، دور اندیش، اچھی رائے کے مالک، بہادر اور سب سے زیادہ پاکیزہ خصلت تھے۔

خدا کی قسم! جب لوگوں نے دینِ اسلام سے دوری اختیار کی تو سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ ہی نے اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے سردار تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر مشفق باپ کی طرح شفقتیں فرمائیں، جس بوجھ سے لوگ تھک کر نڈھال ہو گئے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سہارا دیتے ہوئے وہ بوجھ اپنے کندھوں پر لا دلیا۔ جب لوگوں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قوم کی باگ ڈور سنبھالی، جس چیز سے لوگ بے خبر تھے آپ رضی اللہ عنہ اسے جانتے تھے اور جب

لوگوں نے بے صبری کا مظاہرہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے صبر سے کام لیا، جو چیز لوگ طلب کرتے آپ رضی اللہ عنہ عطا فرما دیتے۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے رہے اور کامیابی کی طرف بڑھتے رہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے مشوروں اور حکمت عملی کی وجہ سے انہیں ایسی ایسی کامیابیاں عطا ہوئیں جو ان لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کافروں کے لئے دردناک عذاب اور مومنوں کے لئے رحمت، شفقت اور محفوظ قلعہ تھے۔ خدا کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ اپنی منزلِ مقصود کی طرف پرواز کر گئے اور اپنے مقصود کو پالیا، آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کبھی غلط نہ ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی بزدلی کا مظاہرہ نہ کیا، آپ رضی اللہ عنہ بہت نڈر تھے، کبھی بھی نہ گھبراتے گویا آپ رضی اللہ عنہ جذبوں اور ہمتوں کا ایسا پہاڑ تھے جسے نہ تو آندھیاں ڈگمگا سکیں نہ ہی سخت گرج والی بجلیاں متزلزل کر سکیں۔

منزلِ صدق و عشق کے رہبر اکمل

آپ رضی اللہ عنہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ بدن کے اعتبار سے اگرچہ کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں بہت زیادہ قوی و مضبوط تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو بہت عاجز سمجھتے لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا رتبہ بہت بلند تھا اور آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کی نظروں میں بھی بہت باعزت و باوقار تھے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے مزید فرمایا: ''آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی کسی کو عیب نہ لگایا، نہ کسی کی غیبت کی اور نہ ہی کبھی لالچ کیا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ لوگوں پر بہت زیادہ شفیق و مہربان تھے، کمزور و ناتواں لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک محبوب اور عزت والے ہوتے، اگر کسی مالدار اور طاقتور شخص پر کسی کا حق ہوتا تو انہیں ضرور ان کا حق دلواتے۔ طاقت اور شان و شوکت والوں سے جب تک لوگوں کا حق نہ لے لیتے وہ آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک کمزور ہوتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک

Scanned with CamScanner

امیر وغریب سب برابر تھے' آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مقرب ومحبوب وہ تھا جو سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ صدق وسچائی کے پیکر تھے' آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ اٹل ہوتا' آپ رضی اللہ عنہ بہت مضبوط رائے کے مالک اور حلیم و بردبار تھے۔ خدا کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ ہم سب سے سبقت لے گئے' آپ رضی اللہ عنہ کے بعد والے آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سب کو پیچھے چھوڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئے' آپ رضی اللہ عنہ کو بہت عظیم کامیابی حاصل ہوئی' (اے یارِ غار!) آپ رضی اللہ عنہ نے اس شان سے اپنے اصلی وطن کی طرف کوچ کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت کے ڈنکے آسمانوں میں بج رہے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی جدائی کا غم ساری دنیا کو رلا رہا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم ہر حال میں اپنے رب کے ہر فیصلے پر راضی ہیں' ہر معاملے میں اس کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی جدائی کا غم مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا غم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات اہل اسلام کے لئے عزت کا باعث بنی' آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑا سہارا اور جائے پناہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کی آخری آرام گاہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں بنائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اچھا اجر عطا فرمائے اور ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے بعد صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے اور گمراہی سے بچائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین)

لوگ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا کلام خاموشی سے سنتے رہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کی تو لوگوں نے زار وقطار رونا شروع کر دیا اور سب نے بیک زبان ہو کر کہا: اے حیدر کرار! آپ رضی اللہ عنہ نے بالکل سچ فرمایا' آپ رضی اللہ عنہ نے بالکل سچ فرمایا۔ (عیون الحکایات)

(136)

حق وفا ہم ادا کر چلے

یہود کے قبیلہ بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے غزوۂ خندق میں کفار قریش کی مدد کی۔ غزوۂ خندق سے فارغ ہو کر مسلمانوں نے یہود بنو قریظہ پر حملہ کیا اور تقریباً سارے قبیلے کو گرفتار کر لیا۔ امام مغازی ابن اسحاق نے بنو قریظہ کے قیدیوں میں ایک قیدی ''زبیر بن باطا'' کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے زمانۂ جاہلیت کی مشہور جنگ ''بعاث'' میں انصار کے مشہور صحابی حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس پر کچھ احسان کیا تھا۔ زبیر بن باطا اس وقت بوڑھا ہو کر اندھا ہو چکا تھا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور کہا: ''مجھے پہچانتے ہو؟'' کہنے لگا: ''مجھ جیسا آپ جیسے کو کہاں بھول سکتا ہے؟'' حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ آج تیرے احسان کا بدلہ دوں''۔ کہنے لگا: ''ان الکریم یجزی الکریم'' (شریف آدمی شریف کا بدلہ چکاتا ہے) حضرت ثابت رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور زبیر کی آزادی کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست پر اس کو آزاد کر دیا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے آ کر اطلاع دی۔ کہنے لگا: ''ایسے بوڑھے کی حیات میں کیا لطف جس کے اہل وعیال نہ ہوں''۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے جا کر دربارِ نبوی سے اس کے اہل وعیال کی آزادی کا بھی پروانہ حاصل کیا۔

بوڑھے یہودی کی اپنے قبیلے سے وفاداری

حضرت ثابت نے اس کو آ کر بتایا تو کہہ اٹھا ''حجاز میں اہل خانہ ہوں لیکن مال نہ ہو

تو گزران زندگی کیونکر؟'' حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے جا کر اس کا مال واپس کروا دیا تو اب اندھا یہودی حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگا کعب بن اسد کا کیا ہوا؟ کہا: ''قتل ہوا''۔ پھر پوچھا حی بن اخطب اور عزال بن شموال کا کیا بنا؟ فرمایا: ''قتل کیے گئے''۔ دریافت کیا باقی حضرات کا کیا حشر ہوا؟ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: ''سب قتل کر دیے گئے'' تو بوڑھے یہودی نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے احسان کا بدلہ یہ ہے کہ آپ مجھے بھی میری قوم کے ساتھ ملا دیں کہ اس کے بعد زندگی میں کیا خیر ہے' حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کو آگے بڑھایا اور اس کی گردن بھی اڑا دی گئی۔

(سیرۃ ابن ہشام'ج3'ص353-354)

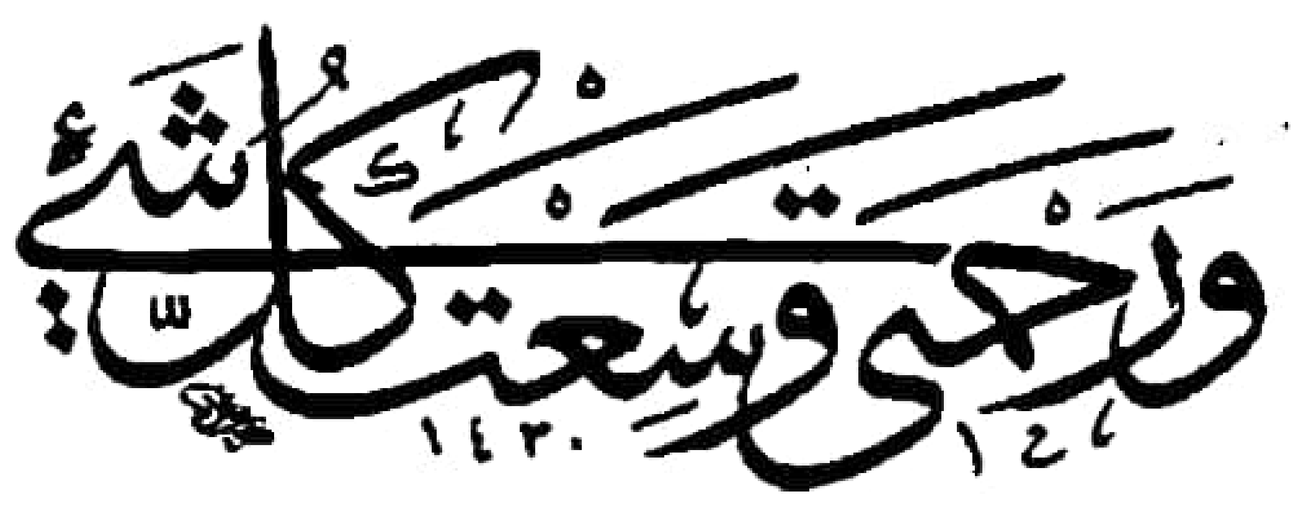

(137)

جاؤ اب ڈھونڈو انہیں چراغ رُخ زیبا لے کر

حضرت غسان بن المفضل کہتے ہیں کہ حضرت ربیع بن صبیح ایک مرتبہ اہواز میں تھے (یہ ایک جگہ کا نام ہے) اور ان کے ساتھ ان کا ساتھی بھی تھا۔ ایک عورت نے ان کو دیکھا اور پھر اپنے آپ کو ان دونوں پر برائی کے لئے پیش کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ربیع بن صبیح رو پڑے۔ ان کے ساتھی نے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ اس پر شیخ نے فرمایا اس نے ہم پر اپنے آپ کو اس لئے پیش کیا کہ ہم جیسے مشبہ شکل لوگ پہلے اس کے مطلب کو پورا کر چکے ہوں گے (وگرنہ اس کو اس کی جرأت نہ ہوتی)۔ (حلیۃ'ج6'صفحہ 306)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت سعید بن سائب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت سعید بن سائب رونے لگے اور اس قدر روئے کہ مجھے ترس آنے لگا۔ میں نے کہا: اے سعید کیوں روتے ہو حالانکہ آپ نے مجھ سے ابھی جنت کا تذکرہ سنا ہے؟ حضرت سعید نے فرمایا میں کیوں نہ روؤں حالانکہ جب بھی اعمال خیر کا ذکر آتا ہے تو میں اپنے آپ کو ان سے جدا پاتا ہوں۔ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پھر رونے کا حق ہے۔ (حلیۃ'ج7'صفحہ 38)

یحیٰ بن عثمان کہتے ہیں کہ ایک خراسانی شخص حضرت سفیان بن عیینہ کی مجلس میں آیا' اس نے دو درہم حضرت سفیان بن عیینہ کی طرف پھینک کر کہا ان دو درہموں کے بدلہ میں مجھ سے حدیث بیان کر۔ اس کا اشارہ اہل حدیث کی طرف تھا کہ یہ پیسے لے کر مسئلہ بتاتے ہیں۔

حضرت سفیان بن عیینہ رونے لگے اور سر جھکا لیا' پھر فرمایا تو میری بات پر عمل کر' خواہ میں عمل میں کمزور ہوں میری بات تجھے نفع دے گی لیکن عمل میں میری کمزوری تجھے نقصان نہ دے گی۔ (حلیۃ الاولیاء' ج 7' صفحہ 276)

یہ در اور دیوار بدلے گئے ہیں

عباس ترفقی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سفیان بن عیینہ طالبان حدیث کی مجلس کی طرف آئے اور پوچھا: تم میں کوئی مصری ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پوچھا لیث بن سعد تم میں کیا کرتے ہیں؟ کہا گیا وہ فوت ہو گئے۔ پوچھا تم میں کوئی رملی ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پوچھا ضمرہ بن ربیعہ الرملی تم میں کیا کرتے ہیں کہا گیا وہ تو فوت ہو گئے۔ انہوں نے کہا کیا تم میں کوئی اہل حمص ہے؟ لوگوں نے کہا ہے۔ پوچھا: بقیہ بن ولید تم میں کیا کرتے ہیں؟ عرض کیا: فوت ہو گئے ہیں۔ پھر پوچھا تم میں کوئی دمشقی ہے؟ کہا گیا جی ہاں ہے۔ فرمایا تم میں ولید بن مسلم کیا کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا وہ فوت ہو گئے۔ پھر پوچھا کیا تم میں کوئی قیساریہ کا رہنے والا ہے؟ کہا گیا جی ہاں۔ پوچھا محمد بن یوسف تم میں کیا کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا وہ فوت ہو گئے۔ پھر رونے لگے اور بہت دیر تک روتے رہے۔ پھر یہ شعر پڑھا:

خَلَتِ الدِّيَارُ فَسَدَتْ غَيْرَ مُسَوَّدٍ
وَمِنَ الشَّقَاءِ تَفَرُّدِي بِالسُّؤْدَدِ

ترجمہ: زمانہ خالی ہو کر فاسد ہو گیا سوائے شریفوں کے' اور بدبختوں سے الگ ہو گیا دلیری کے ساتھ۔ (حلیہ' ج 7' صفحہ 290)

(138)

عورتوں کے لئے بشارتیں

ایک بزرگ نے اور بشارات کی روشنی میں اپنے مشاہدات نیک خواتین کی حوصلہ افزائی اور بری خواتین کو برائی سے بچانے کے لئے مندرجہ ذیل باتیں کیں:

1...... ایک نیک اعمال والی عورت 70 اولیاء سے بہتر ہے۔

2...... ایک برے اعمال والی عورت 1000 (ایک ہزار) بداعمال مردوں سے بدتر ہے۔

3...... ایک حاملہ عورت کی دو رکعت نماز غیر حاملہ عورت کی 80 رکعتوں سے بہتر ہے۔

4...... عورت اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلاتی ہے' اسے اللہ تعالیٰ ایک ایک بوند دودھ پر ایک ایک نیکی عطا فرماتا ہے۔

5...... شوہر جب پریشان گھر آئے اور اس کی بیوی اس کو مرحبا کہے اور تسلی دے تو اللہ تعالیٰ اس عورت کو نصف جہاد کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

6...... جو عورت اپنے بچے کے رونے کی وجہ سے رات بھر سو نہ سکے اللہ تعالیٰ اس کو بیس غلام آزاد کرنے کا اجر دیتا ہے۔

7...... جو شخص اپنی بیوی کو محبت کی نگاہ سے دیکھے اور بیوی اپنے شوہر کو محبت کی نگاہ سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

8...... جو عورت اپنے شوہر کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں بھیجے اور خود گھر میں آداب کی

Scanned with CamScanner

رعایت کرتے ہوئے رہے وہ عورت مرد سے 500 سال پہلے جنت میں جائے گی اور 70 ہزار فرشتوں اور جنت کی حوروں کی سردار ہوگی۔ اس عورت کو جنت میں غسل دیا جائے گا اور یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے خاوند کا انتظار کرے گی۔

9...... جو عورت اپنے بچے کی بیماری کی وجہ سے سو نہ سکے اور اپنے بچے کو آرام دینے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کو بارہ سال کی مقبول عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

10...... جو عورت اپنی گائے بھینس وغیرہ کا دودھ بسم اللہ شریف پڑھ کر دوہے تو وہ جانور اس عورت کو دعائیں دیتا ہے۔

11...... جو عورت بسم اللہ شریف پڑھ کر آٹا گوندھتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی روزی میں برکت ڈالتا ہے۔

12...... جو عورت غیر مرد کو دیکھنے جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجتا ہے' جیسے غیر عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح غیر مرد کو دیکھنا بھی حرام ہے۔

13...... جو عورت ذکر کرتے ہوئے جھاڑو دے اللہ تعالیٰ اس کو خانہ کعبہ میں جھاڑو دینے کا ثواب مرحمت فرماتا ہے۔

14...... اگر تم حیا نہ کرو تو جو چاہو کرو۔ (بخاری)

15...... جو عورت نماز' روزہ کی پابندی کرے' پاکدامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری کرے' اس کو اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

16...... دو افراد کی نماز سر سے اوپر نہیں جاتی ایک وہ غلام جو اپنے مالک سے بھاگا ہو دوسری وہ عورت جو اپنے خاوند کی نافرمان ہو۔

17...... جو عورت حاملہ ہو اس کی رات عبادت اور دن روزے میں شمار ہوتا ہے۔

18...... جب کسی عورت کا بچہ پیدا ہو جائے تو اس کے لئے 70 سال کی نماز اور روزے کا ثواب لکھا جاتا ہے اور بچہ پیدا ہونے میں جو تکلیف برداشت کرتی ہے ہر رگ

کے درد پر ایک مقبول حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

19...... اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت چالیس دن کے اندر اندر فوت ہو جائے تو اس کو شہادت کا درجہ عطا کیا جاتا ہے۔

20...... جب بچہ رات کو روئے اور ماں بددعا دیئے بغیر دودھ پلائے تو اس کو ایک سال کی نمازوں اور روزوں کا ثواب عنایت کیا جاتا ہے۔

21...... جب بچے کا دودھ پینے کا وقت پورا ہو جائے تو آسمان سے ایک فرشتہ آکر اس عورت کو خوشخبری سناتا ہے کہ اے عورت اللہ نے تجھ پر جنت واجب کر دی۔

22...... جب شوہر سفر سے واپس آئے اور عورت اس کو کھانا کھلائے اور اس دوران اس نے کوئی خیانت بھی نہ کی ہو تو اس عورت کو بارہ سال کی نفلی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

23...... جب عورت اپنے شوہر کو کہے بغیر دبائے اس کو سات تولے سونا صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اگر شوہر کے کہنے پر دبائے تو سات تولے چاندی خیرات کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

24...... جس عورت کا خاوند اس پر راضی ہو اور وہ مر جائے تو جنت اس پر واجب ہوگی۔

25...... اپنی بیوی کو ایک مسئلہ سکھانا 80 سال کی عبادت کا ثواب رکھتا ہے۔

26...... جنت میں لوگ اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لئے جائیں گے لیکن جس عورت نے حیا اور پردہ میں وقت گزارا ہوگا اسے اللہ تعالیٰ اپنا دیدار خود کروائے گا۔

(ہر واقعہ بے مثال)

Scanned with CamScanner

(139)

گالی گلوچ کا وبال

گالی دینا بہت ہی ذلیل اور نہایت ہی قبیح عادت ہے۔ اس سے لوگوں کی ایذا رسانی ہوتی ہے اور بعض مرتبہ یہ بدزبانی جنگ وجدال بلکہ کشت وقتال تک پہنچا دیتی ہے اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو گناہ قرار دے کر اس کی مذمت وممانعت فرمائی چنانچہ مندرجہ ذیل حدیثیں اس پر شاہد وعادل ہیں۔

1- حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔
(مشکوٰۃ' ج2' ص 411' بحوالہ بخاری ومسلم)

مطلب یہ ہے کہ مسلمان سے اس کے مسلمان ہونے کی بناء پر جنگ کرنا یا مسلمان سے جنگ کو حلال جان کر جنگ کرنا کفر ہے۔

2- حدیث: حضرت انس وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گالی گلوچ کرنے والے دو آدمیوں نے جو کچھ کہا اس کا گناہ گالی میں پہل کرنے والے پر ہے۔ جب کہ مظلوم حد سے بڑھ گیا ہو۔
(مشکوٰۃ' ج2' ص 411 بحوالہ مسلم)

مطلب یہ ہے کہ جس نے پہلے گالی دی سارا گناہ اس کے سر ہے۔ جب کہ دوسرا حد سے نہ بڑھا ہو لیکن اگر وہ حد سے بڑھ گیا ہو تو پھر گالی گلوچ کا گناہ دونوں کے سر ہوگا۔

3- حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر فحش گوئی کرنے والے پر

حرام ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو۔ (کنز العمال' ج3' ص340)

4- حدیث: حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہوا کو گالی مت دو کیونکہ ہوا اللہ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے اور تم لوگ اس کی اچھائی اور اس چیز کی اچھائی کی دعا مانگو جو اس ہوا میں ہو' اور ہوا کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو اس ہوا میں ہے خدا کی پناہ مانگو۔ (کنز العمال' ج3' ص342)

5- حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مومن طعنہ مارنے والا' لعنت کرنے والا' فحش گوئی کرنے والا' بے حیائی کی بات بولنے والا نہیں ہوتا۔ (مشکوٰۃ' ج2' ص413 بحوالہ ترمذی وغیرہ)

الغرض! گالی دینا گناہ ہے اور گالی دینے والا شروع ہی سے جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اپنے گناہ کے برابر جہنم کا عذاب چکھ کر پھر جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

(140)

عذاب کے فرشتے

قَالَ مَنْصُوْرُ بْنُ عَمَّارٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بَلَغَنِیْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ لِمَالِكَ النَّارِ .... وَلَا تُحْرِقُ قُلُوْبُھُمْ فَقَالَ مَا عَطَشُوْا مِنْ شِدَّۃِ رَمَضَانَ فَیَبْقُوْنَ فِیْھَا مَا شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ۔

ترجمہ: حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ سے ہے کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت پہنچی ہے آپ نے فرمایا: بے شک مالک (جہنم کے داروغہ فرشتے) کیلئے دوزخیوں کی تعداد کے برابر ہاتھ اور پاؤں ہیں اور ہر شخص کے ساتھ اس کا ایک ہاتھ رہتا ہے جس سے وہ اسے اٹھاتا اور بیٹھاتا اور اسے طوق اور زنجیر پہناتا ہے پس جب مالک فرشتہ آگ کی جانب دیکھتا ہے تو بعض اس کا بعض کو کھاتا ہے مالک کے ڈر سے اور بسم اللہ کے انیس حروف ہیں اسی طرح عذاب کے فرشتے بھی انیس ہیں، تو جس نے اخلاص کے ساتھ سچے دل سے بسم اللہ شریف کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کو عذاب کے فرشتوں سے خلاصی دے گا اس کی برکت سے اور عذاب کے فرشتوں کا نام زبانیہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ پاؤں کے ساتھ بھی اسی طرح کام کرتے ہیں جس طرح کہ ہاتھوں سے کرتے ہیں تو ان میں سے ایک دس ہزار کفار کو ایک ہی ہاتھ سے پکڑ لیتا ہے اور دس ہزار کو ایک پاؤں سے اور دس ہزار کو دوسرے ہاتھ سے

اور دس ہزار کو دوسرے پاؤں سے تو چالیس ہزار کافر کو ایک پکڑ سے ہی عذاب دیتا ہے اس لئے کہ اس میں قوت وسختی ہے۔ ایک ان میں سے مالک ہے جو کہ خازن دوزخ ہے اور اٹھارہ فرشتے اور اس کی مثل ہیں اور وہ فرشتوں کے سردار ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے نیچے کئی خازن ہیں جن کی گنتی ممکن نہیں اور آنکھیں ان کی اچک لی جانے والی بجلی کی طرح ہیں اور زبان ان کی گائے کے سینگ کی طرح ہے اور ان کے ہونٹ قدموں کو پہنچے ہوں گے اور ان کے منہ سے آگ کا شعلہ نکلتا ہوگا اور ہر ایک کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک سال چلنے کی مسافت ہوگی ان میں اللہ نے رحمت ومہربانی ایک ذرہ برابر پیدا نہیں کی اور اگر ان سے کوئی فرشتہ آگ کے دریاؤں میں چالیس سال بھی ٹھہرا رہے تو اسے آگ نقصان نہیں دیتی اس لئے کہ فرشتے تو اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور نور آگ سے بھی سخت تر ہے۔ ہم لوگ آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ پھر مالک فرشتہ عذاب کے فرشتوں سے کہے گا کہ انہیں دوزخ میں ڈالو پس جب وہ ان سب کو آگ میں ڈالیں گے تو سب فریاد کریں گے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس آگ انہیں چھوڑ دے گی پھر مالک کہے گا اے آگ انہیں پکڑ لے آگ کہے گی کہ میں ان کو کیسے پکڑوں وہ تو پڑھتے ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پس مالک کہے گا ہاں ایسے ہی مجھے حکم دیا ہے میرے رب نے تو جب وہ کلمہ پڑھنے سے خاموش ہو جائیں گے تو آگ انہیں چمٹ جائے گی ان میں سے کسی کو ٹخنوں تک چمٹے گی اور کسی کو گھٹنوں تک اور کسی کو ناف تک اور کسی کو گلے تک پس جب آگ چہرہ تک جانا چاہے گی تو مالک فرشتہ کہے گا کہ ان کے چہرے نہ جلا کیونکہ انہوں نے بہت سجدے کئے ہیں اللہ کو اور ان کے دلوں کو نہ جلا یہ بہت پیاس سے رہے رمضان میں تو باقی رہیں گے اتنی مدت آگ میں جتنی اللہ تعالیٰ چاہے۔ (دقائق الاخبار)

Scanned with CamScanner

(141)

صاحبانِ مہرووفا

جامع منصور بغداد میں حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ہوتی' کچھ فاصلہ پر ایک دوسرے فقیہ کا حلقہ درس تھا جس کا نام ابوعمران تھا۔ حضرت شبلی کا کلام موعظت نظام جاری ہوتا تو ابوعمران اور ان کے شاگردوں کا کام بند ہو جاتا۔ ایک دن ابوعمران فقیہ کے شاگردوں نے امتحاناً حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے حیض کا ایک مسئلہ پوچھا۔ حضرت نے مسئلہ کا نہایت وضاحت سے جواب دیا اور تمام اختلافات و جوابات ذکر فرمائے۔ ابوعمران کو معلوم ہوا تو انہوں نے حاضر ہو کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اعتراف کیا کہ ہمیں تو محض تین ہی اقوال معلوم تھے۔ آپ نے تو اس سلسلہ میں دس اقوال ایسے بیان فرمائے تھے جن کی ہمیں ہوا بھی نہیں لگی تھی۔

☆......ابوالعباس بن سریج فقیہ شافعی نے سید الطائفہ امام جنید بغدادی کا کلام سنا تو ان سے پوچھا گیا کہ اس کلام سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے متعلق کیا کہوں؟ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اس کلام میں مجھے ایسی سطوت نظر آ رہی ہے جو کسی اہل باطل کے کلام میں نہیں ہو سکتی۔ پہلے تو وہ صوفیہ سے برگشتہ تھے مگر بعد میں ان کے معتقد اور مداح ہو گئے۔ ایک ایسا زمانہ بھی آیا کہ بعض جلیل القدر فقہاء خود ابوالعباس بن سریج فقیہ کی مجلس میں ان کے کلام کو سن کر بہت مسرور ہوئے اور پھر مجلس میں ابوالعباس بن سریج نے خود اعتراف کیا کہ میرا یہ سب علم ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت مبارکہ کا فیض ہے۔

امتحان واعتراف اور علمی شان

عبداللہ بن سعید کلان سے کہا گیا آپ جس کا کلام سنتے ہیں اس پر اعتراض کرتے ہیں یہاں جنید نامی ایک صاحب ہیں ان سے مل کر دیکھئے کہ کیا ان کے کلام پر بھی اعتراض کر پاتے ہیں؟ وہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں آئے۔ ان سے توحید کے متعلق سوال کیا۔ حضرت جنید نے جواب دیا تو عبداللہ حیرت زدہ ہو گئے اور کہنے لگے آپ اسی بات کو ذرا پھر بیان کر دیں۔ آپ نے بیان کیا مگر دوسرے الفاظ میں۔ عبداللہ بولے یہ تو کچھ اور ہے جو مجھے یاد نہ رہ سکا۔ ایک بار اور بیان فرمائیے۔ شیخ جنید نے سہ بارہ نئے اسلوب میں اسی بات کو فرمایا۔ ابن سعید بولے اس طرح تو آپ کی بات یاد رکھنا میرے بس سے باہر ہے اسے لکھوا دیجئے۔ حضرت جنید نے فرمایا اگر میں خود سے یہ کلام زبان پر لانے والا ہوتا تو اسے املا کراتا (مگر یہ سب تو خدا کی طرف سے کہلایا جاتا ہے اور ہم کہتے ہیں) یہ سن کر عبداللہ بن سعید بن کلان کھڑے ہو گئے اور حضرت امام الطائفہ جنید بغدادی کے علم وفضل کے قائل اور ان کی عظمت کے معترف ہو گئے۔

☆......کسی نے حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: علم (ظاہر و باطن) آپ نے کہاں سے پایا؟ انہوں نے اپنے دولت کدے کے ایک حصہ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا اس کے اندر میں تیس برس تک اللہ تعالیٰ کے حضور رہا ہوں اس کے بعد مالک بے نیاز کے کرم وفضل نے دولت سرمدی عطا فرمائی ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوا کہ اس آسمان کے شامیانہ تلے روئے زمین پر اس علم (جس میں میں اور میرے اصحاب گفتگو کرتے ہیں) سے افضل بھی کوئی شئے ہے تو میں اس کو حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرتا نیز فرمایا ہم نے قیل وقال کے ذریعہ تصوف نہیں حاصل کیا بلکہ بھوک' ترک دنیا' ترک لذائذ اور ذکر الٰہی کی کثرت' فرائض وواجبات کی ادائیگی' سنت کی بجا آوری' اوامر کے التزام اور منہیات سے اجتناب کے ذریعہ یہ سب پایا ہے۔

Scanned with CamScanner

نظرِ حقیقت میں یہ نظر ہے

وادیٔ قریٰ میں فجر کی نماز کے بعد اجالا ہو چکا تھا۔ مشائخ صوفیہ میں سے ایک بزرگ اپنے رفقاء کے ہمراہ مسجد کے پاس سے گزر رہے تھے۔ ان کا ارادہ ایک دعوت میں شرکت کا تھا۔ ابوالمعالی' امام الحرمین نماز فجر ادا کر کے مسجد میں بیٹھے اپنے شاگردوں کو درس دے رہے تھے۔ صوفیہ کو دعوت میں جاتے دیکھا تو اپنے جی میں کہا: ان لوگوں کو دعوتیں اڑانے اور حال وقال کے سوا اور کوئی کام نہیں' دعوت سے فارغ ہو کر شیخ طریقت کا امام الحرمین کے پاس سے پھر گزر ہوا تو امام الحرمین سے کہا جناب فقیہ! اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو صبح کی نماز جنابت کی حالت میں پڑھے اور پھر اسی طرح مسجد میں بیٹھا درس دیتا رہے اور غیبت بھی کرے۔ ایک طرف جناب شیخ باتیں کرتے جاتے تھے دوسری طرف امام الحرمین پر اپنی حقیقت کھلتی جاتی تھی کیونکہ انہیں یاد آ گیا کہ ان پر غسل فرض تھا اور بے خیالی میں نماز بھی پڑھ لی اور درس بھی شروع کر دیا۔ شیخ نے ادھر بات پوری کی' ادھر انہوں نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور صوفیہ کے معتقد ہو گئے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ایک صوفی کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ کسی نے انہیں اس پر ٹوکا تو انہوں نے جواب دیا تمہیں کیا خبر؟ مغز تو انہیں کے پاس ہے اور وہ ہے اللہ کی معرفت۔ (روض الریاحین)

(142)

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت سیّدنا عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس دن حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا گیا اس دن میں وہیں موجود تھا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نمازِ فجر کے لئے صفیں درست کروا رہے تھے۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کے بالکل قریب کھڑا تھا۔ ہمارے درمیان صرف حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حائل تھے۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ صفوں کے درمیان سے گزرتے اور فرماتے اپنی صفیں درست کرلو۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ صفیں سیدھی ہو چکی ہیں' نمازیوں کے درمیان بالکل خلا نہیں رہا اور سب کے کندھے ملے ہوئے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور تکبیر تحریمہ کہی۔

آپ رضی اللہ عنہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ صبح کی نماز میں اکثر سورۂ یوسف اور سورۂ نحل میں سے قرأت فرماتے۔ آپ رضی اللہ عنہ پہلی رکعت میں کچھ زیادہ تلاوت فرماتے تا کہ بعد میں آنے والے بھی جماعت میں شامل ہو سکیں۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ نے نماز شروع ہی کی تھی کہ ایک مجوسی غلام جو پہلی صف میں چھپ کر کھڑا تھا اس نے موقع پاتے ہی ایک دودھاری تیز خنجر سے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنائی دی کہ مجھے کسی کتے نے قتل کر دیا یا کاٹ لیا ہے' وہ مجوسی غلام حملہ کرنے کے بعد پیچھے پلٹا اور بھاگتے ہوئے تیرہ نمازیوں پر حملہ کیا جن میں سے سات شہید ہو گئے۔ ایک نمازی نے آگے بڑھ کر اس پر کپڑا ڈالا اور اسے پکڑ لیا۔ جب اس بدبخت غلام نے

دیکھا کہ اب میں پکڑا جاچکا ہوں تو اپنے ہی خنجر سے خودکشی کرلی۔ جب حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا تو صفوں میں دور دور کھڑے اکثر نمازی اس حملہ سے بے خبر تھے۔ جب انہوں نے حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی قرأت نہ سنی تو سبحان اللہ' سبحان اللہ کہنا شروع کردیا۔ حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز فجر پڑھائی۔ اکثر لوگوں کو نماز کے بعد واقعہ کا علم ہوا۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! معلوم کرو کہ مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہ باہر گئے' کچھ دیر بعد واپس آکر بتایا ''مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام (ابولؤلؤہ فیروز) نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا ہے''۔

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وہی غلام جو لوہار تھا؟'' حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''جی ہاں''۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ تعالیٰ اسے غارت کرے! میری اس سے کوئی دشمنی نہیں تھی بلکہ میں نے تو اسے نیکی کی دعوت دی تھی' میں تو اس کے ساتھ بھلائی کا خواہاں تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں کسی مسلمان کے ہاتھوں زخمی نہ ہوا''۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو گھر لے جایا گیا۔ حضرت سیّدنا عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم لوگ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چل دیئے۔ لوگوں پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ گویا اس سے پہلے کبھی ایسی پریشانی اور مصیبت سے دوچار نہ ہوئے تھے۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو تسلی دینے لگے۔ حضور! آپ رضی اللہ عنہ پریشان نہ ہوں' آپ رضی اللہ عنہ کے زخم جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے' پھر آپ رضی اللہ عنہ کو کھجور کی نبیذ پلائی گئی لیکن وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پیٹ سے زخموں کے ذریعے باہر آگئی۔ پھر دودھ پلایا گیا تو وہ بھی زخموں کے راستے پیٹ سے باہر نکل آیا' لوگ سمجھ گئے کہ اب ہم آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت سے زیادہ دیر تک فیضاب نہ ہو سکیں گے''۔

پھر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنا شروع کردی۔ ایک نوجوان آکر کہنے لگا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! آپ کو مبارک ہو کہ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے حلت فرمانے والے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملا دے گا۔ اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! آپ کو خلافت کا منصب عطا کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عدل وانصاف سے کام لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک اچھے خلیفہ اور لوگوں کے خیر خواہ و محسن ہیں''۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''میں تو اس بات کو پسند کرتا تھا کہ مجھے بقدر کفایت رزق ملے' نہ کوئی میرا مقروض ہو' نہ ہی میں کسی کا مقروض ہوں''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جان کنی کی حالت میں تبلیغ دین

پھر وہ نوجوان واپس جانے لگا تو اس کا تہبند ٹخنوں سے نیچے تھا اور زمین پر لگ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: ''اس نوجوان کو میرے پاس بلاؤ''۔ جب وہ آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی ہی شفقت سے فرمایا: ''اے بھتیجے! اپنا کپڑا ٹخنوں سے اونچا کرلے' بیشک اس میں تیرے کپڑوں کی پاکیزگی اور تیرے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں تیرا یہ عمل تقویٰ اور پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔ (سبحان اللہ تعالیٰ! قربان جایئے ان پاکیزہ ہستیوں کے جذبہ تبلیغ پر کہ آخری لمحات میں بھی نیکی کی دعوت دینا ترک نہ کی اور اس حالت میں بھی خلاف شرع کام برداشت نہ ہوسکا۔ اللہ تعالیٰ ان کے صدقے ہمیں بھی جذبہ تبلیغ عطا فرمائے۔ آمین

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''حساب لگا کر بتاؤ' ہم پر کتنا قرض ہے؟'' انہوں نے حساب لگا کر بتایا ''تقریباً چھیاسی ہزار (86000) درہم''۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ قرض میرے مال سے ادا ہو جائے تو ادا کر دینا اور اگر میرا مال کافی نہ ہو تو بنی عدی بن کعب کے مال سے ادا کرنا اگر پھر بھی ناکافی ہو تو

Scanned with CamScanner

قریش سے سوال کرنا' ان کے علاوہ اور کسی سے سوال نہ کرنا' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: ''تم ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں چلے جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر بن خطاب اس بات کی اجازت چاہتا ہے کہ اسے اس کے ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں جگہ عطا فرمائی جائے۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں' آپ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ کو سلام عرض کررہے ہیں اور اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ انہیں ان کے ساتھیوں کے قرب میں دفن کیا جائے''۔ آپ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن اب میں یہ جگہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایثار کرتی ہوں' انہیں جا کر یہ خوشخبری سنادو''۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اجازت لے کر واپس تشریف لائے۔

اس خدادوست حضرت پہ لاکھوں سلام

جب حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آگئے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے بٹھادو''۔ آپ رضی اللہ عنہ کو سہارا دے کر بٹھادیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! کیا خبر لائے ہو؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ کو اجازت عطا فرمادی ہے' آپ خوش ہوجائیں۔ جس چیز کو آپ رضی اللہ عنہ پسند کیا کرتے تھے وہ آپ کو عطا کردی گئی ہے''۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے اس چیز سے زیادہ اور کسی چیز کی فکر نہیں تھی' الحمدللہ! مجھے میری پسندیدہ چیز عطا کردی گئی ہے''۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میری روح پرواز کرجائے تو مجھے اٹھا کر سرکار ابدقرار صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر لے جانا' پھر بارگاہِ نبوت میں سلام عرض کرنا

اور حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کرنا ''عمر بن خطاب اپنے دوستوں کے ساتھ آرام کی اجازت چاہتا ہے' اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن کردینا اور اگر اجازت نہ ملے تو مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفنادینا''۔

جب آپ رضی اللہ عنہ کی روح خالق حقیقی سے جاملی تو ہم لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی شریف میں لے گئے اور حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حجرۂ مبارکہ سے باہر کھڑے ہوکر ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام عرض کیا اور حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حجرۂ مبارکہ میں دفن کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اجازت عطا فرمادی چنانچہ حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوؤں میں حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کردیا گیا۔ (عیون الحکایات)

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

Scanned with CamScanner

(143)

چمن کے تخت پر جب شہِ گل کا تجمل تھا

مشہور صحابیہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا نام برکۃ بنت ثعلبہ ہے' ایمن آپ کا بیٹا تھا جو آپ کے پہلے شوہر عبید بن زید سے پیدا ہوا۔ ایمن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی سعادت اور غزوۂ خیبر میں شرف شہادت حاصل ہے۔ عبید بن زید کے بعد حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے اور مشہور صحابی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اور ان سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت ام ایمن نے چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وقتاً فوقتاً حضرت ام ایمن کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ...... کی وفات ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے' چلئے آج ہم بھی ان کے ہاں چلتے ہیں۔ جب یہ دونوں حضرات ان کے گھر داخل ہوئے تو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ انہوں نے کہا: ''آپ کیوں رو رہی ہیں؟ اللہ کے ہاں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو کچھ ہے وہ اس دنیا سے بہتر ہے''۔ فرمانے لگیں ''میں اس لئے نہیں رو رہی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے بلکہ اس لئے رو رہی ہوں کہ وحیٔ آسمانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا''۔ یہ سن کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بھی رونے لگے۔ (الاصابۃ' ج 4' ص 432)

چمن کے تخت پر جب شہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی' اک شور تھا' اک غل تھا
جب آئے دن خزاں کے کچھ نہ رہا بجز خار گلشن میں
بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

(144)

اصحابِ دردو سوز

اباسلیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کوئی ایسا نہیں دیکھا جس کے چہرے پر خوف اور خشوع کے آثار واضح ہوں سوائے حسن بن صالح کے۔ وہ ایک رات نماز میں شروع ہوئے اور عم یتساءلون شروع کی (اور روتے تھے اور پڑھتے تھے) یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے صبح تک یہی حالت رہی لیکن سورت ختم نہ کر سکے۔
(حلیہ'ج7'صفحہ 328)

☆......اسحاق بن خلف کہتے ہیں کہ حضرت حسن بن صالح ایک روز بازار تشریف لے گئے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ ایک شخص کو کپڑا سلائی کرتے دیکھا اور ایک شخص کو کسی دوسرے کام میں مصروف دیکھا تو رو پڑے۔ پھر فرمایا: دیکھ یہ کس طرح مشغول ہیں' اسی حال میں ان کی موت آجائے گی۔ (حلیہ'ج7'صفحہ 329)

☆......یحییٰ بن یونس کہتے ہیں: حضرت حسن بن صالح کے پاس جب نماز کے وقت کا ذکر ہوتا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو بے ہوش ہو جاتے (یعنی خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے) اور جب قبرستان دیکھتے تو رو پڑتے اور اس قدر روتے کہ بے ہوش ہو جاتے۔ (حلیہ'ج7'صفحہ 429)

☆......حضرت داؤد بن نصیر کے خاندان کے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سے کہا: اے اباسلیمان تو نے اپنے اور میرے درمیان قرابت کو پہچان لیا ہے اس لئے مجھے وصیت فرمائیے۔

موت کا حکم اچانک آنے والا ہے

یہ سن کر حضرت داؤد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پھر فرمایا: اے بھائی! رات اور دن یہ منزلیں ہیں باری باری آتے ہیں یہاں تک کہ انسان کا سفر ختم ہو جاتا ہے' اگر تجھ میں روزانہ توشہ آگے بھیجنے کی طاقت ہے تو روزانہ بھیج' سفر قریب ہی ختم ہونے والا ہے اور موت اس سے بھی پہلے آنے والی ہے' تو اپنے سفر کے لئے توشہ تیار کر اور جو تو کر سکتا ہے کر لے کیونکہ موت کا حکم اچانک آنے والا ہے۔ (حلیہ'ج7'صفحہ 345)

☆......حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ کے لئے نکلے' ہمارے ساتھ حضرت داؤد بن نصیر بھی تھے۔ جب ہم نماز جنازہ پڑھ چکے اور میت کو قبر میں رکھنے کے لئے قریب لایا گیا اور اوپر کا کپڑا اٹھایا گیا اور کفن ظاہر ہو گیا تو حضرت داؤد رو پڑے اور اس قدر شدید روئے کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (حلیہ'ج7'صفحہ 355)

☆......ابوداؤد الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت شعبہ بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت سلیمان بن مغیرہ تشریف لائے اور رو پڑے۔ حضرت شعبہ نے ان سے کہا کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا میرا گدھا مر گیا ہے جس کی وجہ سے میرا جمعہ فوت ہو گیا ہے اور میرے دوسرے کام بھی رک گئے۔ حضرت شعبہ نے پوچھا: کتنے میں خریدا تھا؟ عرض کیا حضرت تین دینار میں۔ فرمانے لگے خدا کی قسم! میرے پاس میری ملکیت میں صرف تین دینار ہیں وہ تو لے جا اور گدھا خرید لے وہ تین دینار اس کے حوالے کر دیئے۔ (حلیہ'ج7'صفحہ 146)

Scanned with CamScanner

(145)

جھوٹا خواب بیان کرنا

اپنی طرف سے گڑھ کر جھوٹا خواب بیان کرنا سخت حرام اور گناہ کا کام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

1- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام جھوٹی تہمتوں میں سب سے بڑی تہمت یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ دکھائے جو اس کی آنکھوں نے نہیں دیکھا ہے یعنی جو خواب نہیں دیکھا ہے اس کو جھوٹ موٹ کہے کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ (مشکوٰۃ، ج 2، ص 397 بحوالہ بخاری)

2- حدیث: حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جھوٹا خواب گڑھ کر بیان کرے اس کو قیامت کے دن دو جو میں گانٹھ لگانے کی تکلیف دی جائے گی اور حضرت ابن عباس سے اتنا اضافہ ہے کہ وہ کبھی بھی ہرگز دو جو کے درمیان گانٹھ نہیں لگا سکے گا۔

(ترمذی، ج 2، ص 52)

یہ عذاب اس وقت تک لگاتار جاری رہے گا یہاں تک کہ اس کے گناہوں کے برابر عذاب پورا ہو جائے۔ پھر چونکہ وہ مسلمان ہے اس لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرما دے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(146)

اہل نار کا کھانا پینا

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ النَّارِ مُسْوَدَّةُ الْوُجُوْهِ مُظْلِمَةُ الْاَبْصَارِ مُذْهَبَةُ الْعُقُوْلِ .... اِلَّا اَهْلَ النَّارِ وَكُلُّ مَيِّتٍ يَّشْتَهِي الْحَيٰوةَ اِلَّا اَهْلُ النَّارِ فَاِنَّهُمْ يَتَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ وَلَا يَمُوْتُوْنَ .

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جہنم کے چہرے سیاہ، تاریک آنکھیں اور عقلیں زائل نیلی آنکھیں اور سرا کے پہاڑوں کی مانند اور بدن ان کے ٹھیکریوں کی مانند بجتے ہوں گے اور آنکھیں ان کی تودے کی طرح اور بال ان کے بانس کے جھاڑ کی طرح اور نہ ان کے لئے موت کہ وہ مریں اور نہ حیات کہ وہ جئیں اور ان میں ہر ایک کی ستر کھالیں ہوں گی اور ایک کھال سے دوسری تک ستر طبق آگ ہوں گے اور ان کے پیٹوں میں آگ سے سانپ اور بچھو ہوں گے ان کی آوازیں وحشیوں اور گدھوں کی آواز کی طرح سنیں گے، اور انہیں زنجیر اور طوق ڈالے جائیں گے اور آروں سے چیرے جائیں گے اور گرزوں سے مارے جائیں گے اور ان کے چہروں پر مارا جائے گا اور آگ میں گھسیٹا جائے گا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اہل دوزخ فریاد کریں گے۔

Scanned with CamScanner

اہلِ نار کی آہ و بکا

اے ہمارے پروردگار ہمیں عذاب نے گھیر لیا پس ہم نے اسے بہت تنگ پایا ہمیں اس میں طوق ڈال کر گھسیٹا نہ جائے اور اگر وہ شکایت کریں تو ان پر رحم نہ کیا جائے گا اور اگر صبر کریں تو سکون نہ پائیں گے اور اگر وہ فریاد کریں سنی نہ جائے گی لیکن وہ عذاب اور ہلاکت کو ہی آوازیں دیں گے اور زنجیروں میں جکڑے جائیں گے اور وہ جہنم کی قیدوں میں ہمیشہ رہیں گے اور طول عذاب اور تنگی مکان کے سبب فریاد کریں گے اور ان سے پیٹ بہتی ہوگی اور ان کی شرمگاہیں برہنہ ہوں گی اور رنگ متغیر ہوں گے اور وہ بدبخت کہیں گے اے ہمارے پروردگار اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی اور ہم بہکے ہوئے لوگ تھے پس ہم سے ایک دن عذاب میں تخفیف فرما بے شک ہم ایمان لانے والے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جہنم والوں کے لئے ایک پہاڑ پیدا کیا ہے وہ اس پر چڑھائے جائیں گے پس وہ اس پر ہزار برس تک منہ کے بل چڑھتے رہیں گے یہاں تک کہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچیں گے پھر پہاڑ ان کے نیچے سے کھسک جائے گا اور وہ نامراد ہو کر اس کی گہرائی میں گر جائیں گے۔

اے اللہ! ہمیں عذابِ نار سے بچا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل نار بارش مانگیں گے تو دوزخ میں سیاہ بادل نمودار ہوگا پس کہیں گے کہ رحمت کی بارش ہے تو وہ ان پر آگ کے پتھر برسائے گا اور ان کے سروں پر سے سانپ اور بچھو گریں گے پھر ہزار سال تک بارش مانگتے رہیں گے تو سیاہ بادل نمودار ہوگا تو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ بارش کا بادل ہے تو وہ ان پر اونٹ کے گردن کے برابر سانپ برسائے گا تو ہزار برس تک ان کا درد نہ جائے گا اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی کہ

”ہم ان کے عذاب پر عذاب زیادہ کریں گے بسبب اس کے کہ تھے وہ فساد کرتے“ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جہنم مالک فرشتے کو ستر ہزار سال فریاد کرتے رہیں گے اور وہ ان بدبختوں کو کچھ جواب نہ دے گا پس جہنمی کہیں گے اے ہمارے پروردگار مالک نے ہمیں کچھ جواب نہیں دیا پھر وہ کہیں گے اے مالک ہمیں چشمہ تسنیم سے پانی دے دو ہماری تو آگ نے ہڈیاں کھالیں اور ہمارے دل آگ نے قطع کر دیئے تو وہ انہیں جہنم کا کھولتا پانی دے گا جب وہ اسے ہاتھوں میں لیں گے تو ان کی انگلیاں گر جائیں گی اور جب پانی منہ میں داخل ہوگا تو ان کی انتڑیاں اور جگر کٹ جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل دوزخ کھانے کا سوال کریں گے تو انہیں جہنم کے درخت زقوم سے کھانے کو دیا جائے گا پس جب وہ زقوم کھالیں گے تو ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلیں گے۔ اور ان کی انتڑیاں پگھل کر ان کے قدموں سے نکلیں گی اور فرمایا: اہل نار کو تانبے کا لباس پہنایا جائے گا جب اسے بدنوں پر رکھیں گے تو ان کی کھالیں اتر جائیں گی اور وہ بدبخت جہنم میں اندھے ہوں گے کہ کچھ نہ دیکھیں گے اور گنگے ہوں گے کہ کچھ نہ بولیں گے بہرے ہوں گے کہ کچھ نہ سنیں گے اور اہل دوزخ کے سوا ہر بھوکا کھانا چاہتا ہے اور ہر مرنے والا زندگی چاہتا ہے لیکن اہل جہنم موت چاہیں گے مگر وہ مریں گے نہیں۔ (دقائق الاخبار)

Scanned with CamScanner

(147)

قلبِ مومن، عرشِ الٰہی

ایک بار کی بات ہے خلیفہ وقت سے کچھ کم فہم لوگوں نے صوفیہ کرام کے ایسے اقوال بیان کئے جو بظاہر الحاد اور بے دینی معلوم ہوتے تھے۔ خلیفہ نے تمام صوفیوں کو بلا کر ان کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ ان اکابر امت میں شیخ جنید بغدادی، شیخ ابوالحسن نوری جیسے بزرگ بھی تھے مگر حضرت جنید نشان فقاہت اور فتوے صادر کرنے کی وجہ سے بچ گئے۔ حضرات شحام و رقام و ابوالحسین نوری رہ گئے۔ جلاد نے تلوار سونتی تو سب سے پہلے شیخ ابوالحسن نوری جلاد کے آگے پہنچ گئے۔ جلاد نے ان سے سبقت کرنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا یہ میں نے اپنے صوفی دوستوں کی خیر خواہی میں کیا تا کہ یہ لوگ چند لمحے اور زندہ رہ لیں۔ یہ سن کر جلاد ششدر رہ گیا اور خلیفہ تک یہ بات پہنچائی۔ خلیفہ اور اس کے دربار والوں کو بھی حیرت ہوئی۔ خلیفہ سے اجازت لے کر قاضی دریافت حال کے لئے آئے تا کہ ان سے دین و شرع کے بارے میں گفتگو کر کے جانچ کر لیں۔ قاضی نے شیخ ابوالحسن نوری سے چند فقہی سوالات پوچھے۔ قاضی کے سوالات سن کر شیخ نے کچھ دیر دائیں طرف دیکھا پھر بائیں طرف گردن گھمائی۔ آخر میں سر جھکا کر توقف کیا۔ اس کے بعد تمام سوالوں کا کامل جواب دے دیا۔ مزید کہا خدائے تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ ہی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، گفتگو کرتے ہیں تو اللہ ہی کے ساتھ کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

خدا بندے سے خود پوچھے

قاضی، حضرت شیخ کی روحانی تقریر سن کر رونے لگا اور کہا جواب دینے سے قبل آپ ادھر ادھر کیا دیکھ رہے تھے؟ شیخ نے فرمایا جو مسائل تو نے پوچھے تھے میں ان سے لاعلم تھا تو میں نے دائیں جانب مقرر فرشتے سے دریافت کیا اسے بھی معلوم نہیں تھا پھر میں نے بائیں جانب والے سے پوچھا وہ بھی نہیں جانتا تھا۔ اس کے بعد میں نے اپنے قلب سے پوچھا تو قلب نے اللہ تعالیٰ سے معلوم کر کے بیان کیا۔ قاضی یہ سن کر حیران رہ گیا اور خلیفہ سے کہا اگر ایسے حضرات زندیق اور بے دین ہیں تو پھر روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں۔

☆......بحر حقائق موضح دقائق شیخ ابوالغیث بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یمن کے چند فقہاء امتحان کی نیت سے گئے، قریب پہنچے تو شیخ نے ان الفاظ سے استقبال کیا "خوش آمدید! میرے غلام کے غلامو!" ان لوگوں کو یہ بات بہت بری معلوم ہوئی۔ وہاں سے لوٹنے کے بعد وہ تمام حضرات شیخ اسمٰعیل بن محمد حضرمی کے پاس پہنچے اور شیخ ابوالغیث کی بات بتائی۔ وہ سن کر مسکرانے لگے اور جواب دیا شیخ ابوالغیث کی بات بالکل سچ ہے تم لوگ خواہش نفس کے غلام ہو اور خواہش نفس ان کی غلام ہے۔

حضرت شیخ ابوالغیث ناخواندہ تھے مگر علماء و فقہاء ان کی خدمت میں آ کر دقیق مسائل دریافت کیا کرتے تھے اور آپ انہیں شافی جواب سے نوازتے۔ (ایضاً)

Scanned with CamScanner

(148)

جنت کی خوشبو

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میرے چچا حضرت سیّدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں نہ جاسکے، جب ان سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا: ''غزوۂ بدر جو کہ مسلمانوں اور کفار کے درمیان پہلی جنگ تھی میں اس میں حاضر نہ ہوسکا۔ اگر اب اللہ رب العزت نے مجھے کسی غزوہ میں شرکت کا موقع دیا تو تو دیکھے گا میں کس بہادری سے لڑتا ہوں' پھر جب غزوۂ احد کا موقع آیا تو کچھ لوگ بھاگنے لگے، میرے چچا حضرت سیّدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''اے میرے پروردگار! ان بھاگنے والوں میں جو مسلمان ہیں میں ان کی طرف سے معذرت خواہ ہوں اور جو مشرک ہیں' میں ان سے بری ہوں''۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ تلوار لے کر میدانِ کارزار کی طرف دیوانہ وار بڑھے۔ راستے میں حضرت سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا: ''اے سعد رضی اللہ عنہ! کہاں جاتے ہو؟ اس پاک پروردگار کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں احد پہاڑ کے قریب جنت کی خوشبو محسوس کررہا ہوں (پھر یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے) واہ جنت کی ہوا کیسی عمدہ، خوشگوار اور پاکیزہ ہے۔ بار بار یہی کلمات دہراتے رہے (اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے)

از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

حضرت سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جیسا کارنامہ انہوں نے سرانجام دیا ہم ایسا نہیں کرسکتے، جب آپ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کو ڈھونڈا گیا تو ہم نے اسے

شہیدوں میں پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر تیروں' تلواروں اور نیزوں کے اسی (80) سے زائد زخم تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے اعضاء جگہ جگہ سے کاٹ دیئے گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو پہچاننا بہت مشکل ہو چکا تھا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو انگلیوں کے نشانات سے پہچانا۔ حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر یہ آیت پڑھ رہے تھے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ

(پ21، الاحزاب 23)

''مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا''۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب قول اللہ تعالیٰ من المومنین رجال صدقوا.....الخ، الحدیث 2805، ص 226، السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب السیر، باب من تبرع بالتعرض للقتل.....الخ، الحدیث 17917، ج 9، ص 75-76)

(149)

عظیم ماں کے عظیم بیٹے

ایک مرتبہ پتھر توڑنے والے چند مزدور حضرت سیّدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''حضور! جس قدر مصیبتوں کا ہمیں سامنا ہے کیا ہم سے پہلے لوگ بھی کبھی ایسی مصیبتوں سے دوچار ہوئے؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی یہ بات سن کر ارشاد فرمایا: ''اگر تم اپنی مصیبتوں اور اپنے سے سابقہ لوگوں کے مصائب کا موازنہ کرو تو تمہیں ان کے مصائب کے سامنے اپنی مصیبتیں ایسے محسوس ہوں گی جیسے آگ کے مقابلے میں دھواں (یعنی ان کی مصیبتیں آگ اور تمہاری مصیبتیں دھوئیں کی طرح ہیں) پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جس کا نام سارہ تھا' اس کے سات بیٹے تھے۔ جس ملک میں وہ رہتی تھی وہاں کا بادشاہ بڑا ظالم تھا۔ وہ لوگوں کو زبردستی خنزیر کا گوشت کھلاتا' جو انکار کرتا اسے قتل کروا دیتا' چنانچہ اس عورت کو بھی اس کے بیٹوں سمیت بادشاہ کے سامنے لایا گیا' اس ظالم بادشاہ نے سب سے بڑے لڑکے کو بلوایا اور کہا: ''یہ خنزیر کا گوشت کھاؤ''۔ اس مردِ مجاہد نے جواب دیا: ''میں اللہ تعالیٰ کی حرام کی گئی چیز کو ہرگز نہیں کھاؤں گا''۔ بادشاہ نے جب یہ سنا تو حکم دیا کہ اسے سخت ترین سزا دی جائے' جلاد آگے بڑھا اور اس کے ہر ہر عضو کو کاٹ ڈالا اور اسے شہید کر دیا۔

ظلم و ستم کی انتہا

پھر ظالم بادشاہ نے اس سے چھوٹے لڑکے کو بلایا اور اس کے سامنے بھی خنزیر کا

گوشت رکھتے ہوئے کہا: ''اسے کھاؤ''۔ اس نے بھی جرأت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا: ''میں اللہ تعالیٰ کی حرام کی گئی اشیاء کبھی بھی نہیں کھاؤں گا'' یہ سن کر ظالم بادشاہ آگ بگولا ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ ایک تانبے کی دیگ میں تیل ڈال کر اسے آگ پر رکھ دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب تیل خوب گرم ہو گیا تو اس نوجوان مجاہد کو تیل میں ڈال دیا گیا۔ اس طرح اس نے بھی جامِ شہادت نوش کر لیا۔ پھر بادشاہ نے اس سے چھوٹے کو بلایا اور کہا: ''یہ گوشت کھاؤ''۔ اس نے بادشاہ سے کہا: ''تو ذلیل و کمزور ہے' تو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں' تو مجھے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کسی بات پر ہرگز آمادہ نہیں کر سکتا' جو تیرے جی میں آئے تو کر لے لیکن میں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کبھی بھی نہیں کھاؤں گا''۔ بادشاہ یہ سن کر ہنسنے لگا اور لوگوں سے کہنے لگا: ''کیا تم جانتے ہو کہ اس نے مجھے گالی کیوں دی؟'' اس نے یہ سوچ کر مجھے گالی دی ہے کہ میں گالی سن کر طیش میں آ جاؤں گا اور فوراً اسے قتل کرنے کا حکم دے دوں گا' اس طرح یہ آسانی سے موت کے گھاٹ اتر جائے گا لیکن میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا پھر اس ظالم بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سخت سے سخت سزا دی جائے۔

جبر و بربریت کا مظاہرہ

چنانچہ ظالم بادشاہ کے حکم پر پہلے اس نوجوان کی گردن کی کھال کاٹی گئی پھر اس کے سر اور چہرے کی کھال اتار لی گئی اور اس طرح اسے بھی شہید کر دیا گیا۔ بادشاہ نے اسی طرح مختلف ظالمانہ انداز میں باقی بھائیوں کو بھی شہید کروا دیا' آخر میں سب سے چھوٹا بھائی بچا۔ بادشاہ نے اس کی والدہ کو بلایا اور کہا: ''میں تیرا بھی یہی حشر کروں گا' اگر تو اپنی اور اپنے اس بیٹے کی سلامتی چاہتی ہے تو اسے تنہائی میں لے جا کر سمجھا۔ اگر یہ ایک لقمہ کھانے پر راضی ہو گیا تو میں تم دونوں کو چھوڑ دوں گا۔ پھر تم من پسند زندگی گزارنا''۔ اس عورت نے کہا: ''ٹھیک ہے' میں اسے سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں''۔ پھر وہ اپنے بیٹے کو تنہائی میں لے گئی اور کہا: ''اے میرے لختِ جگر! کیا تو جانتا ہے کہ

Scanned with CamScanner

تیرے بھائیوں میں سے ہر ایک پر میرا حق ہے اور تجھ پر میرے دو حق ہیں' وہ اس طرح کہ میں نے تیرے بھائیوں کو دو دو سال دودھ پلایا تھا۔ تیری پیدائش سے چند دن قبل تیرے والد کا انتقال ہو گیا پھر جب تیری ولادت ہوئی تو تو بہت زیادہ کمزور تھا۔ مجھے تجھ پر بڑا ترس آیا اور میں نے تیری کمزوری اور تجھ سے اپنی شدید محبت کی وجہ سے تجھے چار سال دودھ پلایا۔ میں تجھے اللہ تعالیٰ اور اس احسان کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ جو میں نے تجھ پر کیا کہ تو ہرگز اس چیز کو نہ کھانا جسے اللہ رب العزت نے حرام کیا ہے اور برزو قیامت اپنے بھائیوں سے اس حال میں نہ ملنا کہ تو ان میں سے نہ ہو''۔ جب سعادت مند بیٹے نے ماں کی یہ باتیں سنیں تو کہا: ''میں تو ڈر رہا تھا کہ شاید آپ مجھے خنزیر کا گوشت کھانے پر ابھاریں گی لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے تم جیسی عظیم ماں عطا فرمائی''۔

یہ تھی بادشاہ کی ضد اور اہل ایمان کی استقامت

پھر وہ عورت اپنے بیٹے کو لے کر بادشاہ کے پاس آئی اور کہا: ''یہ لو اب یہ وہی کرے گا جو میں نے اس سے کہا ہے''۔ بادشاہ بڑا خوش ہوا اور اس کی طرف خنزیر کا گوشت بڑھاتے ہوئے کہا: ''یہ لو' اس میں سے کچھ کھا لو''۔ یہ سن کر بہادر نوجوان نے جواب دیا: ''خدا کی قسم! میں ہرگز اس چیز کو نہیں کھاؤں گا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے''۔ بادشاہ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا۔ چنانچہ اس ظالم نے اس مرد مجاہد کو بھی شہید کروا دیا۔ اسی طرح یہ بھی اپنے بھائیوں سے جا ملا۔ پھر بادشاہ نے اس عظیم عورت سے کہا: ''میرا خیال ہے کہ مجھے تیرے ساتھ بھی وہی سلوک کرنا پڑے گا جو تیرے بیٹوں کے ساتھ کیا ہے۔ اے بڑھیا! تیری ہلاکت ہو' تو صرف ایک لقمہ ہی کھا لے تو میں تجھے منہ مانگا انعام دوں گا اور جو تو کہے گی میں وہی کروں گا' تو صرف ایک لقمہ کھا لے' پھر عیش و عشرت کی زندگی گزار''۔ یہ سن کر اس عظیم ماں نے جواب دیا: ''اے ظالم! تو نے میرے بچوں کو میرے سامنے مار ڈالا اور اب تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے کہنے پر اللہ

تعالیٰ کی نافرمانی بھی کروں' اپنے بچوں کی موت کے بعد مجھے زندگی سے کوئی سروکار نہیں۔ خدا کی قسم! تو جو کچھ کر سکتا ہے کر لے' میں کبھی اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ شئے نہیں کھاؤں گی''۔ یہ سن کر اس سفاک وظالم بادشاہ نے اسے بھی شہید کروا دیا۔ اس طرح اس عظیم ماں کی روح بھی اپنے عظیم فرزندوں سے جا ملی (سبحان اللہ تعالیٰ! ان سب نے ایک ایک کر کے اپنی جانیں تو دے دیں لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کی۔ (عیون الحکایات)

(150)

شہادت کی دعا

غزوۂ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار کا لشکر روانہ فرمایا۔ ان میں مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اصحاب سیر نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کرنے لگے تو وہ رونے لگے۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا میں دنیا سے محبت یا تم سے عشق کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں بلکہ اس لئے رو رہا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا یعنی ”تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا اس جہنم پر گزر نہ ہو، یہ اللہ جل شانہ کا حتمی اور اٹل فیصلہ ہے“۔ معلوم نہیں: اس پر گزرتے ہوئے میرا کیا بنے گا؟ مسلمانوں نے انہیں تسلی دی اور کہا: ”اللہ آپ کو ہماری طرف صحیح وسلامت لوٹائے“ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے جن میں انہوں نے اپنے لئے شہادت کی دعا مانگی ہے:

لكنني أسأل الرحمن مغفرة
وضربةً ذات فرعٍ تقذف الزبدا
او طعنةً بيدى حران مجهزة
بحربة تنفذ الاحشاء والكبدا
حتى يقولوا اذا مروا على جدثي
ارشدك الله من غاز وقد رشدا

اشعار کا مفہوم یہ ہے کہ ”لیکن میں تو اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کرتا ہوں اور ایسے زخم کا کہ جو رگوں میں اتر جائے، انتڑیوں کو کاٹ دے اور جگر پارہ پارہ ہو جائے یہاں تک کہ لوگ میری قبر کے پاس سے گزریں تو کہیں اللہ تعالیٰ اس غازی پہ راضی ہوا اور یہ ہدایت والا تھا“۔

چنانچہ وہ اسی غزوہ میں شہید ہوئے۔

(کامل ابن اثیر، ج 2، ص 154 وتاریخ طبری، ج 2، ص 219)

Scanned with CamScanner

(151)

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ

عیسیٰ بن حازم کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بن ادھم جب جہاد کے لئے تشریف لے جاتے تو اپنے ساتھیوں سے دو شرطیں لگاتے۔ ایک یہ کہ خدمت میں کروں گا' دوسرے یہ کہ اذان میں دوں گا۔

ایک مرتبہ ان کے ساتھیوں نے کہا: ہم نے جہاد پر جانے کا ارادہ کرلیا ہے۔ اگر آپ ہمارے کھانے سے کھائیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔ انہوں نے فرمایا شاید اللہ تعالیٰ ایسا ہی کردے۔ میں فلاں سے قرض لے لوں گا' تاکہ دوسروں پر بوجھ نہ بنوں۔

پھر سجدہ میں گر پڑے اور روئے اس قدر روئے کہ آنسو ان کے رخساروں پر بہنے لگے پھر فرمایا ہائے افسوس میں نے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر بندوں کی طرف رجوع کیا' اب میں خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں' بندوں کے سامنے ذلت اٹھانے کے بعد' پھر دریا کی طرف چلے گئے اور دریا میں پاؤں لٹکا کر فرمانے لگے:

اے اللہ! جو کچھ میرے دل میں اس سے پہلے آیا تھا وہ میری غلطی اور نادانی کی وجہ سے تھا۔ اگر تو مجھے اس پر سزا دے تو میں اس کا مستحق ہوں اور اگر تو مجھے معاف کردے تو شان والا ہے ایسا بھی کرسکتا ہے اور تو میری ضرورت کو جانتا ہے میری ضرورت پوری فرما۔ پھر اس کے دل میں یہ بات آئی کہ وہ دائیں طرف دیکھے۔ جب اس نے دائیں طرف دیکھا تو تقریباً چار سو دینار پڑے تھے۔ ان میں سے ایک دینار لیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آگئے اور سفر شروع کردیا۔ (حلیۃ ج 8' صفحہ 6)

اے اللہ! میرے کرائے کا انتظام فرما

سعید بن صدقہ کہتے ہیں: حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک کشتی میں سوار ہوئے' کشتی والے نے کہا دو دو دینار دو۔ سب نے دیئے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرے پاس ابھی نہیں ہیں' آگے چل کر دوں گا۔ اس نے کہا ہم سمندر میں سفر کر رہے ہیں' آگے کہاں سے دے گا؟ فرمایا دوں گا۔ کشتی ایک جزیرہ کے پاس رکی' کشتی والے نے پھر کہا دینار دو۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اتر کر جزیرے کی طرف چل دیئے۔ ایک شخص ان کے پیچھے اس طرح گیا کہ ان کو خبر نہ ہو۔ انہوں نے جا کر دو رکعت پڑھیں۔ پھر فرمایا: اے اللہ! اس شخص کا مجھ پر حق ہے تو عطاء فرمادے۔ جب سجدے سے سر اٹھایا تو دنانیر کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔

وہ صاحب کھڑا تھا اس نے کہا اپنی اجرت کے بقدر لے لے زیادہ نہ لینا اور کسی کو اس واقعہ کی خبر نہ دینا۔

پھر واپس آئے' سفر شروع کیا۔ اچانک طوفان آ گیا۔ اندھیرا چھا گیا۔ لوگ پریشان ہوگئے۔ ملاح نے کہا دینار والے صاحب کہاں ہیں' یعنی ان سے دعا کرواؤ۔ لوگوں نے حضرت ابراہیم بن ادھم سے کہا حضرت لوگوں کے لئے دعائیں فرمائیں لوگ پریشان ہیں۔

یہ سن کر حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا: اے رب تو نے ہمیں قدرت دکھائی ہے (کہ تو مٹی سے دنانیر نکال سکتا ہے) اب تو ہمیں اپنی رحمت اور معافی بھی دکھلا' کشتی حرکت سے رک گئی اور چلنے لگی۔ (حلیۃ ج 8' صفحہ 8)

عبرت انگیز اشعار

ابراہیم بن بشار کہتے ہیں: مجھے ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے بتلایا کہ میں شام کے بعض شہروں سے گزرا وہاں ایک پتھر تھا جس پر عربی رسم الخط میں یہ لکھا ہوا تھا:

Scanned with CamScanner

کُلُّ حَیٍّ وَّاِنْ بَقِیَ فَمِنَ الْعَیْشِ یَسْتَقِیْ
فَاعْمَلِ الْیَوْمَ وَاجْتَهِدْ وَاحْذَرِ الْمَوْتَ یَاشَقِیْ

ترجمہ: ''اگر چہ بقا ہے ہر زندہ کے لئے لیکن زندگی کا پیاسا ہے' پس آج عمل اور کوشش کر اور موت سے ڈر اے بدبخت''۔

فرماتے ہیں: کھڑا ہوا پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا' اچانک ایک شخص غبار آلود بکھرے بالوں والا آیا۔ اس نے کہا تو کیوں روتا ہے؟ میں نے یہ لکھا دیکھا تو رو پڑا' اس نے کہا پہلے نصیحت حاصل کر پھر رو' پھر وہ مجھے ایک دوسرے پتھر کے پاس لے گیا اور اس پر بھی بڑے نصیحت آمیز اشعار لکھے ہوئے تھے۔

(حلیہ' ج 8' صفحہ 12)

☆......ایک دن حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ابی ضمرہ صوفی کو ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمایا تو ہنستا ہے حالانکہ تو موت کو جانتا ہی نہ معلوم کس وقت آ جائے موت کے بعد کیا ٹھکانہ ہو گا۔ جنت یا جہنم پھر رو پڑے اور اس قدر روئے کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (حلیہ' ج 8' صفحہ 13)

☆......یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ میں نے شریک سے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا گیا تو رو پڑے اور اس سوال پر نادم ہوئے پھر سر اٹھایا اور فرمایا: جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا وہ اسی میں مشغول ہو گیا اور جس نے اپنے رب کو پہچان لیا وہ اسی میں مشغول ہو گیا۔ اس کی دوسری کوئی مشغولیت نہیں ہے۔

(حلیہ' ج 8' صفحہ 18)

نصیحت کی بات

ابراہیم بن بشار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خالد بن صفوان سے کہا تھا کہ مجھے مختصر نصیحت کر۔ خالد نے کہا: اے امیر المومنین! بعض لوگوں نے بادشاہوں کو ان کی تعریفیں کر کے دھوکہ دیا' پس تجھ پر کسی کا جہل غالب نہ ہو جب کہ تو خود اپنے نفس کو پہچانتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ پکڑتا ہوں کہ لوگوں کی باتوں سے ہم تکبر کرنے لگیں یا ان کی تعریف سن کر ہم خوش ہوں یا ہم خواہشات کی طرف متوجہ ہوں' پھر حضرت ابراہیم بن ادھم رو پڑے اور فرمایا میں بھی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں اپنے لئے خواہشات کی اتباع میں پڑنے سے۔ (حلیہ' ج 8' صفحہ 18)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی کِتَابِہٖ الْکَرِیْم

(152)

داڑھی مبارک کا شرعی حکم

داڑھی منڈانا یا داڑھی کاٹ کر ایک مشت سے کم چھوٹی کرانا گناہ ہے اور جو ایسا کرے وہ فاسق ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

1- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھوں کو جڑ سے کاٹو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔ (ترمذی، ج3، ص100)

2- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو کاٹنے اور داڑھیوں کے بڑھانے کا حکم دیا ہے۔

3- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کاٹو۔

(مشکوۃ، ج2، ص380 بحوالہ بخاری ومسلم)

4- حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مونچھوں میں سے کچھ بھی نہ کٹائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(مشکوۃ، ج2، ص381 بحوالہ ترمذی وغیرہ)

داڑھی ایک مشت سے بڑی ہونے پر اگر بری لگتی ہو اور چہرے کے حسن و جمال کو بگاڑتی ہو تو چہرے کو حسین بنانے کے لئے داڑھی کو برابر کرنے کے لئے داڑھی کا کچھ حصہ کاٹنا جائز ہے بشرطیکہ ایک مشت سے کم نہ ہونے پائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(153)

اقسامِ عذاب بقدر اعمال عباد

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْجُوْا اُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ مِنْ بَعْدِ سِتِّيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ .... وَاَطْعَمَهُمْ فَيَجْمَعُهُمْ فِيْ فَمِهٖ وَيَرْجِعُ اِلٰى جَهَنَّمَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّقَاوَةِ ۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ ساٹھ ہزار سال بعد آگ سے نجات پائیں گے اور میری امت سے یہ وہ گروہ ہے، جو حرام گوشت سے فربہ ہوئے اور دین میں لاغر۔ لباس پہنے مگر طاعت سے عاری رہے، عالم تھے لیکن علم پر عمل نہ کیا انہوں نے ظاہر دنیاوی زندگی سمجھی حالانکہ وہ آخرت سے کماتے تھے اور وہ اہل بازار میں سے غافل جاہل تھے بے دھڑک جو چاہتے مال حاصل کر لیتے اس کا خوف نہ کرتے کہ وہ دوزخ کے کون سے دروازے سے آگ میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ اگر تو عہد توڑنے اور خیانت کرنے والے کو دیکھے کہ جب وہ منہ کے بل گھسیٹ کر آگ کی طرف لائے جائیں گے اور جہنم میں پھینکے جائیں گے۔

ان کا ہر عضو اپنی جگہ سے جدا ہوگا اور ہر رگ اپنی جگہ سے جدا اور ان کا دل جدا اور ہلاکت ہے عہد توڑنے اور خیانت کرنے والے کے لئے اور تو ان

Scanned with CamScanner

دونوں کو زقوم کے درخت پر سولی چڑھے دیکھے گا اور آگ ان کی شرم گاہوں سے داخل ہو گی اور کانوں آنکھوں سے نکلے گی اور وہ شیطان کے ساتھ زنجیروں سے جکڑے جائیں گے اور طوق ان کے دانتوں سے لٹکائے جائیں گے اور ان کے دماغ پگل کر ناک کے سوراخوں سے بہتے ہوں گے اور پلک جھپکنے کے وقت بھی سکون نہیں پائیں گے اور بے شک کفار عہد توڑنے اور خیانت کرنے والے کے عذاب سے پناہ مانگیں گے اور عہد شکنندہ اور خائن تارک نماز سے امان مانگیں گے اور تارک نماز زانی کے عذاب سے امان چاہے گا اور زانی سود خور کے عذاب سے پناہ مانگے گا اور عہد شکنی کرنے والا اور خائن اور زانی اور سود خور اور تارک نماز یہ سب جہنم میں چالیس ہزار برس تک عذاب دیئے جائیں گے۔

حقب کتنے سال کا ہوگا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر سمندروں کا پانی سیاہی اور سب درخت قلمیں اور جن وانس لکھنے لگیں تو سمندر ختم ہو جائیں پھر اس کی مثل ستر ہزار اور سیاہی لائی جائے تو وہ سب سیاہی ختم ہو جائے گی اور سب جن و انس دوزخ کے حقب کے عدد لکھنے سے قبل فنا ہو جائیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’وہ جہنم میں کئی حقب رہیں گے‘‘۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ حقب کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا: حقب چار ہزار سال کا ہے۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ سال کتنے ماہ کا ہوگا۔ فرمایا: چار ہزار ماہ کا۔ انہوں نے عرض کی دن کتنی ساعت کا ہوگا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ستر ہزار ساعت کا اور ہر ساعت دنیا کے سالوں سے ایک سال کی ہوگی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت ہو

گی تو جہنم سے ایک سانپ نمودار ہوگا جس کا نام حریش ہے اور وہ بچھو کی جنس سے پیدا ہوگا اور اس کا سر ساتویں آسمان تک ہوگا اور اس کی دم ساتویں زمین کے نیچے تک اور ہر سال میں ہزار بار ندا کرے گا کہ قطع رحم کرنے والا کہاں ہے اور شراب پینے والا کہاں ہے تو حضرت جبرائیل کہیں گے حریش تم کیا چاہتے ہو؟ حریش کہے گا میں پانچ شخصوں کو چاہتا ہوں‘ کہاں ہے جس نے نماز کو چھوڑا اور کہاں ہے جس نے زکوٰۃ کو روکا اور کہاں ہے جس نے شراب کو پیا اور کہاں ہے جس نے سود کھایا اور کہاں ہے جو مسجدوں میں دنیاوی باتیں کرتا تھا‘ میں ان کو کھاؤں گا پس ان سب کو وہ منہ میں لے گا اور جہنم کی طرف چلا جائے گا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں بدبختی سے۔ (دقائق الاخبار)

Scanned with CamScanner

(154)

علمِ لدُنی اس کو کہتے ہیں

شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے صوفیہ کو انبیاء کے بعد سب سے مقرب بنایا، اپنے اور تمام بندوں پر انہیں فضیلت عطا کی۔ امت محمدیہ میں ان کے قلوب کو اپنے اسرار و معارف کا مرکز قرار دیا اور انہیں برکات و انوار کے ساتھ خصوصیت بخشی۔ بشری کدورتوں سے پاک اور منزہ کر کے انہیں مشاہدات کے بلند میناروں پر بٹھایا۔ انہیں ہر وقت لطف حضوری سے نوازا۔ انہیں آداب عبودیت کی توفیق مرحمت فرمائی۔ اپنے رسالہ کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں:

لوگوں کی دو قسمیں ہیں ایک اہل نقل و اثر، دوسرے اہل عقل و فکر لیکن اس پاک جماعت (صوفیہ کرام) کے شیوخ ان دونوں پر سبقت لے گئے ہیں جو چیز لوگوں کے لئے غائب ہے ان کے لئے حاضر ہے، جو دوسرے لوگوں کا مقصود ہے وہ ان کے پاس موجود ہے۔ دوسرے لوگ اہل استدلال ہیں اور وہ اہل وصال، نیز فرمایا: ''ہر دور میں ایک شیخ کامل ہوتا ہے اسے توحید میں بڑا رسوخ حاصل ہوتا ہے۔ امام قوم اور علماء وقت کا رہنما اور مقتدا ہوتا ہے اور اس زمانے کے علماء اس کے مطیع و منقاد ہوتے ہیں اور اس کے سامنے ادب اور تواضع سے حاضری دیتے ہیں اور فیض صحبت سے مالا مال ہوتے ہیں''۔

(روض الریاحین)

پردے آنکھوں پہ ہیں اور دل پہ لگے تالے ہیں

ظلمت شب میں بھٹکتے ہیں زمانے والے — لوگ گھنگور اندھیروں کا گلہ کرتے ہیں

اور مردانِ خدا شمع محبت لے کر — روزِ روشن کی طرح شب میں چلا کرتے ہیں
کیسے سما سکے گا وہ عالم شش جہات میں — اپنے کو جس نے گم کیا جلوۂ نور ذات میں
روئے زمیں پہ جسم ہے، عشق میں اسکا چور چور — عرش علیٰ پہ روح ہے کھوئی تجلیات میں
طاعت رب دو عالم میں جو متوالے ہیں — درحقیقت وہی اکرام و نعم والے ہیں
زرد رو، خستہ بدن، بال پریشان، غمگین — آنکھ اشکوں سے ہے تر، آہ ہے اور نالے ہیں
چھوڑ کر سارا جہاں ان کی گلی تھامی ہے — بسترے قرب کی دہلیز پہ لاڈلے ہیں
جو خدا کے ہیں، خدائی پہ ہے ان کی شاہی — سب انہی کا ہے جو ہر طرح خدا والے ہیں
کوئی محرم بھلا، شان ولی کیا جانے — پردے آنکھوں پہ ہیں اور دل پہ لگے تالے ہیں

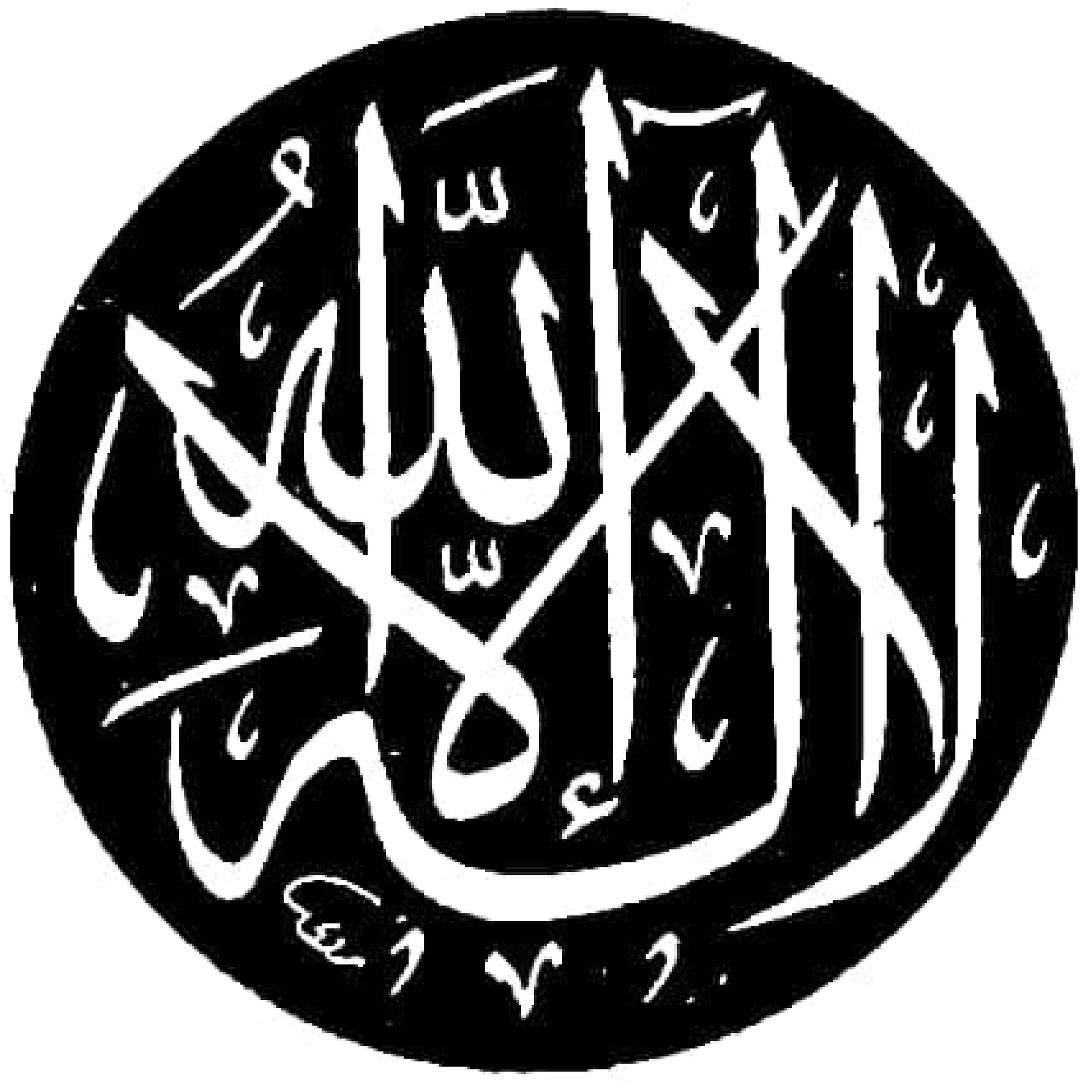

(155)

اللہ دیکھ رہا ہے

حضرت سیّدنا اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اکثر رات کے وقت مدینہ منورہ کا دورہ فرماتے تاکہ اگر کسی کو کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کریں۔ ایک رات میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ چلتے چلتے اچانک ایک گھر کے پاس رک گئے۔ اندر سے ایک عورت کی آواز آ رہی تھی ”بیٹی دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دو“۔ لڑکی یہ سن کر بولی ”امی جان! کیا آپ کو معلوم نہیں: امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کیا حکم جاری فرمایا ہے؟“ اس کی ماں بولی ”بیٹی! ہمارے خلیفہ نے کیا حکم جاری فرمایا ہے؟“ لڑکی نے کہا: ”امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کروایا ہے کہ کوئی بھی دودھ میں پانی نہ ملائے“۔

ماں نے یہ سن کر کہا: ”بیٹی! اب تو تمہیں حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نہیں دیکھ رہے انہیں کیا معلوم کہ تم نے دودھ میں پانی ملایا ہے جاؤ اور دودھ میں پانی ملا دو“۔ لڑکی نے یہ سن کر کہا: ”خدا کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتی کہ ان کے سامنے تو ان کی فرمانبرداری کروں اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی نافرمانی کروں۔ اس وقت اگرچہ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نہیں دیکھ رہے لیکن میرا رب تو مجھے دیکھ رہا ہے میں ہرگز دودھ میں پانی نہیں ملاؤں گی“۔

رشتے کا معیار

حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ماں بیٹی کے درمیان ہونے والی

تمام گفتگو سن لی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: ”اے اسلم! اس گھر کو اچھی طرح پہچان لو“۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ ساری رات اسی طرح گلیوں کا دورہ کرتے رہے، جب صبح ہوئی تو مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: ”اے اسلم! اس گھر کی طرف جاؤ اور معلوم کرو کہ یہاں کون کون رہتا ہے اور یہ بھی معلوم کرو کہ وہ لڑکی شادی شدہ ہے یا کنواری؟“

حضرت سیّدنا اسلم فرماتے ہیں: ”میں اس گھر کی طرف گیا اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس گھر میں ایک بیوہ عورت اور اس کی بیٹی رہتی ہے اور اس کی بیٹی کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی“۔ معلومات حاصل کرنے کے بعد میں حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں ساری تفصیل بتائی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میرے تمام صاحبزادوں کو میرے پاس بلا کر لاؤ“۔ جب سب آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا ”کیا تم میں سے کوئی شادی کرنا چاہتا ہے؟“ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عرض کی ”ہم تو شادی شدہ ہیں“۔

پھر حضرت سیّدنا عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: ”ابا جان! میں غیر شادی شدہ ہوں، میری شادی کرا دیجئے“۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کو اپنے بیٹے سے شادی کے لئے پیغام بھیجا جو اس نے بخوشی قبول کر لیا۔ اس طرح حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی شادی اس لڑکی سے ہو گئی اور پھر ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی“۔ (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(156)

عشق بلاخیز کا قافلہ سخت جان

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' میں حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں رومیوں سے جنگ کے دوران آپ چند مسلمانوں کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ شاہ روم نے ان سے کہا: آپ نصرانی بن جائیں تو میں آپ کو اپنی حکومت میں شریک کرلوں گا لیکن حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے نصرانیت قبول کرنے سے انکار کردیا جس کی وجہ سے شاہ روم نے انہیں تختہ دار پر باندھ کر حکم دیا کہ ان پر تیر برسائے جائیں لیکن جب دیکھا کہ آپ کے چہرے پر کسی قسم کے خوف کے آثار نہیں ہیں تو وہاں سے انہیں اتارا اور حکم دیا کہ دیگ میں پانی گرم کرکے کھولتے ہوئے پانی میں انہیں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ دیگ میں ڈالنے کے لئے جب انہیں دیگ کے قریب لے جایا گیا تو رونے لگے۔ شاہ روم نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے ''رو اس لئے رہا ہوں کہ میری تمنا ہے کہ میرے لئے سو جانیں ہوں اور ہر جان قربانی کا اس طرح نذرانہ پیش کرکے اپنے رب کے حضور حاضر ہو۔ شاہ روم کو بڑی حیرت ہوئی۔ کہنے لگا: ''تم میرے سر کو بوسہ دیدو' میں تمہیں چھوڑ دوں گا''۔ فرمانے لگے ''صرف مجھے نہیں' میرے ساتھیوں کو بھی''۔ شاہ روم نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر کو بوسہ دیا اور شاہ روم نے حسب وعدہ تمام مسلمان قیدیوں کو آزاد کردیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے سر کو بوسہ دیا۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ' ج 2' ص 296-297' رقم الترجمۃ' 4622)

(157)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابراہیم بن اشعث فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت فضیل سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عظمت پہچاننے والا نہیں دیکھا۔ وہ جب اللہ جل شانہ کا تذکرہ کرتے یا ان کے پاس ذکر کیا جاتا یا قرآن سنتے تو خوف اور حزن کے ان پر نمایاں آثار نظر آتے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے اور اس قدر روتے کہ لوگوں کو ان پر ترس آنے لگتا۔

ہمیشہ غم اور فکر میں رہتے' اس قدر روتے کہ لوگوں کو ان پر ترس آنے لگا۔ ان کا لینا' دینا' محبت کرنا' عداوت رکھنا یعنی تمام کام اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتے تھے۔

(حلیۃ' ج 8' صفحہ 84)

☆..... حضرت ابراہیم بن اشعث فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ بن عیاض کے ساتھ جنازہ کے لئے نکلے' وہ لگاتار اپنے ساتھیوں کو نصیحت کرتے رہے اور روتے رہے گویا کہ وہ آخرت کی طرف جارہے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو الوداع کررہے ہیں۔

پھر ایک طرف بیٹھ گئے کہ وہ مردوں کے درمیان بیٹھے ہیں غم زدہ تھے اور روتے تھے جب فارغ ہوکر لوٹے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آخرت سے لوٹ کر آئے ہیں وہاں کی خبر دیتے (اور روتے تھے)۔ (حلیۃ' ج 8' صفحہ 84)

☆..... اسحاق بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں نے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے اے خدا اگر مجھے جہنم میں ڈالنا ہو تو ایسی جگہ ڈالنا جہاں میں ناامید نہ

Scanned with CamScanner

ہو جاؤں۔ اسحاق کہتے ہیں: میں عرفات میں حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا۔ میں نے ان کی کوئی دعا نہیں سنی بلکہ وہ اپنا دایاں ہاتھ رخسار پر رکھے ہوئے تھے اور رو رہے تھے۔ یہاں تک کہ لوگ مزدلفہ کی طرف چلے تو فرمایا: اے رب تجھ ہی سے معافی کا طلب گار ہوں تجھ ہی سے معافی کا طلب گار ہوں تجھ ہی سے معافی کا طلب گار ہوں۔

(حلیہ ج 8 'صفحہ 88)

آخرت کا کھٹکا

اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سچائی سے زیادہ کوئی چیز انسان کو زینت دینے والی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سچوں سے ان کے سچ کے بارے میں سوال کرے گا ان میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بھی ہوں گے' پھر جھوٹوں کا کیا حال ہوگا؟ پھر رو پڑے' پھر فرمایا کل قیامت کے دن کتنے بدبختوں کے حالات کھل کر سامنے آجائیں گے جس روز سارے جمع ہوں گے۔

(حلیہ ج 8 'صفحہ 108)

☆......عبدالصمد بن یزید کہتے ہیں: میں نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ مومن دنیا میں پریشان رہتا ہے اور آخرت کے لئے توشہ تیار کرتا رہتا ہے بہت کم خوش نظر آتا ہے پھر رو پڑے۔ (حلیہ ج 8 'صفحہ 110)

☆......حضرت ابراہیم بن اشعث کہتے ہیں: میں نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو ایک رات دیکھا وہ سورۂ محمد کی یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ .

ترجمہ: اور ہم ضرور تم سب کی آزمائش کریں گے تاکہ ہم ان لوگوں کو دیکھ لیں جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں اور جو ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تاکہ تمہاری حالتوں کی جانچ کر لیں۔

جانچ پڑتال کا دن

اور بار بار کہتے تھے وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ہم تمہاری حالتوں کی جانچ کریں گے اور فرماتے تھے اگر تو نے ہماری حالتوں کی جانچ پڑتال کی تو ہم رسوا ہو جائیں گے اور ہلاک ہو جائیں گے' اے رب اگر تو نے ہمارے حالات کی جانچ پڑتال کی تو گویا ہم کو تو نے ہلاک کر دیا اور ہمیں عذاب میں ڈال دیا اور روتے تھے اور فرماتے تھے وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ۔ (حلیہ ج 8 'صفحہ 111)

☆......ابن حارث کہتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ عابدہ زاہدہ حضرت شعوانہ کے پاس گئے اور کہا ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر' اس نے کہا: اے فضیل! تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کیا چیز ہے؟

کیونکہ اگر تیرا معاملہ اس سے صاف ہو تو جو تو مانگے قبول ہو۔ یہ سن کر حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ (رو پڑے) اور چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا: اے رب' ہمیں اپنی اطاعت سے عزت دے اور ہمیں گناہوں سے ذلیل نہ کر۔

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء' ج 8 'صفحہ 113)

(158)

وہ لباس جو پہننا منع ہے

جن کپڑوں کو پہننا اور اوڑھنا شریعت میں منع ہے۔ ان کو استعمال کرنا گناہ کا کام ہے لہٰذا ان کو استعمال نہیں کرنا چاہئے اس بارے میں مندرجہ ذیل حدیثوں کو بغور پڑھئے اور ہدایت کا نور حاصل کیجئے۔

1- حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو تکبر سے اپنے تہبند کو ٹخنے کے نیچے گھسیٹے۔

2- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو گھمنڈ سے اپنے کپڑے کو زمین پر گھسیٹتا ہوا چلے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔ (مشکوٰۃ 'ج2' ص373 بحوالہ بخاری و مسلم)

3- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص گھمنڈ سے اپنے تہبند کو گھسیٹتا ہوا چل رہا تھا تو وہ زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ اسی طرح قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

(مشکوٰۃ 'ج2' ص373 بحوالہ بخاری)

4- حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کپڑا ٹخنوں کے نیچے ہے وہ جہنم میں ہے۔

(مشکوٰۃ 'ج2' ص373 بحوالہ بخاری)

5- حدیث: امیر المومنین حضرت عمر وانس وابن زبیر وابوامامہ رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ریشمی لباس دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اس لباس کو نہیں پہنے گا۔

(مشکوٰۃ 'جلد2' ص373 بحوالہ بخاری و مسلم)

6- حدیث: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی نے ریشمی لباس بطور ہدیہ کے بھیج دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو میرے پاس بھیج دیا اور میں نے اس کو پہن لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کپڑے کو تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس کو پہنو بلکہ اس لئے بھیجا تھا کہ تم اس کو پھاڑ کر عورتوں کی اوڑھنی بنالو۔

(مشکوٰۃ 'ج2' ص374 بحوالہ بخاری و مسلم)

7- حدیث: حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور مشرکین کے درمیان یہ فرق ہے کہ ہم ٹوپیوں کے اوپر عمامہ باندھتے ہیں اور مشرکین بغیر ٹوپیوں کے عمامہ باندھتے ہیں۔

(مشکوٰۃ 'ج2' ص374 بحوالہ ترمذی)

دس چیزوں کی ممانعت

8- حدیث: حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے منع فرمایا (1 دانتوں کو ریتی سے رگڑ کر پتلا کرنے سے۔ (2) گودنے گدوانے سے۔ (3) بھنوؤں اور چہرے کے بال نوچنے سے۔ (4) ننگے بدن مرد کو مرد کے ساتھ لیٹ کر سونے سے۔ (5) ننگے بدن عورت کو عورت کے ساتھ لیٹ کر سونے سے۔ (6) اپنے کپڑوں کے نیچے ریشمی کپڑا اس طرح رکھنے سے جیسے عجمی لوگ کرتے ہیں۔ (7) اپنے کندھوں پر ریشمی کپڑا رکھنے سے جیسے عجمی لوگ کرتے ہیں۔ (8) لوٹ مار کرنے سے۔ (9) چیتے کی کھال پر بیٹھنے اور سوار ہونے سے۔

Scanned with CamScanner

(10) انگوٹھی سے مگر حاکم کے لئے۔ (مشکوٰۃ' ج2' ص376 بحوالہ ابوداؤد و نسائی)

9- حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سرخ رنگ کا جوڑا پہن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے گزرا اور سلام کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (مشکوٰۃ' ج2' ص374 بحوالہ ترمذی وابوداؤد)

10- حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے سونا اور ریشمی کپڑا اپنی امت کی عورتوں کے لئے حلال کیا ہے اور اپنی امت کے مردوں پر ان دونوں کو حرام کیا ہے۔

(مشکوٰۃ' ج2' ص375 بحوالہ ترمذی)

11- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کسی قوم سے مشابہت رکھے گا وہ اسی قوم میں شمار ہوگا۔

(مشکوٰۃ' ج2' ص375 بحوالہ ابوداؤد)

مسائل ضروریہ

مندرجہ بالا حدیثوں سے مندرجہ ذیل مسائل ثابت ہوئے۔

(1) گھمنڈ یعنی تکبر سے ٹخنوں کے نیچے پائجامہ یا تہبند یا کرتا لٹکانا منع اور حرام ہے۔

(2) مردوں کو ریشمی کپڑا اور سونا پہننا حرام ہے اور عورتوں کے لئے جائز ہیں۔

(3) بغیر ٹوپی کے عمامہ نہیں باندھنا چاہیے۔

(4) سرخ رنگ کا کپڑا جس میں کسی دوسرے رنگ کی دھاری نہ ہو مردوں کے لئے مکروہ ہے اور عورتوں کے لئے کوئی حرج نہیں۔

(5) دانت کو ریتی سے رگڑ کر پتلا اور خوبصورت بنانا' یوں ہی بھنوؤں کے بال نوچ کر بھنوں کو پتلا اور خوبصورت بنانا' یوں ہی گودنا گودانا' اسی طرح ننگے بدن ہو کر مرد کا مرد سے معانقہ کرنا یا ایک ساتھ لپٹ کر سونا یا عورت کا ننگے بدن ہو کر کسی عورت سے

معانقہ کرنا یا ایک ساتھ لپٹ کر سونا منع ہے۔ اسی طرح لوٹ مار کرنا حرام ہے اور چیتے' شیر وغیرہ درندوں کی کھال پر بیٹھنا یا سوار ہونا ممنوع ہے کیونکہ درندوں کی کھال پر بیٹھنا متکبرین کا طریقہ ہے اور اس سے دل میں بے رحمی بھی پیدا ہوتی ہے۔

(6) جو لباس کسی قوم کا مذہبی لباس ہو مسلمان کے لئے اس لباس کو پہننا ممنوع اور ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (جہنم کے خطرات)

Scanned with CamScanner

(159)

کرامات کا ثبوت

اولیاءاللہ سے کرامتوں کا ظہور عقلاً جائز اور نقلاً ثابت ہے۔ عقلی جواز کے لئے یہی کافی ہے کہ کرامت ممکنات میں سے ایک ممکن شئے ہے' محال نہیں اور ہر ممکن خدا کی قدرت کے تحت ظاہر ہو سکتا ہے جیسے انبیاء علیہم السلام سے معجزات کا ظہور ہوتا ہے۔ یہی اہل سنت کے مشائخ' عرفاء' متکلمین' اہل اصول' فقہاء اور محدثین سب کا مذہب ہے اس پر مشرق و مغرب' عرب و عجم میں پھیلی ہوئی ان کی تصانیف شاہد ہیں۔

پھر اہل سنت کے جمہور ائمہ محققین کا صحیح مختار مذہب یہ ہے کہ جو کام بھی کسی نبی کے ہاتھ پر بطور معجزہ ظاہر ہو سکتا ہے وہ ولی کے ذریعہ بطور کرامت صادر ہو سکتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ معجزہ کے ساتھ نبوت کا دعویٰ اور کفار کو مقابلہ کا چیلنج ہوتا ہے اور کرامت کے ساتھ یہ نہیں ہوتا اس پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پھر ولی پر قرآن جیسی کتاب بھی آ سکتی ہے اس لئے کہ قرآن کے ساتھ نبوت کا دعویٰ لازم ہے اور ولی کے ہاتھ پر جو بھی خارق عادت خدا کی طرف سے ظاہر ہوگا اس کے ساتھ نبوت کا دعویٰ نہیں ہو سکتا۔

اس فرق کی وجہ سے کرامت اور معجزہ کے درمیان التباس واشتباہ نہ ہو سکے گا اس لئے کہ معجزہ کے ساتھ چیلنج ہوتا ہے اور نبی اس کا اظہار کرتا ہے جبکہ ولی اپنی کرامت کو چھپاتا اور پوشیدہ رکھتا ہے۔ اظہار اس وقت کرتا ہے جب ضرورت ہو یا اسے اس کی اجازت ملی ہو یا غلبہ حال طاری ہو جس میں وہ بے قابو ہو یا کسی مرید کے یقین کی تقویت مقصود ہو ایسے مواقع پر اولیاء سے کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں جیسے:

☆......اولیاء اللہ سے بعض نے فضا میں ہاتھ اٹھایا جس میں شہد آ گیا جو انہوں نے اپنے ایک مرید کو کھلایا۔

☆......ایک شیخ کامل نے ہزاروں کلومیٹر کے فاصلہ پر اپنے مرید کو کعبۃ اللہ کی زیارت کرادی۔

☆......ایک عارف حق نے ایک منکر کرامت کو کعبہ کا طواف کرتے دکھایا۔

☆......اولیائے کاملین کے ایک گروہ کے گرد خانہ کعبہ کو طواف کرتے ہوئے معتبر مشائخ نے خود دیکھا ہے۔ امام یافعی فرماتے ہیں کہ ان دیکھنے والوں میں سے بعض ثقہ' متقی' بزرگ علماء کی زیارت خود میں نے بھی کی ہے۔

قرآن مجید سے ثبوت

کتاب وسنت میں ثبوت کرامت کی متعدد دلیلیں موجود ہیں۔

☆......حضرت مریم علیہا السلام کے قصہ میں ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (آل عمران'3'37)

جب زکریا علیہ السلام محراب میں آتے بی بی مریم کے پاس رزق پاتے تو پوچھتے اے مریم! یہ کہاں سے آیا؟ حضرت مریم کہتیں' یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے اللہ جس کو چاہے بے حساب رزق عطا فرمائے' مفسرین کا بیان ہے کہ حضرت مریم کو جو پھل انعام خداوندی سے دیئے جاتے تھے وہ بے موسم ہوتے یعنی جس زمانہ میں جو پھل نہیں ہوتا تھا وہ انہیں ملتا۔

☆......انہی کے واقعہ میں ہے:

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ (مریم'19'24)

اور (اے مریم) تو کھجور کی شاخ کو جنبش دے یہ تجھ پر تروتازہ پھل گرا دے گی۔

Scanned with CamScanner

تفسیروں میں ہے کہ وہ زمانہ کھجوروں کے پھل دینے کا نہیں تھا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص کرم سے اس درخت کو پھلدار کر دیا یقیناً یہ حضرت مریم علیہا السلام کی کھلی ہوئی کرامت ہے۔

☆......اسی طرح سورۂ کہف میں حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا واقعہ مذکور ہے جس میں حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعہ سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ نے کیسے کیسے عجائب دیکھے۔

☆......اسی میں سکندر ذوالقرنین کا حیرت انگیز قصہ بھی ہے۔

☆......حضرت سلیمان علیہ السلام کے مصاحبین میں کتاب کا علم رکھنے والے حضرت آصف بن برخیا کی کرامت بھی قرآن مجید ہی میں ہے کہ انہوں نے پلک جھپکنے کے وقفہ میں تخت بلقیس حاضر خدمت کر دیا تھا۔

یہ تمام واقعات قرآن مجید میں آئے ہیں اور ان تمام کا صدور غیر انبیاء سے ہوا اس لئے یہ کرامت ہیں۔

حدیث شریف سے ثبوت

احادیث مبارکہ میں کرامت کا ثبوت ان واقعات سے ہوتا ہے۔

☆......جریج راہب کی کرامت بخاری ومسلم کی صحیح میں ہے کہ ان پر زنا کا الزام لگایا گیا تو انہوں نے شیر خوار بچے سے دریافت کیا کہ بتا تیرا باپ کون ہے؟ بچہ بول پڑا میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔

☆......حدیث میں وارد ہے کہ تین اشخاص غار کے اندر بھاری چٹان غار کے منہ پر آ گرنے سے محصور ہو گئے تھے جب انہوں نے اپنے اخلاص وللّٰہیت کے کاموں کا وسیلہ دے کر دعا کی تو چٹان ہٹ گئی اور وہ تمام موت کے چنگل سے نجات پا گئے۔

☆......ایک شخص نے ایک گائے پر بوجھ لادا تو گائے نے انسانی زبان میں کلام کیا کہ میں بار برداری کے لئے نہیں کھیتی باڑی کے لئے پیدا کی گئی ہوں۔ لوگوں نے سنا

تو کہا سبحان اللہ! عجیب بات ہے کہ گائے کلام کر رہی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا یہ سچ ہے میں اور ابوبکر وعمر اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

☆......حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر ایک مہمان آیا۔ انہوں نے مہمان کو جو کھانا پیش کیا' ایک طرف وہ تناول کرتا تھا دوسری طرف نیچے سے اس میں اضافہ ہوتا جاتا تھا حتیٰ کہ مہمان اور تمام اہل خانہ نے کھالیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ نے کہا: ''کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے''۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ امتوں میں صاحب الہام ہوتے تھے۔ (وہ حضرات جن پر الہام ہوتا تھا) میری امت کے اندر عمر فاروق رضی اللہ عنہ صاحب الہام ہیں۔

☆......حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لشکر مجاہدین کا سردار بنا کر نہاوند بھیجا۔ دشمن سے مقابلہ کے وقت ساریہ عقب سے غافل تھے جہاں سے دشمن گھات میں تھا یہاں مدینہ طیبہ میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق خطبہ جمعہ کے دوران پکارتے ہیں یا ساریة الجبل' یا ساریة الجبل (اے ساریہ! پہاڑ کی طرف سے ہوشیار) حضرت عمر کی یہ آواز حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے سنی اور دشمن اپنی چال میں ناکام رہا۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دو کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک اتنی دور سے لشکر کا حال دیکھنا اور دوسرے مدینہ سے اتنی دور آواز پہنچانا۔

☆......حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ابوسعدہ کے لئے بددعا کر دی تھی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے سعد کی بددعا لگی ہے۔

☆......اسی طرح سعید بن زید پر جو عمرو بن نفیل کی اولاد سے ہیں ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے میری زمین غصب کی ہے۔ حضرت سعید نے اس کے حق میں بددعا کی کہ الٰہی اگر یہ جھوٹی ہے تو اسے نابینا بنا دے اور اسے اس کی زمین ہی میں مار

Scanned with CamScanner

چنانچہ وہ اندھی ہوگئی۔ ایک روز اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر کر مرگئی۔

☆......حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کفار مکہ کی قید میں تھے۔ بنت حارث بن نوفل کا بیان ہے کہ میں نے ان سے اچھا کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ ایک روز کی بات ہے وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے انگور کا خوشہ کھا رہے تھے حالانکہ اس وقت مکہ میں انگور نہیں تھا۔ یہ وہ رزق تھا جو انہیں رازقِ حقیقی نے عطا فرمایا تھا۔

☆......حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو صحابی اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہم شب تاریک میں دیر تک رہے۔ جب رخصت ہوئے تو ان کے ہمراہ دو روشنیاں چل رہی تھیں جہاں سے دونوں کی راہیں جدا ہوئیں ایک ایک روشنی دونوں کے ہمراہ ہوگئی اور جب دونوں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے تو روشنیاں غائب ہوگئیں۔

یہ شان ہے ان کے غلاموں کی

ایک شیر لوگوں کا راستہ روک کر بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ تشریف لے گئے اور شیر سے فرمایا: راستہ سے ہٹ جا۔ شیر نے دم ہلائی اور چلا گیا۔

☆......رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ کو جہاد کے لئے روانہ فرمایا۔ راستہ میں سمندر کا ایک حصہ پڑا۔ انہوں نے رب کا نام لیا اور بے تکلف پانی پر چل کر اس طرف جا پہنچے۔

☆......حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہم کے سامنے ایک پیالہ پانی سے لبریز رکھا ہوا تھا۔ ان دونوں حضرات نے سنا کہ پیالہ کے اندر سے سبحان اللہ! سبحان اللہ کی تسبیح بلند ہو رہی ہے۔

☆......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت ہے کہ انہیں فرشتے سلام کرتے تھے اور وہ انہیں سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ ایک بار انہوں نے کسی مرض کی وجہ سے اپنے جسم کو داغا تو ایک سال تک سلام کی آواز موقوف رہی' اس کے بعد سلام آنے لگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ

سردار کا عالم کیا ہوگا؟

''اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو (بظاہر) میل کچیل میں اٹے ہوئے اور ان کے بال غبار آلود رہتے ہیں' وہ کسی کے دروازے پر جائیں تو کوئی ان کی خاطر نہ کرے بلکہ دھکے دے کر نکال دے مگر ان کی شان یہ ہے کہ اگر وہ کسی بات پر اڑ کر خدا کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے''۔

علامہ یافعی یمنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اثبات کرامت میں اس حدیث کے علاوہ اگر کوئی اور حدیث نہ بھی ہوتی تو یہی حدیث کافی تھی مگر اس باب میں صحابہ کرام' تابعین' تبع تابعین اور معتقدمین سے روایات کثیرہ منقول ہیں جو شہرت اور تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں اور علمائے اعلام نے اس موضوع پر سینکڑوں ضخیم کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

(روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(160)

اپنی کوئی ملک نہ املاک سمجھنا

حضرت ربیع بن خثیم مشہور تابعی ہیں' ان کے زہد وتقویٰ اور دنیا سے بے رغبتی کے یادگار واقعات تاریخ کی کتابوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ ان پر فالج کا حملہ ہوا۔ صاحب فراش ہو گئے۔ انسان بیمار ہو تو خواہشات کا نخل ہرا ہو جاتا ہے۔ انہیں مرغی کا گوشت کھانے کی خواہش ہوئی۔ چالیس دن تک اس کا اظہار نہیں کیا۔ اس کے بعد بیوی سے کہہ دیا۔ انہوں نے مرغی منگوائی' عمدہ پکائی' آپ کے سامنے پیش کی۔ ابھی آپ نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازے سے فقیر نے خیرات کی صدا لگائی۔ آپ نے ہاتھ کھینچا' اہلیہ سے فرمایا: ''یہ فقیر کو دے آؤ''۔ اہلیہ نے کہا: ''میں فقیر کو اس سے بہتر چیز دے آتی ہوں''۔ فرمایا: ''وہ کیا؟'' کہنے لگیں ''اس کی قیمت''۔ فرمایا: ''بہت خوب' قیمت لے آؤ''۔ وہ قیمت لے آئیں تو آپ نے فرمایا: ''یہ کھانا اور قیمت دونوں اس فقیر سائل کو دے آؤ''۔ (صفۃ الصفوۃ' ج3' ص34)

یہ تھے خواہشات کو کچلنے والے اصحاب بلند ذوق ونظر' ہوس چھپ چھپ کر ان کے سینوں میں تصویریں کہاں بنا سکتی تھی! انیس نے خوب کہا ہے:

امید نہیں جینے کی یہاں صبح سے تا شام ہستی کو یہ سمجھو کہ ہے خورشید لب بام
یاں کام کرو ایسا جو آئے وہاں کام آ جائے خدا جانے کب موت کا پیغام
اپنی کوئی ملک نہ املاک سمجھنا ہونا ہے تمہیں خاک سب خاک سمجھنا

(161)

مردانی عورتیں زنانے مرد

عورتوں کو مردوں کا لباس پہن کر مردوں جیسی شکل وصورت بنانا اور مردوں کو عورتوں کا لباس پہن کر عورتوں کی شکل میں اپنے آپ کو ظاہر کرنا حرام اور گناہ ہے۔ ان دونوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

1- حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ (ترمذی' ج2' ص102)

2- حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنث مردوں پر لعنت فرمائی اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی جو عورتیں اپنی صورت مردوں جیسی بنائے رکھتی ہیں۔ (ترمذی' ج2' ص102)

آج کل لڑکوں پر جو ہپی کٹ بال کی وبا پھوٹ پڑی ہے اور لڑکے عموماً ہپی کٹ بال کے ساتھ رنگین چھینٹ کے بوشرٹ اور قمیصیں پہن کر نکلتے ہیں تو ان پر لڑکی ہونے کا گمان ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح بہت سی لڑکیاں مردوں کی طرح سوٹ اور کوٹ پہن کر نکلتی ہیں تو ان پر لڑکا ہونے کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ اس لئے اس قسم کا لباس پہننا عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے ممنوع و باعث لعنت ہے۔ مردوں کو مردوں کا لباس پہننا چاہئے اور ان کی وضع قطع مردوں جیسی ہونی چاہئے اور عورتوں کو عورتوں کا لباس پہننا چاہئے اور ان کو اپنی وضع قطع عورتوں جیسی رکھنی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

(162)

درود شریف پڑھنے کے 40 فضائل وبرکات

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک بھیجنا

1......حکم ربی کی تعمیل ہے۔

2......آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا رضائے رب کا سبب ہے۔

3......اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے عمل سے موافقت ہے۔(اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ) صلی اللہ علیہ وسلم

4......اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہے۔

5......حصولِ معرفت الٰہی کا زینہ ہے۔

6......ایک دفعہ درود شریف پڑھنے پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

7......دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔

8......دس درجات بلند ہوتے ہیں۔

9......جتنا زیادہ درود شریف پڑھا جائے گا اسی قدر جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت عطا ہوگی۔

10......خواب میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی نعمت ملتی ہے۔

11......زیادہ درود شریف پڑھنے پر شفاعت کا استحقاق ملتا ہے۔

12......حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جفا وظلم سے بچاتا ہے۔(کیونکہ درود نہ پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جفا اور ظلم ہے)

13......درود کی برکت سے اللہ تعالیٰ اطاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسان کر دیتا ہے۔

14......درود شریف کی کثرت سے اولاد واتباع کو مثالی فرماں بردار بناتا ہے۔

15......کثرت سے درود شریف پڑھنے والے/ والی کو اللہ تعالیٰ خوبصورت اولاد سے نوازتا ہے۔

16......نفاق اور اخلاقِ رزیلہ سے تطہیر کا سبب ہے۔

17......طہارتِ باطنیہ کا سبب ہے۔

18......اعمالِ صالحہ اور جنت کے راستہ کا رہبر ہے۔

19......بخل سے نجات دلاتا ہے۔

20......ہدایت کاملہ اور ایمان کامل کا سبب ہے۔

21......اطمینانِ قلب کا بہترین ذریعہ ہے۔

22......طبیعت میں نرمی، حلم، انکساری اور فکر آخرت کا موجب ہے۔

23......بھولی ہوئی باتوں کو یاد دلانے والا عمل ہے۔

24......ہم وغم اور حزن وملال سے محفوظ رہنے کا ساماں ہے۔

25......رزق میں برکت کا باعث ہے۔

26......پریشانیوں، مصیبتوں اور آفات وبلیات سے حفاظت کا سبب ہے۔

27......مقربین اور صلحاء میں معیت اور شمولیت کا ذریعہ ہے۔

28......قیامت کی ہولناکی سے بچنے کا راستہ ہے۔

29......دنیاوی نیک کام اور حاجات، اس کی بدولت اللہ تعالیٰ آسان فرما دیتا ہے۔

30......درود شریف پڑھنے والے کو صدقہ وخیرات کا اجر وثواب بھی دیا جاتا ہے۔

31......نزول برکاتِ ظاہری وباطنی کا باعث ہے۔

Scanned with CamScanner

32......حسن خاتمہ کا یقینی سبب و ذریعہ ہے۔

33......عذابِ قبر سے نجات دلانے والا عمل ہے۔

34......درودِ پاک قبولیت دعا کا ضامن ہے۔

35......حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھانے والا مبارک عمل ہے۔

36......کثرت سے درود شریف پڑھنے والے کی لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کر دی جاتی ہے۔

37......باطنی طہارت پیدا کر کے منہ کی ظاہری بدبو کو رفع کرتا ہے۔

38......نیکیوں کے پلڑے میں وزن بڑھاتا ہے۔

39......نورِ ایمانی کے ساتھ ساتھ آخرت میں آگے چلنے والے نور کو بڑھاتا ہے۔(یسعیٰ نورھم بین ایدیھم وبایمانھم)

40......احساناتِ نبوت کا حق ادا کیے جانے کا سبب ہے۔

(احادیث فضائل اور مجربات صلحاء سے ماخوذ)

(163)

جنت سے اتنی دوری بھی قبول نہیں

بدر کے میدان میں ایک انصاری صحابی جن کا نام عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ تھا' عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنت اتنی بڑی ہے کہ اس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے؟ ارشاد فرمایا ہاں۔ نہایت تعجب سے کہنے لگے بخ بخ' یعنی بہت خوب بہت خوب۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ تم نے ''بہت خوب بہت خوب'' کیوں کہا؟ عرض کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! کوئی خاص بات نہیں۔ میں تو اللہ سے یہ امید کر رہا تھا کہ مجھے بھی اہل جنت میں سے کر دے۔ ارشاد ہوا تم بھی جنت والوں میں سے ہو۔ صادق و مصدوق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جنت کی بشارت پانے والے عمیر نے اپنے توشہ دان سے کھجوریں نکالیں' پھر ایک کھجور اپنے منہ میں رکھی۔ اسے چبایا۔ اس سے کچھ توانائی اور طاقت حاصل کی' پھر دوسری اور تیسری کھجور منہ میں ڈالی اور پھر آپ ہی آپ کہنے لگے اگر میں اتنی دیر تک زندہ رہا کہ یہ کھجوریں ختم کروں تو اس طرح یہ زندگی تو بہت لمبی ہو جائے گی' پھر فوراً کھجوری پھینک دیں اور دشمن سے جا ٹکرائے اور لڑتے لڑتے اپنی جان قربان کر دی۔

(مسلم شریف' حدیث 1901)

شیطان کا دھوکہ

غزوۂ بدر کے آغاز ہی میں جب کافروں کے تین بڑے سردار واصل جہنم ہو گئے تو دشمن پر رعب چھا گیا۔ فرشتوں کی مدد بھی آ گئی۔ اس دوران ابوجہل نے اپنے لشکر کو

ابھارا۔ کہنے لگا تم پر عتبہ' شیبہ اور ولید کے قتل کا ہول سوار نہیں ہونا چاہئے۔ ان لوگوں نے جلد بازی سے کام لیا تھا۔ وہ اپنے لشکر سے نہایت متکبرانہ انداز سے خطاب کر رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا سراقہ کی کنارہ کشی سے تم پر ہراس طاری نہیں ہونا چاہئے۔ اس نے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے ہی ساز باز کر رکھی تھی۔ تمہیں پست ہمتی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔ (واضح رہے کہ بدر کے دن شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں کفار کی ہمت بندھانے آیا اور ان سے کہا ڈٹے رہنا میں اپنے قبیلہ سمیت تمہارے ساتھ ہوں' مگر جب اس نے فرشتوں کو دیکھا تو بھاگ نکلا) ابوجہل کو اپنے غرور کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اسے دونو عمر انصاریوں معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء نے دیکھتی آنکھوں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

(بخاری' ص 3131)

ابوجہل کی لاش

ابوجہل کی گردن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کاٹی' چنانچہ اس کی تلوار انہی کو ملی۔ ابوجہل کی گردن کاٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد اور توصیف کی' پھر فرمایا چلو مجھے اس کی لاش دکھاؤ۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ابوجہل کی لاش تلاش کرنے میں مشکل پیش آ رہی ہے۔ ارشاد ہوا کہ اس کی ٹانگ پر زخم کا نشان ہے۔ صحابہ نے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت سے پہلے عبداللہ بن جدعان کے گھر میری اس سے کشتی ہوئی تھی اور میں نے اسے پچھاڑ دیا تھا۔ اس موقع پر ابوجہل کی ٹانگ پر چوٹ لگی تھی۔ چنانچہ ابوجہل کی لاش تلاش کی گئی اور آپ کو اطلاع دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جا کر لاش دیکھی اور ارشاد فرمایا یہ اس امت کا فرعون ہے۔

(البدایہ والنہایہ 3/300' 302)

(164)

ایک روٹی اور اتنی برکت؟

حضرت سیّدنا ابوبردہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیّدنا ابوموسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام بیٹوں کو اپنے پاس بلا کر فرمایا: ''میں تمہیں صاحب الرغیف (یعنی روٹی والے) کا قصہ سناتا ہوں' اسے ہمیشہ یاد رکھنا''۔ پھر فرمایا ایک عابد شخص اپنی جھونپڑی میں لوگوں سے الگ تھلگ عبادت کیا کرتا تھا۔ وہ ستر سال تک اسی جھونپڑی میں رہا۔ اس عرصہ میں کبھی بھی اس نے عبادت کو ترک نہ کیا اور نہ ہی کبھی اپنی جھونپڑی سے باہر آیا۔ پھر ایک دن وہ جھونپڑی سے باہر آیا تو اسے شیطان نے ایک عورت کے فتنے میں مبتلا کر دیا اور وہ سات دن یا سات راتیں اسی عورت کے ساتھ رہا۔ سات دن کے بعد جب اس کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹا تو وہ اپنی اس حرکت پر بہت نادم ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔ وہ اپنے اس فعل پر بہت نادم تھا۔ اب اس کی یہ حالت تھی کہ ہر قدم پر نماز پڑھتا اور توبہ کرتا۔ پھر ایک رات وہ ایسی جگہ پہنچا جہاں بارہ مسکین رہتے تھے۔ وہ بہت زیادہ تھکا ہوا تھا۔ تھکاوٹ کی وجہ سے وہ ان مسکینوں کے قریب گر پڑا۔

مسکین کو کھانا کھلانے کا ثواب

ایک راہب روزانہ ان بارہ مسکینوں کو ایک ایک روٹی دیتا تھا۔ جب وہ راہب آیا تو اس نے روٹی دینا شروع کی اور اس عابد کو بھی مسکین سمجھ کر ایک روٹی دے دی اور ان بارہ مسکینوں میں سے ایک کو روٹی نہ ملی تو اس نے راہب سے کہا: ''آج آپ نے مجھے روٹی

Scanned with CamScanner

کیوں نہیں دی؟'' راہب نے جب یہ سنا تو کہا: ''میں تو بارہ کی بارہ روٹیاں تقسیم کر چکا ہوں''۔ پھر اس نے مسکینوں سے مخاطب ہو کر کہا: ''کیا تم میں سے کسی کو دو روٹیاں ملی ہیں؟'' سب نے کہا: ''نہیں ہمیں تو صرف ایک ایک ہی ملی ہے''۔

یہ سن کر راہب نے اس شخص سے کہا: ''شاید تم دوبارہ روٹی لینا چاہتے ہو' جاؤ آج کے بعد تمہیں روٹی نہیں ملے گی''۔ جب اس عابد نے یہ سنا تو اس مسکین پر بڑا ترس آیا چنانچہ اس نے وہ روٹی مسکین کو دے دی اور خود بھوکا رہا اور اسی بھوک کی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔

اور راہب کی بخشش ہو گئی

جب اس کی ستر سالہ عبادت اور غفلت میں گزری ہوئی سات راتوں کا وزن کیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزاری ہوئی راتیں اس کی ستر سالہ عبادت پر غائب آ گئیں۔

پھر جب ان سات راتوں کا موازنہ اس روٹی سے کیا گیا جو اس نے مسکین کو دی تھی تو وہ روٹی ان راتوں پر غالب آ گئی اور اس کی مغفرت کر دی گئی۔

حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہی حکایت اسی طرح مروی ہے۔ ایک عابد نے ستر سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر اس نے ایک فاحشہ عورت سے گناہ کیا' تو اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام اعمال ضائع کر دیئے (پھر جب اسے اپنے گناہ کا احساس ہوا تو وہ تائب ہو گیا) کچھ دنوں کے بعد اسے ایسی بیماری لاحق ہوئی کہ وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ ایک شخص روٹیاں تقسیم کر رہا ہے' گرتے پڑتے یہ بھی وہاں پہنچا اور اس نے بھی ایک روٹی حاصل کر لی۔ ابھی اس نے روٹی کھانا شروع بھی نہ کی تھی کہ اسے ایک مسکین نظر آیا چنانچہ اس نے وہ روٹی مسکین کو دے دی اور خود بھوکا ہی رہا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا یہ عمل ایسا مقبول ہوا کہ اس کی مغفرت کر دی گئی اور اسے ستر سالہ عبادت کا ثواب بھی لوٹا دیا گیا۔ (عیون الحکایات)

(165)

غلام کی سخاوت

عہد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ایک حبشی غلام باغ میں کام کر رہا تھا۔ اس کا کھانا آیا تو ساتھ ہی ایک کتا بھی باغ میں آ کر غلام کے پاس کھڑا ہو گیا۔ غلام نے ایک روٹی اس کے سامنے ڈال دی۔ وہ کھا کر کھڑا رہا۔ غلام نے دوسری اور پھر تیسری روٹی بھی ڈال دی اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اتفاق سے وہیں کھڑے دیکھتے رہے۔ انہوں نے غلام سے پوچھا:

''تمہارے لئے روزانہ کتنی روٹیاں آتی ہیں؟'' کہا: ''تین روٹیاں''۔ فرمایا: ''پھر تینوں کا ایثار کیوں کر دیا؟'' غلام کہنے لگا: ''دراصل یہاں کتے رہتے نہیں ہیں' یہ غریب بھوکا کہیں بڑی دور سے مسافت طے کر کے آیا ہے' اس لئے مجھے اس کو بھوکا واپس کرنا اچھا نہیں لگا''۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: ''آج خود کیا کھاؤ گے؟'' غلام نے کہا: ''ایک دن فاقہ کرنا کیا مشکل ہے''۔ حضرت عبداللہ بن جعفر سخاوت میں بڑے مشہور صحابی تھے فرمانے لگے ''لوگ مجھے سخی کہتے ہیں جبکہ مجھ سے بڑا سخی تو یہ غلام ہے' چنانچہ انہوں نے مالک سے وہ باغ اور غلام خریدا' غلام کو آزاد کر کے باغ اسے ہدیہ کر دیا۔

(احیاء العلوم' ج3' ص258)

(166)

جنت کے رہائشی

یزید بن خنیس کہتے ہیں: ایک شخص نے حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد سے کہا: ''کیف اصبحت'' صبح کیسے کی؟ فرمایا: خدا کی قسم موت سے غفلت کرتے ہوئے اور گناہوں کی کثرت کے ساتھ صبح کی۔ گناہوں نے مجھے گھیر رکھا ہے' میری عمر تیزی سے ختم ہو رہی ہے اور میری امیدیں مجھ پر جمع ہو رہی ہیں اور پھر رو پڑے۔ (حلیۃ ج8' صفحہ 194)

☆......عبدالرحمٰن بن عنان العوفی کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو معاویہ الاسود رحمۃ اللہ علیہ کو رات کے اندھیرے میں دیکھا کہ کھڑے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں کہ جو دنیا کی فکر بہت کرتا ہے کل قبر میں اس کا غم بہت طویل ہوگا۔ اگر تو اپنے نفس کے لئے راحت چاہتا ہے تو رات کو کم سونا' صبح دین کی طرف رغبت کر' جب وہ تیرے لئے واضح ہو جائے اپنے نفس کو جواب دہی کے لئے تیار کر' جس روز خدائے واحد کے سامنے پیشی ہوگی نیک اعمال کا ذخیرہ بھیجو۔ روح کے گلے تک پہنچنے سے پہلے اور خوفزدہ مقام میں اترنے سے پہلے تو موت کے نشہ میں پریشان ہوگا۔ جب تیرا رشتہ تیرے گھر والوں میں منقطع ہو جائے گا' مصائب پر صبر کر اس میں تیرے لئے بڑا اجر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر وقت کر اپنی زبان کو بلاضرورت بولنے سے روکے رکھ' پھر رو پڑے اور بہت روئے اور پھر ٹھنڈا سانس بھرا اور فرمایا آہ آہ جس دن میرا رنگ بدل جائے گا میری زبان میں جنبش آجائے گی اور میرا زادِ راہ کم ہو جائے گا۔

(حلیۃ ج8' صفحہ 273)

بہشت کے باسی

ابوعبدالرحمٰن الاسری نے سعید بن عبدالعزیز کو روتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: اے ابا امجد! یہ رونا کیوں ہے جو نماز میں آپ رو رہے تھے؟ انہوں نے فرمایا تجھے اس سوال کی کیا ضرورت؟ عرض کیا شاید اللہ تعالیٰ مجھے نفع عطا فرمائے تو انہوں نے فرمایا میں جب نماز شروع کرتا ہوں تو جہنم میرے سامنے پیش ہو جاتی ہے اس لئے میں روتا ہوں۔

(حلیۃ ج8' صفحہ 274)

☆......عباد بن عباد بڑے بزرگوں میں سے ہیں۔ لوگوں کو اکثر وعظ و نصیحت کی باتیں کرتے رہتے تھے اور موقع بہ موقع کثرت سے رونے والے تھے۔

حضرت حماد بن واقد کہتے ہیں: میں نے ابا عبیدہ عباد بن عباد سے سنا وہ فرماتے تھے غم (آخرت کا) دل کو روشن کرتا ہے تم اس غم کو ہر غور و فکر کے موقع پر اوڑھو' پھر روئے اور بہت روئے۔ (حلیۃ ج8' صفحہ 282)

☆......عبدالعزیز بن یزید کہتے ہیں: فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ ایک روز میرا بیٹا مجھ پر رو رہا تھا۔ میں نے کہا اے بیٹا کیا ہوا؟ کہنے لگا اس خوف سے روتا ہوں کہ کہیں قیامت کے دن جمع نہ ہو سکیں۔

ایک دن علی بن فضیل نے کہا: اے میرے ابا اس ذات سے مانگ جس نے دنیا میں مجھے آپ کے لئے ہبہ کیا ہے آخرت میں بھی آپ کو ہبہ کر دیا جاؤں اور یہ بھی دعا مانگ کہ جس نے ہمیں دنیا میں جمع کیا ہے وہ آخرت میں بھی ہمیں جمع کر دے پھر رو پڑے۔ (حلیۃ ج8' صفحہ 299)

☆......ابا سلیمان کہتے ہیں: حضرت علی بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ سورۃ القارعۃ پڑھنے کی طاقت نہ رکھتے تھے اور نہ سننے کی کیونکہ اگر خود پڑھتے تو رو پڑتے جس کی وجہ سے پوری تلاوت نہ فرما سکتے اور اگر سنتے تو بھی رو پڑتے اور مکمل سورہ نہ سن سکتے اور فرمایا کرتے قیامت کا دن بہت سخت ہے' اس روز تمہاری ساری قبیح حرکتیں ظاہر ہو جائیں گی۔ (حلیۃ ج8' صفحہ 299)

Scanned with CamScanner

(167)

قبر کا احترام

قبروں پر پیشاب، پاخانہ کرنا یا کوئی گندگی ڈالنا حرام اور گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

1- حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص قبر پر پیشاب، پاخانہ کرنے کے لئے بیٹھا تو گویا وہ جہنم کے انگارہ پر بیٹھا۔ (کنز العمال، ج 9، ص 218)

2- حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم لوگ قبروں پر پیشاب کرنے سے بچو کیونکہ یہ سفید داغ (کوڑھ) کی بیماری پیدا کرتا ہے۔
(کنز العمال، ج 9، ص 218 بحوالہ دیلمی)

یہ تو متفقہ مسئلہ ہے کہ جن جن چیزوں سے زندوں کو تکلیف اور ایذا پہنچتی ہے ان چیزوں سے مردوں کو بھی تکلیف اور ایذا پہنچتی ہے لہٰذا قبروں پر پیشاب، پاخانہ کرنا یا کوئی گندی چیز ڈالنا یا قبروں کو توڑ پھوڑ کر مسمار کر دینا یا قبروں کو روندنا یا قبروں پر مکان بنانا یا قبروں پر بیٹھنا یا لیٹنا چونکہ ان باتوں سے قبر والوں کو تکلیف اور ایذا پہنچتی ہے اس لئے یہ سب کام ممنوع و ناجائز ہیں۔ مسلمان پر لازم ہے کہ مسلمانوں کے قبرستانوں کا احترام کریں اور ہر ان باتوں سے پرہیز رکھیں جن سے قبروں کی توہین اور قبر والوں کو ایذا پہنچتی ہے چنانچہ اس بارے میں چند دوسری حدیثیں بھی پڑھ لیجئے:

3- حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم میں سے کوئی آگ کے انگارہ پر بیٹھے اور وہ تمہارے کپڑوں کو جلا کر تمہاری کھال تک پہنچ جائے۔ یہ اس سے بہت اچھا ہے کہ تم میں سے کوئی قبر پر بیٹھے۔ (مشکوٰۃ، ج 1، ص 148 بحوالہ مسلم)

4- حدیث: حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبروں پر مت بیٹھو اور قبروں کی طرف منہ کر کے نماز مت پڑھو۔
(مشکوٰۃ، ج 1، ص 148 بحوالہ مسلم)

5- حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردہ کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہی گناہ ہے جیسے کسی زندہ آدمی کی ہڈی کو توڑ دینا گناہ ہے۔ (مشکوٰۃ، ج 1، ص 149 بحوالہ ابوداؤد وغیرہ)

6- حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں انگارہ یا تلوار پر چلوں یا اپنے پاؤں کے چمڑے کو کاٹ کر اس کا جوتا بناؤں۔ یہ مجھے اس بات سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر کے اوپر چلوں اور میں اس بات میں کوئی فرق نہیں سمجھتا کہ میں قبروں کے بیچ میں پیشاب پاخانہ کروں یا بیچ بازار میں۔ (ابن ماجہ، ص 113)

7- حدیث: عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر کے اوپر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا: تم قبر سے اتر جاؤ اور قبر والے کو ایذا مت دو اور وہ تم کو ایذا نہ دے۔ (الترغیب والترہیب، ج 4، ص 474 بحوالہ طبرانی)

Scanned with CamScanner

(168)

صحابہ کرام کی کرامات تھوڑی کیوں ہیں؟

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کرامات کا صدور کم کیوں ہوا؟ جواب ارشاد فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان کے قوی تھے' انہیں اس کی احتیاج نہ تھی کہ انہیں کرامات سے تقویت دی جاتی' بعد کے لوگوں میں کوتاہ بنی آتی گئی اس لئے ضرورت ہوئی کہ اظہار کرامت سے انہیں تقویت دی جائے۔

علامہ یافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: شیوخ کبائر نے فرمایا حضرت مریم علیہا السلام سے ابتداءً کرامات کا ظہور زیادہ ہوا تا کہ ان کے ایمان کو قوت دی جائے اور ان کے یقین کو درجہ کمال تک پہنچایا جائے۔ بے موسم پھلوں کا ان کی خدمت میں آنا وغیرہ اسی لئے تھا مگر جب ایمان ویقین کاملیت تک پہنچ گئے تو انہیں بھی وسیلہ اور سبب کا محتاج بنا دیا گیا اور حکم ہوا کہ کھجور کی شاخیں ہلاؤ تو تازہ پھل گریں گے حالانکہ رب تعالیٰ چاہے تو بغیر شاخوں اور ٹہنیوں کے بھی تازہ پھل عطا کرے مگر چونکہ اب ایمان وایقان قوی ہو چکے تھے اس لئے نظام اسباب کے ساتھ مقید کیا گیا۔ عارف حق شیخ شہاب الدین سہروردی کا ارشاد ہے:

بندہ پر کرامتوں کے دروازے اس لئے کھولے جاتے ہیں کہ اس کا یقین قوی ہو جائے اور جن لوگوں سے کرامتوں کا صدور ہوتا ہے ان سے اوپر ایک اور طبقہ ان لوگوں کا ہے جن کے قلوب سے پردے اٹھا لئے گئے ہیں۔ ان کے دل روح یقین سے زندہ ہیں۔ انہیں کرامات کی حاجت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم کی کرامتیں اسی وجہ سے کم اور مشائخ متاخرین کی کرامات زیادہ منقول ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب روشن' نفوس پاک اور باطن صیقل تھے۔ دنیا سے بے رغبتی ان کا مزاج بن چکا تھا۔ عبادت ان کی خصلت بن گئی تھی۔ انہوں نے آخرت کا معائنہ کر لیا تھا اس لئے کہ ان حضرات نے صحبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت پائی تھی۔ انہوں نے نزول وحی کا مشاہدہ کیا تھا۔ فرشتگان قدس ان کے سامنے آتے جاتے تھے اس لئے وہ حضرات کرامات وخوارق سے بے نیاز تھے' جو یقین کے اس کمال کو پہنچ جائے عالم حکمت کے نظام میں ہی ان حقائق کا مشاہدہ کر لیتا ہے' جو دوسروں کو انوار قدرت میں نظر آتے ہیں وہ حکمت کے پردوں میں ہی قدرت کو پوشیدہ بلکہ عیاں دیکھتا ہے۔ اگر قدرت مجرّد اور نمایاں ہو کر اس کے سامنے جلوہ گر ہو تو اسے کوئی حیرت نہ ہوگی اور جو حیرت والے ہوں گے ان کے یقین کو تقویت ہوگی کیونکہ حجاب حکمت کی وجہ سے جس قدرت کا انہیں مشاہدہ نہ ہو سکا تھا وہ ان پر آشکار ہو چکی ہوگی۔

متعدد کرامات کا ظہور

آپ ہی کا ارشاد ہے اولیاء اللہ سے متعدد انداز میں کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ وہ حضرات غیب سے آوازیں سنتے ہیں۔ زمین کی طنابیں ان کے لئے کھینچی جاتی ہیں (کہ طویل فاصلہ چشم زدن میں طے کرتے ہیں) اشیاء کی حقیقت وماہیت ان کے لئے بدل جاتی ہے جیسے مٹی کا سونا بن جانا وغیرہ۔ دلوں میں پوشیدہ باتیں ان پر منکشف ہو جاتی ہیں۔ ہونے سے قبل انہیں بعض واقعات کا علم ہو جاتا ہے اور یہ سب اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے جو بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع زیادہ کرتا ہے اسے زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران'3'31)

اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں محبت سے نوازے گا۔ انہیں کے ارشادات میں ہے:

Scanned with CamScanner

اولیاء اللہ کی کرامات' معجزات انبیاء کا تکملہ ہیں کیونکہ انہیں یہ خوارق انہیں حضرات کے اتباع سے حاصل ہوئے ہیں اس لئے ولی کی کرامات اس کے نبی کے حق ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ جس رسول کے بھی کچھ متبع افراد ہوئے ہیں ان سے کرامات اور خوارق عادات کا ظہور ہوا ہے۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

ہر ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ شمار ہوتی ہے۔ کرامت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کبھی دعا مقبول ہوتی ہے' کبھی بھوک میں اللہ کی قدرت سے بغیر کسی ظاہری سبب کے کھانا ملتا ہے اور پیاس میں پانی حاصل ہوتا ہے' کبھی مختصر وقت میں طویل سفر طے ہوتا ہے' کبھی دشمن سے چھٹکارا بخشتے ہیں' کبھی غیبی ندا سماعت کرتے ہیں۔ اسی انداز سے خلاف عادت چیزیں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

کرامت اور جادو میں فرق

کرامت اور سحر کا فرق بتاتے ہوئے امام یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

سحر تو فاسق' فاجر' بددین' کافر' کتاب وسنت کے مخالفین سے ظاہر ہوتا ہے مگر ظہور کرامت صرف اولیاء اللہ کے ذریعہ ہوتا ہے اور اولیاء اللہ احکام دین اور آداب شرعیہ پر عمل کے سلسلہ میں بلند درجہ پر فائز ہوتے ہیں۔ کرامت کے منکر کئی طرح کے ہوتے ہیں۔

1- وہ طبقہ جو اپنی آنکھ سے دیکھے مگر تسلیم نہ کرے مثلاً کسی ولی کو ہوا میں پرواز کرتے یا پانی پر چلتے دیکھ کر اسے جادو سحر کہے وہ محروم ازلی ہے۔ بزرگوں نے اس طبقہ کو اس طرح کہا ہے جیسا کہ ارشاد رب العالمین ہے: وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِىْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۝

(الانعام'6'7)

(اے محبوب!) اگر ہم آپ کے اوپر کاغذ پر تحریر شدہ کتاب نازل فرمائیں اور کفار اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر بھی دیکھ لیں پھر بھی وہ اہل کفر یہی کہیں

گے کہ یہ کھلا جادو ہے۔

2- دوسرا گروہ وہ ہے جو اولیاء اللہ کی کرامتوں کا قائل ہے مگر اپنے دور کے اولیاء اللہ کی کرامتوں کو تسلیم نہیں کرتا البتہ اولیائے مقدمین کی کرامتوں کو مانتا ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان کی مثال یہود جیسی ہے جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تو ان کا انکار کیا اور موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ نہیں پایا مگر ان کی تصدیق کی۔

3- ان کے علاوہ تیسرا طبقہ بھی ہے جو اپنے زمانے کے اہل اللہ کی کرامتوں کے بھی قائل ہیں مگر اپنے دور کے اولیاء اللہ کو جان لینے کے باوجود ان کی تعیین نہیں کرتے' یہ لوگ بھی اولیاء اللہ کے فیض سے محروم رہتے ہیں۔

اثباتِ کرامت کی دلیل

علماء فرماتے ہیں: اثبات کرامت کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (البقرہ'253) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اولیاء اللہ' رب تعالیٰ کی قدرت کے مظہر' عبادت و ریاضت اور مجاہدہ کے ذریعہ مقرب' صالح' زاہد' عابد' صابر' شاکر' خائف' متقی' متوکل' راضی برضائے حق' عارف' سرگرم اطاعت' متبع شریعت' مشغول بہ حق' دنیا سے نفور' خواہشات سے دور ہوتے ہیں۔

وہ حضرات اپنے نفوس کو لقاء ربانی کے لئے مردہ کر لیتے ہیں پھر قادر و قیوم رب انہیں بقائے دوام سے نوازتا ہے۔ جلال و جمال حق ان پر متجلی ہوتا ہے یہ تمام نعمتیں انہیں اس لئے ملتی ہیں: وہ راہ حق میں جہاد روحانی کا حق ادا کرتے ہیں۔ ارشاد رب العالمین ہے:

وَالَّذِيْنَ جٰهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت'29'69)

اور جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم انہیں ضرور اپنی راہیں دکھائیں گے۔

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (الحج'22'34)

اور (اے حبیب) خوشخبری سنا دیجئے ان عاجزی کرنے والوں کو' اللہ تعالیٰ کا

Scanned with CamScanner

ذکر سن کر جن کے قلوب لرز اٹھتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (الانفال 8'2)

ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کرتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

جن پہ شیطان کا بس نہیں چلتا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝
(النحل 16'99)

بیشک ان پر شیطان کا کوئی زور نہیں چلتا جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ایک بار مینڈھے کی کھال پہنے ہوئے جا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا معصب کو دیکھتے ہو اللہ اور رسول کی محبت نے ان کا یہ حال کر دیا ہے۔

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسان کیا ہے؟ فرمایا اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو اس طرح کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

غور کیجئے تو ان فرامین مبارکہ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی زندگیاں اولیاء اللہ کی ہوتی ہیں۔ ان بندگان خدا کو بیع و تجارت کچھ بھی یاد الٰہی سے غافل نہیں کرتیں۔ حریص اہل دنیا بھلا ان اوصاف کے حامل کب ہو سکتے ہیں؟

رسول مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اگر بکریوں کے ریوڑ میں دو بھیڑیے پہنچ جائیں تو وہ اتنی تباہی و بربادی نہیں پھیلا سکتے جتنا نقصان انسان کے دین کو مال و زر کی حرص پہنچاتی ہے۔ فرمان رب العالمین ہے:

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ (العلق 96'6'7)

بیشک انسان سرکشی کرتا ہے یوں کہ وہ اپنے کو غنی دیکھتا ہے۔

(خلاصہ روض الریاحین از ص 30 تا 41)

نخوت و کبر پہ قوت تجھے شیدا نہ کرے
تیری دولت تری دُنیا تجھے رسوا نہ کرے
قطرہ آب نجس اصل حقیقت ہے تری
تو بھی فرعون زمانہ بنے اللہ نہ کرے
عبدیت سیکھ غلامی محمد اپنا
ان کا شیدا تو دوعالم کی بھی پروا نہ کرے

(169)

سیاہ خضاب کا مسئلہ

بالوں میں سیاہ خضاب لگانا گناہ اور ناجائز ہے۔اس بارے میں نیچے لکھی ہوئی چند حدیثیں شاہد عدل ہیں۔

1- حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو بارگاہ نبوت میں لایا گیا تو ان کی داڑھی اور سر کے بال ثغامہ گھاس کی طرح بالکل سفید تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بالوں کی سفیدی کو کسی رنگ سے بدل ڈالو اور سیاہی سے بچو (یعنی بالوں کو کالا نہ کرو)۔(مسلم، ج2، ص199)

2- حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: آخری زمانے میں ایک قوم ایسی ہوگی جو کالے رنگ کا خضاب لگانے کی جو کبوتروں کے سینے کی طرح بالکل کالا ہوگا۔ یہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔(مشکوٰۃ، ج2، ص382 بحوالہ ابوداؤد ونسائی)

3- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چرم کے جوتے پہنتے تھے اور اپنی داڑھی کو ورس گھاس اور زعفران سے پیلا رنگتے تھے اور حضرت ابن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

4- حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ایک شخص مہندی کا خضاب لگا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرا تو حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا ہی اچھا خضاب ہے۔ پھر دوسرا آدمی گزرا جو مہندی اور کتم (ایک گھاس) کا خضاب لگائے ہوئے تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس سے زیادہ اچھا ہے پھر ایک تیسرا آدمی گزرا جو پیلا خضاب لگائے ہوئے تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ان سب خضابوں سے زیادہ اچھا خضاب ہے۔

(مشکوٰۃ، ج2، ص382 بحوالہ ابوداؤد)

5- حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے مہندی اور وسمہ کا خضاب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لگایا اور سب سے پہلے کالا خضاب فرعون نے لگایا۔(کنز العمال، ج2، ص379 بحوالہ ابن النجار)

6- حدیث: حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو کالا خضاب لگائے گا۔

(کنز العمال، ج2، ص381)

7- حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص کالا خضاب لگائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا منہ کالا کرے گا۔(کنز العمال، ج2، ص381)

حضرت علامہ نووی شارح مسلم نے فرمایا: بالوں کی سفیدی بدلنے کے لئے سرخ یا پیلا خضاب لگانا مرد اور عورت دونوں کے لئے مستحب ہے اور کالے رنگ کے خضاب کے بارے میں مختار مذہب یہ ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجتنبوا السواد یعنی کالے خضاب سے بچو۔(نووی شرح مسلم، ج2، ص199)

(170)

امام الانبیاء ﷺ سے محبت کا ایک انداز

غزوۂ بدر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تیر ہے۔ صحابہ کرام کی صف بندی کی جا رہی ہے۔ جذبۂ شہادت سے سرشار صحابہ کرام سینہ تانے کھڑے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیر کے اشارے سے ان کی صفیں سیدھی کر رہے ہیں۔ سواد بن غزیہ نامی ایک صحابی سینہ تانے تھوڑا سا صف سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔ ارشاد رسالت ہوا سواد برابر ہو جاؤ' صف میں سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور ساتھ ہی اس کے پیٹ پر تیر رکھ کر قدرے دبا دیا۔

انہوں نے موقع غنیمت جانا۔ کہنے لگے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: آپ نے مجھے تکلیف دی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حق اور انصاف کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ مجھے بدلہ دیجئے۔ اللہ اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع دیکھئے' اپنے بطن مبارک سے فوراً کپڑا ہٹا دیا۔ فرمایا اپنا بدلہ لے لو۔ سواد تو موقع کے منتظر تھے۔ فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ کو والہانہ چومنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا سواد! یہ حرکت کرنے پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا؟ سواد کی محبت اور سوچ پر غور فرمائیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی زبردست محبت ہے۔ کہنے لگے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ حالت جنگ درپیش ہے' زندگی کا کیا بھروسہ؟ اس حالت میں میری تمنا یہ تھی کہ میرا آخری عمل یہ قرار پائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے میرا جسم چھو جائے۔ پیارے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے صحابی کی یہ محبت اور جذبۂ شوق دیکھا تو اس کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام 238/2 والسیرۃ النبویۃ فی ضوء المصادر الاصلیۃ 421/1)

یہ جذبۂ اہل وفا تو بھی دیکھ لے

غزوۂ اُحد کے موقع پر جبل رماۃ پر متعین سواروں کی غلطی کی وجہ سے فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔ دشمنوں کی یلغار کی وجہ سے صحابہ کرام تتر بتر ہو گئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات انصاری اور دو قریشی باقی رہ گئے۔ کفار بار بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر رہے ہیں۔ صحابہ مدافعت کر رہے ہیں۔ ساتوں انصاری یکے بعد دیگرے اپنی جان قربان کر دیتے ہیں۔ اب صرف دو قریشی جوان سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ رہ گئے ہیں۔ دشمنوں کے حملے میں مزید شدت آ گئی۔ ادھر ان دونوں نے جواں مردی اور بہادری کی ایسی مثال قائم کی کہ دشمنوں کے تمام قاتلانہ وار ناکام بنا دیئے۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو 39 زخم آئے۔ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھتے ہوئے ہر تیر کو اپنے ہاتھ سے روک لیا جس سے ان کے ہاتھ کی انگلیاں شل ہو گئیں۔ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نہایت نازک لمحہ تھا' مشرکین نے اس سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کی۔ عبد اللہ بن قمیہ نے تلوار کا وار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خود کی دو کڑیاں چہرۂ مبارک کے اندر دھنس گئیں۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تاکہ ان کڑیوں کو باہر نکالیں۔ اس دوران ابوعبیدہ بن جراح اور دیگر جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم دیوانہ وار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہایت عاجزی سے درخواست کرنے لگے۔ بھائی ابوبکر! یہ سعادت مجھے حاصل کرنے دیجئے کہ کڑیاں میں نکالوں۔ ان کی منت سماجت کی' انہیں قسم دی اور ان کی موافقت پا کر آگے بڑھے۔ نہایت محبت سے کڑی کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچنا شروع کیا۔ نہایت محبت

Scanned with CamScanner

اور آرام سے مگر پوری قوت سے آہستہ آہستہ لوہے کی کڑی باہر نکال لی۔ اس دوران ان کے سامنے کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔

ڈھونڈا تھا آسماں نے انہیں خاک چھان کر

اب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر آگے بڑھے تا کہ دوسری کڑی کو وہ باہر نکالیں۔ مگر ابوعبیدہ بن جراح کی محبت دیکھئے کہ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منتیں کر رہے ہیں اور رہ رہ کر کہہ رہے ہیں: آپ کو اللہ کی قسم! اس سعادت سے مجھے محروم نہ کریں۔ میری آرزو ہے کہ دوسری کڑی نکالنے کی سعادت بھی مجھی کو نصیب ہو۔ ان کی رضامندی سے پھر آگے بڑھے اور دوسری کڑی کے سرے پر دانت جما کر آہستہ آہستہ باہر کھینچنے لگے۔ آہستہ آہستہ اس لئے کھینچا تا کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف میں اضافہ نہ ہونے پائے۔ بالآخر دوسری کڑی بھی باہر نکال دی اور اس کوشش میں ان کا دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا۔ اللہ اللہ! یہ کیسی بے مثال محبت ہے، کتنی رفیع الشان سعادت ہے کہ دونوں دانت ٹوٹ گئے مگر اس کی کوئی پروا نہیں۔ وہ تو اس سعادت پر پھولے نہ سماتے تھے کہ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے دونوں اذیت ناک کڑیاں باہر نکال پھینکی ہیں۔ (زاد المعاد، 197/3، صحیح البخاری، حدیث 4075 و صحیح مسلم، حدیث 1790، السیرة النبویة لابن ہشام، 3/88-90)

(171)

آواز دی خزاں نے تو بھی نظر میں ہے

ایک شخص اپنی اہلیہ کے ساتھ عمدہ کھانے پر بیٹھا تھا کہ فقیر نے خیرات کی صدا لگائی۔ فقیر کی یہ آواز اسے بہت بری لگی، اسے جھڑک کر دروازہ سے دھتکارا۔ بے چارہ سائل فقیرانہ آیا تھا اور صدا کر چلا، گردش دوراں دیکھئے کہ یہ شخص خود فقیر ہو گیا، مال و دولت جاتا رہا، بیوی کو طلاق دے دی، اس نے کسی اور سے نکاح کر لیا۔ یہ دونوں میاں بیوی ایک دن عمدہ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک فقیر نے صدا لگائی۔ شوہر نے کہا: ''یہ کھانا اسے دے آؤ''۔ وہ کھانا دے کر واپس ہوئی تو رونے لگی۔ میاں نے وجہ پوچھی تو کہا: ''فقیر میرا سابقہ شوہر تھا، اس حالت میں اسے دیکھ کر رونا آیا'' اور سائل کو جھڑکنے کا سابقہ قصہ اسے سنایا۔ اس کا شوہر بولا ''بخدا وہ فقیر میں ہی تھا''۔

پژمردگی گل پہ جب ہنسنے لگی کلی
آواز دی خزاں نے تو بھی نظر میں ہے

(المستطرف، ص133)

Scanned with CamScanner

(172)

عظیم لوگوں کا عظیم کام

ابراہیم بن سعید کہتے ہیں کہ ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے دنیا کو خواب میں دیکھا کہ وہ بوڑھی ہے لیکن زیب و زینت سے آراستہ ہے اور تالیاں بجا رہی ہے۔ اس کے پیچھے بہت سے لوگ ہیں جو تالیاں بجاتے ہیں اور ناچتے ہیں۔ جب وہ میرے برابر ہوئی تو مجھ سے کہا اگر تو مجھے حاصل کر لے یعنی میری طلب میں لگ جائے تو تیرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کروں گی جیسا میں نے ان لوگوں کے ساتھ کیا ہے، دیکھ کیسے دیوانہ وار ناچتے ہیں لیکن ان کے قابو میں نہیں آتی۔ پھر رونے لگے اور فرمایا: یہ خواب میں نے بغداد آنے سے پہلے دیکھا تھا۔ (حلیہ، ج8، صفحہ 304)

☆..... ہشیم کہتے ہیں کہ ہم حضرت سیار کے پاس داخل ہوئے، وہ رو رہے تھے۔ ہم نے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمانے لگے کیا مجھ سے پہلے عابد نہیں روتے تھے؟

(حلیہ، ج8، صفحہ 313)

☆..... خالد بن خراش کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن وہب کے پاس کسی نے احوال قیامت کی کتاب پڑھی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر تین دن تک کسی سے کوئی بات چیت نہیں کی یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔ (حلیہ، ج8، صفحہ 324)

☆..... سعید ہمدانی کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن وہب نہانے کے لئے غسل خانہ میں داخل ہوئے تو اچانک ایک قاری کی آواز کان میں پڑی جو یہ پڑھ رہا تھا۔ **واذ یتحاجون فی النار** ۔ جب لوگ جہنم میں جھگڑا کریں گے، تو بے ہوش ہو کر

گر پڑے۔ ہم نے ان کو صابن سے نہلایا لیکن ان کو کوئی خبر نہ ہوئی۔ (حلیہ، ج8، صفحہ 324)

وہ لوگ اب نہیں ہیں جن کی تلاش ہے

ابوالربیع کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن وہب کو دیکھا کہ مسجد فسطاط میں داخل ہوئے اور کسی انسان کی تلاش میں تھے کہ اس کے ساتھ بیٹھیں۔ پھر وہ مسجد کے پیچھے والے حصہ میں آئے تو دیکھا سعید الاخرم بیٹھے ہیں۔ وہ ان کی تعظیم و تکریم کے لئے کھڑے ہوئے اور معانقہ کیا اور رونے لگے۔ حضرت وہب نے کہا: اے ابا عثمان وہ لوگ چلے گئے کہ جب ہمارے دل زنگ آلودہ ہوتے تھے تو وہ صاف کر دیا کرتے تھے۔

(حلیہ، ج8، صفحہ 324)

☆..... عبدالاعلیٰ کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن وہب نے احوال قیامت کی کتاب پڑھی۔ جب جہنم کے تذکرہ سے گزرے تو ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ لوگ اٹھا کر گھر لائے چند روز زندہ رہے پھر وفات پائی۔ (حلیہ، ج8، صفحہ 324)

☆..... محمد بن اسلم فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر قسم کی ریا شرک ہے۔ ایک مرتبہ محمد بن اسلم رضی اللہ عنہ کمرہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا۔ ان کے ساتھ ایک لوٹا پانی کا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کرتے تھے۔ میں نے ان کے چھوٹے بچے کے رونے کی آواز سنی۔ میں نے بچہ کی ماں سے پوچھا: یہ بچہ کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا: ابا الحسن یعنی محمد بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ جب گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے تلاوت شروع کی اور رونے لگے ان کی آواز سن کر بچہ بھی رو پڑا۔

ابوعبداللہ کہتے ہیں: جب محمد بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ عبادت کے بعد باہر نکلنے کا ارادہ کرتے تو اپنا چہرہ دھوتے اور سرمہ لگاتے تا کہ لوگوں کے سامنے رونے کا اثر ظاہر نہ ہو کیونکہ ہر قسم کا ریا شرک ہے۔ (حلیہ، ج8، صفحہ 243)

خدا کا قرب حاصل ہے

احمد کہتے ہیں: میں نے ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ

Scanned with CamScanner

کرتے تو دیواریں نہ بناتے اور چوروں کے خوف سے مکانوں کو دروازے نہ لگواتے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے پوچھا: بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والی افضل ترین چیز کیا ہے؟ یہ سن کر رو پڑے اور فرمایا تجھ جیسا ایسا سوال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قریب ترین شخص وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اس کے دل پر مطلع ہو تو نہ اس دنیا کی چاہت ہو اور نہ ہی آخرت کی۔ صرف ذات خدا تعالیٰ ہی مطلوب و مقصود ہو۔

(حلیہ ج 9 'صفحہ 256)

☆......احمد کہتے ہیں: میں نے ابا سلیمان سے سنا کہ امید ہے مجھے رضا والی سنت عطا کر دی جائے۔ پھر اگر مجھے جہنم میں بھی ڈال دیا جائے تب بھی میں راضی رہوں گا۔

ایک مرتبہ احرام باندھا اور جب تلبیہ کہنے لگے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا: اے احمد جب بندہ بغیر لذت وحلاوت کے تلبیہ کہتا ہے۔ **لبیك اللھم لبیك** تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آتا ہے **لا لبیك و لا سعدیك** اس لئے میں نہیں چاہتا کہ مجھے یہ کہا جائے پھر تلبیہ کہا۔ (حلیہ ج 9 'صفحہ 264)

(173)

شرابی کو عذاب

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى شَارِبُ الْخَمْرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ .... فَيَخْرُجُ بِشَفَاعَةٍ وَّلَمْ يُبْقَ مُخَلَّدًا فِي النَّارِ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهَبْتُهٗ لَكَ. (دقائق الاخبار)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روز قیامت شرابی اس طرح لایا جائے گا کہ شراب کا کوزہ اس کی گردن سے لٹکا ہوگا اور طنبور اس کے ہاتھوں میں ہوگا یہاں تک کہ وہ آگ کی سولی دیا جائے گا پھر منادی ندا کرے گا کہ یہ فلاں بن فلاں فلاں جگہ کا رہنے والا ہے اور شراب کی بدبو اس کے منہ سے آتی ہو گی جس سے اہل دوزخ و اہل موقف کو ایذا پہنچے گی حتیٰ کہ وہ اس کے منہ کی بدبو سے اللہ کی بارگاہ میں فریاد کریں گے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا تو جب وہ دوزخ میں پھینکا جائے گا اور ہزار سال وہ پیاس کی فریاد کرے گا پھر مالک فرشتہ اس کو پکارے گا تو وہ اسی سال تک اسے جواب نہ دے گا اور پسینہ اس کا اس قدر بدبودار ہوگا کہ ساتھ والے کو بھی تکلیف دے گا وہ فریاد کرے گا کہ اے رب مجھ سے پسینہ دور فرما مگر وہ دور نہ ہوگا پھر آگ لپک کر اسے جلائے گی حتیٰ کہ وہ راکھ ہو جائے گا پھر اصل حالت

Scanned with CamScanner

میں لوٹا دیا جائے گا پھر آگ لپک کر طوق ڈالے کو جلا دے گی تو وہ گریہ زاری کرے گا اور اس کے پاؤں سے پکڑ کر زنجیروں سے جکڑ کر جہنم میں منہ کے بل گھسیٹا جائے گا تو جب وہ پانی مانگے گا تو اسے کھولتا پانی دیا جائے گا جب پیئے گا تو اس کی انتڑیاں قطع ہو جائیں گی جب کھانے کو مانگے گا تو اسے زقوم درخت دیا جائے گا جب اس کو کھائے گا تو اس کا پیٹ اور دماغ ابلے گا اور اس کے منہ سے آگ کا شعلہ نکلے گا اور اس کی انتڑیاں گر کر قدموں کی طرف نکلیں گی پھر اسے تنگ جگہ طویل عرصہ عذاب دیا جائے گا' اس کا رنگ بدل دیا جائے گا پھر ہزار سال کے بعد اسے تابوت سے نکال کر آگ کی قید میں کر دیا جائے گا اور اس میں اس کو ابالا جائے گا۔

ہزاروں سال جلنے کے بعد پھر؟

پھر وہ ہزار برس فریاد کرتا رہے گا تو اس پر رحم نہ کیا جائے گا جہنم کے سانپ اور بچھو ہوں گے اونٹ کی مانند وہ اسے پاؤں سے پکڑیں گے اور کاٹیں گے اور اسے آگ کی ٹوپی پہنائی جائے گی اور اس کے جوڑوں میں لوہا رکھا جائے گا اور اس کی گردن میں زنجیر اور طوق ڈالے جائیں گے' پھر ہزار سال بعد اسے آگ کی قید سے نکال کر جہنم کی وادی ویل میں ڈالا جائے گا جس کی گرمی سخت اور گہرائی دور تک ہوگی زنجیر او رطوق اور سانپ و بچھو بہت ہوں گے اور وہ اس وادی میں ہزار سال تک رہے گا پھر فریاد کرے گا یا محمد پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آواز سنیں گے اور عرض کریں گے کہ اے پروردگار میں اپنی امت میں سے ایک شخص کی پکار سنتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ اس شخص کی آواز ہے جو دنیا میں شراب پیتا تھا اور نشے کی حالت میں مرا تو جب میں نے محشر کو

زندہ کیا تو وہ نشے میں تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرض گزار ہوں گے اے میرے رب اسے آگ سے نکال لے پس اللہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نکال لے گا اور وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے اسے آپ کو ہبہ کر دیا ہے۔

(دقائق الاخبار)

(174)

کوئی غم گسار ہوتا' کوئی چارہ ساز ہوتا

حضرت عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جنازہ دیکھا جس کو تین مرد اور ایک عورت نے اٹھایا تھا۔ میں نے عورت کی جگہ لے لی۔ جنازہ کو قبرستان پہنچا کر دفن کرایا پھر میں نے عورت سے اس کا تعارف پوچھا۔ کہنے لگی'' یہ میرا بیٹا تھا'' میں نے دریافت کیا'' کیا آپ کے پڑوسی وغیرہ نہیں ہیں؟'' کہنے لگی'' ہیں لیکن انہوں نے اسے حقیر جانا کیونکہ یہ مخنث (ہیجڑا) تھا''۔ شیخ عبدالوہاب فرماتے ہیں: میں نے اسی رات خواب میں سفید لباس میں ملبوس ایک شخص کو دیکھا جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اس نے آ کر میرا شکریہ ادا کیا۔ میں نے پوچھا: ''آپ کون؟'' وہ کہنے لگا: ''میں وہی مخنث ہوں جسے تم نے آج دفن کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بخش دیا کہ لوگ مجھے حقیر سمجھتے تھے''۔ دیکھا آپ نے حقیر سمجھنے کا صلہ......

تب وتاب جاودانہ! (رسالہ قشیریہ ص221)

جے میں ویکھاں عملاں وَلے کُجھ نہیں میرے پلّے
جے ویکھاں تیری رحمت وَلے بلّے بلّے بلّے

(حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ)

(175)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا بے خطا نشانہ!

غزوۂ بدر میں جرأت وشجاعت کے بے مثل واقعات ظہور میں آئے۔ کافروں کا ایک بڑا سردار عبیدہ بن سعید بن العاص اس روز زرہ بند تھا۔ پورے جسم میں سے صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ اس کو ابوذات الکرش کہا جاتا تھا۔ ہوسکتا ہے اس کا پیٹ بڑھا ہوا ہو۔ اس نے چیلنج دیا میں ابوذات الکرش ہوں۔ ہے کوئی جو میرا مقابلہ کرے؟ چونکہ اس کے پورے جسم پر لوہے کا لباس منڈھا ہوا تھا اس لئے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اس کی آنکھوں کا نشانہ لیا اور پوری قوت سے اپنا حربہ جو ایک چھوٹا نیزہ ہوتا ہے' دے مارا۔ حربہ اس کی آنکھوں میں گھس گیا اور وہ واصل جہنم ہوا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس کی آنکھ سے حربہ نکالنے کیلئے بڑا زور لگایا مگر وہ اس کی آنکھ میں بری طرح دھنسا ہوا تھا چنانچہ میں اس کے جسم پر چڑھ گیا اور اتنی قوت سے گھما گھما کر حربہ نکالا کہ اس پر دندانے پڑ گئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زبیر رضی اللہ عنہ سے مانگ لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے واپس لیا پھر ان سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانگ لیا۔ ان کی وفات کے بعد یہ حربہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مانگ لیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ حربہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھرانے کے پاس آ گیا۔ ان سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مانگ لیا اور

یہ ان کی شہادت کے وقت ان کے پاس رہا۔ یہ کس قدر حیرت ناک بات ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اتنے ماہر نشانہ باز اور زبردست قوت کے مالک تھے کہ حربہ نہ صرف ٹھیک ٹھیک اپنے ہدف پر مارا بلکہ اتنی قوت سے مارا کہ وہ دشمن کے جسم میں پیوست ہو گیا۔
بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زبردست طاقت عطا کی تھی۔ (بخاری شریف 3998)

(176)

قبریں پھٹنے اور ستارے ٹوٹنے کا دن

حضرت سیّدنا مطروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ جن کا نام ''حـمـمـة'' تھا ایک بار حضرت سیّدنا ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ہاں رات کو قیام کیا تو دیکھا کہ وہ ساری رات روتے ہی رہے۔ صبح حضرت سیّدنا ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ''تمہیں کس چیز نے اتنا رلایا؟'' کہنے لگے ''مجھے اس دن کی یاد نے رلایا ہے جس دن قبریں پھٹ جائیں گی اور اہل قبور باہر آ جائیں گے''۔ اسی طرح ایک رات حضرت سیّدنا حـمـمـة رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کے ہاں گزاری۔ آپ رضی اللہ عنہ پھر ساری رات روتے رہے۔ صبح ان سے پوچھا گیا'' آپ رضی اللہ عنہ کو کس چیز نے رلایا؟'' تو آپ رضی اللہ عنہ کہنے لگے ''مجھے اس دن کی یاد نے رلایا ہے جس دن ستارے ٹوٹ پھوٹ جائیں گے''۔

حضرت سیّدنا مطروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب یہ دونوں حضرات (یعنی حضرت سیّدنا ہرم بن حیان اور حضرت سیّدنا حممہ رضی اللہ عنہم بازار میں جاتے اور کسی عطر بیچنے والے کی دکان کے قریب سے گزرتے تو اللہ تعالیٰ سے جنت مانگتے اور جب کسی لوہار کی دکان کے قریب سے گزرتے تو جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے اور پھر اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے جاتے۔ ان کی عبادت کا انداز یہ تھا کہ ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ (عیون الحکایات)

(177)

جو بڑھ کر خود اٹھالے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے باپ شریک بھائی محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ (ماں کی طرف نسبت ہے جو بنو حنفیہ سے تھیں) میں کسی بات پر تلخی پیدا ہو گئی اور دونوں آپس میں ناراض ہو کر چل دیئے۔ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے گھر پہنچ کر درج ذیل مضمون پر مشتمل ایک مکتوب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

محمد بن علی کی طرف سے اس کے بھائی حسین بن علی کی طرف ''سلام مسنون کے بعد...... آپ کو ایسا مقام و مرتبہ اور شرف و فضیلت حاصل ہے جس تک میری رسائی ممکن نہیں' اس لئے کہ میری والدہ بنو حنفیہ کی ایک خاتون ہیں اور آپ کی والدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا دختر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں' اگر میری والدہ جیسی عورتوں سے زمین بھر جائے' پھر بھی آپ کی والدہ کے برابر نہیں ہو سکتیں' لہٰذا اس مقام و مرتبہ کی بناء پر میرا مکتوب پڑھتے ہی مجھے راضی کرنے میرے ہاں چلے آیئے' کہیں ایسا نہ ہو کہ جس فضیلت کو پانے کے لئے آپ مجھ سے زیادہ حق دار ہیں میں اس میں پہل کر جاؤں' والسلام''

ادھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب خط پڑھا تو فوراً محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر آئے اور انہیں راضی کیا' باہمی رضامندی کا یہ کس قدر انوکھا انداز ہے۔

(رفیق المسلم فی الاسفار' ص 32)

(178)

عمل کی راہ بہت وسیع ہے

اصبح بن فرح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے حضرت محمد بن مبارک سے سنا کہ میں بیت المقدس کے بعض پہاڑوں میں گھوم رہا تھا۔ اچانک کپڑوں میں لپٹا ایک شخص نظر آیا۔ جب ہم آمنے سامنے ہوئے تو ایک عورت تھی۔ اون کا لباس اور دوپٹہ پہنے ہوئی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا آپ کہاں سے ہیں؟ میں نے کہا: میں اجنبی ہوں۔ اس نے کہا سبحان اللہ' کیا تو اپنے مولا کے ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو اجنبی سمجھتا ہے حالانکہ وہ غرباء وفقراء کا دل بہلاتا ہے۔ یہ سن کر میں رو پڑا۔ اس نے کہا بیمار جب شفا پائے تو اسے رونا نہیں چاہئے۔ میں نے کہا: کیوں؟ اس نے کہا جس نے دل کو درست کر لیا یہ رونے سے بہتر ہے اور جس نے رونا سیکھ لیا یہ چیخنے سے بہتر ہے۔

میں نے اس سے کہا تو دانا معلوم ہوتی ہے' مجھے کوئی قیمتی باتیں بتلا۔ اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

دُنْيَاكَ غَرَّارَةٌ فَدَعْهَا
فَإِنَّهَا مَرْكَبٌ جَمُوحٌ
دُوْنَ بُلُوْغِ الْجَهُوْلِ مِنْهَا
مَنِيَّتُهُ نَفْسُهُ تُطِيْعُ
لَا تَرْكَبِ الشَّرَّ وَاجْتَنِبْهُ
فَإِنَّهُ فَاحِشٌ قَبِيْحٌ

Scanned with CamScanner

وَالْخَيْرُ فَاقْدِمْ عَلَيْهِ تَرْشُدُ
فَإِنَّهُ وَاسِعٌ فَسَبِّحْ

1- دنیا دھوکہ باز ہے اس کو چھوڑ دے' یہ سرکش سواری ہے۔

2- بڑھاپے تک پہنچنے سے پہلے اس کی موت اس کے نفس برباد کر دیتی ہے۔

3- شر کے قریب نہ جا بلکہ اس سے بچ' بے شک وہ شر بہت برا ہے۔

4- عمل سے پہلے رہنمائی حاصل کر اس لئے کہ عمل کی راہ بہت وسیع ہے۔

(ماخوذ از صالحین کے آنسو)

(179)

سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال

سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا' ان برتنوں میں تیل رکھ کر اس تیل کو سر میں لگانا یا بدن پر مالش کرنا غرض کسی طرح بھی ان برتنوں کو استعمال کرنا شریعت میں ممنوع و حرام اور گناہ ہے۔ حدیثوں میں بکثرت اس کی ممانعت آئی ہے۔

1- حدیث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاندی کے برتنوں میں کچھ پیتا ہے تو گویا وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ گھونٹ گھونٹ داخل کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ' ج 2' ص 370 بحوالہ بخاری و مسلم)

2- حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ باریک اور موٹے ریشمی کپڑے نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں کچھ نہ پیو اور نہ سونے چاندی کی تھالیوں میں کچھ کھاؤ کیونکہ دنیا میں یہ برتن کافروں کے لئے ہیں اور آخرت میں تم مسلمانوں کے لئے ہیں۔

(مشکوٰۃ' ج 2' ص 371 بحوالہ بخاری و مسلم)

3- حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سونے چاندی کے برتنوں میں یا ان برتنوں میں جن میں کچھ سونا چاندی لگا ہو کچھ پیتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ' ج 2' ص 371 بحوالہ دار قطنی)

4- حدیث: حضرت حکم نے ابن لیلیٰ سے سنا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی

مانگا تو ایک آدمی ان کے پاس چاندی کے برتن میں پانی لایا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس برتن کو پھینک دیا اور فرمایا: میں نے اس کو اس برتن کے استعمال سے منع کیا تھا مگر یہ نہیں مانا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے چاندی کے برتنوں میں کچھ کھانے پینے اور حریر و دیباج (ریشمی کپڑوں) کے پہننے سے منع فرمایا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے: یہ سب چیزیں دنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور آخرت میں تم مسلمانوں کے لئے ہیں۔

(ترمذی، ج2، ص10)

یاد رہے! سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا اور کسی طریقے سے بھی ان کو استعمال کرنا حرام و ناجائز اور گناہ کا کام ہے جس کی سزا جہنم کا عذاب ہے۔ وہ گلاس اور کٹورا جس میں دوسری دھاتوں کے ساتھ کچھ چاندی یا سونا لگا کر بنایا گیا ہو اس میں بھی کچھ کھانا پینا حرام ہے۔ ہاں البتہ اگر کسی دھات کے برتن پر چاندی کی صرف قلعی کر دی گئی ہو تو ایسے برتن میں کھانے پینے کی ممانعت نہیں ہے (تاہم تقویٰ یہی ہے کہ بچا جائے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(180)

جنہیں دوزخ سے نکال لیا جائے گا

عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ آخرُ مَنْ يَخْرُجُ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مَنْ يَبْقٰى تِسْعَةُ اٰلافِ سَنَةٍ .... مِنْ خَشْيَةِ اللهِ تَعَالٰى فِي الدُّنْيَا ثُمَّ يُنَادِيْ نَجِي فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِبَرَكَةِ شَعْرَةٍ وَّاحِدَةٍ ۔ (دقائق الاخبار)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ فرمایا جو اس امت کا سب سے بعد دوزخ سے نکالا جائے گا وہ شخص ہو گا جو دوزخ میں نو ہزار سال رہا پھر چار ہزار سال بعد فریاد کی یا اللہ ایک ہزار سال تک۔ پھر پکارا یا حنان ہزار سال اور یا منان ہزار سال اور ہزار سال یا قیوم اور ہزار سال یا رحمٰن یا رحیم پھر جب اللہ تعالیٰ ان کے بارے اپنے حکم جاری کرے گا تو فرمائے گا اے جبرائیل امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگاروں کے ساتھ آگ نے کیا معاملہ کیا وہ عرض کریں گے: الٰہی تو مجھ سے ان کا حال بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا؟ اے جبرائیل! جا کر دیکھو ان کا کیا حال ہے پس جبرائیل چل کر مالک فرشتہ کے پاس آئیں گے تو وہ تعظیماً کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا آپ کو یہاں کیا چیز لائی جبرائیل کہیں گے تو نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگاروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے پس مالک کہے گا کیا ہی برا حال ہے ان کا اور تنگ

جگہ تحقیق ان کے جسم آگ نے جلا دیئے اور گوشت کھالئے اور ان کے چہرے اور دل باقی رہے کہ ان میں ایمان چمکتا ہے تو جبرائیل کہیں گے ان سے پردہ اٹھاؤ تاکہ میں انہیں دیکھ لوں پس مالک دوزخ کے خازنوں کو حکم دے گا تو وہ پردہ اٹھا دیں گے تو وہ جبرائیل کو دیکھیں گے اور اسے اچھی صورت میں پائیں گے پس وہ جان لیں گے کہ جبرائیل علیہ السلام عذاب کے فرشتوں میں سے نہیں ہیں تو پوچھیں گے کہ اے مالک یہ شخص کون ہے کہ ان سے زیادہ حسین ہم نے کبھی نہ دیکھا مالک کہے گا یہ جبرائیل کریم اللہ کا وہ فرشتہ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لے کر آتے۔

فریاد ہے اے کشتیٔ ملت کے نگہباں

جب وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنیں گے تب سب فریاد کریں گے اور روئیں گے، اور کہیں گے اے جبرائیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارا سلام عرض کرنا اور ان سے ہماری بدحالی بیان کرنا اور کہنا کہ آپ ہمیں بھول گئے ہیں اور ہمیں آگ میں بے مددگار چھوڑ دیا پس جبرائیل علیہ السلام چلیں گے یہاں تک کہ اللہ کے حضور آکر کھڑے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جبرائیل تو نے امت محمد یہ کو کس حال میں دیکھا تو وہ عرض کریں گے: اے میرے پروردگار! تو ان کی بدحالی کو خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا انہوں نے تجھ سے کچھ سوال کیا وہ کہیں گے۔ ہاں انہوں نے مجھے کہا: میں ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا سلام کہوں اور آپ سے ان کا برا حال بیان کروں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس طرف جاؤ اور ان کا پیغام دو پس جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے آئیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا برا

حال بیان کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بلند درخت کے نیچے سفید موتی کے خیمہ میں تشریف فرما ہوں گے جس کے چار ہزار دروازے ہیں اور اس کی دونوں جانب سرخ سونے سے ہیں آپ پوچھیں گے اے جبرائیل آپ کو کس بات نے رلا دیا وہ عرض کریں گے حضور اگر آپ دیکھتے جو کچھ میں نے دیکھا تو آپ بھی ضرور میری طرح روتے میں آپ کی گنہگار امت کے پاس سے آیا ہوں انہیں آگ میں عذاب دیا جا رہا ہے اور وہ آپ کو سلام عرض کرتے تھے اور کہتے تھے کہ انہیں ہمارا برا حال اور تنگ مکان بتانا اور فریاد کرتے تھے کہ یا محمد اور اللہ تعالیٰ اس وقت آپ ان کی فریادوں کو سنا دے گا۔

میرے حبیب کے لب پر اَنا لھا ہوگا

تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: لبیک لبیک اے میری امت پھر حضور روتے ہوئے اٹھیں گے اور عرش کے پاس آئیں گے اور دوسرے انبیاء بھی، تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بارگاہ میں سجدہ میں گر جائیں گے اور اللہ کی وہ ثناء کریں گے جو کسی نے نہ کی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محبوب اپنا سر اٹھا لو اور مانگو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو شفاعت قبول کی جائے گی عرض کریں گے اے پروردگار میری کچھ بدبخت امت جن میں تو نے اپنا حکم جاری کر دیا میں اس کی شفاعت کرتا ہوں پس ان کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے ان کے بارے میں آپ کی شفاعت قبول کی اور اب جاؤ اور ان کو میرا سلام دو اور دوزخ سے ان کو نکالو جس نے کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع انبیاء علیہم السلام جہنم کی جانب چلیں گے تو مالک فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر تعظیماً کھڑا ہو جائے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned with CamScanner

مالک فرشتہ سے پوچھیں گے میری امت کے اشقیاء کا کیا حال ہے؟ مالک عرض کریں گے ان کا برا حال اور تنگ جگہ ہے تب فرمائیں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ جہنم کا دروازہ کھلواؤ ان سے پردہ اٹھاؤ پس جب اہل دوزخ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں گے تو سب فریاد کریں گے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگ نے ہماری کھالیں جلا ڈالیں اور ہمارے گوشت اور آپ ہمیں آگ میں بے یار و مددگار چھوڑ کر بھول گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تسلی دیں گے اور فرمائیں گے مجھ تمہارا حال معلوم پوشیدہ کر دیا گیا تھا پس ان سب کو دوزخ سے نکال لیں گے اور تحقیق آگ نے انہیں جلا کر کوئلہ کر دیا ہوگا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ساتھ لے کر باب جنت کی طرف نہر حیات کے پاس آئیں گے تو وہ سب اس میں نہائیں گے اور اس سے جوان ستھرے بدن بے ریش سرمیلی آنکھیں ہو کر نکلیں گے اور ان کے چہرے بدر منیر کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کی پیشانیوں پر لکھا ہوگا کہ یہ وہ جہنمی ہیں جنہیں رحمٰن نے آگ سے آزاد کر دیا جب وہ جنت میں جائیں گے تو اس سے شرم محسوس کریں گے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ لکھا ہوا ان سے مٹا دے پس اللہ تعالیٰ اسے ان کی پیشانیوں سے محو فرما دے گا اور جب کفار دیکھیں گے کہ تحقیق مسلمان جہنم سے نجات پا چکے ہیں تو کہیں گے کاش کہ ہم مسلمان ہوتے تو ہم بھی آگ سے نجات پاتے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”کافر تمنا کریں گے کاش کہ ہم بھی مسلمان ہوتے۔

اور جب موت کو ذبح کیا جائے گا

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا موت کو سفید کلچی رنگ دنبے کی مانند لایا جائے گا اور اہل جنت سے پوچھا جائے گا کیا تم اس

موت کو پہچانتے ہو؟ تب وہ اسے دیکھیں گے اور اسے پہچانیں گے اور دوزخیوں سے پوچھا جائے گا اے اہل دوزخ تم موت کو پہچانتے ہو تب وہ اسے دیکھیں گے اور پہچانیں گے پھر اسے جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اے اہل جنت یہ تمہارا ہمیشہ کا گھر ہے جس میں موت نہیں اور اے اہل دوزخ ہمیشہ رہو اس میں موت نہیں ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! ”انہیں حسرت کے دن سے ڈراؤ جب فیصلہ ہو جائے گا“ اور حدیث میں ہے کہ روز قیامت جب جہنم کو لایا جائے گا تو آواز کرے گی اور آواز کرنا یہاں تک کہ ہر گروہ اس کے خوف سے زانو بل اپنے رب کے سامنے آئے گا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے ہر گروہ اپنے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا آج تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا“۔ پھر جب وہ جہنم دیکھیں گے اور اس کی سخت آواز سنیں گے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”سنیں گے اس کی غضب ناک بھڑکنے کی آواز“۔ پانچ سو سال کی مسافت سے ہر ایک نفسی نفسی پکارے گا حتی کہ خلیل و کلیم مگر حبیب (علیہم السلام) امتی امتی کہے گا پس آگ قریب آئے گی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ اے آگ نمازیوں کے واسطے اور روزہ داروں کے واسطے لوٹ جا پس آگ نہ ہٹے گی تو جبرائیل علیہ السلام کہیں گے اے اللہ کے رسول اسے کہو توبہ کرنے والوں اور ان کے آنسوؤں اور گناہوں پر رونے کے واسطے واپس لوٹ جا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرمائیں گے پس آگ واپس ہو جائے گی اور جبرائیل علیہ السلام گنہگاروں کے آنسو لائیں گے اور آگ دوزخ پر چھڑک دیں گے تو وہ بجھ جائے گی جس طرح دنیا کی آگ پانی و مٹی سے

Scanned with CamScanner

بجھتی ہے۔

حضور علیہ السلام کی زلفوں کا غبار

حدیث میں ہے کہ جب روز قیامت ہوگا تو اللہ تعالیٰ وادی محشر میں مخلوق کو جمع کرے گا اور ان کے پاس جہنم لائے گا کہ اس کے دروازے کھلے ہوں گے اور اہل محشر کو آگ پکڑے گی ان کے نیچے سے اور ان کے دائیں جانب سے اور بائیں جانب سے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کریں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل کو آواز دیں گے' تو جبرائیل عرض کریں گے حضور آپ خوف نہ کیجئے اور اپنے سر سے غبار جھاڑیے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر سے غبار کو جھاڑیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے غبار کو بادل کی صورت میں بدل دے گا جس طرح کہ ابر باراں پس وہ بادل مومنوں کے سروں پر ٹھہرے گا پھر جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے داڑھی مبارک سے گرد جھاڑنے کو عرض کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے غبار کو مومنین اور آگ کے درمیان پردہ بنا دے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدن کا غبار جھاڑنے کو کہا جائے گا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھاڑیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کا غبار ان کے پاؤں کے نیچے فرش بن جائے گا اور اس کی برکت سے جہنم کی آگ انہیں تکلیف نہ دے سکے گی۔

ایک بال کی برکت سے نجات

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا اور اس کی آنکھوں کے بالوں سے ایک بال کلام کرے گا اور عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار تیرے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ

کے خوف سے رویا اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو آگ پر جلانا حرام کر دیتا ہے۔ اگر چہ بقدر ایک بال بھیگنے کے روئے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اسے بخش دیتا ہے پس میں تیرے خوف سے رُویا ہوں تو اب مجھے آگ سے بچا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ کہے گا مجھے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور اس کی برکت سے آگ سے نجات دے گا کیونکہ وہ دنیا میں اللہ کے خوف سے رویا تھا پھر ندا دی جائے گی کہ فلاں بن فلاں ایک بال کی برکت سے نجات پا گیا۔

(دقائق الاخبار)

(181)

خوفِ الٰہی سے ایک نوجوان کی موت

صحرائے عشق الٰہی کے رہ نورد اولیائے کرام سلوک ومجاہدہ کی بلاخیز سختیوں سے گزر کر جو صفات عالیہ اپنی ذات میں اجاگر کرتے ہیں ان میں خوف خدا نہایت اہم ہے۔ بزرگان دین اولیائے کاملین کے نزدیک خوف خدا کیا ہے؟ اسے مندرجہ ذیل واقعہ سے سمجھا جاسکتا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے احباب کے ہمراہ حج سے فارغ ہوکر ایک یمنی بزرگ کی زیارت کے اشتیاق میں یمن تشریف لے گئے۔ یمنی بزرگ خوف خدا خشیت ربانی تواضع اور حکمت کے باب میں یگانہ روزگار تھے۔ زائرین کی اس جماعت کے اندر ایک نوجوان بھی تھا۔ صالحیت کا نور جس کے چہرے بشرے سے نمایاں تھا۔ خوف الٰہی اس کے زرد رخسار اور بہتی آنکھوں سے مترشح ہوتا تھا۔ اس کا لاغر وناتواں جسم ریاضت ومشقت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ حضرت ذوالنون مصری اور ان کے تمام مصاحبین نے یمنی بزرگ کی خدمت میں حاضری دی تو نوجوان نے سب سے پہلے ان سے سلام ومصافحہ اور کلام کیا۔

نوجوان: حضور والا! آپ حضرات کو رب تعالیٰ نے دلوں کے امراض کا معالج اور طبیب بنایا ہے میرے دل میں ایک زخم ہے کاش! آپ اس کا کوئی علاج فرمائیں تو کرم ہوگا؟

نوجوان کی بات سن کر شیخ نے پہلے بیماری کی اہمیت اور اپنے عجز میں چند اشعار کہے

پھر فرمایا: بتاؤ کیا بات ہے؟

نوجوان: حضور خوف الٰہی کیا ہے؟

بزرگ: اے جوان صالح! خوف خدا جسے مل جاتا ہے وہ تمام خوفوں سے مامون ہو جاتا ہے اور دل کے اندر صرف وہی جاگزین ہو جاتا ہے۔

بزرگ کی یہ بات سن کر نوجوان کا جسم لرز اٹھا اور اسے غش آگیا۔ چند لمحے بعد ہوش آیا تو پھر پوچھا: ارشاد فرمائیں کہ خائف ہونے کا یقین کب حاصل ہوتا ہے؟

بزرگ: اس وقت جب بندہ دنیا کی لذتوں کو اس طرح ترک کر دے جیسے مریض خوف مرض سے کھانا پینا ترک کر دیتا ہے اور تلخ دواؤں پر قناعت کرتا ہے۔

یہ سن کر نوجوان نے پھر ایک چیخ ماری اور پھر بے ہوش ہو گیا۔ حضرت ذوالنون مصری اور ہمراہیوں نے خیال کیا کہ شاید وہ مر گیا مگر کچھ ہی دیر بعد اس سے ہوش آگیا اور اس نے پوچھا: عالیجاہ! اللہ تعالیٰ کی محبت کا ثبوت اور علامت کیا ہے؟

بزرگ: اے دوست محبت کا مقام بلند ہے۔

نوجوان: آخر کچھ تو ارشاد فرمائیں؟

مقامِ محبت کیا ہے؟

بزرگ: یاحبیبی ان المحبین للہ تعالیٰ شق لھم عن قلوبھم فابصروا بنور القلوب الی جلال عظمۃ الا لہ المحبوب فصارت ارواحھم روحانیۃ وقلوبھم حجبیۃ وعقولھم سماویۃ تسرح بین صفوف الملئکۃ الکرام وتشاھد تلک الامور بالیقین والعیان فعبدوا بمبلغ استطاعتھم لہ لاطمعا فی جنۃ ولا خوفا من نارہ۔

اے دوست! اللہ تعالیٰ کے محبین کا خاص مقام ہے ان کے قلوب سے حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں پس وہ دلوں کے انوار سے محبوب حقیقی کی

عظمت وجلال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ان کی ارواح روحانیہ' ان کے قلوب حجبیہ اوران کی عقلیں سماوی ہوجاتی ہیں۔وہ ملائکہ کرام کی صفوں میں رہتے ہیں اوراس عالم کے امور کا یقین اور حقیقت کی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں اور عبادت الٰہیہ میں اپنی پوری استطاعت صرف کرتے ہیں اوراس عبادت کے ذریعہ انہیں جنت کی طمع ہوتی ہے نہ جہنم کا خوف ہوتا ہے۔

یمنی بزرگ کی بات سن کر نوجوان تڑپنے لگا اور چند لمحوں بعد جاں بحق ہوگیا۔ بزرگ نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا یہ ہے خوف خدا اور محبت الٰہی کی دولت پانے والوں کا درجہ۔

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما   اے دوائے جملہ علتہائے ما

(روض الریاحین)

(182)

غزوۂ بدر کے سید الشہداء رضی اللہ عنہ

غزوۂ بدر مشرکین کی شکست فاش اور مسلمانوں کی فتح مبین پر ختم ہوا۔مسلمان شہداء کی تعداد چودہ تھی۔سب سے پہلے شہید ہونے والے مہجع بن صالح رضی اللہ عنہ تھے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔(دلائل النبوۃ للبیہقی' 124/3) دنیا والے انہیں غلام سمجھتے تھے مگر مساوات کے حامی' عدل کے داعی اور اخوت کے بانی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس روز سید الشہداء کا خطاب دیا۔ارشاد فرمایا یو منذ مهجع سید الشهداء ''بدر کے شہیدوں کے سردار مہجع ہیں''۔یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت نوازی ہے کہ ایک غلام کو سید الشہداء کا خطاب عطا فرمایا۔ان میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے کمسن بھائی بھی شامل تھے۔چودہ شہدائے بدر میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصار کے اسمائے مبارکہ شامل ہیں۔مشرکین کے ستر آدمی مارے گئے۔ان میں مکہ کے بڑے بڑے چوبیس سردار تھے۔ان کی لاشوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بدرر کے ایک گندے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ان مقتولوں میں مکہ کا ایک بڑا سردار عتبہ بن ربیعہ بھی تھا جو ابوسفیان کا سسر اور ہندہ کا والد تھا۔اس کے بیٹے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ مسلمان تھے اور جنگ بدر میں مسلمانوں کی طرف سے شریک تھے۔جب ان کے باپ کو کنویں کی طرف گھسیٹ کر لے جایا جانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فرزند حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر نظر ڈالی۔وہ غمزدہ تھے۔چہرہ اترا ہوا تھا۔ارشاد ہوا ابوحذیفہ! شاید اپنے والد کے سلسلے

میں تمہارے دل میں کچھ احساسات ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! البتہ میں اپنے باپ کے بارے میں یہ ضرور جانتا تھا کہ اس میں سوجھ بوجھ ہے' دوراندیشی ہے اور صاحب عزوشرف ہے۔ میں آس لگائے بیٹھا تھا کہ عجب نہیں یہ خوبیاں اسے اسلام تک پہنچا دیں لیکن اب اس کا انجام اور اپنی توقع کے خلاف کفر پر اس کا خاتمہ دیکھ کر مجھے افسوس ہو رہا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوحذیفہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ (البدایہ والنہایہ 307/3)

(183)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حساب وکتاب

حضرت سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پڑوسی تھے۔ میں نے لوگوں میں ان سے زیادہ افضل کسی کو نہیں پایا۔ ان کی راتیں عبادت میں گزرتیں' دن کو روزہ رکھتے اور سارا دن لوگوں کی حاجات پوری کرنے میں گزر جاتا۔ جب حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: ''مجھے حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت ہو جائے''۔ الحمدللہ! میری دعا قبول ہوئی اور ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینہ شریف کے بازار کی جانب جا رہے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں نے پوچھا: ''آپ رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے؟'' فرمایا: ''ابھی ابھی حساب وکتاب سے فارغ ہوا ہوں' اگر میں اپنے رب کو رحیم وکریم نہ پاتا تو میری خلافت مجھے لے ڈوبتی''۔

اسی طرح حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد گرامی حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کی: ''آپ رضی اللہ عنہ کا معاملہ کیسا رہا؟'' فرمانے لگے ''الحمدللہ! بہتر رہا' قریب تھا کہ میری خلافت مجھے لے ڈوبتی لیکن میں نے اپنے پروردگار کو بہت رحیم وکریم پایا''۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: ''بیٹا! بتاؤ تم سے جدا ہوئے مجھے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''تقریباً بارہ سال ہو چکے ہیں''۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں ابھی ابھی حساب وکتاب سے فارغ ہوا ہوں''۔ (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(184)

عورت کی جرأت پہ حضرت عائشہ کا تعجب

بنو قریظہ کے ان قیدیوں میں ایک عورت بھی تھی۔ اس عورت کو معلوم ہو چکا تھا کہ مقتولین کی فہرست میں اس کا نام بھی شامل ہے لیکن اس کے باوجود قتل سے چند ساعات قبل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کرتی رہی اور بات بات پر ہنستی رہی کہ اتنے میں اس کا نام پکارا گیا۔ اٹھ کر قتل گاہ کی طرف جانے لگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا' کہاں؟ کہنے لگی ''سوئے مقتل جا رہی ہوں' میں نے ایک جرم کیا تھا' اس کی سزا پانے جاتی ہوں''۔ چنانچہ اس کی گردن اڑا دی گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعد میں فرمایا کرتی تھیں کہ قتل سے چند لمحے پہلے اس عورت کی ہنسی خوشی باتوں پر آج تک مجھے تعجب ہوتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ' ج 4' ص 149)

دو بہترین و بدترین اعضاء

حضرت لقمان حکیم کے آقا نے ان سے ایک مرتبہ کہا: ''بکری ذبح کر کے اس کے دو بہترین حصے میرے پاس لے آؤ''۔ انہوں نے بکری ذبح کی اور اس کے دل و زبان آقا کے پاس لے گئے۔ آقا نے پھر حکم دیا کہ ''ایک اور بکری ذبح کر کے اس کے دو بدترین ٹکڑے میرے پاس لاؤ''۔ انہوں نے بکری ذبح کی اور اس مرتبہ بھی اس کے دل و زبان اس کے پاس لے کے گئے۔ آقا نے پوچھا: ''میں نے بہترین حصے طلب کیے تو تم یہی لائے' بدترین طلب کیے تب بھی یہی لائے''۔ حضرت حکیم نے فرمایا: ''میرے آقا! دل و زبان اچھے رہیں تو ان سے بہتر جسم کا کوئی اور عضو نہیں ہو سکتا اور اگر یہ بگڑ جائیں تو

ان سے بدتر کوئی عضو نہیں ہو سکتا' یہ بہتر رہیں تو بہترین ہیں' بدتر ہو جائیں تو بدترین ہیں''۔ (تفسیر قرطبی' ج 4' ص 61)

یہی کو غریبی ہے

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے یہ جبہ ہدیہ میں قبول فرمائیں''۔ ابراہیم بن ادھم نے جواب دیا: ''اگر آپ غنی اور مالدار ہیں پھر تو میں قبول کر لیتا ہوں اور اگر آپ فقیر ہیں تو میں قبول کرنے سے معذرت کرتا ہوں''۔ اس شخص نے کہا: ''جی میں غنی ہوں''۔ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''آپ کے پاس کتنا مال ہے؟'' اس نے کہا: ''دو ہزار''۔ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''اگر آپ کے پاس چار ہزار ہو جائیں تو آپ کو خوشی ہو گی؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں کیوں نہیں''۔ ابراہیم بن ادھم نے کہا: ''معلوم ہوا کہ آپ فقیر ہیں لہٰذا میں آپ سے ہدیہ قبول نہیں کرتا''۔ (ماخوذ از کتابوں کی درسگاہ میں)

کچھ اس کے سوا پاس نہیں زادِ سفر اور

مبرد نے الکامل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جنازہ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور مشہور شاعر فرزدق دونوں حاضر تھے۔ فرزدق نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''ابوسعید! معلوم ہے لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ لوگ کہہ رہے ہیں: آج کے جنازہ میں بہترین اور بدترین دونوں جمع ہو گئے ہیں''۔ بہترین سے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ اور بدترین سے فرزدق کی طرف اشارہ تھا''۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''نہ میں بہترین ہوں' نہ تم بدترین ہو لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے اس دن کے لئے کیا تیاری کی ہے اور تمہارے پاس اس دن کے لئے کیا زادِ سفر ہے؟'' فرزدق نے برجستہ کہا: ''**شهادة ان لا الـه الا الله وأن محمدًا رسول الله**'' وفات کے بعد فرزدق کو خواب میں کسی نے دیکھا' پوچھا' کیا بنا؟ کہا: ''اللہ نے مغفرت فرما دی''۔ دریافت کیا' کس بنا پر؟ کہا: ''اس کلمہ طیبہ کی بنیاد پر جس کا میں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ

Scanned with CamScanner

گفتگو میں حوالہ دیا تھا''۔ کسی نے خوب کہا ہے:

اک توشۂ امید کرم لے کے چلا ہوں
کچھ اس کے سوا، پاس نہیں زادِ سفر اور

(الکامل للمبرد ج ۱ ص 119)

جس کا آخری کلام کلمۂ طیبہ ہو

امام ابوزرعہ مشہور محدث اور فقیہ گزرے ہیں۔ ان کے انتقال کا بھی عجیب واقعہ ہے۔ ابوجعفر تستری کہتے ہیں: ہم جان کنی کے وقت ان کے پاس حاضر ہوئے۔ اس وقت ابوحاتم، محمد بن مسلم، منذر بن شاذان اور علماء کی ایک جماعت وہاں موجود تھی۔ ان لوگوں کو تلقین میت کی حدیث کا خیال آیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے لقنوا موتاکم لا اله الا الله (اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو) مگر ابوزرعہ سے شرماتے تھے اور ان کو تلقین کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ آخر سب نے سوچ کر یہ راہ نکالی کہ تلقین کی حدیث کا مذاکرہ کرنا چاہئے چنانچہ محمد بن مسلم نے ابتداء کی۔ حدثنا الضحاك بن مخلد عن عبدالحميد بن جعفر اور اتنا کہہ کر رک گئے۔ باقی حضرات نے بھی خاموشی اختیار کی۔ اس پر ابوزرعہ نے اسی جان کنی کے عالم میں روایت کرنا شروع کیا حدثنا بندار حدثنا ابو عاصم حدثنا عبدالحميد بن جعفر عن صالح بن أبی عريب عن كثير بن مرة الحضرمی عن معاذ بن جبل قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من كان آخر كلامه لا اله الا الله۔ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ طائر روح قفس عنصری سے عالم قدسی کی طرف پرواز کر گیا۔ پوری حدیث یوں ہے من كان آخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة (یعنی جس کی زبان سے آخری الفاظ لا الٰہ الا اللہ نکلے وہ جنت میں داخل ہوگا)۔

(ابن ماجہ اور علم حدیث، ص 89)

(185)

حسن خاتمہ والے لوگ

حضرت منصور بن عمار کہتے ہیں: میں حج کے ارادہ سے نکلا اور کوفہ میں پڑاؤ ڈالا۔ ایک دن میں اس خیال سے کہ صبح ہوگئی مسجد کی طرف نکلا لیکن حقیقتاً ابھی صبح طلوع نہ ہوئی تھی۔ میں نے دروازہ سے ایک نوجوان کی آواز سنی کہ دعا کرتا ہے اور زور زور سے روتا ہے اور کہتا تھا اے اللہ! تیری عزت کی قسم! میں نے تیری مخالفت اور نافرمانی کا ارادہ نہیں کیا لیکن میں نے جب بھی تیری نافرمانی کی تو جہالت کی وجہ سے بدبختی نے میرے نفس کی اعانت کی جس کی وجہ سے تیری نافرمانی کر بیٹھا۔

اب تیرے عذاب سے مجھے کون بچائے گا اور میرے ہاتھوں کو زبانیہ فرشتوں سے کون چھڑائے گا۔ میری مغفرت کی رسی تیرے پاس ہے اگر تو نے میرے امیدوں کی رسی کاٹ دی تو میرا پرسان حال کون ہوگا ہائے افسوس میرے کثرت گناہوں پر، میری جوانی بھی گناہوں میں گزری میں نے کتنی مرتبہ توبہ کی اور کتنی مرتبہ توبہ توڑ دی۔ مجھے اپنے رب سے حیا بھی نہ آیا۔

منصور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب میں نے جوان کی یہ دعا اور آہ وبکا سنی تو میں نے اپنا منہ دروازے پر رکھ کر یہ آیت تلاوت کی نارا وقودها الناس والحجارة وہ جہنم ہے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

نوجوان کی خوف خدا میں موت

میں نے پھر زوردار چیخ سنی پھر خاموش ہوگئی۔ میں دروازہ پر نشان لگا کر اپنے کام

Scanned with CamScanner

کو چلا گیا۔ جب واپس لوٹا تو جنازہ تیار پڑا تھا اور ایک بڑھیا رو رہی تھی۔ میں نے کہا: اللہ کی بندی اس میت سے تیرا کیا رشتہ ہے؟ میں اجنبی شخص ہوں۔ اس نے کہا اگر تو اجنبی نہ ہوتا تو میں تجھے خبر نہ دیتی۔

یہ میرا بیٹا ہے۔ جب رات چھا جاتی تو یہ اپنے محراب میں کھڑا ہو جاتا اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا رہتا۔ کل صبح ایک شخص گزرا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر نہ دے۔ اس نے میرے بیٹے کے پاس جہنم کے ذکر والی آیت تلاوت کی۔ اس وقت سے میرا بیٹا روتا رہا اور پریشان رہا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے اس سے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی یہی صفات ہوتی ہیں۔

(حلیہ' ج 9' صفحہ 328)

نجات کا راستہ

ابا عمرو کہتے ہیں: شیخ احمد بن ابی الحواری جب تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو ایک روز لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ان کے دل میں حق کی طرف سے خدشات پیدا ہوئے۔ وہاں سے اٹھ کر دریائے فرات کے کنارے تشریف لے گئے اور بہت روئے' پھر فرمایا راہ حق انسان دلیل سے حاصل نہیں کر سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حاصل ہوتی ہے۔

(حلیہ' ج 10' صفحہ 6)

☆.....احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں: میں ایک مرتبہ شام کے قبرستان سے ایک قبہ میں تھا جس کا دروازہ نہیں تھا بلکہ اس پر ٹاٹ لٹک رہا تھا۔ اچانک کسی نے دروازے کے قریب دیوار پر دستک دی۔ میں نے کہا: کون ہے؟ ایک عورت نے کہا میں ایک عورت ہوں جو راستہ بھول چکی ہوں۔ مجھے راستہ بتلا دو۔ میں نے کہا: کون سا راستہ پوچھتی ہے؟ وہ رونے لگی پھر کہا: اے احمد! نجات کا راستہ۔ میں نے کہا: ہائے

افسوس ہم میں اور منزل نجات تک پہنچنے میں کئی گھاٹیاں ہیں اور یہ گھاٹیاں سادہ زندگی اور معاملات کے صحیح ہونے اور دنیا سے تعلقات چھوڑنے سے ہی پار کی جا سکتی ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت روئی۔ پھر اس نے کہا: اے احمد وہ ذات پاک ہے جس نے تیرے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے محفوظ رکھا اور تیرے دل کو پھٹنے سے محفوظ رکھا۔ یہ کہہ کر بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب ہم نے اس کو حرکت دی تو وہ مر چکی تھی۔

(حلیہ' ج 10' صفحہ 11)

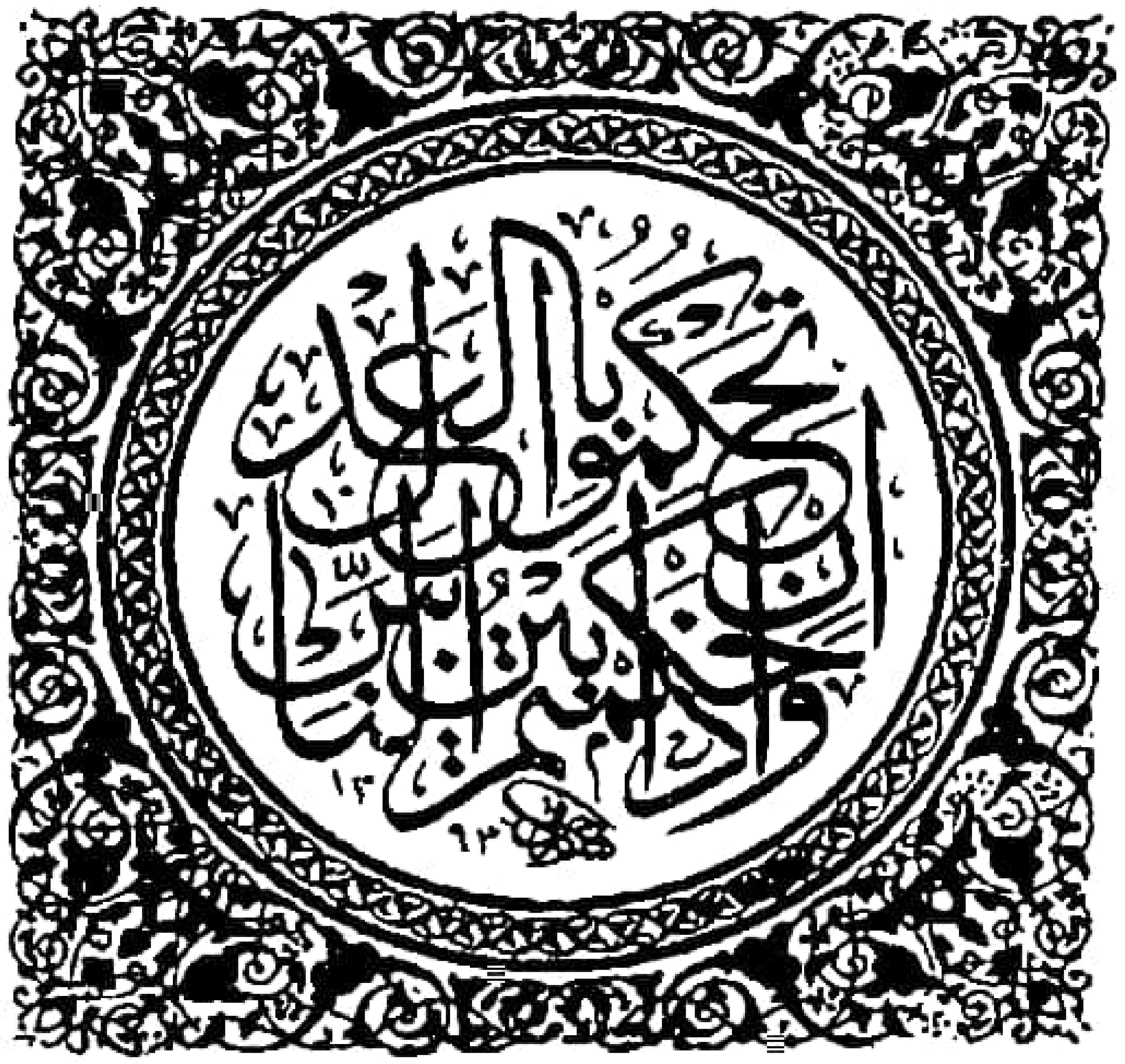

(186)

ریاکاری کی نحوست اور قرآنی آیات

کوئی بھی نیک عمل اور عبادت ہو خدا کی رضا ڈھونڈنے اور اخلاص کی نیت سے کرنا لازم ہے اگر نام ونمود اور شہرت یا کوئی دوسری نفسانی خواہش مقصود ہو تو ''ریاکاری'' ہے اور ریاکاری وہ گناہ کبیرہ ہے جس کو شرک کی ایک شاخ کہا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ریاکاری کرنے والوں کو شیطان کا ساتھی بتایا ہے۔

چنانچہ ارشاد قرآنی ہے:

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝ (النساء، رکوع6)

اور وہ لوگ جو اپنے مالوں کو لوگوں کو دکھلاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ قیامت پر اور جس کا ساتھی شیطان ہو تو وہ کتنا برا ساتھی ہے۔

دوسری آیت میں یوں ارشاد فرمایا:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ (سورۂ ماعون)

تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نمازوں سے بھولے بیٹھے ہیں وہ جو ریاکاری کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔

اسی طرح ریاکاری کی مذمت اور ممانعت میں بہت سی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔

احادیث کی روشنی میں

1- حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میں تمام شریکوں سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہوں' جو شخص کوئی ایسا عمل کرے کہ اس عمل میں میرے ساتھ میرے غیر کو شریک کرے تو میں اس کو اس کے شرک کے ساتھ چھوڑ دوں گا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں اس سے بیزار ہوں وہ عمل اسی کے لئے ہے جس کے لئے اس نے کیا ہے۔ (مشکوٰۃ' ج2' ص454 بحوالہ مسلم)

2- حدیث: حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شہرت کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب کو مشہور کرے گا اور جو ریاکاری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ریاکاری کا اس کو بدلہ دے گا۔ (مشکوٰۃ' ج2' ص454 بحوالہ بخاری ومسلم)

3- حدیث: حضرت ابوسعید بن ابوفضالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب لوگوں کو جمع فرمائے گا تو ایک منادی یہ اعلان کرے گا کہ جس نے اپنے اس عمل میں جو اللہ کے لئے کیا ہے کسی دوسرے کو شریک کرلیا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے غیر سے طلب کرے۔ (مشکوٰۃ' ج2' ص454 بحوالہ احمد)

4- حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ نکلیں گے جو دنیا کو دین کے ذریعے طلب کریں گے۔ وہ لوگوں کے لئے بھیڑ کی کھال پہنیں گے۔ اپنی نرم دلی ظاہر کرنے کے لئے ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے اللہ تعالیٰ (ان ریاکاروں سے) فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ میرے مہلت دینے سے بے خوف ہوگئے ہیں؟ کیا یہ لوگ مجھ پر جری ہوگئے ہیں؟ تو مجھ کو میری ہی قسم ہے کہ میں ضرور ضرور ان لوگوں پر ایسا فتنہ بھیجوں گا جو عقل مند آدمی کو

Scanned with CamScanner

حیرانی میں ڈال دے گا۔ (مشکوۃ' ج2' ص455 بحوالہ احمد)

نماز و روزہ میں ریا کاری

5- حدیث: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے وایت ہے کہ جس نے ریا کاری کرتے ہوئے نماز پڑھی تو یقیناً اس نے شرک کا کام کیا اور جس نے ریا کاری سے روزہ رکھا اس نے بے شک شرک کا کام کیا اور جس نے ریا کاری کرتے ہوئے صدقہ دیا اس نے بلاشبہ شرک کا کام کیا۔ (مشکوۃ' جلد2' صفحہ 455 بحوالہ احمد)

6- حدیث: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رونے لگے تو لوگوں نے کہا: کیا چیز آپ کو رلاتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات فرماتے ہوئے سنا تھا اسی کو یاد کر کے رو رہا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ کو اپنی امت پر شرک اور چھپی ہوئی شہوت کا خوف ہے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' لیکن سن تو کہ وہ سورج چاند اور پتھر اور بت کی عبادت نہیں کریں گے لیکن وہ اپنے عملوں میں ریا کاری کریں گے اور چھپی ہوئی شہوت یہ ہے کہ ان میں سے ایک آدمی صبح کو روزہ دار رہے گا پھر اس کی شہوتوں میں سے کوئی شہوت اس کے ساتھ آجائے گی تو وہ روزہ چھوڑ دے گا۔

(مشکوۃ' ج2' ص456 بحوالہ احمد و بیہقی)

7- حدیث: حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا تم لوگوں پر خوف ہے وہ چھوٹا شرک ہے تو لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹا شرک کیا ہے؟ فرمایا: ''ریا کاری''۔ اور بیہقی میں یہ بھی ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا تو ریا کاروں سے فرمائے گا کہ تم لوگ اس کے پاس جاؤ جس کو تم دنیا میں اپنا عمل دکھایا کرتے تھے پھر تم دیکھو کہ کیا تم اس کے پاس کوئی جزاء اور بھلائی

پاتے ہو۔ (مشکوۃ' ج1' ص656 بحوالہ احمد و بیہقی)

دجال سے بھی زیادہ خطرناک چیز

8- حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ ہم لوگ دجال کا تذکرہ کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا: کیا تم لوگوں کو اس چیز کی خبر نہ دوں جو میرے نزدیک دجال سے بھی زیادہ خوفناک ہے تو ہم لوگوں نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہم لوگوں کو خبر دیجئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ چھپا ہوا شرک ہے اور یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہو تو وہ یہ دیکھ کر اپنی نماز کو زیادہ لمبی کر دے کہ کوئی آدمی اس کو دیکھ رہا ہے۔ (مشکوۃ' ج2' ص456 بحوالہ ابن ماجہ)

الحاصل ''ریا کاری'' سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ ریا کاری کرنے سے عبادتوں کا اجر و ثواب نہ صرف غارت و اکارت ہو جاتا ہے بلکہ وہ عبادت گناہ عظیم بن جاتی ہے جس سے اگر سچی توبہ نہ کرے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

(187)

کافر بھی مرنے کے بعد سنتے ہیں

بدر کے میدان میں قریش کے مقتولین کی تعداد ستر تھی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی لاشوں کے پاس کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا تم لوگ اپنے نبی کے لئے کتنا برا کنبہ اور قبیلہ تھے۔ تم نے مجھے جھٹلایا جبکہ اوروں نے میری تصدیق کی۔ تم نے اپنے ہو کر مجھے نکالا جبکہ دوسروں نے مجھے پناہ دی۔ پھر ان کے بارے میں حکم دیا کہ انہیں گھسیٹ کر کنوئیں میں ڈال دیا جائے۔ ان میں کفار و مشرکین کے چوبیس بڑے بڑے سردار شامل تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر فتح یاب ہوتے تو تین دن میدان جنگ میں قیام فرماتے تھے چنانچہ جب بدر میں تیسرا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر کجاوہ کسا گیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چلے۔ پیچھے پیچھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گندے کنوئیں کی باڑ پر کھڑے ہو گئے پھر مقتولین اور سرداران قریش میں سے ایک ایک کا اور اس کے باپ کا نام لے لے کر پکارنا شروع کیا۔ فرمایا: اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں بن فلاں! کیا تمہارے لئے یہ اچھی بات نہ تھی کہ تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے؟ کیونکہ ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ فرمایا تھا اسے ہم نے برحق پایا تو کیا تم سے تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا' تم نے بھی اسے برحق پایا؟

بلکہ زندوں سے زیادہ سنتے ہیں

اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسے جسموں سے باتیں کر رہے ہیں جو بے روح لاشیں ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے تم سے زیادہ یہ لوگ سن رہے ہیں' اور ایک روایت میں ہے کہ تم لوگ ان سے زیادہ سننے والے نہیں۔ بس یہ لوگ جواب نہیں دے سکتے۔

(البدایۃ والنہایۃ 305/3' والسیرۃ النبویۃ لابن ہشام 639/2)

Scanned with CamScanner

(188)

حق گوئی اور سمجھداری

حضرت سیّدنا جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ایک مرتبہ حضرت سیّدنا سہیل بن عمرو' حضرت سیّدنا حارث بن ہشام' حضرت سیّدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہم اور قریش کے دیگر بڑے بڑے سردار حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت سیّدنا صہیب' حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہم اور اسی طرح کے کچھ اور بدری صحابہ کرام بھی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے جو پہلے غلامی کی زندگی گزار چکے تھے' پھر آزاد ہو گئے اور وہ دنیاوی اعتبار سے بہت غریب تھے۔

امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پہلے انہی غریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا کیونکہ یہ پہلے آئے ہوئے تھے یہ دیکھ کر ابوسفیان کہنے لگے ''جیسا کہ آج ہم نے دیکھا ہے ایسا کبھی نہیں دیکھا' غریبوں کو تو بلا لیا گیا لیکن ہماری طرف توجہ ہی نہ کی گئی اور ہمیں دروازے سے باہر ہی ٹھہرا دیا گیا''۔

یہ سن کر حضرت سیّدنا سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ جو کہ بہت حق گو اور سمجھدار تھے' کہنے لگے ''اے لوگو! خدا کی قسم! آج میں تمہارے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھ رہا ہوں اگر غصہ کرنا ہی ہے تو اپنے آپ پر کرو کیونکہ تمہیں اور انہیں ایک ساتھ اسلام کی دعوت دی گئی' ان خوش نصیبوں نے حق بات قبول کرنے میں جلدی کی اور تم نے سستی سے کام لیا۔ ذرا غور تو کرو' اس وقت تم کیا کرو گے جب بروزِ قیامت انہیں (جنت کی طرف) جلدی بلا لیا

جائے گا اور تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔

اس کے بعد حضرت سیّدنا سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے جھاڑے اور وہاں سے تشریف لے گئے۔ حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''خدا کی قسم! حضرت سیّدنا سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بالکل حق فرمایا' اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنی اطاعت میں سبقت لینے والے بندے کو اس جیسا نہیں بناتا جو اس کی اطاعت میں سستی کرے''۔

(189)

مجھے حکم اذان لا الٰہ الا اللہ

ابن ہبیرہ نے خط لکھ کر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ' ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کیا اور کہا: ''امیر المومنین یزید نے مجھے ایک ایسا حکم لکھ بھیجا ہے کہ اگر اس پر عملدرآمد کرتا ہوں تو دین وایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے اور گر عمل نہ کروں تو جان سے جانے کا خوف ہے ایسی صوت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟'' امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں ایسی بات کہی جس میں مصلحت کا لحاظ کیا گیا تھا' لیکن حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اے ابن ہبیرہ! اللہ تجھے یزید سے بچا سکتا ہے مگر یزید تجھے اللہ سے نہیں بچا سکتا' اے ابن ہبیرہ! یزید کی اطاعت کرنے میں اللہ سے ڈر اور اللہ کی اطاعت کرنے میں یزید کا خوف مت کر۔ اے ابن ہبیرہ! عنقریب موت کا فرشتہ تجھے تیرے تخت سے اتار کر تیرے محل کی وسعت وکشادگی میں لے جائے گا پھر تجھے وہاں سے نکال کر تیری قبر کی تنگی وتاریکی میں پہنچا دے گا' اس وقت سوائے تیرے عمل کے کوئی چیز تجھے نجات نہیں دلا سکتی' اے ابن ہبیرہ! خالق کی نافرمانی کر کے مخلوق کی اطاعت کرنا روا نہیں''۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سن کر ابن ہبیرہ نے ان کے لئے چار ہزار درہم کا حکم دیا جبکہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور شعبی کے لئے دو دو ہزار درہم کا حکم دیا تو انہوں نے فرمایا: ہم نے ہلکا انداز اختیار کیا' اس لئے ہمیں انعام بھی ہلکا دیا گیا۔

(عیون الاخبار' جلد 2' ص 343)

(190)

خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ اے سونے والو!

احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں: میں ایک روز حضرت ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو وہ رو رہے تھے۔ میں نے کہا: آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کل رات میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے سخت نیند آ گئی۔ تہجد کے لئے اٹھ نہ سکا۔ خواب میں دیکھا کہ حوریں محراب سے میرے پاس آئیں' ان کے پاس ایک رقعہ تھا۔ انہوں نے کہا: اے ابا سلیمان رحمۃ اللہ علیہ تو پڑھنا جانتا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا یہ پڑھ۔ وہ رقعہ میں نے پڑھا تو اس میں یہ اشعار تھے:

اَلْھٰتُکَ لَذَّۃُ نَوْمِکَ عَنْ خَیْرِ عَیْشٍ
مَعَ الْغَنْبَاتِ فِیْ غُرَفِ الْجَنَانِ
تَعِیْشُ مُخَلَّدًا لَّامَوْتَ فِیْھَا
وَتَنْعَمُ فِی الْجِنَانِ مَعَ الْحِسَانِ
تَیَقَّظْ مِنْ مَّنَامِکَ اَنَّ خَیْرًا
مِنَ النَّوْمِ التَّھَجَّدُ بِالْقُرْآنِ

1- تو نیند کی لذت میں مشغول ہو کر جنت کے بالا خانوں سے غافل ہو گیا۔
2- جہاں ہمیشہ تجھے رہنا ہے اور موت بھی وہاں نہ آئے گی۔
3- اپنی نیند سے اٹھ سونے سے تہجد میں قرآن پڑھنا بہتر ہے۔

کہتے ہیں: اس کے بعد جب مجھے نیند آتی اور یہ اشعار یاد آتے تو نیند بالکل اڑ

جاتی۔ (حلیہ ج10 صفحہ 15)

اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کی عزت

احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں: میں حضرت ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا وہ رو رہے تھے۔ میں نے کہا: تم کیوں روتے ہو؟ فرمانے لگے اے احمد! تیرے لئے ہلاکت ہو میں کیوں نہ روؤں جب کہ مجھ تک یہ خبر پہنچ چکی ہو کہ جب رات چھا جاتی ہے تو آنکھیں سو جاتی ہیں۔ ہر دوست اپنے دوست کے پاس چلا جاتا ہے اور عارفین کے دل اس وقت سیرابی حاصل کرتے ہیں اور اپنے رب کے ذکر سے لذت حاصل کرتے ہیں اور ان کی خواہشات عرش کی طرف بلند ہوتی ہیں اور اہل محبت اپنے سرداروں کے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ ان کی پکار میں غم زدہ انسان کی سی آواز ہوتی ہے۔ ان کے رخساروں پر ان کے آنسو بہہ رہے ہوتے ہیں۔ ان کے آنسوؤں کے قطرات ان کے جائے نماز میں خوف اور شوق کی وجہ سے گر رہے ہوتے ہیں۔ ان کی اس کیفیت کو دیکھ کر رب کائنات ان کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے: جس کی وجہ سے ان کی محبت اور سرور میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے: اے میرے دوستو! اور اے میری پہچان کرنے والو! میری ہی ذات میں مشغول رہو۔ میرے علاوہ کے ذکر کو اپنے دلوں سے نکال دو۔

تمہارے لئے میرے پاس مقام عزت ہے اور قرابت ہے قیامت کے دن۔ پھر اللہ تعالیٰ جبرائیل امین کو آواز دے کر فرماتا ہے: مجھے میری عزت کی قسم! جس نے میرے کلام سے لذت حاصل کی اور میرے ساتھ راحت پائی۔ میں نے تفریح کو دیکھا ہے (اور میں ان سے خوش ہو گیا ہوں) اے جبرائیل ان سے کہہ دو تمہیں کس نے خبر دی کہ محبوب اپنے احباء کو عذاب دیتا ہے؟ اور کیا تمہیں معلوم نہیں: میں کریم ہوں پھر میں تم سے کیسے راضی نہ ہوں گا' اور بھی بہت سی نصیحت کی باتیں کیں۔ پھر فرمایا: اے احمد اگر یہ چیزیں مجھ سے فوت ہو گئیں تو مجھے ان آنسوؤں کے بعد خون کے آنسو رونا پڑیں گے۔ یہ دیکھ اور سن کر احمد بن ابی الحواری بھی رو پڑے۔ (حلیہ ج10 صفحہ 14)

(191)

تکبر عزرائیل را خوار کرد

تکبر وہ قبیح و مذموم چیز ہے جو سخت حرام اور گناہ ہے اور یہ وہ جرم ہے کہ دنیا و آخرت دونوں جگہوں میں اس کا انجام ذلت و خواری ہے یہی وہ گناہ ہے جس نے ہمیشہ کے لئے ابلیس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا اور وہ مردود مطرود ہو کر بہشت سے نکال دیا گیا اور قیامت تک تمام ملائکہ اور جن و انس اس پر لعنت بھیجتے رہیں گے اور قیامت کے دن وہ اور اس کے متبعین جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

تکبر عزازیل را خوار کرد　　بزندان لعنت گرفتار کرد

یعنی تکبر نے عزرائیل کو ذلیل خ وخوار کر دیا اور لعنت کے قید خانے میں گرفتار کر دیا۔

''اعزازیل'' فرشتوں کا معلم او بہت بڑا عابد و زاہد تھا مگر اس نے تکبر سے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے سے کمتر بتایا اور سجدہ نہیں کیا تو وہ مردود بارگاہِ الٰہی ہو کر بہشت سے نکالا گیا اور تمام مخلوق کی لعنت و ملامت میں گرفتار ہو گیا۔ قرآن مجید نے بار بار اعلان فرمایا کہ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ (الزمر رکوع 7)

تو کیا ہی برا ٹھکانہ ہے متکبروں کا۔

بزندانِ لعنت گرفتار کرد

اسی طرح تکبر کی چال کو حرام فرماتے ہوئے خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ

Scanned with CamScanner

الْجِبَالَ طُوْلًاo كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًاo

(بنی اسرائیل رکوع3)

اور زمین میں اتراتا مت چل تو ہرگز نہ زمین چیر دے گا اور ہرگز نہ بلندی میں پہاڑوں کو پہنچے گا جو کچھ گزرا ان میں کی بری بات تیرے رب کو ناپسند ہے۔

حدیثوں میں بھی بکثرت تکبر کی قباحت و مذمت بیان کی گئی ہے۔

1- حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں (ہمیشہ کے لئے) داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ (ہمیشہ کے لئے) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مشکوٰۃ، ج2، ص433 بحوالہ مسلم)

2- حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمیوں سے (بوجہ غضب کے) اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائے گا نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا نہ انہیں گناہوں سے پاک فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(1) زناکار بوڑھا۔ (2) جھوٹا بادشاہ۔ (3) متکبر فقیر۔

(مشکوٰۃ، ج2، ص433 بحوالہ مسلم)

متکبر کی ذلت و رسوائی

3- حدیث: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تکبر کرنے والے قیامت کے دن میدان محشر میں چیونٹیوں کے مثل بنا کر لائے جائیں گے مگر ان کی صورتیں آدمی کی ہوں گی اور ہر طرف سے ان پر ذلت کا گھیرا ہوگا اور وہ گھسیٹ کر جہنم کے اس قید خانہ میں ڈالے جائیں گے جس کا نام "بولس" (ناامیدی کی جگہ) ہوگا۔ ان کے اوپر جہنم کی آگ ہوگی جو "نارالانیار" کہلاتی ہے اور انہیں جہنمیوں کے بدن کا پیپ پلایا جائے گا جس کا نام "طینۃ الخبال" (پیپ کا کیچڑ)

ہے۔ (مشکوٰۃ، ج2، ص434 بحوالہ ترمذی)

4- حدیث: امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے منبر پر فرمایا: اے لوگو! تواضع کرو اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرما دے گا، تو وہ اپنی نظر میں چھوٹا ہوگا مگر لوگوں کی نگاہوں میں بہت بڑا ہوگا، اور جو تکبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو پست کر دے گا، تو وہ اپنے نزدیک بڑا ہوگا اور لوگوں کی نگاہوں میں اتنا چھوٹا ہوگا کہ کتے اور خنزیر سے بھی کمتر ہوگا۔ (مشکوٰۃ، ج2، ص433)

یہ تو تکبر نہیں

5- حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں داخل ہوگا، تو ایک شخص نے عرض کیا: آدمی اس کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اس کا جوتا اچھا ہو۔ (تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جمال والا ہے اور وہ جمال والے کو پسند فرماتا ہے۔ (یہ تکبر نہیں ہے) بلکہ تکبر یہ ہے کہ آدمی حق سے سرکشی کرے اور دوسرے لوگوں کو ذلیل سمجھے۔ (مشکوٰۃ، ج2، ص433 بحوالہ مسلم)

6- حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم لوگ تکبر سے بچو۔ اس لئے کہ آدمی ہمیشہ تکبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (فرشتوں کو) حکم دیتا ہے کہ میرے اس بندے کو "جبارین" (ظالموں) میں لکھ دو۔ (کنز العمال، ج3، ص298)

اچھا لباس، اچھا مکان و سامان رکھنا یہ تکبر نہیں بلکہ تکبر یہ ہے کہ حق سے سرکشی کرے، اپنے آپ کو بڑا اور عزت والا سمجھے اور دوسرے کو اپنے سے کمتر اور ذلیل سمجھے۔ درحقیقت یہی وہ تکبر ہے جو دنیا و آخرت میں آدمی کو ذلت کے غار میں گرانے والا اور جہنم میں پہنچانے والا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

(192)

شعورِ زیست اسی موت کو ترستا ہے

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک بار ملک شام تشریف لے گئے۔ ان کا گزر ایک نہایت سرسبز و شاداب خوشنما سیبوں کے باغ پر ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک نوجوان شخص وہاں نماز میں مشغول ہے۔ حضرت ذوالنون کو اس جوان صالح سے ہم کلامی کا اشتیاق ہوا۔ جب اس نے نماز کا سلام پھیر لیا تو اس سے سلام کر کے مخاطب ہوئے مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ زمین پر یہ شعر لکھ دیا:

منع اللسان من الکلام لانہ　　کھف البلاء وجالب الافات
فاذا نطقت فکن لربك ذاکرا　　لاتنسه واحمده فی الحالات

زبان کلام سے روک دی گئی ہے اس لئے کہ وہ قسم قسم کی بلاؤں کا غار ہے اور آفتیں لانے والی ہے اس لئے جب بولو تو اللہ ہی کا ذکر کرو' اسے کسی وقت فراموش نہ کرو اور ہر حال میں اسی کی حمد کرتے رہو۔

نوجوان کی اس تحریر کا حضرت ذوالنون مصری کے قلب پر گہرا اثر پڑا اور ان پر گریہ طاری ہو گیا۔ جب افاقہ ہوا تو انہوں نے بھی زمین پر جواباً انگلی سے یہ شعر لکھے:

وما من کاتب الاسیبلی　　ویبقی الدھر ماکتبت یداہ
فلاتکتب بکفك غیر شیء　　یسرك فی القیامته ان تراہ

ہر لکھنے والا ایک دن قبر میں جا ملے گا اور اس کی تحریر ہمیشہ باقی رہے گی اس لئے اپنے ہاتھ سے لکھو تو ایسی بات لکھو جسے دیکھ کر تمہیں قیامت میں خوشی میسر ہو۔

حضرت ذوالنون مصری کا بیان ہے کہ میرا نوشتہ پڑھ کر اس جوان صالح نے ایک چیخ ماری اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ میں نے سوچا کہ اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کر دوں مگر ہاتف غیبی نے آواز دی۔

ذوالنون! اسے رہنے دو' رب کائنات نے اس سے عہد کیا ہے کہ فرشتے اس کی تجہیز و تکفین کریں گے۔ یہ سن کر حضرت ذوالنون باغ کے ایک گوشہ میں مصروف عبادت ہو گئے اور چند رکعتیں پڑھنے کے بعد نظر کی تو وہاں اس جوان کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

شعور زیست اسی موت کو ترستا ہے
یہی اجل تو ہے رشک حیات دارائی

Scanned with CamScanner

(193)

مکہ میں کہرام

میدان بدر میں کافروں کے ستر آدمی گرفتار ہوئے۔ یہ قیدی بھی عموماً قائد، سردار اور بڑے بڑے سربرآوردہ لوگ تھے۔ مکہ میں شکست کی خبر بالکل غیر یقینی حالت میں سنی گئی۔ سب سے پہلے خبر لے کر حیسمان بن عبداللہ خزاعی مکہ پہنچا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا بتاؤ کیا خبر ہے؟ اس نے کہا عتبہ، شیبہ، ابوالحکم بن ہشام (ابوجہل) اور امیہ بن خلف سب قتل کر دیئے گئے۔ لوگوں کو اعتبار نہ آیا۔ صفوان بن امیہ کہنے لگا یہ آدمی ہوش میں نہیں ہے۔ ذرا اس سے میرے بارے میں پوچھو کہ میں کون ہوں۔ لوگوں نے صفوان کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا وہ تو حطیم میں بیٹھا ہوا ہے مگر اللہ کی قسم! اس کے باپ اور بھائی کو میں نے خود قتل ہوتے دیکھا ہے۔ اس غیر متوقع خبر سے مکہ کے کوچہ و بازار میں کہرام برپا ہوگیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام 646/2، والبدایہ والنہایہ 321/3)

مدینہ میں فتح کی خوش خبری سنانے کے لے عبداللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ کو روانہ کیا گیا۔ اس دوران یہود اور منافقین نے جھوٹے پروپیگنڈے کے سہارے مدینہ میں ہلچل بپا کر رکھی تھی یہاں تک کہ ایک منافق نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصوا پر سوار آتے دیکھا تو وہ فوراً بول پڑا واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے ہیں۔ دیکھو! یہ انہی کی اونٹنی ہے۔ ہم اسے پہچانتے ہیں اور یہ زید بن حارثہ ہے، شکست کھا کر بھاگا آ رہا ہے اور اس قدر مرعوب ہے کہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا

کہ کیا کہے۔ بہرحال جب دونوں قاصد پہنچے تو مسلمانوں نے انہیں گھیر لیا اور ان سے تفصیلات سننے لگے حتیٰ کہ انہیں بخوبی معلوم ہوگیا کہ مسلمانوں کو عظیم الشان اور تاریخی فتح حاصل ہوئی ہے۔

مدینہ میں جشن

فتح کی خبر سے مدینہ میں مسرت و شادمانی کی لہر دوڑ گئی۔ در و بام لا الٰہ الا اللہ اور نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھے۔ لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح کی مبارک باد دینے کے لئے بدر کے راستے پر چل پڑے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارے پاس جب فتح کی خبر پہنچی تو اس وقت ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں، دفن کر کے قبر پر مٹی ڈال چکے تھے۔ ان کی تیمارداری کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مدینہ ہی میں رہے اور انہیں بھی مال غنیمت سے برابر کا حصہ ملا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں تین دن قیام فرمایا اور مال غنیمت میں سے خمس نکال کر باقی سارا اہل مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام 643/2، والبدایہ والنہایہ 317,316/3)

(194)

کنجوسی کا انجام

حضرت سیّدنا یزید بن میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم سے پہلی امتوں میں ایک شخص تھا جس نے بہت زیادہ مال ومتاع جمع کیا ہوا تھا اور اس کی اولاد بھی کافی تھی۔ طرح طرح کی نعمتیں اسے میسر تھیں۔ کثیر مال ہونے کے باوجود وہ انتہائی کنجوس تھا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ بھی خرچ نہ کرتا۔ ہر وقت اسی کوشش میں رہتا کہ کسی طرح میری دولت میں اضافہ ہو جائے۔ جب وہ بہت زیادہ مال جمع کر چکا تو اپنے آپ سے کہنے لگا: ''اب تو میں خوب عیش وعشرت کی زندگی گزاروں گا''۔ چنانچہ وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ خوب عیش وعشرت سے رہنے لگا۔

بہت سے خدام ہر وقت ہاتھ باندھے اس کے حکم کے منتظر رہتے۔ الغرض وہ ان دنیاوی آسائشوں میں ایسا مگن ہوا کہ اپنی موت کو بالکل بھول گیا۔ ایک دن ملک الموت ایک فقیر کی صورت میں اس کے گھر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ غلام فوراً دروازے کی طرف دوڑے اور جیسے ہی دروازہ کھولا تو سامنے ایک فقیر کو پایا۔ اس نے پوچھا: ''تو یہاں کس لئے آیا ہے؟'' ملک الموت علیہ السلام نے جواب دیا: ''جاؤ! اپنے مالک کو باہر بھیجو مجھے اسی سے کام ہے''۔

خادموں نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: ''وہ تو تیرے ہی جیسے کسی فقیر کی مدد کرنے باہر گئے ہیں''۔ حضرت سیّدنا ملک الموت علیہ السلام یہ سن کر وہاں سے چلے گئے''۔ کچھ دیر بعد دوبارہ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، غلام باہر آئے تو ان سے کہا: ''جاؤ اور اپنے آقا

سے کہو میں ملک الموت علیہ السلام ہوں''۔

حضرت عزرائیل اور ایک مالدار مگر بخیل

جب اس مالدار شخص نے یہ بات سنی تو بہت خوف زدہ ہوا اور اپنے غلاموں سے کہا: ''جاؤ اور ان سے بہت نرمی سے گفتگو کرو''۔ خدام باہر آئے اور حضرت سیّدنا ملک الموت علیہ السلام سے کہنے لگے'' آپ ہمارے آقا کے بدلے کسی اور کی روح قبض کر لیں اور اسے چھوڑ دیں، اللہ تعالیٰ آپ کو برکتیں عطا فرمائے''۔

حضرت سیّدنا ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا: ''ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا''۔ پھر ملک الموت علیہ السلام اندر تشریف لے گئے اور اس مالدار شخص سے کہا: ''تجھے جو وصیت کرنی ہے کر لے، میں تیری روح قبض کئے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا''۔

یہ سن کر سب گھر والے چیخ اٹھے اور رونا دھونا شروع کر دیا۔ اس شخص نے اپنے گھر والوں اور غلاموں سے کہا: ''سونے چاندی سے بھرے ہوئے صندوق اور تابوت کھول دو اور میری تمام دولت میرے سامنے لے آؤ''۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی اور سارا خزانہ اس کے قدموں میں ڈھیر کر دیا گیا۔ وہ شخص سونے چاندی کے ڈھیر کے پاس آیا اور کہنے لگا:

''اے ذلیل وبدترین مال! تجھ پر لعنت ہو، تو نے ہی مجھے پروردگار کے ذکر سے غافل رکھا، تو نے ہی مجھے آخرت کی تیاری سے روکے رکھا''۔

مال ودولت بخیل سے مخاطب ہو گیا

یہ سن کر وہ مال اس سے کہنے لگا: ''تو مجھے ملامت نہ کر، کیا تو وہی نہیں کہ دنیا داروں کی نظروں میں حقیر تھا؟ میں نے تیری عزت بڑھائی۔ میری ہی وجہ سے تیری رسائی بادشاہوں کے دربار تک ہوئی ورنہ غریب ونیک لوگ تو وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتے تھے، میری وجہ سے تیرا نکاح شہزادیوں اور امیرزادیوں سے ہوا ورنہ غریب لوگ ان سے کہاں شادی کر سکتے ہیں۔ اب یہ تو تیری بدبختی ہے کہ تو نے مجھے شیطانی کاموں میں خرچ کیا۔ اگر تو مجھے اللہ تعالیٰ کے کاموں میں خرچ کرتا تو یہ ذلت ورسوائی تیرا مقدر نہ

Scanned with CamScanner

بختی۔ کیا میں نے تجھ سے کہا تھا کہ تو مجھے نیک کاموں میں خرچ نہ کر؟ آج کے دن میں نہیں بلکہ تو زیادہ ملامت ولعنت کا مستحق ہے"۔

اے ابن آدم! بے شک میں اور تو دونوں ہی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ پس بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نیکی کی راہ پر گامزن ہیں اور بہت سے گناہوں سے مستغرق ہیں (امام ابن جوزی فرماتے ہیں) "گویا ہر مال ہر شخص سے اسی طرح کہتا ہے' لہٰذا مال کی برائیوں سے بچ کر رہو اور اسے نیک کاموں میں خرچ کرو"۔ (عیون الحکایات)

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا — اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا — پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

(195)

بخل اور کنجوسی قرآنی آیات کی روشنی میں

بخیلی بہت ذلیل خصلت اور بدترین گناہ ہے۔ قرآن وحدیث میں بخیلی کے لئے جہنم کی وعید آئی ہے چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

(آل عمران، رکوع 7)

اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

دوسری آیت میں یوں ارشاد ہوا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ (النساء، رکوع 5)

بے شک اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا جو خود بھی بخیلی کریں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیں اور اللہ نے جو انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اس کو چھپائیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

Scanned with CamScanner

اسی طرح حدیثوں میں بھی کثرت سے بخیلی کی مذمت اور اس پر وعیدیں آئی ہیں۔

بخل حدیث کی روشنی میں

1 - حدیث: امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دھوکا دینے والا اور بخیل اور احسان جتانے والا (شروع سے) جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ کچھ دنوں جہنم کا عذاب چکھ لینے کے بعد جنت میں جائے گا۔

2 - حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو خصلتیں مومن میں جمع نہیں ہوں گی۔ بخیلی اور بد اخلاقی۔

(مشکوٰۃ' ج 1' ص 145 بحوالہ ترمذی وغیرہ)

مطلب یہ ہے کہ جو مومن ہوگا اگر بخیل ہوگا تو بد اخلاق نہیں ہوگا اور اگر بد اخلاق ہوگا تو بخیل نہیں ہوگا۔ یہ دونوں بڑی خصلتیں ایک ساتھ مومن میں نہیں پائی جائیں گی۔

3 - حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخی اللہ سے قریب ہے' جنت سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے لیکن جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے۔ جنت سے دور ہے۔ لوگوں سے دور ہے لیکن جہنم سے قریب ہے اور سخی جاہل بخیل عابد سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔

(مشکوٰۃ' ج 1' ص 164 بحوالہ ترمذی)

4 - حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی میں دو خصلتیں بدترین ہیں۔ ایک حرص والی (بخیلی) دوسری سخت بزدلی۔ (مشکوٰۃ' ج 1' ص 165 بحوالہ ابوداؤد)

5 - حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس امت کے اگلے

لوگ یقین اور زہد کی وجہ سے نجات پا گئے اور اس امت کے پچھلے لوگ بخیلی اور حرص کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ (کنز العمال' ج 3' ص 256)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بخیلی بدترین گناہ والی خصلت ہے جو ہزاروں نیکیوں سے محروم کر دینے والی خصلت ہے اور دنیا میں اس کا انجام ذلت و خواری اور قسم قسم کی تکالیف ہیں اور آخرت میں اس گناہ کی سزا جہنم کا دردناک عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

(196)

فراست قاضی ایاس

قاضی ایاس کی فراست وبصیرت ضرب المثل ہے۔ایک بار قاضی ایاس چند لوگوں کے ساتھ کھڑے تھے کہ کوئی خوفناک واقعہ پیش آیا۔ تین عورتیں بھی اس جگہ موجود تھیں۔ قاضی ایاس نے کہا: ''ان تین عورتوں میں سے ایک حاملہ' ایک مرضعہ (دودھ پلانے والی) اور ایک باکرہ (کنواری) ہے''۔ تحقیق کرنے پر ان عورتوں کے متعلق قاضی ایاس کی بات درست نکلی۔ جب ایاس سے پوچھا گیا کہ آپ کو اس کا اندازہ کیسے ہوا؟ تو فرمانے لگے'' حادثے کے وقت ان عورتوں میں ایک نے ہاتھ پیٹ پر رکھا' میں نے سمجھا حاملہ ہے' دوسری نے پستان پر رکھا' میں نے نتیجہ نکالا کہ یہ مرضعہ ہے' تیسری نے اپنی شرمگاہ پر ہاتھ رکھا' میں نے اس سے اس کے باکرہ ہونے پر استدلال کیا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ خوف اور خطرے کے وقت انسان کو فطری طور پر اپنی سب سے زیادہ عزیز چیز کی فکر ہوتی ہے اور اسی پر ہاتھ رکھتا ہے''۔ (شرح مقامات للشریشی' ج1' ص 183)

☆.....علامہ ابن خلکان نے قاضی ایاس کی فراست کا ایک اور دلچسپ واقعہ بھی لکھا ہے۔ مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی عمر سو سال کے قریب ہوگئی تھی' بھنوؤں کے بال سفید ہو چکے تھے' لوگ کھڑے رمضان کا چاند دیکھ رہے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وہ سامنے چاند نظر آ گیا''۔ لوگوں نے دیکھا' کسی کو دکھائی نہیں دے رہا تھا لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ افق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وہ سامنے مجھے نظر آ رہا ہے''۔ قاضی ایاس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی

طرف دیکھا' حقیقت سمجھ گئے' ان کی بھنوؤں کا ایک بال آنکھ کی جانب جھک گیا تھا۔ قاضی ایاس نے وہ بال درست کرتے ہوئے پوچھا: ''ابوحمزہ! اب ذرا بتائیں چاند کہاں ہے؟'' حضرت انس رضی اللہ عنہ افق کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے'' اب تو نظر نہیں آ رہا''۔

(وفیات الاعیان' جلد 4' ص 374)

Scanned with CamScanner

(197)

اہل سنت ہی اہل جنت ہیں

احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عبادالخواص ابراہیم بن صالح کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا: اے شیخ مجھے نصیحت کیجئے۔ فرمایا تجھے کیا نصیحت کروں۔ اللہ تعالیٰ تیری اصلاح فرمائے۔ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ زندوں کے اعمال ان کے مردہ عزیز و اقارب پر پیش کئے جاتے ہیں۔

(اگر اعمال اچھے ہوں تو ان کو خوشی ہوتی ہے اور اگر اعمال بد ہوں تو وہ غمگین ہوتے ہیں) اب تو خود غور کر کہ تیرے اعمال میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کس قسم کے اعمال پیش ہوئے ہوں گے۔ یہ سن کر رونے لگے' کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر اطہر میں زندہ ہونا اہل حق کا عقیدہ ہے۔ دور سے فرشتوں کا صلاۃ وسلام پہنچانا اور نزدیک سے خود سننا احادیث سے ثابت ہے اور علماء حق کا متفقہ عقیدہ ہے اس کے خلاف کہنے والے اہل سنت سے خارج ہیں۔ (حلیہ'ج10'صفحہ 21)

☆......حضرت حسن نے یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ کو (روتے دیکھا تو پوچھا کیوں روتے ہو؟) انہوں نے فرمایا اپنے نفس کے مرنے پر نہیں روتا کہ وہ مرجائے گا بلکہ میں تو اپنی حاجات اخروی کے فوت ہونے پر روتا ہوں کہ وہ چیزیں جو آخرت میں کام آئیں گی کہیں فوت نہ ہو جائیں۔ (حلیہ'ج10'صفحہ 51)

اپنی کوئی مِلک نہ امالک سمجھنا

احمد المیمونی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں شیخ احمد الموصلی کے پاس آیا اور ان سے کہا

میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں۔ انہوں نے کہا ضرور سناؤ اگر میری زندگی ہوئی تو عمل کروں گا اور اگر برداشت نہ ہوا تو مرجاؤں گا۔ میں نے کہا: کہ مجھے حضرت ابوالعالیہ سے روایت پہنچی ہے کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے اس وقت سے میری نیند ختم ہوگئی اور میری شہوت منقطع ہوگئی۔ وہ یہ تھا کہ اے امت محمدیہ کے ربانیین کی جماعت آخرت کے گھر کے لئے جلدی کرو۔ جب میں نے یامعشر ربانیین کہا تو ان کا چہرہ زرد ہوگیا' پھر سرخ ہوگیا' پھر غم کی وجہ سے سیاہ ہوگیا۔ (پھر رونے لگے) یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔ (حلیہ'ج10'صفحہ 134)

☆......خالد بن سفر کہتے ہیں کہ حضرت حازم حنفی رحمۃ اللہ علیہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اگر وہ دیوار کے قریب ہوتے تو اپنا سر دیوار میں مارتے اور زخمی ہوجاتا۔ میں نے ان کے سر کو کئی جگہ سے پٹیوں سے بندھا دیکھا۔ اس طرح جب وہ قرآن سنتے تو ان کی یہی کیفیت ہوتی کہ اپنا سر زخمی کر لیتے۔ (حلیہ'ج10'صفحہ 140)

☆......اسحاق بن عبادہ کہتے ہیں کہ میں مکہ میں عمر الصوفی سے ملا تو میں نے ان سے پوچھا: پیدل آئے ہو یا سواری پر؟ وہ رو پڑے۔ فرمایا مجرم کے لئے یہ کب مناسب ہے کہ وہ اپنے آقا کے پاس سوار ہو کر آئے۔ (حلیہ'ج10'صفحہ 145)

Scanned with CamScanner

(198)

فصلِ گل سیر نہ دیدم و بہار آخر شد

ابن جوزی کے پوتے ابوالمظفر کہتے ہیں کہ ابن عقیل نے اپنے بارے میں بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ایک مرتبہ جب میں طواف سے فارغ ہو کر نکلا تو میری نظر موتیوں کے ایک ہار پر پڑی جس کے موتی سرخ لڑی میں پروئے ہوئے تھے۔ میں نے اسے اٹھایا' کچھ دیر کے بعد ایک بوڑھا نابینا شخص ہار تلاش کرتے کرتے اس طرف آ نکلا۔ وہ ہار لانے والے کے لئے سو دینار انعام کا اعلان بھی کر رہا تھا۔ میں نے ہار اسے واپس کر دیا' اس نے دینار دینا چاہے تو میں نے انکار کر دیا اور شام کی طرف رخت سفر باندھ کر نکل کھڑا ہوا یہاں تک کہ بیت المقدس کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اب میرا واپس بغداد جانے کا ارادہ تھا مگر زادِ راہ ختم ہو چکا تھا اور بھوک نے بے تاب کر رکھا تھا چنانچہ میں سردی اور بھوک کی شدت سے نڈھال ہو کر ''حلب'' کی ایک مسجد میں پہنچا تو لوگوں نے مجھے نماز پڑھانے کے لئے آگے کر دیا۔ نماز سے فارغ ہو کر انہوں نے مجھے کھانا کھلایا۔ چونکہ رمضان کی آمد آمد تھی لوگوں نے کہا ہمارے امام صاحب انتقال کر گئے ہیں لہٰذا آپ اس مہینے میں ہمیں نمازیں پڑھائیے' میں نے حامی بھر لی پھر انہوں نے کہا: ہمارے امام صاحب کی ایک جوان بیٹی بھی ہے' اس طرح انہوں نے اس سے میرا نکاح کرا دیا۔ ابھی ہمارے نکاح کو ایک سال ہی گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بیٹا عطا فرمایا مگر میری بیوی اس کی ولادت سے بیمار پڑ گئی۔ ایک دن میں اس کے پاس پریشان بیٹھا سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ اچانک میری نظر اس کے گلے میں پڑے ہار پر جم گئی۔ یہ

بالکل وہی ہار تھا جو مجھے حج سے فراغت کے بعد ملا تھا۔ میں نے بیوی سے ہار کا سارا قصہ ذکر کیا تو وہ سن کر رونے لگی اور کہنے لگی ''بخدا آپ وہی شخص ہیں؟ آپ کے جانے کے بعد میرا باپ رو رو کر یہ دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ! میری بیٹی کو اس ہار لوٹانے والے شخص جیسا نیک شوہر عطا فرما۔ اللہ نے میرے باپ کی دعا کو کیسے عجیب انداز میں قبولیت بخشی''۔ پھر وہ دنیا سے رخصت ہو گئی اور ابن عقیل اس کا ہار وراثت کے طور پر لے کر یہ کہتے ہوئے بغداد لوٹ آئے کہ فصلِ گل سیر نہ دیدم و بہار آخر شد!

(سیر اعلام النبلاء' ج12' ص586)

Scanned with CamScanner

(199)

حورانِ جنت اوران کالباس

قَالَ وَهَبٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ الْجَنَّةَ يَوْمَ خَلَقَهَا عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ .... مِنْ ذَهَبٍ وَّيُعْطٰى زَوْجُهَا مِثْلُ ذٰلِكَ وَهٰذَا كُلُّهٗ لِمَنْ صَامَ رَمَضَانَ سِوٰى مَا عَمِلَ مِنَ الْحَسَنَاتِ ۔

ترجمہ: حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا۔ تخلیق کے دن اس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر تھی اور لمبائی اس کی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جب قیامت کا دن آئے گا تو سب آسمان وزمین فنا ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ اسے اور کشادہ کر دے گا اس حد تک کہ اہل جنت اس میں سمائیں اور جنت کے کل سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال چلنے کی راہ اور اس میں پاکیزہ نہریں جاری ہیں اور میوے اس کے قریب و مسلسل ملیں گے جو دل چاہیں اور اس میں پاکیزہ بیبیاں حور العین سے ہوں گی انہیں اللہ نے انوار سے پیدا فرمایا گویا کہ وہ یاقوت و مرجان ہیں نظریں نیچی رکھنے والیاں جو اپنے خاوند کے سوا غیر کو نہ دیکھیں گی خاوندوں سے پہلے ان کو کسی انس و جن نے نہ چھوا ہوگا جب بھی خاونداس کے پاس آئے اسے کنواری پائے گا اور اس کے بدن پر ستر مختلف رنگوں کے لباس ہوں گے اور وزن ان لباسوں کا اس پر اس کے

بدن کے ایک بال سے بھی کم ہوگا اور اس کی پنڈلیوں کی چربی کی چمک اس کے گوشت وہڈیوں اور کھال اور لباسوں کی دوسری طرف سے دیکھی دکھائی دیتی ہوگی جس طرح کہ سرخ شراب سفید شیشہ سے اور ان کے گیسو موتیوں اور یاقوت سے مرصع ہوں گے۔ اے اللہ ہمیں بھی عطا کر آمین۔

جنت کے دروازے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنت کے آٹھ باب ہیں جو جواہرات سے مرصعہ ہیں اور بہشت اول کے دروازے پر لکھا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ اور وہ انبیاء و مرسلین اور علماء و شہداء و اسخیاء کا دروازہ ہے اور دوسرا دروازہ نمازیوں کا ہے جو کامل وضو اور پورے ارکان کے ساتھ اسے پڑھتے تھے اور تیسرا دروازہ خوش دلی سے زکوٰۃ دینے والوں کا ہے اور چوتھا دروازہ بھلائی کا حکم اور برائی سے روکنے والوں کے لئے اور پانچواں دروازہ ان کا ہے جنہوں نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا چھٹا حج و عمرہ ادا کرنے والوں کے لئے ساتواں مجاہدین کے لئے آٹھواں دروازہ توحید پر استقامت کرنے اور محارم سے نظریں بچانے اور نیکی کرنے والوں اور والدین سے صلہ رحمی وغیرہ کرنے والوں کا ہے اور جنت کے نام آٹھ ہیں:

اوّل کا نام دارالجنان اور وہ سفید مرتیوں سے ہے دوسری کا نام دارالسلام اور وہ سرخ یاقوت سے ہے تیسری جنت الماوی اور وہ سبز زبرجد سے ہے اور چوتھی جنۃ الخلد اور وہ زرد مرجان سے ہے اور پانچویں جنۃ النعیم اور وہ سفید چاندی سے ہے اور چھٹی جنۃ الفردوس ہے اور وہ سرخ سونے سے ہے اور ساتویں جنۃ عدن ہے اور وہ سفید موتی سے ہے اور یہ سب جنتوں سے اعلیٰ ہے اور اس کے دو دروازے ہیں ہر دروازہ کے دو کواڑے سونے کے ہیں اور ایک کواڑے سے دوسرے تک کی مسافت بقدر آسمان وزمین

کے درمیان کے ہے اور اس کی ایک سونے سے اینٹ اور دوسری چاندی سے اور گارہ اس کا کستوری سے اور مٹی اس کی عنبر و زعفران ہے اور محلات اس کے موتیوں سے اور الماریاں یاقوت سے اور دروازے اس کے جواہرات سے نہریں اس میں آب رحمت کی ہیں اور وہ سب موتیوں سے ہیں اور پانی اس کا برف سے ٹھنڈا اور شہد سے میٹھا ہے اور اس میں ایک نہر کوثر ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نہر ہے اور اس کے درخت موتی اور یاقوت کے ہیں اور اس میں ایک نہر کافور کی ہے اور ایک نہر اس میں تسنیم ہے اور ایک اس میں سلسبیل ہے اور ایک نہر اس میں رحیق المختوم ہے اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سی نہریں ہیں جن کا شمار نہیں۔

جنت کی نہریں:

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ فرمایا معراج کی رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور تمام جنتیں میرے سامنے لائیں گئیں اور میں نے جنت میں چار نہریں دیکھیں ایک پانی کی ایک نہر دودھ کی اور ایک شراب طہور کی اور ایک شہد کی جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اس (جنت) میں پانی کی نہریں ہیں کہ بدبودار و بدمزہ نہ ہوں گی اور دودھ کی نہریں ان کا ذائقہ کبھی نہ بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں: پینے والوں کو لذیز لگیں گی اور شہد مصفےٰ کی نہریں ہیں' حضور فرماتے ہیں کہ میں نے جبریل کو کہا: یہ نہریں کہاں سے آتی ہیں اور کہاں جاتی ہیں جبریل نے کہا یہ حوض کوثر کو جاتی ہیں اور میں یہ نہیں جانتا کہ کہاں سے آتی ہیں پس آپ اللہ تعالیٰ سے پوچھیں کہ آپ کو بتا دے یا آپ کو دکھا دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ آیا اور عرض کی حضور آپ اپنی آنکھیں بند کریں اور میں نے

آنکھیں بند کر لیں پھر کہا پس اب اپنی آنکھیں کھولو پس جبھی میں ایک درخت کے پاس تھا اور وہاں میں نے ایک قبہ دیکھا اور اس کا دروازہ سبز یاقوت کا تھا اور تالا اس کا سرخ سونے کا اور اگر دنیا کے تمام جن و انس اس قبہ پر رکھ دیئے جائیں تو یوں لگیں جیسے پہاڑ پر پرندہ بیٹھا ہو یا قبہ پر کوزہ رکھا ہو تو پس میں نے ان چاروں نہروں کو دیکھا کہ اس قبہ کے نیچے سے جاری ہیں تو جب میں نے وہاں سے واپس ہونے کا قصد کیا تو فرشتے نے مجھے کہا آپ اس قبہ میں کیوں نہیں داخل ہوتے۔ میں نے کہا: کیسے داخل ہوں حالانکہ اس کا دروازہ مقفل ہے اس نے مجھے کہا: اسے کھول دو میں نے کہا: اسے کیسے کھولوں اس کی چابی نہیں اس نے کہا اس کی چابی تو آپ کے ہاتھ میں ہے۔

جنت کی چابی

میں نے کہا: اے فرشتے اس کی چابی میرے ہاتھ میں کہاں ہے؟ اس نے عرض کی یارسول اللہ اس کی چابی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے پھر جب میں اس تالا سے قریب ہوا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھا تو تالا کھل گیا اور میں قبہ میں داخل ہو گیا تو ان چاروں نہروں کو دیکھا کہ قبہ کے چاروں گوشوں سے جاری ہیں پھر جب میں نے قبہ سے نکلنے کا قصد کیا تو فرشتے نے مجھ سے کہا کیا آپ نے اپنی نظر کی اور دیکھا میں نے کہا: ہاں اس نے کہا پھر دوبارہ اس کے گوشوں کو دیکھو پس جب میں نے نظر کی اور دیکھا کہ قبہ کی چاروں طرف بسم اللہ شریف لکھی ہے اور میں نے پانی کی نہر کو دیکھا تو وہ بسم اللہ کی میم سے نکلتی ہے اور دودھ کی نہر کو دیکھا وہ لفظ اللہ کے ھاء سے نکلتی ہے اور شراب طہور کی نہر رحمٰن کی میم سے اور شہد کی نہر رحیم کی میم سے پس میں جان گیا کہ بلاشبہ ان چاروں کی اصل بسم اللہ ہے پھر

Scanned with CamScanner

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد آپ کی امت میں سے جس نے مجھے ان ناموں سے یاد کیا اور خالص دل سے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کو پڑھا میں اسے ان چاروں نہروں سے پلاؤں گا اور شنبہ کو پانی پئیں گے اور یک شنبہ کو شہد پئیں گے اور دوشنبہ کو دودھ اور تین شنبہ کو شراب طہور۔ پس جب اسے پئیں گے تو مست ہو جائیں گے اور جب مست ہو جائیں گے تو ہزار سال اڑیں گے حتیٰ کہ خالص کستوری کے ایک بڑے پہاڑ کے پاس پہنچیں گے پس اس کے نیچے سے ایک چشمہ سلسبیل نکلتا ہوگا تو وہ اس سے پئیں گے اور وہ چارشنبہ ہوگا پھر وہ ہزار برس اڑیں گے یہاں تک کہ ایک محل تک پہنچیں گے پس وہ یہاں ٹھہر جائیں گے اور اس میں بلند تخت ہوں گے اور کوزے رکھے ہوں گے اور نمارق ایک دوسرے کے برابر اور نفیس فرش بچھے ہوئے پس ان میں سے ہر ایک تخت پر بیٹھے گا تو ان پر شراب زنجبیل اترے گی تو وہ پئیں گے اور وہ پانچ شنبہ کا دن ہوگا پھر اللہ تعالیٰ ان پر سفید بادل سے بارش کرے گا وہ بادل جسے اللہ نے عنبر سے پیدا کیا ہزار سال جلے برسائے گا اور پھر ہزار سال جواہر اور ہر جوہر سے حور معلق ہوگی پھر وہ ہزار سال اڑیں گے یہاں تک کہ نشست گاہ صدق بادشاہ قوی اللہ کی بارگاہ میں پہنچیں گے اور وہ جمعہ کا دن ہوگا پس وہ ہمیشہ کے دستر خوان پر بیٹھیں گے اور اترے گی ان پر کستوری خالص سے مہر کی ہوئی شراب تو وہ اسے پئیں گے اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک عمل کئے اور برائی سے بچے۔

جنت کا درخت طوبیٰ

حضرت کعب نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کے درختوں کے متعلق پوچھا تو فرمایا نہ ان کی ٹہنیاں خشک ہوں اور نہ ان کے پتے گریں اور نہ ان کا پھل ختم ہو اور بے شک جنت کے درختوں میں سب

سے بڑا شجر طوبیٰ ہے اس کی جڑیں سفید موتی کی اور اس کا بالائی حصہ سونے اور اس کا وسط چاندی سے اور شاخیں زبرجد سے اور پتے اس کے سندس سے اور اس پر ستر ہزار شاخیں ہیں اور اس کی شاخیں عرش کے کنارے پر پہنچی ہوئی ہیں' اور ادنیٰ شاخ اس کی آسمان تک ہے اور جنت میں نہ بالاخانہ ہے نہ قبہ اور نہ حجرہ اور اس میں طوبیٰ درخت کی شاخ ہے جو اس میں سایہ کئے ہوئے ہے اور اس میں میوے ہیں جو دل چاہیں اور طوبیٰ کی مثال دنیا میں آفتاب کی ہے کہ اس کی اصل آسمان میں ہے مگر روشنی اس کی ہر جگہ و ہر مکان میں ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنت کے درخت چاندی سے ہیں اور پتے اس کے بعض چاندی سے اور بعض سونے سے اگر درخت طوبیٰ کی جڑیں سونا کی ہیں شاخیں اس کی چاندی سے ہیں اور اگر جڑیں اس کی چاندی سے ہیں تو شاخیں اس کی سونا کی ہیں اور دنیا کے درختوں کی جڑیں زمین میں ہوتی ہیں اور ٹہنیاں اس کی فضاء میں یہ اس لئے کہ دنیا تکلیف کی جگہ ہے اور جنتی درخت اس طرح نہیں ہیں پس بے شک اس کی جڑیں فضا میں اور شاخیں اس کی زمین میں ہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس کے میوے قریب قریب ہیں'' اور جنتی زمین کی مٹی کستوری وعنبر و کافور ہے اور نہریں اس کی پانی و دودھ و شہد اور شراب طہور کی ہیں اور جب جنت میں ہوا چلتی ہے تو بعض پتے اس کے بعض سے ٹکراتے ہیں جس سے آواز پیدا ہوتی ہے کہ حسن میں اس سے کوئی آواز اچھی نہ سنی گئی اور ملائکہ جنت میں محلات بناتے ہیں اور درخت لگاتے ہیں جنتیوں کے لئے اور جب وہ تسبیح او راستغفار اور اللہ کے ذکر اور قرأت قرآن میں مشغول ہوتے ہیں تو ہم تعمیرات مکانات وغیرہ میں مشغول ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکت سے جب ملائکہ اللہ کے ذکر سے رک

Scanned with CamScanner

جاتے ہیں تو ہم تعمیرات سے رک جاتے ہیں۔

جنت کی حور:

اور حدیث میں ہے کہ نہیں کوئی بندہ جو ماہ رمضان کے روزے رکھے مگر اللہ اس کا نکاح حور العین سے کر دیتا ہے کشادہ سفید موتی کے خیمہ میں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''حوریں خیموں میں بند ہیں'' اور ان میں ہر حور کے لئے ستر تخت ہیں سرخ یاقوت سے اور ہر تخت پر ستر بچھونے اور ان میں ہر حور کے لئے ہزار خدمت گار ہیں اور ہر خدمت گار کے پاس سونا ہے جو اس کے شوہر کو دیا جائے گا' اور یہ سب ہر اس کو عطا کیا جائے گا جو رمضان کے روزے رکھے سوائے اس کے جو باقی نیک عمل کیے۔ (دقائق الاخبار)

(200)

ولایت کے آٹھ ستارے

جنت کے آٹھ دروازوں کی نسبت سے آخری واقعہ میں ولایت کے آٹھ ستاروں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

حضرت سیّدنا علقمہ بن مرثد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تابعین کرام رحمہم اللہ میں سے آٹھ بزرگ ایسے عظیم ہیں کہ گویا ان پر زہد وتقویٰ کی انتہا ہوگئی۔

حضرت سیّدنا عامر بن عبداللہ' حضرت سیّدنا اویس قرنی' حضرت سیّدنا ہرم بن حیان' حضرت سیّدنا ربیع بن خثیم' حضرت سیّدنا ابومسلم خولانی' حضرت سیّدنا اسود بن یزید' حضرت سیّدنا مسروق بن اجدع اور حضرت سیّدنا حسن بن ابوحسن رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

1- حضرت سیّدنا عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدنا عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بتایا۔ حضرت سیّدنا عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بہت خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے۔ شیطان ان کو بہکانے کے لئے سانپ کی شکل میں آتا اور ان کے جسم سے لپٹ جاتا' پھر قمیص میں داخل ہو کر گریبان سے نکلتا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ تو اس سے خوفزدہ ہوتے اور نہ ہی اسے دور کرتے بلکہ انتہائی خشوع وخضوع سے اپنی نماز میں مگن رہتے۔

جب ان سے کہا جاتا ''آپ رحمۃ اللہ علیہ سانپ کو اپنے آپ سے دور کیوں نہیں کرتے؟ کیا آپ کو اس سے ڈر نہیں لگتا؟'' تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ''مجھے اس بات

Scanned with CamScanner

سے حیاء آتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے ڈروں‘‘۔

پھر کسی کہنے والے نے کہا: ’’آپ رحمۃ اللہ علیہ جتنی محنت ومشقت کر رہے ہیں اس کے بغیر بھی تو جنت حاصل کی جاسکتی ہے اوراس کے بغیر بھی جہنم کی آگ سے بچا جاسکتا ہے‘‘۔تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تو خوب مجاہدات کروں گا اور دن رات اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کروں گا۔اگر نجات ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگی اور خدانخواستہ جہنم میں گیا تو اپنی محنت ومشقت کی کمی کی وجہ سے جاؤں گا‘‘۔

پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ زار و قطار رونے لگے۔لوگوں نے پوچھا: ’’حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ اتنا کیوں رو رہے ہیں؟ کیا موت کا خوف آپ کو رلا رہا ہے؟‘‘ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ’’میں کیوں نہ روؤں‘ کیا مجھ سے بھی زیادہ کوئی رونے کا حق دار ہے؟ خدا کی قسم! میں نہ تو موت کے خوف سے رو رہا ہوں نہ ہی اس بات پر کہ دنیا مجھ سے چھوٹ رہی ہے بلکہ مجھے تو اس بات کا غم ہے کہ میری عبادت وریاضت‘ راتوں کا قیام اور سخت گرمیوں کے روزے چھوٹ جائیں گے‘‘۔ پھر کہنے لگے ’’اے میرے پاک پروردگار! دنیا میں غم ہی غم اور مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں اور آخرت میں حساب وعذاب کی سختیاں پھر انسان کو آرام وسکون کیسے نصیب ہو؟‘‘

2-حضرت سیّدنا ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سیّدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ بہت بلند مرتبہ بزرگ تھے۔جب ان کو فالج کا مرض لاحق ہوا تو ان سے کہا گیا ’’حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ چاہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا علاج کیا جاسکتا ہے‘‘۔یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اشاد فرمایا: ’’بیشک علاج حق ہے لیکن عاد وثمود کیسی کیسی بڑی بڑی قومیں تھیں‘ ان میں بڑے بڑے ماہر طبیب تھے اوران میں بیماریاں بھی تھیں‘ اب نہ تو وہ طبیب باقی رہے نہ ہی مریض‘‘۔اسی طرح جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پوچھا جاتا

’’آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو وعظ ونصیحت کیوں نہیں کرتے؟‘‘ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جواباً ارشاد فرماتے ’’ابھی تو مجھے خود اپنی اصلاح کی ضرورت ہے‘ پھر میں لوگوں کو کیسے نصیحت کروں؟ انہیں کیسے ان کے گناہوں پر ملامت کروں؟‘‘ بے شک لوگ اللہ تعالیٰ سے دوسروں کے گناہوں کے بارے میں تو ڈرتے ہیں لیکن اپنے گناہوں کے بارے میں اس سے بے خوف ہیں‘‘۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا جاتا ’’آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صبح کس حال میں کی؟‘‘ تو ارشاد فرماتے ’’ہم نے صبح اس حال میں کی کہ اپنے آپ کو کمزور اور گنہ گار پایا‘ ہم اپنے حصے کا رزق کھاتے ہیں اور اپنی موت کے انتظار میں ہیں‘‘۔حضرت سیّدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’جب ہم حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تو سورۂ حج کی آیت مبارکہ کا یہ حصہ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ تلاوت کرتے اور فرماتے ’’اے ربیع رحمۃ اللہ علیہ! اگر تجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو تجھ سے بہت خوش ہوتے‘‘۔

حضرت سیّدنا ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے ’’اے ربیع! اپنا زادِراہ باندھ لے اور سفر آخرت کی خوب تیاری کر لے اور سب سے پہلے اپنی اصلاح کر اور اپنے نفس کو خوب نصیحت کر‘‘۔

3-حضرت سیّدنا ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سیّدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کبھی بھی کسی ایسے شخص کے پاس نہ بیٹھتے جو دنیاوی باتوں میں مشغول ہوتا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں گئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ ایک جگہ جمع ہیں‘ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ گمان کیا کہ یہ لوگ ذکر اللہ تعالیٰ کے لئے یہاں جمع ہیں چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ وہ لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے‘ کوئی کہہ رہا تھا ’’میرا غلام فلاں فلاں جگہ گیا‘‘۔کوئی کہہ رہا تھا ’’میں نے غلام کو سفر کا سامان مہیا کر دیا

Scanned with CamScanner

ہے''۔الغرض اسی طرح کی دنیاوی باتیں اس محفل میں ہو رہی تھیں۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی یہ باتیں سنیں تو فرمایا ''سبحان اللہ تعالیٰ! میرا تو تمہارے متعلق کچھ اور ہی گمان تھا مگر تم کچھ اور نکلے۔ میری اور تمہاری مثال تو ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص سردی کے موسم میں شدید موسلا دھار بارش میں بھیگ رہا ہو پھر اچانک اسے ایک بڑی عمارت نظر آئی' جب وہ پناہ لینے کے لئے اس میں داخل ہوا تو اسے معلوم ہوا کہ اس بلند و بالا عمارت پر تو چھت ہی نہیں اور اس عمارت سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا''۔

میں بھی تمہارے پاس اس لئے آیا تھا کہ ''شاید تم ذکر اللہ تعالیٰ میں مشغول ہو لیکن تم تو دنیا دار لوگ ہو' تمہارے پاس بیٹھنا فضول ہے' یہ کہتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے تشریف لے گئے''۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑھاپے کی وجہ سے بہت زیادہ کمزور ہو گئے تو لوگوں نے عرض کی: ''حضور! اپنے مجاہدات میں کچھ کمی کر دیجئے''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے لوگو! تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ اگر تم مقابلے کے لئے میدان میں گھوڑا بھیجو تو کیا تم اس کے سوار کو ہدایت نہیں کرو گے کہ گھوڑا خوب بھگانا اور کسی کو اپنے سے آگے نہ نکلنے دینا اور جب تمہیں وہ جیت کا نشان نظر آئے جس تک پہنچنا ہے تو گھوڑے کی رفتار مزید تیز کر دینا''۔

لوگوں نے کہا: ''حضور! ہم ایسی ہی ہدایتیں گھڑ سوار کو کرتے ہیں''۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! میں بھی اپنی موت کے بالکل قریب پہنچ چکا ہوں' پھر میں اپنے عمل کو کم کیسے کروں؟ بلکہ اب تو مجھے اپنے رب تعالیٰ کی اور بھی زیادہ عبادت کرنی چاہئے''۔ پھر فرمایا: ''ہر کوشش کرنے والے کی کوئی نہ کوئی غایت ہوتی ہے اور ہر شخص کی غایت موت ہے۔ کچھ تو اپنی موت تک پہنچ چکے اور جو باقی ہیں عنقریب وہ بھی پہنچ جائیں گے' بالآخر مرنا سب نے ہے۔

ملک فانی میں فنا ہر شئے کو ہے
سن لگا کر کان آخر موت ہے

4-حضرت سیّدنا اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سیّدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیّدنا اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ عبادت و ریاضت میں خوب کوشش فرماتے۔ بہت زیادہ مجاہدات کرتے' بکثرت روزے رکھتے یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ سبزی مائل اور پیلا پڑ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی (80) حج کئے''۔

حضرت سیّدنا علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ ان سے کہتے ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کب تک اپنے جسم پر مشقت کرتے رہیں گے؟'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ''میں اپنے جسم کے آرام و سکون کے لئے ہی تو یہ سب کچھ کر رہا ہوں''۔ پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا: ''حضور! یہ رونا کیسا؟'' فرمایا: ''میں کیوں نہ روؤں؟ کیا مجھ سے زیادہ بھی کوئی رونے کا حق دار ہے؟ (پھر عاجزی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) یا خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش بھی دیا تب بھی مجھے اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی رہے گی' اگر بندہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی کر لے اور اسے بخش بھی دیا جائے لیکن پھر بھی اسے اپنے گناہ پر شرمندگی ضرور رہے گی''۔

5-حضرت سیّدنا مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سیّدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے' حضرت سیّدنا مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں ''حضرت سیّدنا مسروق رحمۃ اللہ علیہ نماز میں طویل قیام کرتے جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پنڈلیاں سوج جاتیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ لیتے تو میں ان کے پیچھے بیٹھ جاتی' آپ رحمۃ

Scanned with CamScanner

اللہ علیہ کی حالت دیکھ دیکھ کر مجھے بہت ترس آتا اور میں روتی رہتی۔

پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں کیوں نہ روؤں' اس وقت میں اپنے آپ کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ موت میرے سامنے ہے' میرے ایک طرف جنت اور دوسری طرف جہنم ہے' اب معلوم نہیں: مجھے موت جہنم کی طرف دھکیلتی ہے یا جنت میں لے جاتی ہے''۔

6-حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سیّدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں: ہم نے حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ غمگین کسی بھی شخص کو نہیں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت غمگین واداس رہتے' اور فرمایا کرتے' ہم ہنستے ہیں اور ہمیں اس بات کی فکر ہی نہیں کہ اگر (بروز قیامت) اللہ تعالیٰ نے ہمارے اعمال کے بارے میں یہ فرمادیا: ''جاؤ تمہارا کوئی بھی عمل میرے نزدیک مقبول نہیں' (تو ہمارا کیا بنے گا)؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے اے ابن آدم! تیری ہلاکت ہو' کیا تو اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے؟ ہاں ہاں! جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گویا اس نے اپنے پروردگار سے جنگ کی۔ خدا کی قسم! میں ستر (70) بدری صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملا ہوں' ان میں سے اکثر اون کا لباس پہنتے' اگر تم انہیں دیکھتے تو انہیں دیوانہ سمجھتے اور اگر وہ تمہارے نیک و پرہیزگار لوگوں کو دیکھ لیتے تو ان کے متعلق کہتے ''ان کے اندر کوئی قابل تعریف بات نہیں''۔ اور اگر وہ تمہارے گناہ گاروں اور برے لوگوں کو دیکھ لیتے تو ان کے متعلق فرماتے ''(ایسا لگتا ہے جیسے) ان لوگوں کا آخرت پر ایمان ہی نہیں''۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''خدا کی قسم! میں نے ایسے بھی لوگ دیکھے جن کے

نزدیک دنیا کی وقعت قدموں کی خاک جتنی بھی نہیں اور وہ ایسے عظیم لوگ تھے کہ اگر ان میں سے کسی کو رات کے وقت تھوڑا سا بھی کھانا ملتا تو کہتا میں اکیلا یہ سارا کھانا نہیں کھاؤں گا بلکہ اس میں سے کچھ ضرور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صدقہ کروں گا حالانکہ خود ان کی ایسی حالت ہوتی کہ ان پر صدقہ کیا جائے''۔

حضرت سیّدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت سیّدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ عراق کے گورنر بن کر آئے تو انہوں نے حضرت سیّدنا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا اور انہیں ایک گھر دے دیا جس میں آپ دونوں حضرات تقریباً ایک ماہ قیام فرما رہے۔ ایک دن صبح صبح ایک خادم ان کے پاس آیا اور کہا: ''حضرت سیّدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ آپ سے ملاقات کے لئے آ رہے ہیں' اتنی ہی دیر میں حضرت سیّدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی لاٹھی سے سہارا لیتے ہوئے وہاں آپہنچے۔ آتے ہی سلام کیا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں آپ دونوں حضرات رحمہم اللہ کے سامنے بیٹھ گئے۔

پھر (گورنر عراق) حضرت سیّدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''یزید بن عبدالملک نے مجھے ایک خط بھیجا ہے جس میں کچھ احکام نافذ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ ان احکام کے نفاذ میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اب اگر میں اس کی اطاعت کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں تو اس (یعنی یزید بن عبدالملک) کے حکم سے روگردانی ہوگی' اب آپ حضرات ہی کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ میں یزید بن عبدالملک کے حکم سے خلاصی پا جاؤں''۔

یہ سن کر حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدنا امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ''اے ابوعمر! تم ہی ان کے سوال کا جواب دو''۔ حضرت سیّدنا امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اس طرح گفتگو کی: ''اے ابن ہبیرہ! تمہاری سلامتی اسی میں ہے کہ تم یزید بن عبدالملک کی بات مان لو''۔ یہ سن کر حضرت سیّدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ کہا وہ تو آپ سن چکے''۔ عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟''

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابن ہبیرہ! عنقریب اللہ تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تیرے پاس آئے گا جو بہت مضبوط اور انتہائی کرخت لہجے والا ہوگا۔ وہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتا، پھر وہ تجھے تیرے خوبصورت وکشادہ محل سے نکال کر انتہائی تنگ وتاریک قبر میں پہنچا دے گا۔ اے ابن ہبیرہ! اگر تو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا تو وہ تجھے یزید بن عبدالملک کے شر سے محفوظ رکھے گا جبکہ یزید بن عبدالملک تجھے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ہرگز نہیں بچا سکتا۔

اے ابن ہبیرہ! ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا، اگر تو نے یزید بن عبدالملک کا کوئی ایسا حکم مانا جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہو تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھ پر نگاہِ غضب ڈالے اور مغفرت کے دروازے تجھ پر بند کر دے۔

میری ملاقات اس امت کے سابقہ لوگوں سے بھی ہوئی ہے۔ وہ دنیا سے اتنے ہی دور بھاگتے تھے جتنی تم اس کی خواہش کرتے ہو حالانکہ دنیا ان کے قدموں میں گرتی تھی اور تم سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔ اے ابن ہبیرہ! اللہ تعالیٰ نے جس مقام سے تجھے ڈرایا ہے میں بھی تجھے اسی مقام سے ڈراتا ہوں''۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ (پ13، ابراہیم 14)

یہ اس لئے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اگر تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے یزید بن عبدالملک کے شر سے بچائے گا اور اگر تو یزید بن عبدالملک کی اطاعت اور

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے یزید بن عبدالملک کے سپرد کر دے گا''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نصیحت آموز باتیں سن کر حضرت سیّدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں بھر آئیں اور وہ زار وقطار روتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

دوسرے دن حضرت سیّدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں بزرگوں کے لئے تحائف بھجوائے۔ حضرت سیّدنا امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے تحائف زیادہ تھے (حضرت سیّدنا امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ) مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور (تحائف دیکھ کر) کہا: ''اے لوگو! تم میں سے جو بھی اس بات پر قادر ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو دنیاداروں پر ترجیح دے تو اسے ضرور ایسا ہی کرنا چاہئے''۔

اس پاک پروردگار کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، ایسا نہیں ہے کہ جس چیز کو حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جانتے ہیں، میں اس سے جاہل ہوں، بلکہ بات دراصل یہ ہے کہ میں نے ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کی خوشنودی چاہی لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے دور کر دیا (یعنی میں حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا)

7-حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سیّدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان والوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مجنون سمجھا ہوا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اپنے گھروں کے قریب کمرہ بنایا ہوا تھا۔ دو سال گزر جاتے لیکن گھر والے آپ کی طرف توجہ نہ دیتے، نہ ہی آپ کی خبر گیری کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی گزر بسر اس طرح کرتے کہ کھجور کی گٹھلیاں چنتے، شام کو انہیں بیچتے اور ان کے بدلے جو ردی کھجوریں وغیرہ ملتیں انہیں افطاری کے لئے رکھ لیتے (اور انہیں کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے)

Scanned with CamScanner

جب حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حج کے اجتماع میں فرمایا: ''اے لوگو! کھڑے ہو جاؤ''۔ حکم پاتے ہی تمام لوگ کھڑے ہو گئے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''قبیلہ مراد کے لوگوں کے علاوہ سب بیٹھ جائیں''۔ (چند لوگوں کے علاوہ) سب بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: ''تم میں سے ''قبیلہ قرن'' کے لوگ کھڑے رہیں باقی سب بیٹھ جائیں''۔ ایک شخص کے علاوہ سب بیٹھ گئے۔ یہ کھڑا ہونے والا شخص حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا چچا تھا۔

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ''کیا آپ ''قبیلہ قرن'' کے رہنے والے ہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں! میں قرن ہی کا رہنے والا ہوں''۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کیا آپ اویس قرنی کو جانتے ہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''حضور! آپ رضی اللہ عنہ جس اویس کے متعلق سوال کر رہے ہیں وہ تو ہمارے ہاں احمق مشہور ہے، وہ اس لائق کہاں کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے متعلق استفسار فرمائیں، وہ تو پاگل و مجنون ہے''۔

یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ رونے لگے، اور فرمایا: ''میں اس پر نہیں بلکہ تم پر رو رہا ہوں، میں نے تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اویس قرنی کی شفاعت سے ''قبیلہ ربیعہ'' اور ''قبیلہ مضر'' کے برابر لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا''۔ (سنن ابن ماجۃ، ابواب الزہد، باب صفۃ النار، الحدیث 4323، ص 274، مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب ما ذکر فی اویس القرنی، الحدیث 1، ج 7، ص 539)

حضرت سیّدنا ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب مجھ تک یہ حدیث پہنچی تو میں فوراً ''کوفہ'' کی طرف روانہ ہوا۔ میرا وہاں جانے کا صرف یہی مقصد تھا کہ حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کر لوں اور ان کی صحبت سے فیضیاب ہو سکوں''۔ کوفہ پہنچ کر میں انہیں تلاش کرتا رہا۔ بالآخر میں نے انہیں دوپہر کے وقت نہر فرات کے کنارے وضو کرتے پایا، جو نشانیاں مجھے ان کے متعلق بتائی گئی تھیں ان کی وجہ سے میں

نے انہیں فوراً پہچان لیا۔

ان کا رنگ انتہائی گندمی، جسم دبلا پتلا، سر گرد آلود اور چہرہ انتہائی بارعب تھا۔ میں نے قریب جا کر انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور میری طرف دیکھا۔ میں نے فوراً مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن انہوں نے مصافحہ نہ کیا۔ میں نے کہا: ''اے اویس! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کیسے ہیں؟'' ان کو اس حالت میں دیکھ کر اور ان سے شدید محبت کی وجہ سے میری آنکھیں بھر آئیں اور میں رونے لگا۔ مجھے روتا دیکھ کر وہ بھی رونے لگے۔

اور مجھ سے فرمایا: ''اے میرے بھائی ہرم بن حیان! اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کیسے ہیں؟ اور میرے بارے میں آپ کو کس نے بتایا کہ میں یہاں ہوں؟'' میں نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف راہ دی ہے''۔

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ''لا الٰہ الا اللہ'' اور ''سبحان اللہ'' کی صدائیں بلند کیں اور فرمایا: ''بے شک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے''۔

پھر میں نے آپ سے پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کو میرا اور میرے والد کا نام کیسے معلوم ہوا؟'' حالانکہ آج سے پہلے نہ کبھی میں نے آپ کو دیکھا اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دیکھا''۔

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مجھے میرے علیم و خبیر پروردگار نے خبر دی ہے: اے میرے بھائی ہرم بن حیان! میری روح تیری روح کو اس وقت سے جانتی ہے جب (عالم ارواح) میں تمام روحوں کی آپس میں ملاقات ہوئی تھی۔ بے شک بعض مومن اپنے بعض مومن بھائیوں کو جانتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک دوسرے سے الفت و محبت رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان کی بظاہر ملاقات نہ ہوئی ہو، اگرچہ وہ ایک دوسرے سے بہت دور رہتے ہوں۔

Scanned with CamScanner

پھر میں نے ان سے کہا: ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے' مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنایئے''۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان! مجھے نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی اور نہ ہی میں ان کی زیارت سے مشرف ہو سکا' ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میں نے ان عظیم ہستیوں کی زیارت کی ہے جن کی نظریں میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے والضحیٰ والے چہرے کی زیارت کر چکی ہیں۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اپنے اوپر اس بات کا دروازہ کھولوں کہ لوگ مجھے محدث' مفتی یا راوی کہیں' میں لوگوں سے دور رہنا چاہتا ہوں اور اپنی اس حالت پر خوش ہوں''۔

پھر میں نے ان سے کہا: ''اے میرے بھائی! مجھے اللہ تعالیٰ کے کلام سے کچھ تلاوت ہی سنا دیجئے اور مجھے کچھ نصیحت فرمایئے تاکہ میں اسے یاد رکھوں۔ بے شک میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر فرمایا میرے رب کا کلام سب کلاموں سے اچھا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ دخان کی یہ آیتیں تلاوت فرمائیں:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ○ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○

(پ25' الدخان 38 تا 42)

اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے' کھیل کے طور پر۔ ہم نے انہیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں۔ بے شک فیصلہ کا دن ان سب کی میعاد ہے۔ جس دن کوئی دوست

کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد ہو گی' مگر جس پر اللہ رحم کرے' بے شک وہی عزت والا مہربان ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ چند آیتیں پڑھیں پھر ایک زوردار چیخ ماری۔ میرے گمان کے مطابق شاید آپ رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ جب انہیں کچھ افاقہ ہوا تو فرمانے لگے ''اے ابن حیان! تیرا باپ فوت ہو چکا' عنقریب تو بھی اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ پھر یا تو تیرا ٹھکانہ جنت میں ہو گا یا پھر معاذ اللہ جہنم میں۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے)

اے ابن حیان رحمۃ اللہ علیہ! تیرا باپ حضرت سیّدنا آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تیری ماں ''حضرت سیدہ حوا'' رضی اللہ عنہا اس دنیا فانی سے جا چکے' حضرات انبیاء کرام علیہم السلام حضرت سیّدنا نوح' حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ' حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ' حضرت سیّدنا داؤد علیہم السلام اور ہمارے پیارے آقا' مدینے والے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دنیا سے ظاہری پردہ فرما چکے' خلیفہ اول امیر المومنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی انتقال ہو گیا' اور میرے بھائی اور دوست خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی وصال ہو گیا۔ جب میں نے یہ سنا تو فوراً کہا: ''حضور! یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کیا فرما رہے ہیں؟ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو ابھی حیات ہیں' ان کا ابھی وصال نہیں ہوا''۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مجھے میرے پروردگار نے خبر دی ہے اور میرا دل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے' عنقریب میں اور آپ بھی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو جائیں گے''۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں درود و سلام کے گجرے نچھاور کئے اور آہستہ آواز میں دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔

پھر فرمایا: ''میری ایک نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا۔ کتاب اللہ میں تمام احکامات آ چکے'

Scanned with CamScanner

تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیاءِ کرام رحمہم اللہ کا اس دنیا سے کوچ کر جانا ہمارے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے۔ ہمیشہ موت کو یاد رکھنا۔ اپنے دل کو دنیا میں نہ الجھانا اور جب تو یہاں سے اپنی قوم کے پاس جائے تو انہیں (عذابِ آخرت) سے خوب ڈرانا' اور تمام لوگوں کا خیر خواہ اور ناصح بن کر رہنا اور کبھی بھی جماعت سے دور نہ ہونا' اگر تو مسلمانوں کی بڑی جماعت سے جدا ہو گیا' تو تو دین سے جدا ہو جائے گا۔ تجھے معلوم بھی نہ ہو گا اور تو جہنم میں داخل ہو جائے گا''۔

پھر فرمایا: ''اے میرے بھائی! تو اپنے لئے بھی دعا کرنا اور مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھنا''۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے لگے ''اے پروردگار! ہرم بن حیان کا گمان ہے کہ یہ مجھ سے تیری خاطر محبت کرتا ہے اور تیری رضا ہی کی خاطر مجھ سے ملاقات کرنے آیا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ! مجھے جنت میں اس کی پہچان کرا دینا اور جنت میں بھی میری اس سے ملاقات کرا دینا۔ یا اللہ تعالیٰ! جب تک یہ دنیا باقی رہے اس کی حفاظت فرما اور اسے تھوڑی ہی دنیا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ تعالیٰ! اسے جو نعمیں تو نے عطا کی ہیں ان پر شکر کرنے والا بنا دے' ہماری طرف سے اسے خوب بھلائی عطا فرما''۔

پھر مجھ سے فرمایا: ''اے ابن حیان! تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اور خوب برکت ہو' آج کے بعد میں تجھ سے ملاقات نہ کر سکوں گا' بے شک میں شہرت کو پسند نہیں کرتا۔ جب میں لوگوں کے درمیان ہوتا ہوں تو سخت پریشان اور غمگین رہتا ہوں۔ بس مجھے تو تنہائی بہت پسند ہے۔ آج کے بعد تو میرے متعلق کسی سے نہ پوچھنا اور نہ ہی مجھے تلاش کرنا۔ میں ہمیشہ تجھے یاد رکھوں گا' اگرچہ تم مجھے نہ دیکھو گے اور میں تجھے نہ دیکھ سکوں گا۔ میرے بھائی! تو مجھے یاد رکھنا' میں تجھے یاد رکھوں گا۔ میرے لئے دعا کرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں تجھے یاد رکھوں گا اور تیرے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ اب تو اس سمت چلا جا اور میں دوسری طرف چلا جاتا ہوں''۔

یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف چل دیئے۔ میں نے خواہش ظاہر کی کہ کچھ دور تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چلوں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار فرما دیا اور ہم دونوں روتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

میں بار بار آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مڑ مڑ کر دیکھتا' یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک گلی کی طرف مڑ گئے۔ اس کے بعد میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت تلاش کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے نہ مل سکے اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ملا جو مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق خبر دیتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ کرم کیا کہ مجھے ہفتے میں ایک دو مرتبہ خواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ضرور ہوتی ہے۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل:

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ان کو زیادہ پسند فرماتا ہے جو مخلص' پرہیزگار اور گمنام ہوتے ہیں' جن کے چہرے گرد آلود' بھوک کی وجہ سے پیٹ کمر سے ملے ہوئے اور بال بکھرے ہوئے ہوں' اگر وہ امراء کے پاس جانا چاہیں تو انہیں اجازت نہ ملے' اگر کسی محفل میں موجود نہ ہوں تو کوئی ان کے متعلق سوال نہ کرے اور اگر موجود ہوں تو کوئی انہیں اہمیت نہ دے' اگر وہ کسی سے ملاقات کریں تو لوگ ان کی ملاقات سے خوش نہ ہوں' اگر وہ بیمار ہو جائیں تو کوئی ان کی عیادت نہ کرے اور جب مر جائیں تو لوگ ان کے جنازہ میں شریک نہ ہوں''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسے لوگوں سے ہماری ملاقات کیسے ہو سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اویس قرنی انہی لوگوں میں سے ہیں''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اویس قرنی کون ہے؟'' آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اس کا قد درمیانہ' سینہ چوڑا' رنگ شدید گندمی' داڑھی سینہ تک

Scanned with CamScanner

پھیلی ہوئی، اس کی نگاہیں جھکی جھکی، اپنے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ پر رکھ کر قرآن کی تلاوت کرتا ہے، زاروقطار رونے والا ہے، اس کے پاس دو چادریں ہیں، ایک بچھانے کے لئے اور ایک اوڑھنے کے لئے، دنیا والوں میں گمنام ہے، لیکن آسمانوں میں اس کا خوب چرچا ہے۔ اگر وہ کسی بات پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا کرے گا، اس کے سیدھے کندھے کے نیچے سفید نشان ہے۔ کل بروزِ قیامت نیک لوگوں سے کہا جائے گا ''تم لوگ جنت میں داخل ہو جاؤ''۔ لیکن اویس قرنی سے کہا جائے گا ''تو ٹھہر جا اور لوگوں کی سفارش کر''۔ چنانچہ وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں کی تعداد کے برابر گنہگاروں کی سفارش کرے گا''۔ (حلیۃ الاولیاء، اویس بن عامر القرنی، الحدیث 1567، ج 2، ص 96-97، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل اویس القرنی، الحدیث 224(2542)ص1123)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عمر فاروق اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''جب بھی تم دونوں کی ملاقات اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے ہو، تو اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کروانا''۔

حضرت سیّدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما تقریباً دس سال تک حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو تلاش کرتے رہے لیکن ان کے بارے میں معلومات نہ ہو سکیں۔ پھر جس سال امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اسی سال آپ رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر جبل ''ابوقبیس'' پر کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے باآوازِ بلند فرمایا:

''اے یمن سے آنے والے حاجیو! کیا تم میں سے کوئی اویس رحمۃ اللہ علیہ نامی شخص موجود ہے؟'' یہ سن کر ایک بوڑھا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: ''ہم نہیں جانتے کہ آپ رضی اللہ عنہ کس اویس کے متعلق پوچھ رہے ہیں؟ ہاں میرا ایک بھائی ہے جس کا نام

اویس ہے لیکن وہ تو بہت غریب اور عام سا آدمی ہے، وہ اس قابل کہاں کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے متعلق سوال کریں، وہ تو ہمارا چرواہا ہے اور ہمارے ہاں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں''۔ یہ سن کر حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہت غمگین ہوئے گویا کہ حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس شخص کا اس طرح بولنا آپ کو سخت ناگوار ہوا، تھوڑی دیر بعد آپ نے اس شخص سے پوچھا: ''تیرا وہ بھائی کہاں ہے؟ کیا وہ ہمارے حرم میں موجود ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''جی ہاں! وہ حرم شریف ہی میں موجود ہے، شاید! اب وہ میدانِ عرفات کی طرف ہوگا''۔

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم فوراً میدانِ عرفات کی طرف چل دیئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ عاشق صادق ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہا ہے اور اونٹ اس کے اردگرد چر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر سیّدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اپنی سواریوں سے نیچے اتر آئے اور اس عاشق صادق کے پاس آکر سلام کیا۔

حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کو مختصر کیا اور نماز سے فارغ ہو کر سلام کا جواب دیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ''اے شخص تو کون ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''میں اپنی قوم کا مزدور اور چرواہا ہوں''۔ آپ دونوں حضرات رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ہم تجھ سے ان چیزوں کے متعلق سوال نہیں کر رہے بلکہ یہ بتائیں، آپ کا نام کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''میں عبداللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کا بندہ) ہوں''۔ فرمایا: ''یہ تو ہم بھی جانتے ہیں: زمین و آسمان میں موجود تمام لوگ اللہ تعالیٰ ہی کے بندے ہیں، تم اپنا وہ نام بتاؤ جو تمہاری ماں نے رکھا ہے؟''

یہ سن کر حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: ''آپ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اویس

Scanned with CamScanner

قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق چند نشانیاں بتائی ہیں، ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں اور رنگت کے متعلق بتائی ہوئی نشانیاں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھ چکے ہیں لیکن ہمارے غیب دان آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نشانی اور بتائی تھی کہ اس کے سیدھے کندھے کے نیچے سفید نشان ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ذرا اپنا سیدھا کندھا ہمیں دکھا دیں، اگر وہ نشان موجود ہوا تو ہم پہچان جائیں گے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے متعلق ہمارے غیب دان آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دی ہے۔

یہ سن کر حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کندھے سے چادر ہٹائی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک کندھے کے نیچے سفید نشان موجود تھا۔ نشان دیکھتے ہی دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما نے حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو بوسہ دیا اور فرمایا: ''ہم گواہی دیتے ہیں: تم ہی وہ اویس رحمۃ اللہ علیہ ہو جس کے متعلق ہمیں نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے لئے مغفرت کی دعا کریں''۔

یہ سن کر حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: ''میں تو صرف اپنے لئے استغفار کرتا ہوں اور نہ ہی کسی فردِ معین کے لئے بلکہ میں تو ہر مومن مرد و عورت کے لئے استغفار کرتا ہوں۔ آپ لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے میرا حال تو منکشف فرما ہی دیا ہے، اب آپ اپنے متعلق بتائیں کہ ''آپ کون ہیں؟''

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر جواب دیا: ''یہ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں اور میں علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ہوں''۔

یہ سنتے ہی حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ باادب کھڑے ہو گئے اور عرض کی: ''اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو سلامت رکھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائے''۔

یہ سن کر امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ

آپ پر بھی رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر میرا انتظار فرمائیں تاکہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے مکہ مکرمہ سے کچھ چیزیں خرید لاؤں اور کچھ کپڑے وغیرہ لے آؤں آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے یہیں ملنا''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: ''حضور! آپ تکلف نہ فرمائیں، شاید! آج کے بعد میں آپ کی زیارت نہ کر سکوں گا اور ویسے بھی میں کپڑوں اور پیسوں کا کیا کروں گا؟ آپ رضی اللہ عنہ دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے پاس اون کی دو چادریں موجود ہیں، میں انہیں بھاڑ تو نہیں دوں گا اور یہ دیکھیں میرے پاس چمڑے کے جوتے ہیں میں اتنی جلدی انہیں بیکار تھوڑا ہی کروں گا، باقی رہا پیسوں کا مسئلہ تو میری قوم مجھے اونٹوں کی رکھوالی اور چرائی کے بدلے چار درہم دیتی ہے جو میرے لئے کافی ہیں''۔

اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! میرے اور آپ کے سامنے ایک تنگ اور دشوار گزار گھاٹی ہے جسے صرف کمزور اور ضعیف لوگ ہی عبور کر سکیں گے پس ہو سکے تو اپنے آپ کو ہلکا کر لیں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم و کرم فرمائے''۔

یہ سن کر حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا درہ زمین پر مارا اور فرمایا: ''اے عمر! کاش! تجھے تیری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا، کاش! وہ بانجھ ہوتی''۔

پھر فرمایا: ''کیا کوئی ایسا ہے جو مجھ سے خلافت کو اس کی ذمہ داریوں اور اس کے ثواب کے ساتھ قبول کر لے''۔

حضرت سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: ''اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس (خلافت) سے دور بھاگتا ہے (ہماری جدائی کا وقت آ گیا ہے) اب آپ ایک طرف تشریف لے جائیں اور میں دوسری طرف چلا جاتا ہوں۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اونٹوں کو لے کر دوسری طرف چل دیئے اور اونٹوں کو قوم کے حوالے کر دیا۔

Scanned with CamScanner

پھر سب کام چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور بالآخر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

نوٹ: حضرت ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر چونکہ حضرت سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ذکر میں آ گیا ہے اس لئے ان کا علیحدہ ذکر نہیں کیا گیا۔

(عیون الحکایات، حصہ اول، از امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی المتوفی 597ھ)

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

Scanned with CamScanner